304
1415

خطیبِ پاکستان

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اپنے معاصرین کی نظر میں

مرتّبہ
مولانا اوکاڑوی اکادمی

ناشر
دادا بھائی فاؤنڈیشن کراچی

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون

Marfat.com

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

Marfat.com

مجددِ مسلکِ اہل سنت مہرِ شریعت بدرِ طریقت محسنِ ملت

عاشقِ رسولؐ محبِ صحابہؓ و آلِ بتولؓ محبوبِ اولیاؒ

خطیبِ پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی

اپنے معاصرین کی نظر میں

مرتبہ

مولانا اوکاڑوی اکادمی

ناشر

دادابھائی فاؤنڈیشن کراچی

Marfat.com

59232

جُملہ حقوق محفوظ ھیں

نام کتاب : خطیبِ پاکستان اپنے معاصرین کی نظر میں

مرتبہ : مولانا اوکاڑوی اکادمی

ناشر : دادابھائی فاؤنڈیشن ابراہیم اسٹیٹ شارع فیصل

بارِ اشاعت : اوّل ۱۹۸۶ء

تعداد : دوہزار

سرورق : خورشید رقم لاہور

خطاطی : ملک رضاء اللہ قادری فیصل آباد

مطبع : اے ایس اے پرنٹرز

قیمت :

Marfat.com

اِنتساب

حضرت خطیبِ پاکستان علیہ رحمۃ المنان
کے آخری کلام کے نام جو
رحمتِ عالم نورِ مجسّم شفیعِ معظم صلّی اللہ علیہ وسلّم
کی بارگاہ میں درود وسلام پر مشتمل تھا اور
یہی ان کا پیغام اور مقصود بھی تھا۔

رقابت گو بُری شے ہے مگر یہ حسرت ہے
زمانہ مبتلائے سیّد ابرارؐ ہو جائے

کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہٗ

Marfat.com

ترتیب

خطیبِ پاکستان کی سوانح کا سرسری خاکہ ۹
مابین ۱۷
جنرل محمد ضیاء الحق ۲۳
لیفٹیننٹ جنرل جہانداد خاں ۲۴
سید غوث علی شاہ ۲۵
ستارۂ امتیاز ۲۶
مکتوب صدرِ پاکستان ۲۷
جنرل محمد ضیاء الحق ۲۸
تاثرات برائے ٹیلی وژن ۲۹
جناب مخدوم سجاد حسین قریشی ۳۱
لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان ۳۲
جناب صاحبزادہ یعقوب علی خان ۳۳
جناب شریف الدین پیرزادہ ۳۴
لیفٹیننٹ جنرل ایس ایم عباسی ۳۵
جناب سید یوسف رضا گیلانی ۳۷
جناب جمال سید میاں ۳۸
جناب اسلام الدین شیخ ۳۹
جناب راجہ ظفر الحق ۴۰
جناب غلام دستگیر خان ۴۱
جناب میر علی احمد خان تالپور ۴۲
لیفٹیننٹ جنرل سعید قادر ۴۳
جناب راجہ سکندر زمان ۴۴
جناب خواجہ محمد صفدر ۴۵
جناب محمود اے ہارون ۴۶
جناب محمد عباس خان عباسی ۴۷
جناب میر ظفر اللہ خان جمالی ۴۸
میجر جنرل (ریٹائرڈ) راؤ فرمان علی ۴۹
لیفٹیننٹ جنرل فیض علی چشتی ۵۰
محمد حیات خان (سابق صدر آزاد کشمیر ۵۱
جناب محمد امین الحق ۵۲
جناب عرفان احمد امتیازی ۵۴
قونصل خانہ جمہوری اسلامی
ایران۔ کراچی۔ ۵۶
پیر سید طاہر علاؤ الدین گیلانی ۵۷
علامہ سید احمد سعید کاظمی ۵۹
مولانا غلام علی اوکاڑوی ۶۱
پیر محمد کرم شاہ ازہری ۶۴
پیر میاں فیض محمد نقشبندی ۶۵
پیر صاحب دیول شریف ۶۸
صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر ۶۹
جناب حسین امام ۷۲
نواب محمد یامین ۷۳
پروفیسر غفور احمد ۷۵
محمود اعظم فاروقی ۷۶
خواجہ خیر الدین ۷۷
جناب شفیق الرحمٰن ۷۸
سید ضمیر جعفری ۷۹
تصاویر ۸۱ تا ۹۵
کرنل محمد خاں ۹۶
مولانا کوثر نیازی سینیٹر ۹۷

Marfat.com

جناب رئیس امروہوی ۹۹
جناب میر تقی بخش زہری
شیخ لیاقت حسین و بیگم محمودہ سلطانہ ۱۰۳
جناب حکیم محمد سعید ہمدرد ۱۰۴
پیر سید احمد اشرف جیلانی ۱۰۶
جناب پروفیسر مسعود احمد ۱۰۹
شمس بریلوی ۱۱۶
صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی ۱۱۹
مولانا غلام سرور قادری ۱۲۲
پیر فیاض الحسن قادری ۱۲۸
مولانا محمد حسن حقانی ۱۲۹
صاحبزادہ محمد حفیظ الرحمٰن معصومی ۱۳۳
پیر محمد افضل قادری ۱۳۷
مولانا سید محمد محفوظ الحق شاہ ۱۳۹
مولانا عبدالحکیم شرف قادری ۱۴۴
مولانا عبدالقیوم ہزاروی ۱۴۶
صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی ۱۵۰
مولانا ابوداؤد محمد صادق ۱۵۳
جناب سید ہاشم رضا ۱۵۴
مولانا محمد حسن قادری ۱۵۵
پروفیسر محمد منور مرزا ۱۶۰
پروفیسر محمد طاہر القادری ۱۶۱
مولانا محمد صدیق ہزاروی ۱۶۳
جناب سید علی نواب ۱۶۵
مولانا فیض احمد فیض گولڑوی ۱۶۷
مفتی محمد اشرف قادری ۱۶۹
سید ریاست علی قادری ۱۷۳
صوفی ظہیر الحسن رحمانی ۱۷۴
پروفیسر نبی بخش گوہر ۱۸۰
شیخ محمد لطیف نقشبندی ۱۸۴
شیخ محمد حنیف ۱۹۷
صوفی محمد عالم ۲۰۱
حاجی شیر محمد ۲۰۲
چوہدری نور احمد مقبول ۲۰۳
محمد اکرام نقشبندی ۲۲۸
محمد اقبال قادری ۲۳۵
اقبال حیدر ۲۳۷
محترمہ غلام فاطمہ ۲۴۰
مولانا احمد علی فائز شرق پوری ۲۰۹
محمد اقبال ۲۱۸
جناب شیخ ظفر علی ۲۴۱
صوفی میاں احمد ۲۴۲
مولانا ابوالطاہر محمد رمضان ۲۴۸
جناب ہارون محمد قادودانی ۲۵۰
مولانا شبیر احمد اظہری ۲۵۴
مولانا عبدالعلیم قادری ۲۵۷
علامہ عقیل ترابی ۲۶۱
ڈاکٹر محمد مظہر قیوم ۲۶۳
سید علی فردوسی ۲۶۴
مولانا اکبر علی شرق پوری ۲۶۸
اظہر عباس جعفری ۲۷۲
تصاویر ۲۷۳ تا ۲۸۸
محمد اسلام ککھی ۲۹۱
الحاج صوفی محمد رحمت اللہ ۲۹۶
مولانا جمیل الرحمٰن سعیدی ۳۰۲
محمد رئیس علوی ۳۱۱
مولانا محمد اعظم سعیدی ۳۱۴
ہادی عسکری ۳۲۲
حاجی گلاب خان ۳۲۴
علامہ سید نصیر الاجتہادی ۳۳۲
سلمان الارشد ۳۳۳
صوفی حبیب الرحمٰن ۳۳۴
پروفیسر ایس آئی اے سبزواری ۳۳۰
پروفیسر نظام الحسن ۳۳۹
ڈاکٹر سید اقبال احمد ۳۴۰
محترمہ شاہدہ پروین احمد ۳۴۱

Marfat.com

ڈاکٹر ممتاز عالم ۳۴۳
محمد صلاح الدین ۳۴۵
بشیر حسین ناظم ۳۴۶
مولانا محمد فاروق قادری ۳۴۸
عاشق حسین ۳۷۰
صوفی محمد ریاض قادری ۳۷۵
مولانا محمد اسلم نعیمی ۳۸۲
مولانا محمد صدیق ۳۸۶
شیخ محمود احمد ۳۹۴
بنے میاں قادری ۳۹۷
راؤ محمد اقبال ۴۰۵
رانا محمد عالم ۴۰۷
مولانا عبدالخالق نقشبندی ۳۸۳
مولانا محمد اقبال انصاری ۳۸۵
مولانا اللہ بخش اویسی ۳۸۷
خادم حسین ۴۹۰
طاہر عباس زیدی ۴۹۴
ریاض احمد چوہان ۴۹۶
سید خادم حسین شاہ بخاری ۴۹۷
مولانا قاری محمد علی قادری بلوچ ۴۹۸
چوہدری محمد افضل ۴۹۹
سلطان محمود مغل ۵۰۳
غلام شبیر سیالوی ۵۰۷
الٰہی بخش ۵۱۱
حاجی شبیر احمد ۵۱۲
مولانا اسد دیوبندی ۵۱۹
ناصر کیانی ۵۲۲
ہارون رحمان ۵۲۴
سید اکرام حسین چشتی ۵۲۵
غلام محبوب سبحانی ۵۲۷
محمد اسلام الدین دہلوی ۵۲۹
محمد امین خان لودھی ۵۳۱
خان محمد رحمانی ۵۳۲
پیر عبدالقادر فریدی چشتی ۵۳۴
سردار محمد اسحاق خان ۵۳۷
شیخ منظور احمد ۵۴۱
صوفی محمد اقبال شفیعی قادری ۵۴۶
سلمان آغا ۵۴۹
قاری عبدالغنی نقشبندی ۵۵۵
مولانا غلام ربانی چشتی ۵۵۶
مولانا محمد غوث حبیبی ۵۵۷
بشیر احمد لغاری بلوچ ۵۵۹
عبدالحق خان ۵۶۰
شیخ اختر علی ۵۶۱
مولانا محمد رمضان ۵۶۷
مولانا حبیب احمد ۵۷۵
محمد نذیر لودھی ۵۸۱
عبداللہ دادا بھائی ۵۸۵

حصۂ نظم

مولانا ابوالبیان غلام علی اوکاڑوی ۵۸۷
مولانا صائم چشتی ۵۸۸
فدا حسین فدا ۵۸۹
حنیف اسعدی ۵۹۰
صوفی اصغر علی اصغر ۵۹۲
حافظ بصیر پوری ۵۹۳
سید مزمل اللہ تلقین ۵۹۴
سید منظور الکونین ۵۹۵
شمیم صبائی متھراوی ۵۹۶
محمد اقبال صابر ۵۹۷
مولانا نذر محمد راہی ۶۰۰
عبدالقیوم طارق ۶۰۱
مولانا حفیظ نقشبندی ۶۰۲
مولانا اکبر شرق پوری ۶۰۳
قمر احمد تاج ۶۰۴
رمضان بخش صادق ۶۰۷
تلامذہ کے اسمائے گرامی ۶۰۹
خلفاء کے اسمائے گرامی ۶۱۰
سفرِ آخر کی روداد ۶۱۱

Marfat.com

خطیبِ پاکستان

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رح

کی سوانح کا سرسری خاکہ

* نام :- (مولانا) محمد شفیع اوکاڑوی۔
* ولدیت :- حاجی شیخ کرم الٰہی مرحوم جو پنجاب کی معزز شیخ تاجر برادری سے تعلق رکھتے تھے۔
* سن ولادت :- ۱۹۲۹ء
* مقام ولادت :- کھیم کرن۔ مشرقی پنجاب، بھارت
* تعلیم :- اسکول میں مڈل تک اور دینی تعلیم۔ درس نظامی مکمل و دورۂ حدیث و تفسیر۔
* بیعت و ارادت :- شیخ المشائخ حضرت پیر میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضرت ثانی صاحب قبلہ برادر خورد شیر ربانی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری (سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ)
* (حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری علیہ الرحمہ نے حاجی میاں کرم الٰہی کو مولانا اوکاڑوی کی ولادت اور ان کے فضل و کمال کی بشارت پہلے سے ہی دے دی تھی۔ آپ کے والدین نے بھی آپ کی ولادت سے قبل مبارک خواب دیکھے)۔
* اپنے پیر و مرشد حضرت ثانی صاحب شرقپوری اور علمائے اہلسنت کے ساتھ زمانۂ طالب علمی میں تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور تقسیم ہند تک سرگرم عمل رہے۔

Marfat.com

* ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے اوکاڑا آ گئے اور جامعہ حنفیہ اشرف المدارس قائم کیا۔ جس کے بانیان اور سرپرستوں میں سے تھے۔
* دار العلوم اشرف المدارس اوکاڑا کے شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا غلام علی صاحب اشرفی اوکاڑوی اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان کے شیخ الحدیث والتفسیر غزالی دوراں حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید صاحب کاظمی سے علوم دینیہ حاصل کیے اور اسناد حاصل کیں۔
* جامع مسجد مہاجرین منٹگمری (ساہیوال) میں نماز جمعہ کی خطابت شروع کی اور برلا ہائی اسکول اوکاڑا میں دینیات کے معلم رہے۔
* ۱۹۵۲ء میں تحریک ختم نبوت میں محض سید عالم ختمی مرتبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے لیے بھرپور حصہ لیا۔ ضلع منٹگمری (ساہیوال) ا[ور] پنجاب کی سرکردہ شخصیت تھے، حکومت نے قید کر دیا۔ دس ماہ منٹگمری جیل میں رہے۔ اسیری کے ان ایام میں مولانا کے دو فرزند تنویر احمد اور منیر احمد جن کی عم[ر] بالترتیب تین سال اور ایک سال تھی انتقال کر گئے۔ یہ دونوں مولانا کے پہلے فرزند تھے۔ ان کی وفات کے سبب گھریلو حالات پریشان کن تھے۔ بچھ با[اثر] لوگوں نے ڈپٹی کمشنر ساہیوال سے مل کر سفارش کی۔ ڈپٹی کمشنر نے جیل کا دو[رہ] کیا۔ گرفتار شدگان سے ملاقات کی اور مولانا اوکاڑوی کو بالخصوص الگ بلا[کر] کہا کہ "بچوں کی وفات کی وجہ سے آپ کے گھر کے حالات ٹھیک نہیں ہیں میرے پاس آپ کے لیے بہت سی سفارشیں ہیں۔ آپ معافی نامے پر دستخ[ط] دیں آپ کا معافی نامہ عوام سے پوشیدہ رکھا جائے گا اور آج ہی آپ کو ر[ہا] کر دیا جائے گا" مولانا نے جواباً کہا کہ "میں نے عزت و ناموس مصطفےٰ [کے] لیے کام کیا ہے اور میرا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم آخری نبی ہیں۔ لہٰذا معا[فی] مانگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بچے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ میری جان [بھی] چلی جائے تب بھی اپنے عقیدے پر قائم رہوں گا اور معافی نہیں مانگوں[گا]

Marfat.com

اس جواب پر حکومت برہم ہوئی اور مزید سختی کی گئی۔ دفعہ ۳ میں نظر بند کر دیا گیا اور ملاقات وغیرہ پر بھی سختی سے پابندی تھی۔ مولانا نے آخر وقت تک صبر واستقلال سے تمام صعوبتیں برداشت کیں۔

* اوکاڑا قیام کے دوران دینی و مذہبی اور ملی سماجی امور میں ہمیشہ نمایاں طور پر حصہ لیتے رہے۔

* ۱۹۵۵ء میں کراچی کے مذہبی حلقوں کے شدید اصرار پر کراچی آئے۔ کراچی کی سب سے بڑی مرکزی میمن مسجد بولٹن مارکیٹ کے خطیب و امام مقرر ہوئے اور جب سے تادم آخر شب و روز دین و مسلک کی تبلیغ میں مصروف رہے

* میمن مسجد کی امامت و خطابت کے بعد تقریباً تین برس جامع مسجد عید گاہ میدان اور سوا دو سال جامع مسجد آرام باغ اور بارہ برس نور مسجد نزد جوبلی سینما میں بلا معاوضہ خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے اور نماز جمعہ پڑھاتے رہے۔ ہر مقام پر زبردست اجتماع ہوتا۔ ان تمام مساجد میں بالترتیب تفسیر قرآن کا درس دیتے رہے اور نو پاروں کی تفسیر بیان کی۔

* اس دوران ۱۹۶۴ء میں پی ای سی ایچ سوسائٹی میں مسجد غوثیہ ٹرسٹ سے ملحق جس کے آپ چیئرمین بھی ہیں۔ ایک دینی درس گاہ قائم کی جس کا نام دارالعلوم حنفیہ غوثیہ ہے۔ الحمد للہ وہاں سے متعدد طلبہ علوم دینیہ حاصل کر کے چہار سمت تبلیغ دین کر رہے ہیں۔

* ۱۹۷۲ء میں ڈولی کھاتہ گلستان شفیع اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی میں ایک قطعہ زمین پر جو ڈیڑھ سو ۱۵۰ برس سے مسجد کے لیے وقف تھا۔ تعمیر مسجد کی بنیاد مولانا نے رکھی اور بلا معاوضہ خطابت شروع کی۔ ایک ٹرسٹ قائم کیا جس کا نام گلزار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم رکھا، اس کے مولانا بانی و چیئرمین ہیں۔ اس ٹرسٹ کے زیر اہتمام جامع مسجد گلزار حبیب اور جامعہ اسلامیہ گلزار حبیب زیر تعمیر ہے اسی کے پہلو میں آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔

Marfat.com

* مسلسل چھتیس ۳۶ برس تک ہر شب مولانا محترم مذہبی تقاریر فرماتے رہے ہیں۔ مولانا کی علمی استعداد، حسن بیان اور خوش الحانی اور شان خطابت نہایت منفرد اور ہر دلعزیز تھی۔ ہر تقریر میں ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد کے اجتماعات ہوتے تھے۔ ماہ محرم کی شب عاشورہ میں ملک کا سب سے بڑا مذہبی اجتماع مولانا کے خطاب کی مجلس کا ہوتا تھا۔ پاکستان کا کوئی علاقہ شاید ہی ایسا ہو جہاں مولانا نے خطاب نہ فرمایا ہو۔

* دین و مسلک کی تبلیغ کے لیے مولانا نے شرق اوسط، خلیج کی ریاستوں، بھارت اور جنوبی افریقہ اور ماریشس اور دوسرے ملکوں کے دورے کیے۔ صرف جنوبی افریقہ میں سنہ ۱۹۸۰ء تک مولانا کی تقاریر کے ساٹھ ہزار کیسٹس فروخت ہو چکے تھے۔ دوسرے ممالک میں فروخت ہونے والی تعداد بھی کم نہیں اور اب مولانا کی وڈیو کیسٹس بھی پھیل رہی ہیں۔

* مولانا اوکاڑوی کی عالمانہ تحقیق اور عشق رسول پر مبنی متعدد مذہبی تصانیف ہیں جو مذہبی حلقوں میں نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں ذکر جمیل، ذکر حسین (دو حصے)، راہ حق، درس توحید، شام کربلا، راہ عقیدت، امام پاک اور یزید پلید، برکات میلاد شریف، ثواب العبادات نماز مترجم، سفینۂ نوح (دو حصے)، مسلمان خاتون، انوار رسالت مسئلہ طلاق ثلاثہ، نغمۂ حبیب، مسئلہ سیاہ خضاب، انگوٹھے چومنے کا مسئلہ (نشری تقاریر) اخلاق و اعمال، تعارف علمائے دیوبند، جہاد وقت الی آئینۂ حقیقت، مسئلہ بیس تراویح اور متعدد مقالات پر مشتمل رسائل وغیرہ

* ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۶۲ء میں کراچی کے علاقہ کھڈہ میں ایک سازش کے تحت اختلاف عقائد کی بنا پر کچھ لوگوں نے محض تعصب کا شکار ہو کر دوران تقریر مولانا اوکاڑوی پر چھریوں اور چاقوؤں سے شدید قاتلانہ حملہ کیا جس سے آپ کے گردن کندھے، سر اور پشت پر پانچ نہایت گہرے زخم آئے۔ کراچی کے

Marfat.com

سول ہسپتال میں دو دن کے بعد پولیس آفیسر کو اپنا بیان دیتے ہوئے مولانا نے کہا کہ مجھے کسی سے کوئی ذاتی عناد نہیں۔ نہ میں مجرم ہوں۔ اگر میرا کوئی جرم ہے تو صرف یہ کہ میں دین اسلام کی تبلیغ کرتا ہوں اور سید عالم محسن انسانیت حضور تاجدار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وثنا کرتا ہوں۔ میں کسی سے بدلہ لینا نہیں چاہتا اور نہ میں حملہ آوروں کے خلاف کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ میرا خون ناحق بہایا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے قبول فرمائے اور میری نجات کا ذریعہ بنائے۔ میں حملہ آوروں کو معاف کرتا ہوں۔ باقی آپ لوگ بقائے امن کے لیے جو مناسب ہو وہ کریں تاکہ ایسی کارروائیاں آئندہ نہ ہوں۔ مولانا نے اس مقدمے کے لیے کوئی وکیل نہیں کیا نہ کسی مقدمے کی پیروی کی صرف ایک گواہ کی حیثیت سے اپنا بیان دیا۔ مولانا کا اس حملے سے جانبر ہونا محض ایک کرشمہ تھا۔ انگریزی روزنامہ ڈیلی نیوز کا پہلا شمارہ انہی دنوں جاری ہوا۔ جس کی بڑی سُرخی مولانا پر قاتلانہ حملے سے متعلق تھی۔ مولانا ڈھائی مہینے ہسپتال میں زیر علاج رہے اور ہسپتال سے فارغ ہوتے ہی پھر تبلیغ دین میں مصروف ہو گئے۔ اس قاتلانہ حملے کے خلاف ملک بھر میں شدید احتجاج ہوا۔

* سنہ ۱۹۶۵ء میں پاک بھارت جنگ کے موقع پر آپ نے پورے ملک میں جوش وجذبۂ جہاد کے لیے ملت کی رہنمائی کی۔ قومی دفاعی فنڈ میں ہزاروں روپے دیئے اور اپنی تقاریر کے اجتماعات میں لاکھوں روپے کا سامان جو لباس اور اشیائے خورد ونوش پر مشتمل تھا، جمع کیا اور ہزاروں روپے نقدی سمیت علمائے کرام کے ایک وفد کے ساتھ آزاد کشمیر گئے اور مقبوضہ کشمیر کے مظلوم مہاجرین کے کیمپوں وغیرہ میں بدست خود سامان تقسیم کیا۔

* آزاد کشمیر کے بائیس مقامات اور سیالکوٹ، چھمب جوڑیاں لاہور واہگہ اور کھیم کرن کے متعدد محاذوں پر جا کر مجاہدین میں جہاد کی اہمیت اور اور مجاہد کی عظمت وشان اور فی سبیل اللہ جہاد کے موضوع پر ولولہ انگیز

Marfat.com

تقاریر کیں۔

* مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کے مولانا اوکاڑوی بانی ہیں۔

* ۱۹۷۰ء میں قومی اسمبلی کے امیدوار کی حیثیت سے کراچی کے سب سے بڑے حلقے سے مولانا نے انتخاب میں حصہ لیا اور قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے

* قیام پاکستان سے تادم آخر مولانا ایک مخلص اور محب وطن پاکستانی اور سچے اور پکے مسلمان ہونے کا بھرپور مظاہرہ کرتے رہے ہیں۔ ان کی شخصیت ملک بھر میں بالخصوص اور دنیا بھر میں بالعموم محبوب و محترم اور مقبول و ممتاز رہی۔

* حضرت مولانا محترم تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلہ سالار تھے۔ آج اس تحریک کو جو مرتبہ و مقام حاصل ہے۔ اس میں ان کی خدمات اور مساعی جمیلہ بنیادی اہمیت و حیثیت رکھتی ہیں۔

* صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کی قائم کردہ مجلس شوریٰ کے معزز رکن نامزد ہوئے اور قوانین اسلامی کے ترتیب و تشکیل اور تنفیذ کے لیے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ علاوہ ازیں وزارت امور مذہبی کی قائمہ کمیٹیوں کے رکن رہے۔ مرکزی محکمہ اوقاف پاکستان کے نگران اعلیٰ مقرر ہوئے۔

* قومی سیرت کمیٹی کے بنیادی رکن رہے۔

* اتحاد بین المسلمین کے لیے ملک بھر میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

* قومی دفاعی فنڈ، افغان مجاہدین، سیلاب زدگان اور ہر ناگہانی سانحے سے متاثر ہونے والے افراد کی امداد میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔

* سولہ مرتبہ حج و زیارت اور عمرہ کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

* ۱۹۷۴ء میں پہلی مرتبہ عارضہ قلب کی شکایت ہوئی مگر تبلیغی اور تنظیمی سرگرمیوں میں کوئی کمی نہیں کی بلکہ کچھ زیادہ جذبہ و جوش سے شب و روز مصروف رہے۔

* تین ہزار سے زائد افراد مولانا مرحوم کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

Marfat.com

* حضرت مولانا مرحوم کو طریقت کے تمام سلاسل میں متعدد مشائخ سے اجازت وخلافت حاصل تھی۔ آپ کے مریدین ہزاروں کی تعداد میں دنیا بھر میں موجود ہیں۔

* جنوبی افریقہ میں انجمن اہلسنت وجماعت قائم کی

* پاکستان میں سنی تبلیغی مشن، انجمن محبان صحابہ واہل بیت، تنظیم ائمہ و خطبا مساجد اہلسنت اور متعدد ادارے قائم کیے۔

* ۳۶ برس میں حضرت خطیب پاکستان نے اٹھارہ ہزار سے زائد اجتماعات سے سیکڑوں موضوعات پر خطاب کیا۔ جو اب تک ایک ریکارڈ ہے۔

* سنہ ۱۹۷۵ء میں دوسری بار دل کا دورہ پڑا اور ایک ماہ سے زائد مدت زیر علاج رہے۔

* سنہ ۱۹۸۳ء میں آخری بیرون ملک سفر بھارت کے لیے کیا اپنے دورے میں بمبئی، اجمیر، دہلی اور بریلی گئے۔

* مارچ سنہ ۱۹۸۴ء میں شرقپور شریف میں اپنے پیر ومرشد کی درگاہ کی حاضری دی اور یہ کسی درگاہ پر ان کی آخری حاضری تھی۔

* ۲۰/ اپریل سنہ ۱۹۸۴ء کو آخری خطاب جامع مسجد گلزار حبیب میں نماز جمعہ کے اجتماع سے کیا۔ اسی شب تیسری بار دل کا شدید دورہ پڑا اور قومی ادارہ برائے امراض قلب میں داخل ہوئے اور ۲۴/ اپریل سنہ ۱۹۸۴ء کی صبح ۵۵ برس کی عمر میں اذان فجر کے بعد درود وسلام پڑھتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔

* ۲۵/ اپریل کو نشتر پارک کراچی میں علامہ سید احمد سعید کاظمی کی امامت میں لاکھوں افراد نے نماز جنازہ ادا کی اور مسجد گلزار حبیب کے احاطے میں مدفون ہوئے۔

رحمۃ اللہ تعالے علیہ دائما ابدا

۱۴۰۴ ہجری

Marfat.com

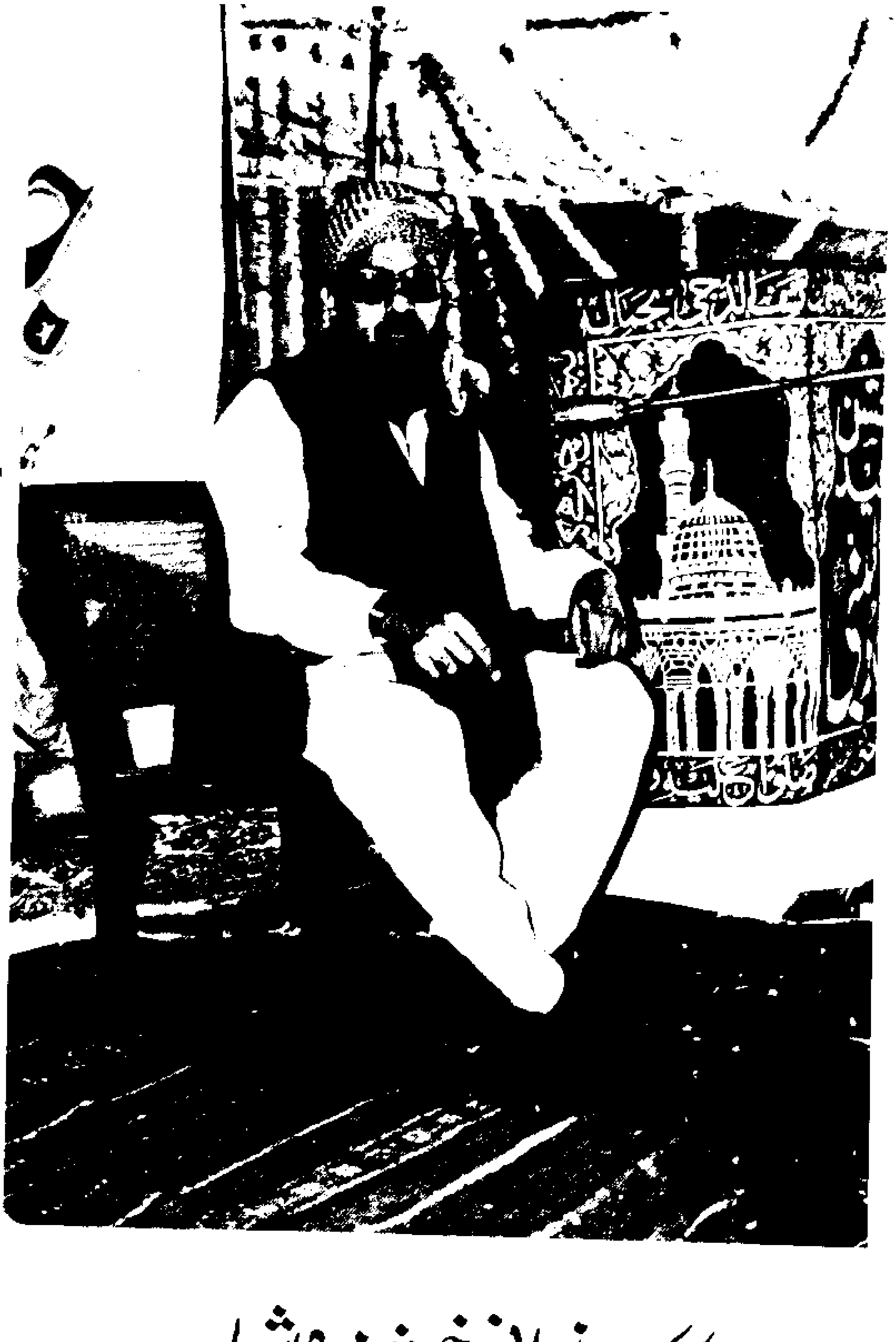

کوکبِ نورانی رخشندہ شہاب
دائم از کرمِ شفیع باآب وتاب

Marfat.com

مابین

میرے ابا جان قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں ان کے معاصرین کے تاثرات اور مشاہدات پر مبنی تحریروں کا پہلا مجموعہ جناب کے پیشِ نظر ہے۔ ابا جان کے رخصت ہونے کے بعد ایک خط جملہ متعلقین کو بھیجا گیا تھا۔ ارادہ تھا کہ یہ مجموعہ پہلے عُرس پر تیار ہو جائے۔ اُن دنوں ملک میں قومی و صوبائی سطح پر انتخابات کا غلغلہ تھا اور اِدھر اتنے خطوط آگئے کہ کام توقع سے زیادہ پھیل گیا۔ چناں چہ یہ کام دوسرے سالانہ عُرس کے لیے مؤخر کر دیا گیا۔

تعزیتی خطوط، تاثرات و مشاہدات، منظومات، اخبارات و رسائل کے اداریوں اور خبروں وغیرہ پر مشتمل اِن تحریروں کی کوئی تین ضخیم اور مبسوط جلدوں کا مواد جمع ہو چکا ہے اور ہنوز سلسلہ جاری ہے۔ بیرونِ ملک سے آنے والے خطوط اس کے سوا ہیں۔ خدا نے چاہا تو یہ تمام تحریریں کتابوں میں محفوظ کر لی جائیں گی۔

اِس مجموعے میں جو کچھ ہے، من و عن شائع کیا جا رہا ہے جس نے جو لکھا، جو کہا، جوں کا توں۔ ہر تحریر کا اپنا رنگ انداز ہے۔ واضح رہے کہ یہ کوئی ادبی شہ پارہ یا مکتوب نگاری کا مجموعہ نہیں ہے یہ تحریریں صرف ادیبوں نے نہیں لکھیں۔ بیشتر یہ عقیدت مندوں،

Marfat.com

دوستوں اور بزرگوں کی تحریریں ہیں۔ یوں شروع سے اظہار انسانوں کا مسئلہ رہا ہے۔ لفظوں کی دیواریں ہمیشہ آڑے آجاتی ہیں ادیب شاعر اور شب و روز لفظ برتنے والے، لفظوں سے کھیلنے والے بھی لفظوں کی بے مائگی اور تنگ دامنی کا شکوہ برملا کرتے ہیں کجا یہ کہ وہ حضرات جو، زبان کے مدعی ہیں نہ ادب کے علم بردار،

میری گزارش ہے کہ لفظوں کی ترتیب و تشکیل، نظم و ضبط اور سکہ بند اصول و قواعد پر نہ جائیے۔ یہ تو حقیقتوں کا بیان ہے اور عقیدتوں کا احوال ہے۔ لفظ تو یہاں محض علامتوں اور استعاروں کا کام کرتے ہیں اصل اظہار بین السطور میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اپنی طرف سے کسی لفظ، سطر یا عبارت کو نہیں چھیڑا ہے۔ جس نے جس حیثیت سے بھی لکھا ہے، اپنی جگہ مکمل ہے کیوں کہ منتقل ہوتا ہے اور دل پر اثر کرتا ہے۔ محبت تو پھولوں کے مانند ہے، اتنے بہت سے پھول، اتنی محبتیں، مجھے رونا بھی آتا ہے اور خوشی بھی ہوتی ہے۔ یہ کیسی کیفیت ہے، میں نہیں بتا سکتا کہ یہ کیا ہے، اسے کیا نام دیا جائے۔

احباب کا اصرار تھا کہ میں بھی آباجان کے بارے میں اپنا دیکھا سنا لکھوں۔ جو قریب تھے، کچھ وہی جانتے ہیں کہ حضرت خطیب پاکستان صرف میرے والد نہیں تھے، ہم دونوں میں اور بھی کئی رشتے تھے۔ وہ میرے دوست تھے، میرے استاد اور میں اُن کا مشیر خاص اور میں اُن کا خدمت گار بھی تھا۔ میں نے احباب سے وعدہ کر لیا تھا کہ ضرور لکھوں گا۔ ایک غرہ تھا کہ قلم سے تعلق نیا نہیں ہے اور یہ تو آباجان کا معاملہ ہے۔ یادوں اور یادگاروں کا ایک سمندر سینے میں موج زن تھا۔ خیال تھا کہ خوب لکھوں گا، مگر اب ایسا لگتا ہے، جیسے قلم سے کبھی کوئی

Marfat.com

واسطہ ہی نہیں رہا۔ لکھنے بیٹھا تو چند سطریں بھی نہ لکھی جا سکیں آنکھوں میں دھند بھر جاتی ہے، انگلیاں اینٹھنے سی لگتی ہیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا لکھوں، کہاں سے شروع کروں، کہاں ختم کروں۔ اپنے آپ کو تلقین کرتا ہوں، وہی جو ہم سب ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔ زندگی کی بے ثباتی کے قصے، دنیا سرائے فانی ہے اور ہر شخص کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے، ہر شخص کے لیے وقت معین ہے اور دیوار کا لکھا کوئی نہیں مٹا سکتا۔ میں خود کو بہت سمجھاتا ہوں مگر اپنے آپ سمجھانا بہت مشکل کام ہے۔ دل نہیں مانتا کہ وہ ایسے چپکے سے اٹھ کے چلے گئے، لگتا ہے کوئی جھوٹ ہے، کوئی دھوکا ہو رہا ہے۔ وہ آواز دیتے کہیں سے نمودار ہو جائیں گے۔ کیا لکھوں اور کیا نہ لکھوں؟

عموماً کچھ یہی وقت ہوتا تھا جب میں اپنے بستر پر کتابیں بکھیرے لکھنے پڑھنے میں مشغول ہوتا تو وہ تفریح سے آ کر کچھ دیر میرے کمرے میں آتے۔ سچ تو یہ ہے کہ دروازے سے کچھ دور ہوتے کہ ان کی مہک آ جاتی وہ مخصوص انداز میں گلا کھنکارتے کہ مجھے خبر ہو جائے۔ میں مسکراتے ہوئے اٹھ کر استقبال کرتا۔ جلسے کی تعداد پوچھتا۔ کہتے، ٹھیک رہا مگر تم کیا لکھ رہے ہو؟ میں انہیں بتاتا تو عموماً وہی موضوع ہو جاتا میں دیکھتا کہ کوئی جذبہ سا ان میں عود کر آتا اور وہ میری تحریر کو مکمل اور مدلل بنانے کے لیے مجھے حوالے اور مشورے دیتے رہتے۔ کبھی وہ کسی موضوع پر تحقیق میں مشغول ہوتے تو مجھے بلا لیتے۔ مسئلہ سناتے اور اپنا جواب بھی اور رائے پوچھتے۔ میری مثبت و منفی گفتگو پر کبھی اچھی خاصی بحث بھی ہو جاتی جو مناظرانہ انداز اختیار کر جاتی اور کبھی وہ میری رائے پر مجھے بہت دعا دیتے اور جہاں کہیں میں کسی اور خیال کے تحت اعتراض کرتا تو مجھے سمجھاتے۔ ایسی نرمی اور دل آویزی

Marfat.com

سے کہ سارا بوجھ ہٹ جاتا، شرح صدر جسے کہتے ہیں

اپنی ہر تحریر مجھے ضرور دکھاتے تھے، یہ شاید تربیت کا ہی ایک طریقہ تھا۔ میں کہتا میں کیا دیکھوں؟ فرماتے، اچھا عبارت ہی دیکھ لو۔ کبھی کسی جگہ عبارت بدلنے کی طرف اشارہ کرتا تو کشادہ دلی سے قبول کر لیتے اور ہنس مسکراتے، بتاتے کہ اس طرح مفہوم نہ بدل جائے۔ بعد کو احساس ہوتا کہ صرف لفظوں کی نشست بدلنے ہی سے بات کہاں سے کہاں چلی جاتی ہے۔ یہ کلیہ میں نے ان کی زبان سے بارہا سنا تھا کہ قلم، قدم اور قسم سوچ کر اٹھاؤ، ہر مرحلے پر صد درجہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ میری کتنی گرہیں ان کی تحریروں اور تقریروں سے کھلیں۔ کسی موضوع پر بات کرتے تو اپنا بہترین تحقیق پیش کر دیتے اور پھر استدلال، استنباط اور استخراج پر انہیں جو مہارت و ملکہ حاصل تھا، یہ محض نسبت کی بات نہیں، مجھے ایسا سکون کہیں اور نہیں ملا۔

پچھلے پندرہ سولہ برسوں سے شب بیداری میرا معمول ہے، لکھنے اور پڑھنے کے لیے یہی وقت ملتا ہے۔ صحت اس سبب سے متاثر ہوتی ہے مگر کچھ نقصان کا سودا نہیں رہا، تشنگی بڑھ گئی ہے اور یہ کیسی تشنگی ہے کہ اس کا اپنا ایک الگ نشہ ہے۔ دو برس ہو گئے، اب کوئی پوچھتا ہوا نہیں آتا کہ کیا کر رہے ہو؟ کون سا مسئلہ درپیش ہے، کوئی نہیں پوچھنے آتا اور یہ ستم کچھ عجب ہے کہ ہر رات ہی ان کی آہٹ کا گمان ہوتا ہے۔ کوئی خوشبو سی اچانک کمرے میں پھیل جاتی ہے، اسے خوشبو کی آہٹ کہیے۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بجتی ہے تو شبہ گزرتا ہے کہ ابا جان کا فون نہ ہو۔ کراچی سے باہر جا کے وہ کسی وقت بھی فون کر لیتے تھے یا کوئی ان کے بارے میں پوچھتا تھا کہ حضرت قبلہ کہاں

Marfat.com

ہیں؟ جاگ رہے ہوں تو ذرا زحمت دیجئے۔ اب ایسا کوئی فون بھی نہیں آتا۔ اب سب کو اُن کے رخصت ہو جانے کا یقین آ گیا ہے، مگر یہ کوئی مجھ سے پوچھے، وہ تو میرے سامنے ہی رہتے ہیں۔ خواب میں آتے ہیں، مسلسل، مستقل۔ آ کے خیریت پوچھتے ہیں اور انگلی پکڑ کے جانے کہاں کہاں لے جاتے ہیں۔ کیسی کیسی حیرتوں اور عبرتوں کی جانب، کیسے کیسے نظاروں اور نظارہ گاہوں کی طرف۔ میرا ہی نہیں، گھر کے دوسرے بھی مجھ سے ایسے ہی خواب بیان کرتے ہیں۔ وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ہیں، ہم اُن سے اوجھل نہیں ہوئے۔ گھر کے ہر فرد سے اُن کا رابطہ ہے۔ صرف گھر میں ہی نہیں، مسجد، مدرسے کے کتنے لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ رات انہوں نے حضرت قبلہ کو دیکھا تھا، شاہانہ لباس میں، رات بہت دیر وہ باتیں کرتے رہے۔ تعمیر کا حال پوچھتے رہے۔ جمعے کے خطبے اور تقاریر کے بارے میں پوچھا کیے، رات بہت دیر اُن کا ساتھ رہا۔

قلم بھٹکتا ہے، کیا کچھ لکھوں۔ اپنا یہی بس اثاثہ رہ گیا، یادیں اور خواب، ہمارے لیے وہ بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔ عزت، محبت، نیکی اُن کا یہ سرمایہ ہمارے لیے توشۂ دنیا و آخرت ہے، خدا اِسے ہمارا نوشتہ بنا دے۔ ہمارا یہی حوالہ رہے۔ محبت، نیکی اور عزت، ہمیں اِس کے سوا کچھ نہیں چاہیے۔

اِس کتاب کی تیاری میں سب سے پہلے اُن تمام احباب کا تعاون قابلِ تشکر و امتنان ہے جنھوں نے اپنی تحریروں سے نوازا۔ میرے دست و بازو میرے بھائی، محمد عثمانی، حامد ربانی اور سب اہلِ خانہ کا شکریہ، سب سے بڑھ کر امی جان کا کہ جن کی زندگی کے شاید دو ہی عنوان ہیں۔ خدمت اور عبادت۔ انہی کی تربیت، دعائیں اور توجہ ہے کہ ہم پر خدا تعالیٰ کی

Marfat.com

رحمتیں سایہ فگن رہتی ہیں

مولانا اوکاڑوی اکادمی کا ہر فرد بھی ہر خدمت و تعاون کے لیے میرے شکریے اور آپ کی دعاؤں کا مستحق ہے ۔ اللہ تعالیٰ سب کا ہدیہ قبول فرمائے ۔ برادر محترم عبد اللہ دادا بھائی ہماری اکادمی کے بنیادی ارکان میں سے ہیں ، واقعہ یہ ہے کہ انہی کے تعاون سے یہ کتاب اشاعت پذیر ہوئی ہے ۔ اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے ۔

اور اپنے جزو جاں شکیل عادل زادہ کا شکریہ کن لفظوں میں ادا کروں ، اسے یہ قلق ہے کہ وہ اپنے مرحوم صحافی ، ادیب ، شاعر باپ کے لیے آج تک ایک لفظ نہ لکھ سکا مگر اس نے میرے ابا جان کے لیے مجھ سے کس قدر تعاون کیا ، یہ کچھ میرا دل ہی جانتا ہے ۔ خدا کرے ، یہ میرے دل کی دعا ہے کہ محسن ادب جناب محمد عادل ادیب مرحوم میرے یار کی ان خدمات کے سبب جنۃ الفردوس میں میرے ابا جان کے قرب خاص میں جگہ پائیں اور ہم سب بھی ۔

اور عزیزی رضاء اللہ ، فیصل آباد کا نوجوان ، جس نے اول تا آخر یہ کتاب لکھی اور یہ ثمرہ پایا کہ مسلکی سے قادری ہو گیا ، رحمتِ خداوندی اس کے دامن گیر رہے ۔

طالب دعا ! کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

59232

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان

اسلامی جمہوریہ پاکستان

جنرل محمد ضیاء الحق
اسلام آباد

۱۰/شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ
۲۳/ مئی ۱۹۸۴ء

محترمہ

السلام علیکم۔ چند روز پہلے کراچی میں مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کے انتقال کی خبر سُن کر مجھے دلی صدمہ ہوا۔ اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون!

مولانا مرحوم ہماری علمی دُنیا کی بڑی قدآور شخصیت تھے، وہ ایک جید عالم، ایک مؤثر مبلغ اور دینِ اسلام کے انتھک مجاہد تھے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اسلام کی تبلیغ اور دین کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ انسانی زندگی کا اس سے بہتر مصرف کوئی نہیں ہو سکتا۔

انہوں نے میری درخواست پر مجلسِ شوریٰ کی رُکنیت قبول کی اور اپنی انتھک محنت اور بیباک رائے کے ذریعے خوب حقِ مشاورت ادا کیا، خاص کر اسلامی قوانین کی تشکیل کے سلسلے میں ان کی رائے بڑی وقیع اور قابلِ قدر تھی۔ اُن کی وفات سے ملک ایک ممتاز عالمِ دین سے اور میں ایک فاضل دوست سے محروم ہو گیا ہوں۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

آپ کا شریکِ غم

محمد ضیاء الحق

مسماۃ کرم بیگم
بیوہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی
۵۴۔بی، سندھی مسلم ہاؤسنگ سوسائٹی
کراچی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنرل محمد ضیاء الحق

صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان

اسلام آباد

۱۰ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ

۲ اپریل ۱۹۸۵ء

مکرمی

السلام علیکم ۔ پچھلے دنوں آپ کا ایک خط ملا جس میں آپ نے مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم کے متعلق میرے تاثرات طلب فرمائے تھے تاکہ اُن کی برسی کے موقع پر شائع کی جانے والی کتاب میں شامل کئے جا سکیں ۔ حسب خواہش مولانا مرحوم کے متعلق میرے تاثرات درج ذیل ہیں ۔

مولانا حافظ محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم ایک ممتاز عالم دین ، شعلہ بیان خطیب اور پُر اثر مبلغ اسلام تھے ۔ آپ اپنے گہرے دینی علم ، زورِ خطابت اور سحر بیانی کی وجہ سے بجا طور پر خطیب پاکستان کے لقب سے مشہور تھے ۔ آپ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمتِ اسلام ، اتحاد بین المسلمین اور تبلیغ تعلیمات قرآنی کے لئے وقف کر رکھا تھا ۔ کراچی کی ایک اہم اور مقبول جامع مسجد میں خطیب کے فرائض انجام دینے کے علاوہ آپ نے متعدد دینی مدارس اور مساجد تعمیر کروائیں ، پچیس[۲۵] کے لگ بھگ دینی کتب تالیف فرمائیں اور خدمتِ دین ہی کی خاطر عراق ، شام ، فلسطین اور سعودی عرب کے غیر ملکی سفر کئے ۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس عظیم خدمت کا عظیم اجر عطا فرمائے ۔ آمین !

مولانا مرحوم سے میرا رابطہ بہت پرانا تھا لیکن اُن سے گہرا تعلق مجلسِ شوریٰ کی رُکنیت کے دوران پیدا ہوا ۔ انہوں نے اپنی اس حیثیت میں بھی بڑی قابلِ قدر خدمات انجام دیں خاص کر ملکی قوانین کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے میں اُن کی عالمانہ راہنمائی بڑی مفید اور کارآمد ثابت ہوئی ۔ میں نے ذاتی طور پر انہیں ایک مخلص انسان ، ایک باعمل عالم دین اور اسلام کا سچا خادم پایا ۔

مولانا مرحوم کی ان غیر معمولی خدمات کے اعتراف میں حکومتِ پاکستان نے گزشتہ سال انہیں " ستارۂ امتیاز " کا سول ایوارڈ پیش کیا جو انہوں نے بصد خوشی قبول فرمایا ۔

میں مولانا شفیع اوکاڑوی کی برسی کے موقع پر نہ صرف انہیں دِلی خراجِ عقیدت پیش کرتا ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو مولانا مرحوم کی طرح خدمتِ پاکستان اور خدمتِ دین کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے اور مولانا مرحوم کی روح کو ابدی سکون عطا فرمائے ۔ آمین !

آپ کا خیر اندیش

محمد ضیاء الحق

جناب صاحبزادہ کوکب نورانی

۵۲ - بی سندھی مسلم ہاؤسنگ سوسائٹی

کراچی

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

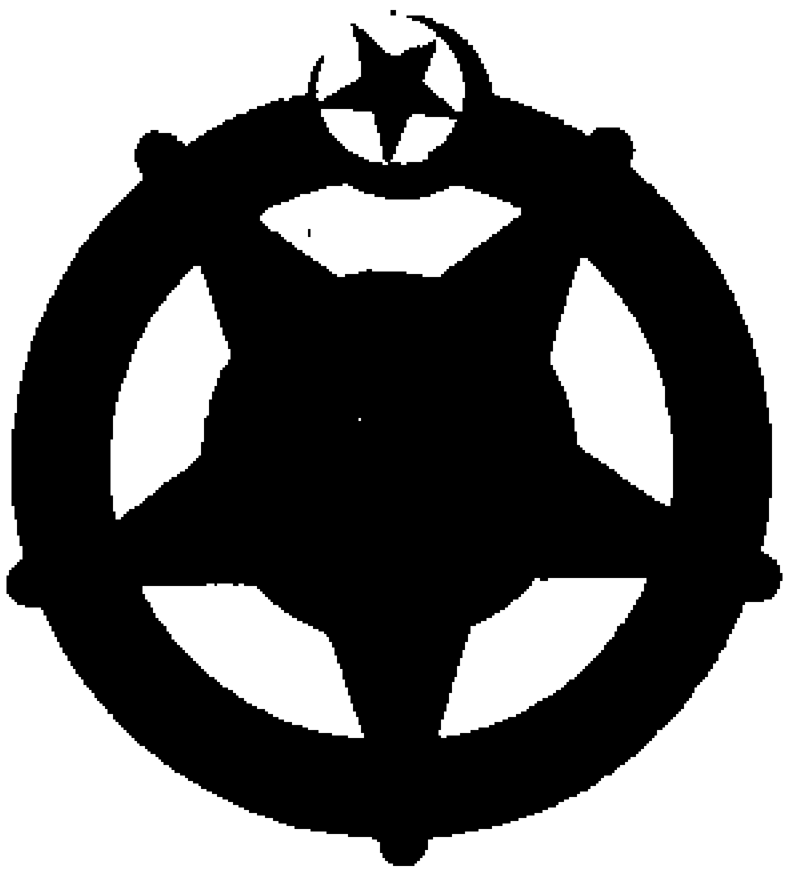

میں بحیثیت صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان

مولانا حافظ محمد شفیع اوکاڑوی (مرحوم)

کو علم دین کے شعبہ میں امتیازی مرتبہ حاصل کرنے پر

ستارۂ امتیاز

کا اعزاز عطا کرتا ہوں۔

محمد ضیاء الحق

مقام : اسلام آباد

تاریخ : ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

GOVERNOR, SIND

Lt Gen Jahan Dad Khan
H I (M), S Bt

MESSAGE

Late Hazrat Maulana Mohammad Shafi Okarvi was a great religious Leader, who dedicated his entire life to the preaching of the golden principles of the religion of Islam.

2. He was not only a versatile genious but also a vociferous orator. Through his powerful preachings he not only impressed his co-religionists but he also became equally popular amongst the non-Muslims who embraced Islam in large numbers. As a renowned religious Leader his capabilities transcended the boundary of Pakistan. As a preacher par-excellence, he has been internationally acknowledged.

3. In him, Pakistan unfortunately lost an Alim of very high scholarship. It is now for his ardent admirers, faithful followers and all muslims to keep his mission alive by emulating the example of Maulana Saheb's spirit of devotion and dedication to the cause of our great religion of Islam.

Dated: 18th February 1985.

LT GEN
(JAHAN DAD KHAN)

Marfat.com

جسٹس ریٹائرڈ

سیّد غوث علی شاہ

وزیر اعلیٰ سندھ

خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے لیے بالخصوص اور تمام امت مسلمہ کے لیے بالعموم باعث افتخار شخصیت تھے وہ ایک محبوب و محترم محب وطن قائد اور محسن ملت ہونے کے ساتھ ساتھ جیّد عالم و فاضل محقق اور بے مثال خطیب تھے۔ ان کے خطبات ملک بھر میں اور بیرون ملک نہایت عقیدت و احترام سے سُنے اور پسند کیے جاتے تھے۔ اسی طرح ان کی تصانیف کو بھی قبولیت عامہ کا درجہ ملا۔ وہ سچے عاشق رسول، نہایت خوش اخلاق اور جامع الصفات ہستی تھے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ انہوں نے امت مسلمہ کے اتحاد و اتفاق کے لیے جو خدمات انجام دی ہیں وہ ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ وہ اتحاد بین المسلمین کے سچے داعی تھے۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلّم اور ماہ محرم میں ان کے خطابات میں لاکھوں کا اجتماع ہوتا اور وہ گھنٹوں تک اپنے مسحور کن انداز میں ہر موضوع پر سیر حاصل گفتگو کرتے۔ مجھے ان کے پیچھے کئی بار نماز جمعہ ادا کرنے کے علاوہ ان کی زندگی کے آخری دونوں اجتماعات ۱۵ اپریل ۱۹۸۴ء کو نشتر پارک کراچی اور ۱۸ اپریل ۱۹۸۴ء کو خیر پور میرس میں صدر جلسہ کی حیثیت سے شرکت کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے یہ دونوں اجتماعات

Marfat.com

اور ان کے خطابات کے تاثرات آج بھی قلب و ذہن میں محفوظ ہیں۔ میں ان کی علمی بصیرت اور خطیبانہ عظمت کا دل سے معترف ہوں۔

۲۴ / اپریل ۱۹۸۴ء کو وہ ہم سے جدا ہو گئے۔ ۲۵ / اپریل کو نشتر پارک کراچی میں ان کی نماز جنازہ کے موقع پر لاکھوں کی تعداد میں اہل اسلام کی ان سے عقیدت و محبت کا عالم بچشم خود دیکھا جو حضرت مولانا صاحب کی کامیاب زندگی، عزت و عظمت اور مقبولیت کی دلیل تھا۔

ملک میں نفاذ اسلام اور استحکام وطن کے لیے انہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ مجھے ان کی وفات سے دلی صدمہ ہوا۔ میں اپنے ایک بزرگ دوست سے اور ملک و ملت اپنے ایک محبوب رہنما اور عظیم محسن سے محروم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی بے شمار رحمتیں فرمائے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ان کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی طرح دین اسلام اور ملک عزیز پاکستان کی صحیح خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

ستارۂ امتیاز دیئے جانے پر صاحبزادہ کوکب نورانی کے

تاثرات برائے ٹیلی وژن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں اپنے ابا جان کے لیے کیا کہوں ، انہیں جو خصوصیات اللہ تعالےٰ نے دی تھیں وہ اپنے ساتھ لے گئے - ان کی زندگی کا محور عشق رسول ﷺ تھا - وہ منبر رسول ﷺ کو اپنی عظمت وافتخار جانتے تھے - ان کا نفس نفس اپنے خدا و رسول کے لیے تھا - فروغ عشق رسول اُن کا نصب العین مدحت رسول ﷺ اُن کا شعار تھا اور خدمت دین ان کا روزگار، وہ خود زندہ دل تھے - آج دلوں کی زندگی اُن کا نام اُن کی یاد ہے -

ہمیں جب ہوش آیا تو معلوم ہوا کہ وہ ابا جان کے سوا بھی بہت کچھ ہیں سچ تو یہ ہے کہ ہمیں یہ بہت کچھ دیکھنے کا موقع ہی کتنا ملا - عموماً وہ گھر سے باہر رہتے - لمبے لمبے کٹھن سفر کرتے - پاک و ہند ، مصر و عرب اور افریقہ تک گئے - آج یہاں تو کل وہاں ، مساجد و مدارس کی تعمیر ، تنظیمی و فلاحی امور ، ملکی و ملی معاملات ، اصلاح عقائد و اعمال یہ سب کچھ دین کے لیے تھا - کبھی تو ہم بہن بھائی ترستے کہ وہ کچھ دیر ہمارے ساتھ بھی بیٹھیں مگر ایسے موقع کم ہی آتے - اور جب ہمارے شدید اصرار پر انہوں نے خود کو اوقات کا پابند بنانا چاہا تب اُن کا بلاوا آگیا - لوگ کہتے ہیں انہوں نے ترکے میں کیا چھوڑا ؟ بے شک انہوں

Marfat.com

نے مال و اسباب اتنا نہیں چھوڑا تاہم ہمارے لیے عزت چھوڑی، اپنی کتابیں، تقریریں چھوڑیں اور اپنی نیکی۔

میں صدرِ مملکت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہماری اشک شوئی کی اپنی طرف سے کوشش کی، ملک کے ایک قومی اعزاز سے انہیں نوازا، گھر تشریف لائے اور اظہارِ غم کیا۔ ہمیں کچھ اور چاہیئے بھی نہیں تھا کیونکہ جو نقصان ہوا ہے اس کی تلافی نہ صدر صاحب کر سکتے ہیں نہ اباجان کے بے شمار حلقہ بگوش۔ نقصان تو قومی ہے۔ یہ اعزاز اپنی جگہ۔ اصل اعزاز تو ان لوگوں کا ہے جو اُن سے والہانہ لگاؤ رکھتے اور محبت کرتے تھے۔ گلی گلی خطیب پاکستان زندہ باد کی صدائیں بلند کرتے تھے اور اصل اعزاز تو یہ ہے کہ اللہ تعالٰی اُن کی خدمات قبول کرلے اور خدا کی بارگاہ میں وہ اپنے محبوب و مطلوب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرب قرار پائیں۔ اور سُنا ہے، کامیاب آدمی اُسے ہی کہتے ہیں جس کا خلا آسانی سے پُر نہ ہو سکے۔ خدا کرے ان کا خلاء پُر ہو جائے

Marfat.com

جناب مخدوم سجاد حسین قریشی
گورنر پنجاب

ملک کے نامور خطیب، عالم دین اور مجلس شوریٰ کے رکن مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی اچانک وفات سے مجھے گہرا رنج و غم ہوا۔ آپ کے وصال سے ہم ایک شعلہ بیان خطیب، اسلامی نظام کے داعی اور انتھک مجاہد سے محروم ہوگئے ہیں۔ قوم انہیں کبھی فراموش نہیں کر سکے گی۔ خدا آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اور ہمیں بھی آپ کی طرح ملک و ملت اور اسلام کی سچی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

لیفٹیننٹ جنرل

غلام جیلانی خان

سابق گورنر پنجاب

خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی وفات پر گہرا رنج و دکھ ہوا ہے۔ حضرت مولانا کی وفات سے ہم ایک منفرد اسکالر، معروف خطیب اور سرکردہ مذہبی مبلغ سے محروم ہو گئے ہیں انہوں نے زندگی بھر اسلام کی عظمت اور امت کے اتحاد کے لیے کام کیا اور مجلس شوریٰ کے رکن کی حیثیت سے قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے سلسلے میں بہت زیادہ کام کیا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی روح کو جوار رحمت میں جگہ دے۔

Marfat.com

جناب صاحبزادہ یعقوب علی خان

وزیر خارجہ

خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی خدا دوست درویش صفت اور شریف النفس انسان تھے ایسے کہ جنھیں صحیح معنوں میں اللہ والے کہا جاتا ہے۔ وہ ایسے نجیب و شریف اور صاحب کمال تھے کہ عزت و مرتبت کے ساتھ ان کی ہر سمت شہرت سنی اور دیکھا تو شہرت سے سوا پایا۔ ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی اور وہ اپنے افکار میں زندہ رہیں گے۔ اسلام اور پاکستان کے لیے ان کی شخصیت باعث افتخار تھی۔ اللہ تعالےٰ ان کے مرتبے اور بلند فرمائے اور ہمیں بھی ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر چل کر کامیابی سے ہم کنار ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

جناب شریف الدین پیرزادہ

سیکرٹری جنرل اسلامی تنظیم کانفرنس (O.I.C)

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی وفات پر گہرا رنج و غم ہوا۔ آپ زندگی بھر نفاذ اسلام کے لیے کوشاں رہے۔ آپ نے مجلس شوریٰ میں پیش ہونے والے مسائل کے حل میں سرگرم اور تعمیری حصہ لیا۔ آپ ممتاز اسکالر اور اعلیٰ اوصاف کے حامل انسان تھے۔ آپ نے اہم دینی و تبلیغی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کی وفات سے ملک ایک جید عالم دین سے محروم ہو گیا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔

Marfat.com

لیفٹیننٹ جنرل ایس ایم عباسی

سابق گورنر سندھ

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی پاکستان کے صف اول کے ممتاز اسکالروں میں شمار ہوتے تھے۔آپ ہمیشہ اتحاد و اتفاق اور عشق رسول کا سبق دیتے رہے۔آپ کی اچانک وفات سے ہم ایک محب وطن، ممتاز عالم دین اور سحر بیان خطیب سے محروم ہو گئے ہیں۔

Marfat.com

سردار محمد اقبال خان

وفاقی محتسب

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی وفات سے ملک ایک عظیم مذہبی رہنما اور جید عالم دین سے محروم ہو گیا ہے۔ آپ کی اسلام اور ملک و ملت کے لیے خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ اللہ تعالٰے آپ کے مراتب بلند فرمائے۔

Marfat.com

جناب سیّد یوسف رضا گیلانی

وفاقی وزیر ریلوے

ملک کے مایہ ناز خطیب حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی وفات سے عالم اسلام ایک عظیم مدبر، محقق اور رہنما سے محروم ہوگیا ہے۔ آپ نے ساری عمر اسلام کے فروغ میں صرف کر دی تھی۔ آپ کے مواعظ حسنہ مسلمانوں کے دلوں میں عشق رسول کی حرارت پیدا کرتے تھے۔ ہماری دعوت پر آپ اکثر ملتان تشریف لاتے اور اپنے دل نشیں بیان سے ہمیں مستفیض فرماتے۔ خدا آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔

Marfat.com

جناب جمال سید میاں
وزیر پانی و بجلی

محترم نورانی صاحب مجھے آپ کے عالم والد مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی اچانک وفات کی خبر سے شدید صدمہ پہنچا۔ مولانا مرحوم نے پاکستان اور اتحاد اسلامی کے لیے جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔ مولانا مرحوم کی وفات سے نہ صرف یہ کہ ہم ایک سچے اور مخلص دوست سے جدا ہو گئے ہیں۔ اس غم و اندوہ کے موقع پر میری دلی تعزیت قبول کیجئے اور سوگوار خاندان کے دیگر افراد تک بھی میرے احساسات پہنچا دیجئے۔
اللہ تبارک تعالےٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

Marfat.com

جناب اسلام الدین شیخ

وفاقی وزیر مملکت برائے پیداوار

ممتاز عالم دین اور مذہبی رہنما و رکن مجلس شوریٰ حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی بانی جماعت اہلسنت کے انتقال سے گہرا رنج والم ہوا۔ مولانا مرحوم کی غیر متنازع علمی شخصیت کے وفات پا جانے سے جو خلاء پیدا ہوا ہے اس سے اہل پاکستان کو خصوصاً اور دنیائے اسلام کو عموماً سخت نقصان ہوا ہے۔ خدا ان کی مغفرت فرمائے۔

Marfat.com

جناب راجہ ظفرالحق

سابق وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات و مذہبی امور

خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی ملک کے صف اوّل کے علماء اور اسکالروں میں ممتاز حیثیت اور مقام رکھتے تھے آپ ایک مؤثر و اعلیٰ مقرر تھے اور آپ کی تقاریر کے اجتماع میں عوام کا جم غفیر ہوتا تھا۔آپ انہیں اپنے دلنشیں انداز میں مسحور کرتے تھے ۔اس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ عوام ان کا کتنا احترام کرتے تھے ۔آپ نے اپنی زندگی اسلام کے نصب العین کے لیے وقف کر رکھی تھی۔آپ نے اسلام اور پاکستان کے کاز کے لیے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں وہ طویل عرصہ تک یاد رکھی جائیں گی۔آپ انتہائی پڑھے لکھے اسکالر تھے اور بلا کے مقرر تھے ۔آپ کا فن خطابت مستند تھا۔ملک و ملت آپ کے انتقال سے سچے محب اسلام اور عظیم مذہبی اسکالر سے محروم ہو گئے ہیں

Marfat.com

جناب غلام دستگیر خان

سابق وفاقی وزیر محنت و افرادی قوت

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی اتحاد ملت اسلامیہ کے بہت بڑے علمبردار تھے۔ ان کی خطابت اور جذبہ عشق رسول ہمیشہ ہمیشہ یاد رہے گا۔ موجودہ نازک دور میں جب کہ اسلام دشمن قوتیں مسلمانان عالم کو فرقہ واریت کی طرف دھکیل رہی ہیں۔ مولانا اوکاڑوی اتحاد بین المسلمین کا عَلم لے کر انہیں ایک پلیٹ فارم میں اکٹھا کرنے کے لیے دن رات محنت کر رہے تھے۔

آپ عالم اسلام کا عظیم سرمایہ تھے۔ آپ پاکستان میں مختلف فرقوں کے درمیان اتحاد کا مرکزی نقطہ تھے۔ آپ کے نظریات، خطابات اور تصنیفات ہمارے لیے مشعل راہ اور مینارۂ نور ہیں۔ آپ مسلمانوں کے ہر مکتب فکر کے لیے محترم تھے۔ آپ کی وفات سے ملک ایک سچے عاشق رسول محب وطن اور عظیم عالم سے محروم ہو گیا ہے۔ آپ کی وفات سے ایک ایسا خلاء پیدا ہو گیا ہے جس کا پُر ہونا بہت مشکل ہے۔

Marfat.com

جناب میر علی احمد خاں تالپور

سابق وفاقی وزیر دفاع

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے اسلام کے لیے اپنی ساری زندگی وقف کر دی تھی ۔ اسلامی نظام کے فروغ کے لیے گراں قدر خدمات و قربانیاں دی تھیں ۔ آپ کی وفات سے ملک ایک عظیم مجاہد، منفرد خطیب اور ممتاز عالم دین سے محروم ہو گیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے ۔ آمین

Marfat.com

لیفٹیننٹ جنرل سعید قادر

سابق وفاقی وزیر پیداوار

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کے انتقال سے ملک ایک نامور عالم سے محروم ہوگیا ہے۔ انہوں نے زندگی بھر ملک میں نفاذ اسلام کی کوششیں جاری رکھیں وہ ممتاز اسکالر اور بہترین خطیب تھے۔ انہوں نے اسلام کے کاز کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ قوم ان کی صاف گوئی و بے باکی اور اسلام و پاکستان سے ان کی محبت کو ہمیشہ یاد رکھے گی۔

Marfat.com

جناب راجہ سکندر زماں

سابق وفاقی وزیر پانی و بجلی

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے ساری زندگی دین اسلام کی خدمت کرتے ہوئے گزاری۔ ان کی موت سے ملک و قوم ایک سچے محب وطن اور عالم دین سے محروم ہو گئے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالٰے ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں بھی ان کی طرح ملک و ملت کی سچی خدمت کی توفیق دے۔

Marfat.com

جناب خواجہ محمد صفدر

سابق چیئرمین وفاقی مجلس شوریٰ

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی ایک ممتاز عالم دین، جادو بیاں خطیب اور ایک عمدہ پارلیمنٹرین تھے۔ آپ مجلس شوریٰ کے فعال اور سرگرم رکن تھے۔ اسلامی کاز و اسلامی مفادات، ملک کی فلاح و بہبود کے لیے آپ کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ مولانا کی وفات سے ہم ایک ممتاز عالم دین ایک قابل قدر ساتھی اور مشفق دوست سے محروم ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

Marfat.com

جناب محمود اے ہارون

سابق وزیر داخلہ

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی وفات عالم اسلام کا عظیم سانحہ ہے۔ مولانا مرحوم ایک جیّد عالم دین، شعلہ نوا خطیب اور ممتاز سیاسی رہنما تھے۔ آپ کے وصال سے ملک اتحاد بین المسلمین کے داعی سے محروم ہو گیا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کی روح کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

Marfat.com

جناب محمد عباس خان عباسی

سابق وفاقی وزیر مذہبی امور

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی وفات سے گہرا رنج و غم ہوا۔ آپ ممتاز مذہبی اسکالر اور مصنف تھے۔ علوم اسلامیہ میں آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی اور آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ آپ کے انتقال سے ہم ایک قابل قدر ہستی سے محروم ہو گئے مگر آپ کے افکار اور نظریات ہمیشہ ہمارے دلوں میں رہیں گے۔

Marfat.com

جناب میر ظفر اللہ خان جمالی

سابق وفاقی وزیر خوراک

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی ملک و ملت کے سچے ہمدرد، ممتاز عالم دین اور شعلہ بیان خطیب تھے۔ میں نے انہیں سچا محب وطن و اسلام اور عالم باعمل پایا۔ آپ کی وفات ملت اسلامیہ کے لیے ایک المناک حادثہ ہے۔ خدا آپ کی مغفرت فرمائے۔

Marfat.com

میجر جنرل (ریٹائرڈ) راؤ فرمان علی

سابق وفاقی وزیر پٹرولیم و قدرتی گیس

آپ کے والد بزرگوار جناب محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم کی وفات کی جانکاہ خبر میرے لیے شدید صدمے کا باعث بنی (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن) مرحوم کے ساتھ متعدد بار ملاقات کا موقع ملا۔ ان کی دین سے گہری محبت اور اسلام کی سربلندی کے لیے جذبہ قابل صد تحسین اور تقلید ہے۔ مرحوم نہایت صاف گو اور ہمدرد انسان تھے۔ ان کی خوبیوں کو اس مختصر سے مراسلے میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالےٰ ان کو دینی خدمات کا اجرِ عظیم عطا فرمائے اور آپ کو اور آپ کے خاندان کے دیگر افراد نیز ان کے عقیدت مندوں کے وسیع حلقہ کو ان کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنے کا حوصلہ دے۔ میں نہایت عجز کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ ان کی وفات سے دینی حلقوں میں جو خلاء پیدا ہوا ہے اس کو پورا کرنے کی آپ کو اللہ تعالےٰ ہمت دے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

لیفٹیننٹ جنرل فیض علی چشتی

سابق وفاقی وزیر

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کے انتقال سے ملک ایک ایسے ممتاز عالم دین اور خطیب سے محروم ہو گیا ہے جو مسلمانوں کے ہر مکتبۂ فکر کے لوگوں میں یکساں مقبول تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی اسلام کی تبلیغ کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ وہ ایک جامع شخصیت تھے۔ ان کی وفات سے مجھے گہرا رنج اور دُکھ ہوا ہے۔ ان کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا مشکل ہے۔

Marfat.com

محمد حیات خان

سابق صدر آزاد کشمیر

ممتاز عالم دین مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی وفات سے پاکستان اور آزاد کشمیر ایک جید عالم دین، منفرد خطیب سے محروم ہو گئے ہیں۔ آپ کی ملک و ملت کے لیے خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

Marfat.com

جناب محمد امین الحق معتمد اعلیٰ قومی اسمبلی

محترم کوکب نورانی صاحب !

السّلام علیکم ۔ آپ کا مراسلہ جس میں مجلس شوریٰ کے مرحوم رکن مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کے پہلے عرس کے موقع پر "خطیب پاکستان اپنے معاصرین کی نظر میں" کے عنوان سے ایک کتاب شائع کرنے کا عندیہ ظاہر کیا گیا ہے، موصول ہوا۔ انتہائی شکریہ ۔

ان دنوں آنے والی قومی اسمبلی اور سینیٹ کے لیے انتظامات میں ہم اتنے منہمک ہیں کہ سر اٹھانے کی فرصت نہیں، اس لیے مولانا مرحوم کی قد آور اور قابل شخصیت کے متعلق کوئی مبسوط اور جامع تاثراتی خاکہ پیش کرنا مشکل ہوگا۔

تاہم قومی اسمبلی اور مجلسِ شوریٰ کے سلسلہ میں یہاں آنے پر مولانا مرحوم کو اکثر دیکھنے، سننے اور ان سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ البتہ ان دونوں اداروں کے معتمد ہونے کی حیثیت سے ایسے دنوں میں اتنا موقع نہ مل سکا کہ ان سے ذاتی ربط پیدا کر سکوں یا ان کے علم بے کراں سے انفرادی طور پر مستفیض ہوا جا سکے۔

مولانا مرحوم کی علمی اور دینی بصیرت قومی اسمبلی اور بعد ازاں مجلسِ شوریٰ میں ان کی فکر انگیز تقاریر کے حرف حرف سے ٹپکتی تھی۔ قومی مسائل پر جس طرح مولانا اپنا

Marfat.com

بے لوث نقطہ نظر بے خوفی سے ایوان کے سامنے پیش کرتے تھے۔ اس سے واضح طور پر یہ ترشح ہوتا تھا کہ ان کا دل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار اور وطن عزیز کے بے پایاں محبت سے لبریز تھا۔ مولانا کی ہمہ گیر اور پرکشش شخصیت کا پرتو ان کی شعلہ بیانی اور خطابت میں پنہاں تھا جس نے انہیں نہ صرف پاکستان میں بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی ایک سچے عاشق رسول کی حیثیت سے تشخص عطا کیا۔

مولانا مرحوم ایک درویش منش، کم گو اور پرخلوص انسان تھے۔ ان کی لامحدود علمیت کا پتہ ان کے ہر فعل و قول سے ملتا تھا۔ دراصل مولانا مرحوم جیسی شخصیتیں معدوم ہوتی جا رہی ہیں۔ ان کے قبل از وقت رحلت سے ہم ایک ایسے انسان درست قابل شخصیت سے محروم ہو گئے ہیں جس کی کمی کا احساس آنے والے دنوں میں بھی ہوتا رہے گا۔

Marfat.com

جناب عرفان احمد امتیازی

چیئرمین سنٹرل بورڈ آف ریونیو

مکرّمی و محترمی۔ السلام علیکم

مکتوب گرامی پیشِ نظر ہے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی قدس سرہ کے بارے میں اپنے تاثرات قلم بند کرنے کے لیے لکھا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی اپنے قلم سے لکھ دیا ہے کہ

"آپ کی تحریر کا شدت سے انتظار رہے گا۔"

میں عجب گومگو کی کیفیت میں ہوں۔ مولانا مرحوم کی سی ہمہ گیر اور قد آور شخصیت پر قلم اٹھانے والے کے قلم میں دم خم بھی ہونا چاہیے جو مجھ میں نہیں۔ وہ فن خطابت کے بادشاہ تھے۔ وہ علم و فضل کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے بحرِ زخّار تھے۔ وہ عالم باعمل اور فاضل بے بدل تھے۔ ویسے تو غائبانہ ایک عاشق رسول کی حیثیت سے میں عرصہ دراز سے اُن کا مداح تھا لیکن ذاتی تعارف کا شرف اُس وقت نصیب ہوا جب حکومت پاکستان کی وزارت امورِ مذہبی کی خدمت اس ناچیز کے سپرد ہوئی۔ اُن ساڑھے چار سالوں میں مولانا مرحوم کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ بالخصوص دیت و قصاص کے مسودہ قصاص پر غور کرنے کے لیے وفاقی وزیر امورِ مذہبی کی صدارت میں علماء و کلاء کی جو خصوصی کمیٹی بنی تھی اور جس میں مولانا مرحوم بھی شامل تھے! اس کی کاروائی کے دوران مولانا کے تبحّر علمی اور صلح جوئی کا اور بھی بہتر اندازہ ہوا۔ یقین نہیں آتا کہ وہ اب ہم میں نہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کو ہم سب کو اتنی توفیق عطا فرمائے کہ ملک و ملت دین اسلام کی صحیح خدمت کرسکیں اور یہی مولانا کی خواہش و آرزو تھی۔

Marfat.com

جناب ڈاکٹر جمیل جالبی

شیخ الجامعہ کراچی یونیورسٹی

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے اپنی ساری زندگی اسلام کے پیغام کو عوام تک پہنچانے میں صرف کر دی۔ مولانا مرحوم نے مختلف مدارس اور مساجد کے قیام اور تعمیر میں جو حصّہ لیا ہے وہ مولانا مرحوم کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ مولانا اوکاڑوی کی قابلِ قدر تصانیف ان کی علمی بصیرت کا بیّن ثبوت ہیں۔ تبلیغ اسلام کے لیے مولانا کی خدمات اسلام سے محبّت رکھنے والے حلقوں میں ایک عرصہ تک یاد رکھی جائیں گی اور مولانا کی تقریریں عوام کے دلوں میں مولانا کو ہمیشہ زندہ رکھیں گی۔ خدا ان کے درجات بلند فرمائے۔

Marfat.com

قونصل خانہ اسلامی جمہوریہ ایران کراچی ممتاز عالم دین اور مجلس شوریٰ کے رکن مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم کی وفات حسرت آیات پر سوگوار اور مرحوم کے پسماندگان، تمام اعزا و اقربا اور بالخصوص ملت اسلامی کو دلی تعزیت پیش کرتا ہے۔ اسلام اور وحدت بین المسلمین کے لیے مرحوم کی گرانقدر خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ مصلحتوں سے بے نیاز ہو کر حق کی حمایت میں باطل کے مقابلہ میں ڈٹ جانا مرحوم کا طرۂ امتیاز تھا۔ خداوند مرحوم کو شفیع المذنبین سرور کونین ختمی مرتبتؐ کے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کے لیے حوصلہ عنایت فرمائے

قونصل خانہ جمہوری اسلامی ایران کراچی

Marfat.com

نبیرۂ سیدنا غوث اعظم حضرت

پیر سیّد طاہر علاء الدین گیلانی

خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد شیفع اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالےٰ پاکستان کے مشاہیر علماء میں ممتاز تھے اور اللہ تعالےٰ کے نیک برگزیدہ بندے تھے میری ان سے اکثر ملاقات رہتی تھی۔ وہ محبت کرنے والے، مخلص دوست اور نہایت خوش مزاج انسان تھے ان کا اخلاق بہت اچھا تھا۔ اپنے اکابر علماء مشائخ کا بہت ادب کرتے اور تواضع کرتے۔ ان کی خطابت کی دھوم تھی۔ ہزاروں آدمی دُور دُور سے ان کی تقاریر سننے کے لیے آتے ان کی ہر محفل میں بڑا اجتماع ہوتا میلاد النبی، معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ذکرِ اولیاء صالحین بالخصوص غوث الثقلین محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اور جس موضوع پر بھی وہ بیان کرتے دلائل و براہین کے ساتھ مثبت انداز میں بیان کرتے۔ لوگ بہت پسند کرتے اور بہت تعریف کرتے ہر کوئی یہی کہتا کہ یہ اپنی مثال آپ ہیں۔ نہایت لاجواب، خطیب ہو تو ایسا ہو۔ گفتگو دلچسپ ہوتی اور اس میں حلاوت ہوتی۔ نہایت خوش الحانی سے اشعار بھی پڑھتے ایک کامیاب اور عمدہ خطیب کے لیے جو خصوصیات ضروری ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں بہ کمال نوازی تھیں۔ انہوں نے پاکستان اور پاکستان سے باہر دین و

Marfat.com

مذہب کی بہت خدمت کی اور لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی وہ ایک ثابت قدم، بے باک، راسخ العقیدہ مجاہد مسلمان تھے۔

مرحوم مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو نسبت رسول ﷺ بہت محبوب تھی۔ ماہِ محرم الحرام میں امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور صحابہ و اہل بیت کا بیان جس عقیدت و محبّت سے کرتے اس سے ان کے جذبات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے وہ جس وضاحت سے بیان کرتے اور لکھتے باقی علماء بہت کم اتنی وضاحت سے اپنے علم و عرفان و عزت و احترام اور عقیدت و محبّت کے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔

میں نے انہیں حرم نبوی شریف مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں جھاڑو دیتے ہوئے دیکھا اس سے ان کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جذبات محبت، ادب اور تواضع کا احوال معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنات النعیم میں مقام صدیقین و شہدا میں اعلیٰ درجہ عطا فرمائے ان کی اولاد اور احباب کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان کو شاد و آباد رکھے اور ان کے نقش قدم پر چل کر ان کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور مولانا کوکب نورانی کو ان کا صحیح جانشین بنائے۔ آمین

Marfat.com

امام اہلسنت غزالی زماں محدث اعظم

علامہ سید احمد سعید کاظمی

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

فاضل جلیل حضرت علامہ الحاج مولانا الحافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ وادخلہ فی دارالجنان اپنے محاسن میں بے مثال تھے۔ اللہ تعالےٰ نے حسن ظاہری کے ساتھ حسن معنوی بھی انہیں نوازا تھا۔ نہایت خوش اخلاق اور ملنسار تھے اُن کا ہنس مکھ چہرہ تصور کی آنکھوں سے کبھی اوجھل نہ ہوگا۔ خاندانی شرافت و تربیت کے اثرات اور اپنے مشائخ کے فیوض و برکات کے نشانات اُن میں چمکتے ہوئے نظر آتے تھے۔ ان کے جذبۂ محبت رسولؐ کا ظہور اُسی وقت سے ہونے لگا تھا جب سے انہیں نعت شریف پڑھنے کا ذوق ہوا ان کی زبان سے نعت سن کر کوئی شخص متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ ساتھ ہی انہیں علم دین کے حصول کا ایسا شوق ہوا کہ مختصر عرصہ میں انہوں نے درس نظامی کی تکمیل کرلی۔ ذہن رسا تھا، طبیعت موزوں تھی، شوق غالب تھا، محنت کی عادت تھی کامیابی نے قدم چومے اور انہوں نے منزلِ مقصود کو جالیا۔ تحصیل علم کے دوران تقریر کا شوق بھی دامن گیر ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے فن تقریر و خطابت میں وہ بلند مقام عطا فرمایا جس پر دنیا رشک کرتی تھی بلکہ حسد تک نوبت پہنچ گئی اور اس میں شک نہیں کہ حافظ صاحب محو والا قرآن تھے۔ تقریر کے ساتھ تحریر کا شوق بھی ہوگیا۔ متعدد کتابیں تالیف کیں اور زبان و قلم کے ذریعہ دین کی تبلیغ اور مسلک اہل سنت کی تائید و تقویت میں حتی الامکان کوئی کسر باقی نہ

Marfat.com

رکھی ۔ حافظ صاحب موصوف کو اللہ تعالیٰ نے سیاسی بصیرت بھی عطا فرمائی تھی ۔ اس میدان میں بھی انہیں نمایاں کامیابی نصیب ہوئی اور اس طرح ملک و ملت کی سیاسی خدمات بھی انجام دیں ۔ آپ کی دینی خدمات پاکستان تک محدود نہ رہیں بلکہ بیرون ملک بھی اسلامی و غیر اسلامی ممالک میں آپ نے تقریر و تحریر کے کے ذریعہ دین اسلام اور مسلک اہلسنت کے فروغ کے لیے بیش بہا خدمات انجام دیں ۔ یہی وجہ ہے کہ جس طرح پاکستان کے گوشہ گوشہ میں آپ کے شیدائی پائے جاتے ہیں اسی طرح بیرونی ممالک میں بھی آپ کے چاہنے والے بکثرت موجود ہیں ۔

مختصر یہ کہ انہوں نے اپنی علمی استعداد ، زور قلم اور قوت گویائی سے دین متین اور مسلک اہل سنت کی وہ عظیم خدمت کی کہ ان کے دور میں کسی کو یہ سعادت نصیب نہ ہوئی نہ سر دست کسی ایسے سعادت مند بطل جلیل کی توقع کی جاسکتی ہے ۔ آپ کی وفات پر رنج و غم کے بادل پاکستان ہی پر نہیں چھائے بلکہ دنیا کے متعدد ممالک میں بھی شدت کے ساتھ یہ صدمہ محسوس کیا گیا ۔ اللہ تعالےٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور آپ کے اسلاف کرام کے ساتھ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام کی نعمت سے نوازے ۔ میں آپ کے سب متعلقین اور اولادِ امجاد کے حق میں بھی دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ سب کو دین و دنیا کی سعادتوں نعمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرمائے خصوصاً حافظ صاحب علیہ الرحمہ کے جانشین ، ان کے لختِ جگر اور خلفِ اکبر مولانا کوکب نورانی سلمہ اللہ تعالےٰ کے حق میں علم و عمل کی ترقی اور فلاح دارین کی دعا کرتا ہوں جنہیں حافظ صاحب کے مزار کے قریب بیٹھ کر میں نے برکت و سعادت کے لیے بخاری شریف کی چند احادیث پڑھائیں اور ان کے والد ماجد کے ساتھ انہیں بھی اپنے تلامذہ میں شامل کر لیا اللہ تعالےٰ انہیں ان کے والد ماجد کا صحیح جانشین بنائے اور ہر مرحلہ پر ان کا حامی و ناصر ہو ۔ آمین

Marfat.com

فقیہ العصر شیخ القرآن

حضرت مولانا غلام علی قادری اوکاڑوی

خطیبِ ملت حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ تقسیم پاک و ہند کے بعد اوکاڑا میں اقامت پزیر ہوئے، ان کا مولد کھیم کرن مشرقی پنجاب تھا۔ مولانا کے آباؤ اجداد تجارت پیشہ تھے اور ایک صالح ترین خاندانِ شیوخ سے متعلق تھے مولانا کے والدِ محترم الحاج میاں کرم الٰہی صاحب مرحوم نہایت ہی درویش منش اور پاکیزہ سیرت انسان تھے۔ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہ کے مرید خاص تھے۔ حضرت شیر ربانی کی صحبت بابرکت سے مولانا اوکاڑوی کے والدِ ماجد کے سینہ میں عشقِ رسول ﷺ اس طرح موجزن تھا کہ بعض اوقات نعت رسول مقبول ﷺ سنتے ہی میاں کرم الٰہی صاحب پر ایسی وجدانی کیفیت طاری ہوتی تھی کہ وہ جذب و مستی کی حالت میں ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپنے لگتے تھے۔

فقیر جب ۱۹۴۹ئ میں اوکاڑا بلایا گیا اور جامع مسجد اے کالونی ستلج کاٹن ملز میں بطور خطیب اور ہائی اسکول میں بطور صدر شعبۂ اسلامیات تقرری ہوئی اور اوکاڑا میں دینی محافل و مجالس کی کثرت ہونے لگی تو اس ذریعہ سے "خطیبِ پاکستان" سے تعارف ہوا جو اس زمانہ میں طوطیٔ پنجاب حافظ محمد شفیع صاحب کے نام سے معروف تھے اور اکثر مذہبی جلسوں اور جمعہ کے موقع پر بڑے پیارے انداز میں نعت شریف

Marfat.com

پڑھتے اور تقریریں کیا کرتے تھے۔ جب فقیر سے ان کا رابطہ زیادہ ہوا اور فقیر نے ان کی فطانت و ذہانت اور زیرکی کو محسوس کیا تو انہیں درسِ نظامی کی تکمیل کی ترغیب دی جسے مولانا نے بخوشی قبول کیا۔ اس وقت تک ابھی دارالعلوم اشرف المدارس کا قیام عمل میں نہیں لایا گیا تھا۔ فقیر نے اپنی استطاعت کے مطابق ان کی خصوصی تربیت پر اپنی توجہ کو مرکوز کیا جس کے نتیجے میں بہت جلد ان کو ایسی کامیابی و کامرانی حاصل ہوئی کہ اللہ کے فضل وکرم سے ان کی خطابت اور وعظ ونصیحت کا اِر د گرد چرچا ہونے لگا چنانچہ ایک طرف تو وہ میری جگہ ستلج ہائی اسکول میں شعبۂ اسلامیات کے انچارج اور دوسری طرف ضلع کے صدر مقام منٹگمری (جس کا نام اب ساہیوال ہے) میں مسجد مہاجرین کے خطیب مقرر ہوئے اور بفضلہ تعالےٰ لوگوں میں ان کی مقبولیت اس حد تک بڑھ گئی کہ چوک مسجد مہاجرین اور اس کے متصل سڑکیں اور گلیاں جمعہ کے دن اس طرح بھر جاتی تھیں کہ ہر جمعہ کے روز عید کا سا سماں معلوم ہوتا تھا

فروری ۱۹۵۴ء میں جامعہ حنفیہ برکاتیہ اشرف المدارس کا قیام ہوا۔ مولانا اوکاڑوی ابتدائً دارالعلوم کے نہایت کامیاب و معروف طالب علم تھے اور بانی ارکان سے بھی اور اپنی دینی ملی تبلیغی خدمات کی وجہ سے کمال عروج پر فائز ہونے کے باوجود اپنی پہلی اور خصوصی تربیت گاہ اشرف المدارس کی سرپرستی بھی فرماتے رہے۔

مولانا مرحوم کو حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے حفظ وفہم کی وہ دولت عطا فرمائی تھی کہ جس موضوع پر گفتگو کرنے کی ضرورت ہوتی تھی فقیر ان کو اپنے علمِ ناقص کے مطابق اشارے اور کبھی مضمون تیار کر کے دیتا اور وہ بہت ہی تھوڑے وقت میں اس کو محفوظ کر لیتے اور اس طرح بیان فرماتے کہ میں خود بھی دنگ رہ جاتا۔ ان میں ایک عظیم خوبی یہ بھی تھی کہ وہ بمصداق "من المہد الی اللحد" عمر بھر اسی طرح علمی تحقیق میں لگے رہے کہ جب بھی اپنے اکابر علماء سے ان کی ملاقات ہوتی، مسائل دینیہ پر تحقیق فرماتے رہے۔ دقیق علمی مسائل میں مزید اضافہ کے لیے ان کی مثالی شہرت حائل نہ ہوئی۔ درسِ تفسیر و حدیث میں بعض ایسے استفسارات کرتے کہ استاد اور ان کے رفقاء

Marfat.com

درس ان کی ذہانت اور نکتہ آفرینی پر دنگ رہ جاتے ۔ ایک سال فقیر نے مولانا کے زیرِ انتظام جامع مسجد غوثیہ بلاک ۲ پی ای سی ایچ سوسائٹی کراچی میں دورہ تفسیر قرآن پڑھایا تو وہ شب و روز نہایت دلچسپی اور انہماک سے اس میں شامل رہے اور تمام اہم تدریسی مسائل نوٹ کرتے رہے اور بعد ازاں نہایت ترتیب سے تحریر فرما کر فقیر کو دکھائے ۔ الحاصل مولانا مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے ۔ لکل فن رجال ، فن خطابت میں مولانا کو جو مرتبہ و مقام حاصل تھا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں سینکڑوں ان کی پیروی میں آسمانِ شہرت پر چمکے ہیں بلاشبہ وہ بے مثل خطیب تھے اور اپنی طرزِ خطابت کے موجد اور امام تھے ۔

مجھے شبہ ہے کہ ملک بھر میں مولانا مرحوم کی طرح کوئی شخصیت ایسی ہو گی جس کی دینی خدمات کے سبب ہر علاقے کے لوگ، خواتین اور بچے بھی اس سے واقف ہوں وہ اپنی برادری ، اوکاڑا شہر اور علماء کی ہی نہیں تمام اہلسنت اور پاکستان کی عزت و شہرت کا باعث تھے ۔ فقیر کے ساتھ اگرچہ ان کا تعلق ابتداء میں استاد شاگرد کا تھا مگر وہ ایسے تلمیذِ رشید تھے کہ میرے جیسے غیر معروف اور ہیچ میرز کو بھی ان کی وجہ سے بہت شہرت حاصل ہوئی وہ اگرچہ اپنے صدقِ اخلاص کی وجہ سے اپنے اساتذہ کا نہایت احترام کرتے تھے تاہم اللہ تعالےٰ نے ان کو جو عزت و تکریم عطا فرمائی تھی فقیر بھی ان کو نہایت ہی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور وہ بھی دینی ملی بلکہ اکثر خانگی معاملات میں فقیر سے مشاورت اہم سمجھتے تھے ۔ ان کے اچانک رحلت فرمانے سے پوری ملت ایک نامور خطیب، مصنف اور تحریک ختم نبوت اور تحریک نظامِ مصطفےٰ کے عظیم مجاہد ، بے باک اور نڈر سپاہی سے محروم ہو گئی ہے جس نے ملت اسلامیہ کی سربلندی ، مسلکِ حق اہلسنت کی تبلیغ و ترجمانی اس طرح باحسن وجوہ سرانجام دی کہ اپنی مثال وہ خود آپ ہی تھے ۔

حق سبحانہٗ و تعالےٰ ان کے درجات و مراتب بلند فرمائے اور جنۃ الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین

Marfat.com

جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری

وفاقی شرعی عدالت

خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی وفات عظیم سانحہ ہے۔ دنیائے اسلام عظیم خوش نوا خطیب، بے باک مبلغ، عظیم سیاسی رہنما اور ممتاز مصنف سے محروم ہو گئی۔ آپ نے باطل کی یلغار کو زور قلم و بیاں سے روکا اسلام کی خاطر اٹھنے والی ہر تحریک میں آپ پیش پیش رہے۔ آپ ملت اسلامیہ کے عظیم محسن تھے۔ آپ کی وفات سے پیدا شدہ خلا صدیوں تک پُر نہ ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں مقام ناز سے نوازے۔

Marfat.com

حضرت پیر میاں فیض محمد نقشبندی

سجادہ نشین درگاہ عالیہ لواری شریف

حبیبِ من، خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نقشبندی مرحوم و مغفور ملک کے نامور عالم دین اور اہلسنت والجماعت کے سربرآوردہ رہنما تھے۔ آپ کی درگاہ شرقپور شریف سے روحانی وابستگی تھی۔ بزرگان شرقپور شریف کا حلقۂ ارادت بالواسطہ کئی خلفاء سے ہوتا ہوا بزرگان قاضی احمد سے ملتا ہے اور پھر ان کا تعلق سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی مشہور و معروف درگاہ لواری شریف سے ہے جہاں پر حضرت سلطان الاولیاء خواجہ محمد زمان قدس سرہٗ کا آستانہ عالیہ ہے اور جسے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

مولانا مرحوم و مغفور ایک صادق و مخلص کی حیثیت سے ہمیشہ ان بزرگانِ عظام کے درِ اقدس کی خاک نشینی میں اپنی توقیر سمجھتے رہے۔ مولانا روم ؒ کے اس شعر کے مصداق "اے لقائے تو جواب ہر سوال۔ مشکل از تو حل شود بے قیل وقال" آپ نے تاحیات ان ہی سے اکتساب فیض کیا۔ قطع نظر اپنی بلند پایہ دینی و علمی بصیرت کے اپنی جبیں کو سدا عجز و انکساری سے تابندہ رکھا۔ درگاہ لواری شریف پر یا درگاہ قاضی احمد پر یا کراچی میں ہونے والی محافل میلاد النبی ؐ اور مجالس اعراس خواجگانِ لواری شریف قدس اللہ اسرارہم میں جب بھی انہیں

Marfat.com

شرکت کی دعوت دی گئی ۔ انہوں نے باوجود اپنی گوناگوں مصروفیات کے بذوق وشوق ان روح پرور جلسوں میں حاضری دی اور ذکر حبیب ﷺ سے حاضرین کو مستفیض کیا اور اپنے ایمان افروز خطبات کا ایک ان مٹ نقش چھوڑ گئے۔

قوم نے آپ کو خطیب پاکستان کے لقب سے نوازا جس کے یقیناً آپ مستحق تھے۔ خطابت میں آپ کا ثانی مشکل سے ملے گا۔ مسلمانوں کے تقریباً ہر گھر میں آپ کے موعظ حسنہ کی بازگشت آج بھی سنائی دے رہی ہے اور آئندہ بھی دیتی رہے گی۔ علاوہ ازیں آپ پاکستان کی ترقی وخوشحالی اور مسلمانوں کے باہمی اتحاد و بھائی چارے کے لیے تادمِ زیست مصروف کار رہے۔ مجلسِ شوریٰ میں نفاذ اسلام سے متعلق قوم کے احساسات کی موثر انداز میں آپ کی ترجمانی تاریخِ پاکستان میں ہمیشہ یادگار رہے گی۔

مولانا مرحوم ومغفور، علامہ اقبالؒ کے اس شعر کے مصداق "آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی ۔ اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی۔ ہمیشہ حق و صداقت کے علمبردار رہے۔ اُن کی جب بھی باطل سے ٹکر ہوئی وہ سینہ سپر ہو کر سامنے آئے اور اعلائے کلمۃ الحق کا فرض پورا کیا۔ ایک بار مجلس شوریٰ میں جب ایک مخالفِ طریقت نے درگاہ لواری شریف سے متعلق ان بے بنیاد شرانگیز الزامات کا اعادہ کیا کہ وہاں پر ۹ اور ۱۰ ذوالحجہ کو حج عرفات کی نقل کی جاتی ہے اس پر ہمیشہ کے لیے پابندی لگائی جائے تو مولانا مرحوم ومغفور بلا تامل اپنی نشست سے کھڑے ہوئے اور مخالف کو دندان شکن جواب دیتے ہوئے ان گمراہ کن الزامات کی سختی سے تردید کی۔ بعد ازاں اپنے جواب کے حق کا استعمال کرتے ہوئے آپ نے ممبران مجلس شوریٰ پر اصل حقیقت کو واضح کیا کہ درگاہ لواری شریف پر حج بیت اللہ کی کوئی نقل نہیں کی جاتی بلکہ عرس کی تقریب ہوتی ہے جس میں نماز، قرآن خوانی تسبیح وتہلیل اور زیارت درگاہ اقدس کے علاوہ اور کوئی غیر شرعی کام نہیں ہوتا یہ اجتماع زمانہ قدیم سے ہوتا آیا ہے جس پر ۱۳۸ھ میں ایک سوچی سمجھی سازش کے

Marfat.com

تحت کانگریسی دورِ وزارت میں بندش عائد کی گئی تھی آپ نے سوال کیا کہ اس حالت میں جبکہ درگاہ لواری شریف برسوں سے محکمۂ اوقاف کی تحویل میں ہے ان من گھڑت الزامات کا باقی کیا جواز رہتا ہے ۔! نفاذِ اسلام کے اس دور میں اس غیر اسلامی کانگریسی بندش کو مملکت اسلامیہ کے ماتھے پر ایک بدنما داغ قرار دیتے ہوئے مولانا مرحوم و مغفور نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس بندش کو ختم کیا جائے ۔

مولانا مرحوم و مغفور کی دینی خدمات ان گنت ہیں ۔ جن میں مسجد گلزار حبیب اور گلزار حبیب ٹرسٹ کا قیام آپ کی مساعی جمیلہ کے بیّن ثبوت ہیں ۔ آپ کے فرزند رشید جناب صاحبزادہ کوکب نورانی اپنے مکرم والد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اُن کے مشن کو اس ٹرسٹ کے تحت پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں شب و روز کوشاں ہیں ۔

اللہ رب العزت کے دربار والا تبار میں دعا گو ہوں کہ وہ ان مساعی کو مشکور فرمائے ۔ مولانا مرحوم و مغفور پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے ، اپنے پیاروں کے طفیل ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے فرزندان و جملہ اہل خاندان کو برگزیدگان حق و بزرگان نقشبند کی محبت سے سدا مالا مال رکھے ۔ آمین ۔

Marfat.com

حضرت پیر صاحب دیول شریف

خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی ؒ میری نظر میں ایک بلند پایہ عالم دین، مفکر اور عظیم مبلغ اسلام ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی ذہین و فطین اور غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ آپ کو خدا نے سیرت و کردار کے ساتھ حسنِ گفتار کا ملکۂ خاص بھی عطا کیا تھا جس کی بدولت آپ کو لوگ شہبازِ خطابت اور خطیب پاکستان کے نام سے رہتی دنیا تک یاد رکھیں گے۔ آپ نے اپنے مسحور کن طرزِ خطابت سے لوگوں کے دلوں کو نورِ ایمان و ایقان سے ہی نہ صرف منور کیا بلکہ عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار کیا آپ بیک وقت تقریر و تحریر دونوں پہ کامل دسترس رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی کثیر تعداد میں تصانیف جو اہل ایمان کے لیے یادگار چھوڑی ہیں۔ ان سے آنے والی نسلیں فیض یاب ہوتی رہیں گی۔ جو اہل ایمان کے لیے ایک متاع عظیم ہے۔ آپ کے وصال سے اہلیان پاکستان و مسلکِ حقا اہل سنت وجماعت کو جو نقصان عظیم ہوا ہے۔ اس کی تلافی صدیوں ممکن نہ ہو گی۔ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ عندلیب ریاض رسول چہکتا ہوا آغوش رسول ؐ میں جا پہنچا۔ ؎

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

Marfat.com

حضرت صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیرؒ گولڑہ شریف

کارخانۂ قدرت کا دستور نرالا ہے۔ اکثر اشخاص زندہ رہتے ہیں مگر دنیا نہ انہیں جانتی ہے نہ پہچانتی ہے۔ سانسیں پوری کرتے ہیں اور عدم کی راہ لیتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے جسم کو موت چھو لیتی ہے مگر جن کی صفات کی گرد کو نہیں پہنچتی وہ اپنے نام اور اپنے کام سے انجام کو جاودانی اور غیر فانی بنا جاتے ہیں۔ خود آسودۂ خاک ہوتے ہیں اور آنکھیں اُن کے غم میں نمناک، چہرے ان کے ذکر سے دمکتے ہیں اور دل اُن کے نام سے دھڑکتے ہیں۔

ایسے ستودہ صفات لوگ وہی ہوتے ہیں جو ایمان والیقان کی دولت سے مالا مال ہوں اور عشقِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہوں۔ بارگاہِ رسالت مآبؐ میں جن کا سرِ تسلیم خم ہو۔ جو آلؓ و اصحابؓ رسالت مآبؐ پر دل وجان سے فدا ہوں۔ ان خوش نصیب انسانوں کی موت بھی ایک زندگی ہے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم و مغفور نے اپنی زندگی تبلیغ دین متین صرف کی۔ تادم زیست زبان اور قلم سے جہاد کرتے رہے۔ لادینی، الحاد اور بد اعتقادی

Marfat.com

کے خلاف انہوں نے معرکے سر کیے۔ ملک کے گوشے گوشے میں ان کے مواعظِ حسنہ کا شہرہ تھا۔ ان کے خلوص کا چرچا تھا ان کی عقیدت اور جادو بیانی کی دھوم تھی وہ عاشقانِ رسول ﷺ کے جھرمٹ میں ایک یارِ مہربان اور ناشناسانِ عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے برقِ بے امان تھے۔ امامت کی تو خشوع و خضوع سے نماز پڑھنے پڑھانے کا طریقہ سکھا دیا۔ سیرتِ طیّبہ پہ وعظ دیا تو بصد عقیدت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات کی تمام جلوہ سامانیاں الم نشرح کیں مُحبانِ نبیؐ کو نرمی و محبت سے پکارا اور ناشناسانِ مقام نبوت کو ببانگِ دھل للکارا دوست اُن سے شاداں و فرحاں تھے اور دشمن لرزاں و ترساں خطابت میں جان تھی۔ ہر کیفیت کے لیے موزوں الفاظ اور مناسب لہجہ، ہر دعوے کی دلیل اور اجمال کی تفصیل ایک دریا تھا کہ بہتا چلا جاتا تھا اور تشنگانِ علم اس سے پیاس بجھاتے تھے۔

تبلیغ دین میں خداداد صلاحیت کے طفیل حق و باطل کا فرق اس دلآویزی سے بیان کرتے تھے کہ دل موہ لیتے تھے ظلماتِ کفر کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیتے تھے۔ ان کی مدلل گفتگو سے ہمیشہ حقانیت کا بول بالا ہوا اور تاریک دلوں میں اُجالا ہوا اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنے والوں کو انہوں نے آسرا دیا۔ گمراہوں کو راہ دکھائی بے سہارا کو سہارا دیا۔ انہوں نے ایسے دلوں میں شمع ایمان روشن کی جو روشنی کی ایک ایک کرن کو ترس رہے تھے وہی لوگ جو اسلام کے نام سے کانوں پہ ہاتھ دھرتے تھے اذان کے لیے ہاتھ اٹھانے لگے اور مسلمانوں کی صف میں شامل ہو کر مسجدوں کو آباد کرنے کا سبب بنے۔

تحریر میں مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم و مغفور کا اسلوب سادہ مگر دلنشیں تھا۔ انہوں نے عقائد کی درستی کیلئے بہت کچھ لکھا اور بدعقیدہ لوگوں کی سرزنش بھی خوب کی۔ ان کی تحریر میں قرآن، حدیث اور آثار کی ضو فشانی عام تھی۔ اپنی بات کو واضح کرنے کے لیے وہ مستند حوالے پیش کرتے تھے۔ ان کے پیشِ نظر، یہ ارشادِ ربانی ہمیشہ رہا کہ برائی کا دفعیہ ایسی اچھائی سے کر کہ دشمن جگری دوست بن جائے

Marfat.com

اس لیے وہ طعن و تعریض کے بجائے حقائق اور اسناد پیش کرتے تھے اُن کا مسلک دل میں گھر کرنا تھا دلشکنی نہ تھا حقیقت ہے کہ ان کی تحریر میں گہرائی تھی مگر دلآزاری نہ تھی۔

مولانا اوکاڑوی اسلام کی خدمت میں پیش پیش رہے اُن کا ہر سانس خدمتِ دین کے لیے وقف تھا انہوں نے ہر آن اسوۂ حسنہ کو یاد رکھا۔ قوم اُن کا احسان کبھی نہ بھول سکے گی۔

Marfat.com

ممتاز مسلم لیگی رہنما جناب حسین امام

خطیب بے بدل حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی سے بہت تعلق رہا۔ نہایت خوش خلق، وضع دار اور باکمال انسان تھے۔ انہیں جو علم و فن حاصل تھا اس کی اتنی ہی شہرت اور مرتبت بھی ملی۔ وہ بے باک مجاہد اور مرد میدان تھے تمام عمر سرگرم عمل رہے۔ اسلام اور پاکستان کے لیے ان کی شخصیت اور خدمات یاد رہیں گی۔ اللہ تعالےٰ ان کے درجات اور بلند فرمائے۔ اور مولانا اوکاڑوی اکادمی کو کامیابی سے نوازے۔

Marfat.com

نواب محمد یامین رکن قومی اسمبلی

لسان الامت، خطیب العصر حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ اسلام اور پاکستان کے لیے قدرت کی ایک بیش بہا نعمت تھے۔ تمام زندگی وہ صدائے حق بلند کرتے رہے اور خدا تعالیٰ اور خلق خدا کے لیے بالترتیب محبوب و محترم ٹھہرے۔ وہ بے بدل خطیب تھے اور مقبول ایسے کہ لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے تھے۔ انہوں نے ملت اسلامیہ میں اپنی خطابت اور تحریروں کے ذریعے جو انقلاب برپا کیا اور صعوبتوں کے باوجود حق پر استقامت کا جو مظاہرہ کیا وہ ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ وہ قیام پاکستان سے تحریک نظام مصطفےٰ تک ایک قافلہ سالار کی حیثیت سے سرگرم عمل رہے اور انہوں نے عالم باعمل کی زندگی گزاری۔ اخلاق و عادات کے لحاظ سے بھی ان کا امتیاز نمایاں رہا۔ مجلس شوریٰ میں اسلامی قوانین کے مسودات اور اصلاح معاشرہ کے لیے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ وہ ملک و ملت پاکستان کے لیے ان کے عظیم احسانات ہیں۔ اہل حیدر آباد ان کے خطابات جس ذوق و شوق سے اور جس کثیر تعداد میں جمع ہو کر سنتے تھے۔ ایسا منظر ان کے بعد کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ حضرت مولانا کی وفات سے جو خلا پیدا

Marfat.com

ہوا ہے وہ کبھی پر نہیں ہو سکے گا۔ مجھے ان سے جو تعلق رہا وہ میرے لیے باعث فخر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے نقش قدم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے فرزند و جانشین کوکب نورانی صاحب کو اسی طرح مصروف و مشغول دیکھ کر بہت خوشی ہوئی خدائے بزرگ و برتر ان کا حافظ و ناصر رہے اور مولانا اوکاڑوی اکادمی کو کامیابی سے نوازے۔

Marfat.com

جناب پروفیسر غفور احمد

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی وفات سے بہت صدمہ ہوا۔ مولانا اپنی علالت کی وجہ سے انتہائی نگہداشت کے کمرے میں تھے اور ملاقات پر پابندی تھی اس لیے میں اس انتظار میں تھا کہ وہاں سے منتقل ہوتے تو میں عیادت کے لیے حاضر ہوتا مگر ان کے انتقال کی اطلاع میرے لیے نہایت صدمہ کا باعث بنی اللہ تعالےٰ ان کے مراتب بلند کرے۔

Marfat.com

جناب محمود اعظم فاروقی

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کے انتقال پر مجھے بہت رنج و غم اور افسوس ہوا۔ آپ کے انتقال سے علماء کی صف میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ مشکل ہی سے پُر ہو سکے گا۔ بالخصوص سیرت اور میلاد النبی کے جلسوں میں آپ کی کمی شدت سے محسوس کی جائے گی۔ آپ کی وفات ایک المناک حادثہ ہے آپ معروف شعلہ بیان مقرر تھے۔ خدا تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔

Marfat.com

جناب خواجہ خیرالدین

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کے انتقال سے ملک ایک جید عالم، شعلہ بیان خطیب اور ایک محب وطن سے محروم ہوگیا ہے مجھے ان کی وفات سے گہرا رنج ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کے درجات بلند کرے۔

Marfat.com

جناب جنرل شفیق الرحمٰن

چیئرمین اکادمی ادبیات پاکستان

السلام علیکم۔

آپ کے والد محترم کی ناگہانی وفات پر از حد قلق ہوا۔ یہ صدمہ ملک بھر کا بلکہ ساری دنیائے اسلام کا صدمہ ہے۔ کئی مرتبہ سوچا کہ آپ کو خط لکھوں پھر موزوں الفاظ نہ ملتے۔ چند مرتبہ ٹیلی فون کیا۔ فقط ایک مرتبہ آپ کے بھائی سے باتیں ہو سکیں۔ وہ الفاظ تو اب بھی نہیں مل رہے جو جذبات کا صحیح طور پر اظہار کر سکیں۔ مجھے آپ کے احساسات کا پوری طرح اندازہ ہے جب میرے سر سے والد صاحب کی شفقت کا چھتر یک لخت چھن گیا تھا تو مدتوں تک یقین ہی نہ آتا تھا کہ یوں بھی ہو سکتا ہے۔ بڑی دیر کے بعد آہستہ آہستہ مجبوراً سنبھلنا پڑا۔ اس رمضان شریف میں منجھلے بیٹے کو سدھارے پورے تین برس ہو جائیں گے لیکن غم کے PANGS پر (جن کے متعلق طبی کتابوں میں لکھا ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ DULL ہونے شروع ہو جاتے ہیں) کوئی اثر نہیں پڑا۔

صبر دنیا فقط اس قادر مطلق کے ہاتھ میں ہے۔ خداوند کریم آپ کو صبر و تحمل اور ہمت عطا فرمائے۔

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم و مغفور نور کا مینار تھے۔ ایسے جید عالم اور عظیم انسان کے بارے میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ دراصل ایسی نابغہ ہستیوں کے بارے میں ان کے عقیدت مند احترام اور قلبی ارادت سے اس قدر سرشار ہوتے ہیں کہ ان کے متعلق لکھنے کے لیے الفاظ نہیں ملتے

Marfat.com

جناب سید ضمیر جعفری

نامور شاعر و ادیب راولپنڈی

حضرت مولانا محمد شفیعؒ اوکاڑوی اس عہد کی اکابر دینی شخصیتوں میں ایک ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ ان کی خطابت جہاں دلوں کو گرماتی تھی وہاں ذہنوں کو روشن بھی کرتی تھی۔ ان کی تحریر حکیمانہ بصیرت کے ساتھ ساتھ ایک ایسی لطیف ادبی چاشنی بھی رکھتی تھی جو دینی لٹریچر میں بہت کم دیکھنے میں آئی ہے۔ مولانا نہ مسائل کی صحت پر آنچ آنے دیتے نہ اظہار کی بلاغت پر۔ لفظ ان کی زبان سے نکلے یا قلم سے اُس میں الجھاؤ نہیں ہوتا تھا۔ اُن کا علم وسیع، نگاہ واضح اور نقطہ نگاہ واضح تر تھا۔ مولانا مرحوم نے عمر بھر اپنی غیر معمولی علمی و ذہنی صلاحیتوں کو اشاعت دین اور فروغ اتحاد بین المسلمین کے مقدس مشن کے لیے وقف رکھا۔ ان کی سب سے بڑی دولت حضور نبی کریمﷺ کی ذات سے والہانہ عشق اور حضور کی سیرت پاک کے تذکار سے حاشانہ انتساب تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ مولانا کے قلب کی اسی روشنی نے اُن کو لوگوں کے دلوں پر اتنی وسیع اور گہری گرفت عطا کر رکھی تھی۔

میں نے مولانا مرحوم کو اُن کے ہزاروں سامعین کی صف میں دور سے بھی دیکھا اور سنا تھا۔ دو ایک مرتبہ اُن کی خدمت میں حاضری کا شرف بھی

Marfat.com

حاصل ہوا۔ ٹیلی فون پر بھی بات ہوتی رہی۔ آدمی ان کے علم وفضل سے بھی متاثر ہوتا تھا اور عام انسانی روابط کی سطح پر ان کے اخلاقِ کریمانہ سے بھی ان کی گفتگو میں شگفتگی کی ایک ایسی ہلکی پھلکی پھوار موجود رہتی تھی کہ اُن کی شخصیت کو ہم نے کبھی اُن کی عظیم علمی ثقاہت کے بوجھ میں دبتے نہ دیکھا ہم نے ان کو جب دیکھا، انسانوں اور کتابوں میں گھرے دیکھا۔

مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ کی وفات سے عالم اسلام اپنے ایک بطل جلیل سے محروم ہوگیا۔ مگر جو لوگ ان کی طرح اپنے زمانے کو متاثر کر جاتے ہیں۔ وہ اپنے افکار میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔

Marfat.com

ہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے

Marfat.com

قطرے ہی سمندر بنتے ہیں ذرّے ہی بیاباں ہوتے ہیں

Marfat.com

تکمیل پختہ کاری انسان سفر سے ہے

Marfat.com

بہ خوبی ہم چو مہ تابندہ باشی (آغاز خطابت)

Marfat.com

مجالسِ محرم ۱۹۵۷ء
کراچی
صدرِ جلسہ پیر سید طاہر علاؤالدین گیلانی

Marfat.com

مولانا عبدالحامد
بدایونی اور
جناب حسین امام
کے ساتھ

Marfat.com

دل پادشاہاں لرزد زگدائے بے نیازے

Marfat.com

یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لئے

Marfat.com

؏ فسوں تھا کوئی تیری گفتار کیا تھی

Marfat.com

حلقۂ یاراں میں بریشم کی طرح نرم

Marfat.com

آفریں باد بریں ہمت مردانۂ تو

Marfat.com

عشق سوز زندگی ہے تا ابد پائندہ ہے

Marfat.com

Marfat.com

وصالِ مصطفوی، افتراقِ بولہبی

Marfat.com

مولانا غلام حیدر ساورر انا محمد عالم کے ساتھ ۔ کراچی

Marfat.com

نامور مزاح نگار کرنل محمد خاں

آپ کے ابّاجان کے انتقال کی خبر سے دلی صدمہ ہوا۔ میں نے انہیں
ٹیلی وژن پر دیکھا۔ نہایت خوب صورت اور وجیہ انسان تھے۔ ان کی شہرت
بہت سُنی ان کی خطابت کی دھوم تھی اور ان کے ملاقاتی ان کے اخلاق و کردار
گرویدہ تھے۔ اس مختصر عمر میں اٹھارہ ہزار سے زائد اجتماعات سے خطاب، مت
تصانیف اور سیکڑوں ادارے بلاشبہ بہت بڑا کارنامہ ہیں۔

حضرت مولانا مرحوم کے آخری سفر کی روداد پڑھی۔ کیا مکمل، مفصل ا
مصوّر روداد ہے۔ یہ رسالہ سنبھال کر رکھنے کے قابل ہے اور انشاءاللہ بہت
سنبھال کر رکھوں گا۔ پیرو مرشد، سید ضمیر جعفری نے کیا پُراثر "تاثر" لکھا
مجھے علم نہ تھا کہ ضمیر حضرت مولانا سے مل چکے تھے۔ افسوس ہوا کہ میں د
تین مرتبہ در دولت پر حاضر بھی ہوا لیکن مولانا سے نیاز حاصل کرنے سے محر
رہا۔ حضرت مولانا کی دینی و علمی خدمات و مصروفیات کا ذکر سننے اور پڑھنے
بعد احساس ہوتا ہے کہ بطور جانشین آپ کے شانوں پر کس قدر بھاری بو
آپڑا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

Marfat.com

مولانا کوثر نیازی سینیٹر

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ؎

دیکھو جسے ہے راہ فنا کی طرف رواں
تیرے محل سرا کا یہی راستہ ہے کیا!

ہم سب اسی راہ فنا کے مسافر ہیں مگر کچھ ایسے بھی ہیں جو اثنائے سفر اپنے نقوش پا سے سنگ میل قائم کرتے جاتے ہیں۔ حضرت مولانا اسی خوش نصیب گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جو بیک وقت رہرو بھی تھے اور رہنما بھی۔ اس کے نفس گرم سے محفل میں عشق رسول کا اجالا پھیلتا تھا اور ان کے وعظ و خطابت سے عوام میں حیات اسلامی کی روح دوڑ جاتی تھی۔ مجھے کئی جلسوں میں ان کے ساتھ تقریر کرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وزارت مذہبی امور کی قائم کردہ قومی سیرت کمیٹی میں بھی انہوں نے کچھ عرصہ میرے ساتھ کام کیا تھا۔ دیوبندی حضرات میں مولانا احتشام الحق تھانوی اور بریلوی مکتب فکر میں مولانا اوکاڑوی کے پائے کا واعظ شاید ہی کوئی دوسرا ہو۔ واعظ ہونے کے ساتھ مصنف بھی تھے۔ مختلف مذہبی موضوعات پر ان کی کوئی ڈیڑھ درجن کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ واعظوں میں علمی گہرائی کم ہوتی ہے لیکن مولانا کا مطالعہ

Marfat.com

بہت وسیع تھا۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی سے تین مسائل میں اختلاف کرتے ہوئے انہوں نے جو رسالہ لکھا ہے اس سے ان کا علمی مقام بھی واضح ہوتا ہے اور دین فکر کا ذوق بھی۔ اپنے مسلک سے اختلاف کرنے والے اہل علم کی تقریروں میں خوب خبر لیتے مگر ذاتی اور معاشرتی زندگی میں ان سے خوشگوار روابط بھی برقرار رکھتے۔ حب رسول زندگی کا اوڑھنا بچھونا تھا اور یہی اس کا انعام تھا کہ دم آخر زبان پر درود شریف کا ورد رہا۔ عمر لگ بھگ پچپن سال ہو گی۔ یہ عام تخمینے کے مطابق کوئی زیادہ عمر نہیں۔ دیکھنے میں بھی کافی صحت مند تھے مگر جب ادھر سے بلاوا آجائے تو یہ دلیلیں کہاں کام دیتی ہیں۔ مولانا بھی اس محل سرا کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ یہ نہ دیکھا کہ ابھی ملک اور قوم کو ان کی ضرورت ہے۔ ابھی ان کے صاحبزادوں کو کب نورانی محمد سبحانی اور حامد ربانی کی شادیاں نہیں ہوئیں گھر نہیں بسے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تیز رفتاری پر انہیں انعام خاص سے نوازے۔ آمین

Marfat.com

جناب رئیس امروہوی

علمائے حق اور عارفانِ حقیقت کی صف میں حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی قدس اللہ سرہ عزیز کو جو امتیازی مقام حاصل تھا اس کا اعتراف کس کو نہیں۔ بلاشبہ وہ عشاقِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرتاج اور شیدائیان رسالت کے سرکردہ تھے انہیں قدرت نے ایسی معجزہ نما خطابت کی صلاحیت سے نوازا تھا کہ بیک جنبش لب ہزاروں انسانوں کے قلوب کو مسخر کر لیتے تھے۔ مجھے ان کے نطق گوہر بار سے مستفید ہونے کے متعدد مواقع نصیب ہوئے۔ اب سوچتا ہوں کہ وہ کتنی خوش بختی اور فیض اندازی کے لمحے تھے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے لہجے میں عجب قسم کا سوز و گداز تھا۔ ان کی خطابت اور ان کا انداز خطاب ہر قسم کے تصنع سے پاک تھا۔ جب وہ تقریر شروع کرتے تو سامعین ایک طرح کا روحانی اطمینان محسوس کرتے۔ آہستہ آہستہ وہ اپنے موضوع اصلی کی طرف رجوع فرماتے اور خطابت کے سحر میں اضافہ ہوتا چلا جاتا۔ آیات قرآنی سے استدلال احادیثِ نبویؐ سے استشہاد۔ اولیائے کرام کے ملفوظات کے حوالے اور پھر حضرت کی نکتہ طرازی اور بذلہ سنجی۔ تقریر میں نثر کے ساتھ نظم کی دلنواز آمیزش۔ تاریخی تلمیحات، برجستہ استعارے، فقروں کی ترتیب، الفاظ کا انتخاب، لہجے کا

Marfat.com

نشیب و فراز الغرض ایک خوبی ہو تو اس کا ذکر کیا جائے۔ مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان بزرگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے تحریک پاکستان کو اپنی عملی جدوجہد اور فکری و ذہنی مساعی کے ذریعے فائز منزل کیا۔ قیام پاکستان کے بعد استحکام پاکستان کے مشکل ترین مرحلے میں ان کی خدمات جلیلہ تاریخ حریت کا سنہرا باب بن گئی ہیں۔

حضرت مرحوم کی بدولت ہزاروں افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور لاکھوں افراد کا تزکیۂ نفس ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ اتحاد بین المسلمین کے سلسلے میں حضرت کا نام نامی تا ابد زبان زد خلق رہے گا۔

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

Marfat.com

جناب میر نبی بخش زہری

چیئرمین پاکستان رابطہ کونسل

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہوں۔ آپ نے اسلام کی خدمت میں اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔ مرحوم کی وفات ایک عظیم سانحہ ہے۔ مولانا کی وفات ملت مسلم کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے خداوند مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

جناب عبدالخالق اللہ والا
ڈپٹی میئر کراچی

مجھے حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی وفات سے گہرا دکھ پہنچا۔ ان کی وفات سے ملت اسلامیہ ایک جید عالم دین منفرد خطیب اور ذاکر رسول سے محروم ہو گئی۔ مولانا نے اپنی تمام زندگی فروغ دین اور مدح رسول کے لیے وقف کر دی تھی وہ آخر وقت تک اسلامی اتحاد و یکجہتی کے لیے کوشاں رہے۔ مرحوم نے اپنے زور خطابت سے ملک میں بے شمار عقیدت مند پیدا کیے۔ یہی وجہ ہے کہ قوم نے انہیں خطیب پاکستان کا خطاب دیا۔ ان کے انتقال سے ملک اور بیرون ملک میں لاکھوں عقیدت مند سوگوار ہیں۔ ان کی دینی سماجی اور سیاسی حلقوں میں خدمات دیر تک یاد رہیں گی۔

Marfat.com

جناب شیخ لیاقت حسین ، بیگم محمودہ سلطانہ

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی رحلت پر گہرا رنج ہوا۔ آپ کی وفات سے ملک ایک ممتاز عالم دین اور قابل خطیب سے محروم ہو گیا۔ آپ نے اپنی تمام زندگی تبلیغ دین اور نفاذ شریعت کے لیے وقف کر دی تھی۔ اپنے مسلک پر ثابت قدمی سے قائم رہتے ہوئے آخر وقت تک مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان اتحاد اتفاق اور یگانگت پیدا کرنے کے لیے کوشاں رہے اور لاکھوں عقیدت مندوں کو سوگوار چھوڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مراتب بلند فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

جناب حکیم محمد سعید، ہمدرد

مجھے اس اطلاع سے مسرت ہوئی کہ ارکان مولانا اوکاڑوی اکیڈمی، خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع مرحوم کی علمی، سیاسی اور ملی خدمات پر ایک مبسوط کتاب پیش کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں۔

یہ ایک مستحسن اور تعمیری روایت ہے کہ مشاہیر ملت اور علمائے کرام کے کارناموں سے لوگوں کو متعارف کیا جائے اور معرکہ ہائے حق و باطل میں عزیمت و استقامت کی سبق آموز تاریخ پیش کی جائے۔

مولانا مرحوم بادۂ عشق نبوی سے سرشار تھے۔ تحریک ختم نبوت کی تاریخ میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ انہوں نے تبلیغ دین اور ترویج علوم اسلامیہ کے سلسلے میں دنیا کے دور دراز علاقوں کا سفر کیا اور اپنی تحریر و تقریر سے ملت کو بیدار کرنے کی عظیم الشان جدوجہد کی۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو خطیبانہ صلاحیت اور تصنیفی اہلیت دونوں سے نوازا تھا۔ چنانچہ متعدد دینی موضوعات پر ان کی تصانیف کی ایک خاصی تعداد ان کے علمی بصیرت اور ان کے دینی جوش و جذبے کی بھرپور حمایت کرتی ہے۔

ان کی شخصیت تحریک پاکستان کی تاریخ میں بھی ایک ممتاز مقام رکھتی ہے

Marfat.com

وہ قومی اتحاد اور ملکی سالمیت و استحکام کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ ان کی زندگی جہدِ مسلسل سے عبارت تھی۔ وہ نہایت خلیق اور خوش مزاج عالم تھے۔

آج ان کے یہی محاسن نئی نسل کے لیے اور ذوقِ عمل رکھنے والوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ راہِ حق میں جان سپاری اور بلاکشی ہمت و حوصلہ باہمی محبت اور اخلاص کے بڑے اچھے نمونے مولانا مرحوم کی زندگی میں ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو شرفِ قبول عطا فرمائے۔ آخرت میں ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے ارادت مندوں اور ان کے حلقہ بگوشوں کو ان کے محاسن کی پیروی کی توفیق بخشے۔ آمین۔

Marfat.com

حضرت پیر سیّد احمد اشرف الجیلانی

سجادہ نشین درگاہ اشرفیہ فردوس کالونی کراچی

اس فانی دنیا میں روزانہ ہزاروں انسان پیدا ہوتے ہیں اور ہزاروں اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں ان کے گزر جانے کے بعد لوگ انہیں بھلا دیتے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے ایسے کارنامے انجام دیتے ہیں کہ لوگ مرنے کے بعد بھی انہیں یاد رکھتے ہیں۔ ان کی یادیں عرصہ دراز تک لوگوں کے دلوں میں قائم رہتی ہیں اور تاریخ انہیں ان کے عظیم کارناموں کی وجہ سے کبھی فراموش نہیں کر سکتی یہ وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے اپنی بے لوث اور مخلصانہ خدمات اسلام کی سربلندی کے لیے وقف کر دی تھیں جن کا نصب العین ہی حق کا بول بالا اور باطل کا منہ کالا کرنا تھا جو ہر دور میں نام و نمود شہرت و مقبولیت سے بے نیاز اپنا فرض ادا کرتی رہیں اور باطل قوتوں کے لیے تیغ براں بنی رہیں۔ ایسی ہی عظیم شخصیتوں میں ایک ناقابل فراموش شخصیت خطیبِ پاکستان مقرر شعلہ بیان حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ تھے جنہوں نے اپنی پوری زندگی اسلام کے لیے وقف کر دی تھی۔ انہوں نے اپنی تحریر و تقریر کے ذریعے مسلک حق اہل سنت کی خدمت کی اور آخری دم تک اسی جدوجہد میں مصروف رہے۔

Marfat.com

میرے مولانا اوکاڑوی مرحوم سے بہت پرانے تعلقات تھے وہ ایک ملنسار خلوص و محبت کا پیکر اور نیک دل انسان تھے۔ اکثر جلسوں میں ہی ان سے ملاقات ہوتی تھی جب کسی جلسے میں میری صدارت اور مولانا کی تقریر ہوتی تو وہ تقریر کی ابتدا میں بڑے خلوص و محبت سے میرا تعارف ضرور کراتے تھے۔

مولانا اوکاڑوی سچے عاشق رسول تھے یہی وجہ تھی کہ جب وہ تقریر کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں خلوص و محبت سے اشعار پڑھتے تھے تو سننے والوں پر وجد و حال کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور پورا مجمع جھومنے لگتا تھا اللہ تعالٰے نے ان کی آواز میں ایسی کشش پیدا کر دی تھی کہ لوگوں کے دل خود بخود ان کی طرف کھنچتے تھے لوگ دور دور سے ان کی تقریر سننے آتے تھے ان کے حسن بیاں اور سحر خطابت سے مسحور ہو کر گھروں کو لوٹتے تھے درحقیقت وہ شہباز خطابت تھے۔ مولانا اوکاڑوی عشق رسول ؐ سے پوری طرح سرشار تھے وہ سادات کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ اشرف آباد فردوس کالونی میں ایک جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میری صدارت میں منعقد ہوا۔ میں جب جلسہ گاہ میں پہنچا۔ مولانا بھی تقریر کے لیے مدعو تھے۔ اس وقت اسٹیج پر کوئی کرسی نہ تھی۔ ہم دونوں اسٹیج پر بیٹھ گئے جب مولانا اوکاڑوی کی تقریر کا اعلان ہوا تو اہل جلسہ نے مولانا کے لیے ایک کرسی کا انتظام کیا کرسی لاکر اسٹیج پر رکھی گئی لیکن مولانا نے کرسی پر بیٹھنے سے انکار کر دیا اور مجھ سے کہا حضرت یہ بات ناممکن ہے کہ آپ نیچے ہوں اور میں کرسی پر بیٹھ کر تقریر کروں کیونکہ آپ سیّد زادے ہیں اور اس طرح یہ گستاخی ہوگی۔ اس کے بعد مولانا کے کہنے پر ایک دوسری کرسی میرے لیے لائی گئی اور جب میں کرسی پر بیٹھ گیا تو پھر مولانا اپنی کرسی پر بیٹھے اور تقریر شروع کی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے دل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ رسول کے لیے کس قدر احترام تھا اور درحقیقت یہی ان کی عاجزی و انکساری تھی کہ جس

Marfat.com

کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے انہیں اتنا بلند مقام عطا کیا۔

مولانا اوکاڑوی نے اپنی پوری زندگی کا ہر لمحہ دین اسلام اور خصوصاً مسلک حق اہلسنت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ انہوں نے اپنی تحریر و تقریر کے ذریعے لوگوں میں دینی حمیت اور عشق رسول ﷺ کا جذبہ پیدا کیا اور اس مقصد کے لیے وہ ملک کے دور دراز علاقوں میں گئے بلکہ غیر ممالک کے دَورے بھی کیے اور سنیت کا پرچم لہرایا آپ علمائے اہلسنت کے اس گروہ میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے جنہوں نے قیام پاکستان کے سلسلے میں بھرپور کردار ادا کیا اور یہی نہیں بلکہ پاکستان بن جانے کے بعد ملک کی ترقی و بقا اور یہاں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے آپ نے شب و روز محنت کی۔ تحریک ختم نبوت میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بے مثال قربانیاں پیش کیں۔

مولانا اوکاڑوی ملک کے مذہبی حلقوں میں ممتاز مقام رکھتے تھے کسی جلسہ میں آپ کی موجودگی اس جلسے کی کامیابی کی ضمانت ہوتی تھی۔ لوگوں نے آپ کے حسن بیاں اور سحر خطابت سے مسحور ہو کر آپ کو خطیب پاکستان کا خطاب دیا۔ علم و فن کی دنیا میں آپ ایک مینارہ نور تھے۔ تقریر کے ساتھ ساتھ تحریر میں بھی آپ کو پوری طرح ملکہ حاصل تھا۔ آپ کی بیسیوں تصانیف اس امر کی شاہد ہیں کہ آپ نے دین متین اور ملک و ملت کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا تھا۔ آپ نے پوری زندگی ملک و ملت کے استحکام اور دین حقہ کے فروغ میں بسر کی۔ مولانا اوکاڑوی جیسی شخصیتیں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کا فیضان جاری و ساری رکھے۔ آمین۔

Marfat.com

جناب پروفیسر مسعود احمد گورنمنٹ کالج ٹھٹھہ

علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ سے راقم کو اس وقت تعارف حاصل ہوا جب وہ پنجاب سے کراچی تشریف لائے ـــــ برادر محترم مفتی اعظم کراچی علامہ مولینا محمد مظفر احمد علیہ الرحمہ اُس زمانے میں جامع مسجد آرام باغ کراچی میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے تھے، علامہ مرحوم ان کی خدمت میں جامع مسجد میں حاضر تھے اور راقم بھی حاضر تھا۔ پہلا تعارف اسی مجلس میں حاصل ہوا ـــــ راقم ملازمت کے سلسلے میں مختلف مقامات پر رہا اس لیے علامہ مرحوم سے زیادہ ملاقاتیں تو نہ ہو سکیں لیکن وہ دل سے قریب رہے۔ بیس پچیس سال کے عرصے میں چار پانچ ملاقاتیں ہوئیں۔

ایک ملاقات حیدر آباد سندھ میں سراج السالکین حضرت مولانا محمد رکن الدین الوری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں ہوئی جہاں انہوں نے اپنی تقریر دل پذیر سے سامعین کو محظوظ فرمایا ـــــ ایک ملاقات مہران ایکسپریس میں کراچی کے اسٹیشن پر ہوئی، وہ حیدر آباد جا رہے تھے اور راقم میرپور خاص جا رہا تھا ـــــ علامہ نے چونکہ برسوں کے بعد دیکھا تھا اس لیے شاید پہچان نہ سکے اور سامنے والی سیٹ پر تھوڑی دیر بیٹھ کر باہر تشریف لے گئے ـــــ راقم بھی خاموش رہا، اسٹیشن پر ایک بزرگ اُن سے ملے، انہوں نے کچھ کہا، غالباً راقم کا تعارف کرایا ہو گا۔ علامہ فوراً

Marfat.com

ڈبے کے اندر تشریف لائے اور بہت معذرت فرمائی اور فرمایا "حضرت میں تو آپ کو پہچانا ہی نہیں" ——— "میں تو سمجھا کہ کوئی اہل حدیث مولوی بیٹھا ہے"۔

بات یہ ہے کہ علامہ سے جب پہلی ملاقات ہوئی تو راقم کی داڑھی سیاہ تھی پھر سفید ہونے لگی تو راقم نے مہندی کا خضاب استعمال کرنا شروع کیا جو اب ترک کر دیا ہے۔ مہندی کا خضاب بالعموم علمائے اہل حدیث لگاتے ہیں ——— اس لیے علامہ کی چہرے سے زیادہ راقم کی داڑھی پر نظر رہی اور نیچی نظروں سے باہر تشریف لے گئے ——— بہر حال علامہ نے بڑی دلداری فرمائی، بہت دیر تک گفتگو فرماتے رہے، تصانیف جو ان کے ساتھ تھیں عنایت فرمائیں ——— پھر فرمایا کہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور یزید پر کتاب لکھ رہا ہوں آپ اس پر مقدمہ ضرور لکھیں۔ راقم مقدمہ تو نہ لکھ سکا، کتاب چھپ کر مقبول ہو گئی۔

علامہ مرحوم سے ایک ملاقات محترم مفتی سید شجاعت علی قادری (جج شریعت بینچ، سپریم کورٹ آف پاکستان) کے ہاں کراچی میں ہوئی۔ مفتی صاحب کے ہاں چند علمائے اہلسنت کی دعوت تھی، راقم بھی مدعو تھا ——— ایک ملاقات حاجی شیخ محمد رفیع دوائی والا کے جنازے میں ہوئی ——— حاجی صاحب راقم کے والد ماجد مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ کے مرید خاص تھے اور علامہ سے خاص تعلق رکھتے تھے۔ نماز جنازہ راقم نے پڑھائی، مجمع کثیر تھا، علامہ پیچھے کہیں صف میں تھے۔ نماز کے بعد یہ تحقیق کے لیے آگے بڑھے کہ کسی بدعقیدہ نے تو نماز نہیں پڑھادی ——— راقم کو دیکھتے ہی بہت خوش ہوئے اور اطمینان کا اظہار فرمایا ——— پھر اپنے صاحبزادے عزیزم مولنا کوکب نورانی سے تعارف کرایا جو اُن کے ساتھ تھے ——— آخری ملاقات دسمبر ۱۹۸۳ء میں قومی سیرت کانفرنس (اسلام آباد) میں ہوئی۔ اسلام آباد ہوٹل کے ایک اجلاس میں علامہ بھی اپنا مقالہ پیش کرنا تھا اور راقم کو بھی ——— حسن اتفاق کہ اگلی صف میں علامہ راقم کے پاس ہی تشریف فرما ہوئے ——— بہت کرم فرمایا اور راقم نے دیر

Marfat.com

مسلک کی جو حقیر خدمت کی ہے اس کو خوب سراہا ــــــ
خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی نقشبندی مجددی تھے اور خانقاہ شرقپور شریف سے ان کو شرف بیعت حاصل تھا اور اس خانقاہ کو خانقاہ مکان شریف (ضلع گورداسپور، مشرقی پنجاب۔ بھارت) سے نسبت روحانی ہے ــــــ
والد ماجد مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے مرشد طریقت حضرت علامہ سید صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، علامہ اوکاڑوی کے دادا پیر حضرت بابا امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پیر زادے اور شہزادے اور خانقاہ مکان شریف کے سجادہ نشین تھے ــــــ

علامہ مرحوم اس روحانی نسبت کا بڑا پاس و لحاظ رکھتے تھے، مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو ۱۹۶۲ء میں اپنے ہاں مدعو فرمایا جب وہ پاکستان تشریف لائے ہوئے تھے اور کئی بار ان کی خدمت میں حاضر ہوئے ــــــ اس دیرینہ تعلق کو ان کے لائق صاحبزادے مولانا کوکب نورانی زید مجدہ نے زندہ کیا ــــــ

غالباً ۲۵ فروری ۱۹۸۵ء کو رات گیارہ بجے کے بعد اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بجی ــــــ بات ہوئی تو معلوم ہوا کہ صاحبزادہ کوکب نورانی بول رہے ہیں ماشاءاللہ سبحان اللہ ــــــ لائق باپ کے لائق فرزند ــــــ دیرینہ تعلق کو یاد دلایا، خوابیدہ محبت کو جگایا ــــــ فرمایا کہ علامہ مرحوم پر اپنے تاثرات پیش کر دیں ــــــ نہ معلوم کس اخلاص و محبت سے یہ بات کہی ــــــ مصروفیات دیکھتے ہوئے قطعاً امید نہ کہ اتنی جلد کچھ پیش کر سکوں گا ــــــ لیکن دل آمادہ ہو گیا، قلم نے رفاقت کی ــــــ اور مضمون تیار ہو گیا۔

حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی ۱۹۳۰ء میں کھیم کرن (مشرقی پنجاب بھارت) میں پیدا ہوئے۔ درویش کامل حافظ کرم الٰہی سے قرآن حفظ کیا، ابتدائی عربی و فارسی کتابیں پڑھیں، پھر تقسیم ہند کے بعد ۱۹۴۷ء میں پاکستان، ہجرت کی اور اوکاڑہ (ضلع ساہیوال پنجاب) میں سکونت پذیر ہوئے۔ درس نظامیہ کی باقاعدہ تحصیل مولوی عبد الحق کیمبل پوری اور شیخ القرآن علامہ غلام علی اوکاڑوی سے فرمائی اور

Marfat.com

سند فراغت حاصل کی ـــــ اس کے بعد علامہ سید احمد سعید کاظمی مدظلہ کی خدمت میں مدرسہ عربیہ انوار العلوم (ملتان) میں حاضر ہوئے اور ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۵ء میں درس حدیث کی تکمیل فرما کر سند فراغت حاصل کی۔ شبانہ تقاریر کے علاوہ اس دوران مسجد مہاجرین ساہیوال میں امامت و خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ پھر اہل کراچی کے اصرار پر مستقل طور پر کراچی تشریف لے آئے۔

علامہ مرحوم نے ذکر حبیب کا چرچا کیا اور کراچی کی فضائیں گونج اٹھیں، انہوں نے دلوں میں محبت رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کی تڑپ پیدا کر کے دلوں کو زندہ کیا ـــــ ان کو خطابت کا حیرت انگیز ملکہ حاصل تھا۔ وہ اپنے سامعین پر چھا جایا کرتے تھے ـــــ گھنٹوں تقریر فرماتے مگر ذرا اکتاہٹ محسوس نہ ہوتی وہ سامعین کو شروع سے لے کر آخر تک اپنے ساتھ رکھتے تھے ـــــ ان کے کلام میں بلا کی کشش تھی، ان کی آواز میں بلا کا درد و سوز تھا، جو سنتا گرویدہ ہوئے بغیر نہیں رہتا ـــــ ان کی خطابت کا شہرہ کراچی سے نکل کر پاک و ہند اور پھر یورپ و افریقہ تک جا پہنچا ـــــ وہ عندلیب چمنستان رسالت تھے ـــــ ان کی چہک نے نہ معلوم کتنوں کے دل لے لیے اور ان کی وعظ و نصیحت نے نہ معلوم کتنوں کو مشرف با اسلام کر دیا۔

علامہ احمد سعید کاظمی مدظلہ العالی ان کے انداز خطابت پر اظہار خیال فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> آپ کی تقریر علمی استعداد، ذکاوت، ذہانت جودت طبع اور وسعت مطالعہ کا آئینہ دار ہوتی ہے انداز بیاں نہایت سلجھا ہوا، کلام میں پختگی، لطافت اور بسا اوقات ظرافت کی چاشنی پائی جاتی ہے جو سامعین کے لیے نہایت دل چسپ ہوتی ہے۔

Marfat.com

(مولانا محمد صدیق ہزاروی: تعارف علمائے اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء ص ۳۷۴)

علامہ کی تقریر میں یہ درد و سوز اور دل پذیری اس روحانی نسبت سے حاصل ہوئی جو ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم، اہل بیت، صحابہ کرام حضرات اہل اللہ اور بزرگان سلاسل طریقت سے تھا ـــــ وہ صاحبزادہ جمیل احمد شرقپوری کے والد ماجد ثانی لاثانی حضرت غلام اللہ شرقپوری علیہ الرحمہ سے بیعت تھے۔ ان کے برادر حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ نے علامہ کی ولادت سے ایک سال قبل شیخ کرم الٰہی مرحوم (علامہ اوکاڑوی کے والد) کو ان کے باکمال فرزند کے علوِ مرتبت کی بشارت دی تھی۔ علامہ اوکاڑوی کے والدین نے اپنے اس فرزند کی ولادت سے قبل مبارک خواب بھی دیکھے اور بیان کیے۔

حضرت میاں غلام اللہ علیہ الرحمہ، حضرت شیر ربانی خواجہ شیر محمد شرقپوری سے اجازت و خلافت رکھتے تھے اور ان کو حضرت بابا امیر الدین علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ بابا امیر الدین علیہ الرحمہ حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور انہیں سے اجازت و خلافت حاصل تھی ـــــ راقم کے جد امجد فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام علی شاہ مکان شریفی کے اجلّہ خلفاء میں تھے اور حضرت سید صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ہی سے سند حدیث حاصل کی تھی ـــــ حضرت سید صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، والد ماجد مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے شیخ طریقت تھے جن سے راقم کو شرف بیعت حاصل ہے ـــــ خانقاہ شرقپور شریف کے علاوہ علامہ محمد شفیع اوکاڑوی کو مفتی محمد ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ سے بھی اجازت و خلافت حاصل تھی ـــــ مفتی صاحب عالم اسلام کے جلیل القدر عالم و عارف تھے، بلاد عرب کے کئی مشائخ سے آپ کو اجازت و خلافت حاصل تھی۔ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے بھی آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا تھا۔ علاوہ ازیں حضرت سید

Marfat.com

ابراہیم سیف الدین نقیب الاشراف دربار سیدنا غوث اعظم بغداد شریف اور متعدد مشائخ سے علامہ اوکاڑوی مرحوم کو خلافت اور فیض حاصل تھا۔

ان روحانی نسبتوں نے زندگی کی ہر منزل پر علامہ مرحوم کی یاوری کی۔ انہوں نے کئی بار حج کیا اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ انہوں نے بلاد اسلامیہ کا دورہ کیا اور ہر جگہ عشق رسول کا چرچا کیا اور دلوں کو گرمایا، وہ محبت رسول لے کر میدان سیاست میں بھی آئے اور محاذ جنگ پر بھی گئے اور یہ ثابت کر دکھایا کہ علماء حق کو سیاست کا سلیقہ آتا ہے۔

علامہ امامت وخطابت کے میدان میں بھی آگے تھے، سولجر بازار کراچی کی مسجد میں انہوں نے برسوں امامت وخطابت کے فرائض انجام دیئے اور بحمداللہ ان کے صاحبزادے عزیزم مولانا کوکب نورانی زیدمجدہ یہ فرائض انجام دے رہے ہیں ـــــ فقیر کی دعا ہے مولی تعالیٰ صاحبزادہ کو دارین میں سرفراز کرے اور وہ دین ومسلک کی خوب خوب خدمت کریں۔ آمین!

علامہ مرحوم تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی آگے تھے ان کو تقریر کا سلیقہ بھی آتا تھا اور تحریر وتصنیف کا سلیقہ بھی، ان کی متعدد کتابیں شائع ہوکر مقبول ہوچکی ہیں مثلاً ذکر جمیل، ذکر حسین، سفینۂ نوح، برکات میلاد راہ حق، تعارف علمائے دیوبند، مسئلہ سیاہ خضاب، درس توحید، راہ عقیدت نغمۂ حبیب، انوار رسالت، شام کربلا، نماز مترجم، انگوٹھا چومنے کا مسئلہ مسئلہ طلاق ثلاثہ، امام پاک اور یزید پلید وغیرہ وغیرہ

کتابوں کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے فکر کا محور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور اہل بیت کی ذوات عالیہ رہی ہیں اور اس میں شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، اہل بیت اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت ہی ہمارے جسم وجاں کی جان ہے ـــــ محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں ـــــ

Marfat.com

علامہ مرحوم کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ اپنی تقریروں اور اپنی تحریروں سے وہ خود زندہ رہے اور دوسروں کو زندہ کیا۔

ع
کرم کردی الٰہی زندہ باشی

Marfat.com

ادیب شہیر جناب **شمس بریلوی** کراچی

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی قدس اللہ سرہٗ سے مجھے شرف نیاز مشہور آفسٹ پریس کراچی میں آج سے تقریباً پندرہ سال قبل حاصل ہوا تھا مولانا مرحوم و مغفور کے مشہور آفسٹ پریس کے مالک مکرمی حکیم محمد تقی صاحب دہلوی (مرحوم) سے خصوصی تعلقات تھے اور حکیم صاحب مرحوم حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی قدر افزائی فرمایا کرتے تھے، مجھے بھی ان سے نیاز حاصل تھا اور میں اکثر ان سے ملنے کے لئے مشہور آفسٹ پریس جایا تھا۔ خصوصاً اس زمانے میں جب کہ میں حکیم صاحب کی فرمائش پر "خطوط عالم گیری مرتبہ نجیب اشرف ندوی صاحب" کا ترجمہ کر رہا تھا۔ اب آمد و رفت کچھ زیادہ ہی تھی اکثر میں جب وہاں پہنچتا تو حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہی ملاقات ہوتی۔ بہت ہی شفقت اور محبت سے ملتے۔ اکثر گفتگو کا موضوع اسلامی کتب کی تصانیف و تالیف اور ان کی نشر و اشاعت ہوتا تھا۔

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی سے شائع ہوتی تھیں جو مشہور آفسٹ پریس کا ایک ذیلی ادارہ تھا اور محترمی حکیم محمد تقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بڑی آرزوں اور امنگوں کے ساتھ قائم

Marfat.com

کیا تھا اور آج بفضلہ تعالے پاکستان کے مشہور ادارہ ہائے نشر و اشاعت میں اس کو ایک بلند مقام حاصل ہے۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی کے قیام کے بعد بہ سلسلہ تصنیف و تالیف میرا بھی وہاں اکثر جانا ہوتا تھا اور وہاں بھی خطیب پاکستان حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف ملاقات حاصل ہوتا تھا۔ اس طرح بیگانگت یگانگت سے بدل گئی۔

مجھے حضرت مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر سننے کا بھی اتفاق ہوا اور آپ کی تصانیف کے مطالعہ سے بہرہ اندوز ہوا۔ جس طرح آپ کی تقاریر کا موضوع اسلام اور اسلامیات ہوتا تھا۔ اسی طرح آپ کا ندرت نگار قلم بھی بھی اسی موضوع پہ رواں دواں رہتا تھا اور تحقیق و تدقین کے عنبر مناروں پر آپ کی فکر رسا کمند ڈالتی تھی۔ تقریر کی طرح تصنیف و تالیف کے میدان بھی "کلموا الناس علیٰ قدر عقولھم" پر آپ کاربند تھے اور یہی سبب تھا کہ آپ عوام و خواص میں مقبول تھے۔ جس طرح خطابت میں آپ کی طلاقت لسانی کا ہر شخص معترف تھا اسی طرح تصنیف و تالیف کے میدان میں آپ کی شخصیت مسلّمہ تھی اور جس طرح آپ اپنی تقاریر سے سامعین کے دل موہ لیتے تھے کچھ یہی حال آپ کی نگارشات کا تھا، سادہ زبان، دلکش انداز بیان اور اس پہ کمال یہ کہ تحقیق کے کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑتے تھے، سادگی، نوانز آفرینی اور دلکشی آپ کا مخصوص اسلوب نگارش تھا اور یہی عناصر ترکیبی آپ کی تصانیف کی قبولیت کا باعث بنے اور آج بھی آپ کی نگارش کا یہ مخصوص انداز آپ کی تصنیف و تالیف سے دلچسپی کا موجب بنا ہوا ہے۔

مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے عامۃ المسلمین کے لیے متعدد نگارشات اپنی یادگار چھوڑی ہیں اور آپ کی ہر ایک تصنیف گرانمایہ ہے اور مذہبیات کے موضوع پہ ایک شاہکار ہے لیکن "ذکر جمیل" کا رتبہ ان سب میں بہت بلند ہے "ذکر جمیل" کے مطالعہ سے آپ کی اس والہانہ شیفتگی کا پتہ چلتا ہے جو باعث تخلیق کائنات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل خون آپ کی رگ و پے میں رواں دواں تھی جس طرح آپ کی تقاریر عظمت و رفعت حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبے سے معمور ہوتی

Marfat.com

تھیں یہی کچھ حال آپ کی تصانیف کا ہے خصوصاً "ذکر جمیل" کی ہر ایک سطر اس جذبہ پاک کی ترجمانی اور محبت سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی آئینہ دار ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

میری دعا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس عظیم نصب العین کو جو تمام عمر تا دم باز پسیں۔ آپ کا ہم دم و دم ساز رہا۔ مولانا اوکاڑوی اکادمی کے قیام اور اس کے ارکان کی مخلصانہ مساعی سے بلندی اور فروغ حاصل ہو اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو روز افزوں کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے۔ آمین

Marfat.com

جناب سید مظہر سعید کاظمی

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے تصور کے ساتھ ہی ذہن میں بہار گل و بلبل، نغمگی اور وارفتگی کا تصوّر ابھرتا ہے اس لیے کہ وہ گلستان خطابت کی بہار تھے، چمنستانِ رسالت کی بلبل تھے، محفل حمد و نعت کے مغنّی تھے اور شمعِ رسالت کے وارفتہ پروانے۔

مجھے اوکاڑوی صاحب سے دوستی یا قربت کا دعویٰ تو نہیں لیکن ہمارے درمیان پرخلوص محبت پر مبنی ایک رشتہ ضرور قائم تھا۔ سال میں دو تین مرتبہ (جب میں کراچی جاتا یا جب وہ ملتان آتے) ان سے ملاقات ضرور ہوتی۔ میں نے انہیں بے تکلف ملاقاتوں میں بھی دیکھا اور پُرتکلف دعوتوں میں بھی۔ ہر مرتبہ ان کی شخصیت کا ایک نیا، ایک اچھوتا اور ایک دلکش پہلو سامنے آیا۔ حاضر جوابی اور ظرافت WIT AND HUMOUR ان کی بے شمار خوبیوں میں بہت ممتاز تھیں۔ عمر میں مجھ سے کافی بڑا ہونے کے باوجود قبلہ والد گرامی مدظلہم العالی کی نسبت سے وہ میرا بہت احترام کرتے تھے اور قبلہ والد گرامی سے ان کی محبت و عقیدت کا تو یہ عالم تھا کہ جب بھی ملاقات ہوتی اوکاڑوی صاحب پر شدتِ جذبات سے رقت طاری ہو جاتی۔ بارہا یہ منظر دیکھنے میں آیا کہ اوکاڑوی صاحب اباجی کی خدمت میں دوزانو بیٹھے ہیں اور زار و

Marfat.com

قطار رو رہے ہیں ۔

میں نے پاکستان کے تقریباً تمام بڑے بڑے مقرروں اور خطیبوں کو سنا ہے جن میں اپنے بھی ہیں اور غیر بھی اور ان کے فن کا غیر جانبدارانہ تقابلی تجزیہ بھی کیا ہے صرف دو ہستیاں ایسی ملیں جن کے انداز تقریر اور طرز خطابت نے میرے دل و دماغ پر بہت گہرے انمٹ نقوش چھوڑے ۔ ایک قبلہ والد گرامی کی ذات اور دوسرے مولانا محمد شفیع اوکاڑوی ۔ طبعاً مجھے ترنم کے انداز میں تقریر کرنے والے خطیب پسند نہیں ۔ لیکن مولانا اوکاڑوی کا انداز، ان کی خوش گلوئی، ان کی شعلہ نوائی، ان کے لہجے کی کھنک اور ان کی آواز کی چہک بلا مبالغہ جادو کا اثر رکھتی تھی اس پر مستزاد یہ کہ ان کی تقریریں صرف خوش الحانی اور شعلہ نوائی ہی نہیں تھی بلکہ وہ علمی نکات کا ایک بے بہا خزانہ ہوتی تھی جس سے تشنگان علم سیراب ہو کر اٹھتے تھے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا اوکاڑوی جیسے خطیب صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں ۔ ؏

فلک کی چرخ زنی صدیوں ہو تو "تجھ" سا ہو

مولانا اوکاڑوی درحقیقت اپنی ذات میں انجمن اور اپنی شخصیت میں ایک ادارہ تھے ۔ موت کے ہاتھوں نے ہم سے ایک بے مثل خطیب ہی نہیں چھین لیا ایک بے بدل عالم بھی چھین لیا ۔ ایک شعلہ نوا مقرر ہی نہیں چھین لیا ایک شیریں تحریر مصنف بھی چھین لیا ایک سر بکف مجاہد ہی نہیں چھین لیا ایک سر بسجدہ عابد بھی چھین لیا ۔

مولانا اوکاڑوی کے نام کے ساتھ مرحوم کا لفظ استعمال کرتے وقت کلیجہ منہ کو آتا ہے ۔ کسے خبر تھی کہ اپنی علمی اور عملی زندگی کے عین شباب میں وہ یوں اچانک ہم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو جائیں گے اور اپنے پیچھے لاکھوں سوگواروں کو روتا چھوڑ جائیں گے ۔ وہ ایسے وقت میں ہم سے جدا ہوئے جب ملک و قوم خصوصاً اہل سنت کو ان کی اشد ضرورت تھی ۔

مولانا اوکاڑوی کی یاد میں آج بھی سینکڑوں نہیں ہزاروں آنکھیں اشکبار ہیں

Marfat.com

کیوں نہ ہوں خوش الحانی اور شعلہ نوائی کو جس پر ناز تھا وہ ہم میں موجود نہیں۔ نعت خواں جس کی لے اور جس کے لہجے سے نغمگی مستعار لیتے تھے وہ ابدی نیند سو گیا —— بزم خطابت سونی پڑی ہے کہ اس کا صدر نشیں اٹھ گیا۔ محفل شعر و نغمہ اجڑ گئی کہ مغنی شعلہ نفس چل بسا جادو نوائی اور سحر بیانی ماتم کناں ہیں کہ خطیب جادو نوا و سحر بیاں نہ رہا۔

اب اسے ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر

اللہ تعالی کے حضور دعا ہے کہ وہ مولانا اوکاڑوی کے بڑے صاحبزادے کوکب نورانی جو اس کے فضل و کرم سے بہت سی خوبیوں کے مالک با صلاحیت نوجوان ہیں۔ عزم و حوصلہ کے ساتھ اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

Marfat.com

مولانا غلام سرور قادری رکن پاکستان زکوٰۃ کونسل

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۹۸۴ء میں جب حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ کا انتقال پر ملال ہوا۔ میں جنوبی افریقہ کے شہر کیپ ٹاون میں تھا، جہاں مسلمانوں اور مرزائیوں کے درمیان وہاں کی عدالت میں ایک مقدمہ چل رہا ہے اور راقم اس عدالت میں پیش کیے جانے والے اعتراضات جو مرزائیوں نے اٹھائے تھے کے جوابات تیار کر رہا تھا بحمد و تعالےٰ راقم کے جوابات کو متعلقہ مسلم سوسائٹی کے قائدین علماء نے بے حد پسند کیا اور اعتراف کیا کہ فقیر راقم کے وہ جوابات مرزائیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوں گے اور مسلمانوں کو یقیناً کامیابی ہوگی۔

میں نے گھر کی خیرو عافیت معلوم کرنے کے لیے کیپ ٹاؤن سے لاھور ٹیلی فون کیا تو گھر والوں نے مجھے حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ کے انتقال کی افسوس ناک خبر سنائی۔ جس کا سب سے پیشتر راقم کو بے حد صدمہ ہوا اور راقم نے وہاں کے احباب کو جب یہ خبر سنائی تو وہ غم میں ڈوب گئے اور وہاں سے ٹیلی فون پر جنوبی افریقہ کے دوسرے شہروں میں بسنے والے سنی حضرات کو موصوف

Marfat.com

کے انتقال کی خبریں سنائی گئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے وہاں کے لوگوں کو اس رنج کن خبر پر بے حد غمگین پایا اور ہر شئی کی زبان پر موصوف کی تعریفوں کے قصیدے سُنے اور وہاں ہم نے حضرت موصوف کے ایصال ثواب کی تقریب منعقد کی پھر شہر ڈربن (DURBAN) میں ان کے عاشقوں کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے۔ وہاں پہنچ کر بھی میں نے ایصال ثواب کا اہتمام کیا اور اس تقریب ایصال ثواب میں بہت سے حضرات نے موصوف سے بے پناہ عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔

ایک کرامت

ہمارا عقیدہ و ایمان ہے کہ علماء اہلسنت ہی اولیاء اللہ ہیں نہ ان پڑھ صوفی اور نہ ہی بد عقیدہ علم والے ذلاست و بزرگی اور خدا سے مقبولیت دو باتوں پر منحصر ہے۔ ایمان یعنی صحت اعتقاد اور حسن عمل جسے تقویٰ سے موسوم کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ تقویٰ بغیر علم کے ممکن نہیں اس لیے علم دین بھی شرط ولایت ہے۔ حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی اور اسی طرح دوسرے علماء اہلسنت اولیاء اللہ ہی ہیں۔ اگرچہ نادان یا ناواقف ان کو صرف مولانا صاحب ہی سمجھیں۔ حضرت موصوف نے جب ساؤتھ افریقہ کا دورہ کیا تو شہر ڈربن کی مرکزی جامع مسجد جسے گرے اسٹریٹ کی مسجد کہا جاتا ہے اس میں محرم شریف کے دس روز پہلی سے لے کر دسویں تک روزانہ عشاء کے بعد ان کے وعظ کے لیے مقرر کیے گئے۔ موصوف عارضہ قلب میں مبتلا تھے، اس لیے احتیاطی طور پر ایک ڈاکٹر صاحب کو ان کی دیکھ بھال کے لیے مقرر کیا گیا اس ڈاکٹر صاحب کا نام محی الدین قادری ہے جو لیڈی سمتھ کے رہنے والے ہیں ایک بہت بڑا شہر ہے جو ڈربن سے تقریباً اڑھائی سو کلو میٹر دور واقع ہے یہ ڈاکٹر صاحب راقم کے حلقۂ احباب طریقت میں سے ہیں۔ انہوں نے یہ واقعہ مجھے خود سنایا کہ وہ تقریر کے آغاز سے پہلے روزانہ مولانا صاحب کو دل کی کیفیت بتانے والے آلات لگا کر ان کی صحت و قلب کی کیفیت معلوم کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ جب پہلی رات کو ان کا وعظ عشاء کے بعد شروع ہونا تھا تو آدھ گھنٹہ پہلے میں نے ان کا معائنہ کیا

Marfat.com

اور آلات سے ان کے دل کی کیفیت معلوم کی تو وہ درست نہ تھی۔ دل کی حرکت بہت ہی غیر معمولی تھی اور اس حد تک بدلی ہوئی تھی کہ میں نے حضرت مولانا کو تقریر نہ کرنے کا مشورہ دیا اور گزارش کی کہ آپ آرام فرمائیں بلکہ دل کی جو کیفیت مجھے معلوم ہو رہی ہے اس کے پیش نظر آپ کو آج رات ہسپتال داخل ہو جانا چاہیئے چند روز میں یہ کیفیت درست ہو سکتی ہے پھر طبع اجازت دے تو تقریر فرمایئے لیکن مولانا علیہ الرحمۃ تو تیار بیٹھے تھے اور مسجد کھچا کھچ بھر چکی تھی۔ مرد، خواتین، بچے وغیرہ سب ان کے دل پذیر خطاب سننے کو بے قرار بیٹھے تھے۔ میں (ڈاکٹر صاحب) نے مناسب نہ سمجھا کہ اس صورت حال کی انتظامیہ کو اطلاع نہ دوں کیونکہ میرے نزدیک ان کے دل کی کیفیت کافی حد بغیر صحت مند تھی اور انتظامیہ کو یہ بتانا میرا فریضہ تھا۔ میں نے انتظامیہ کو بتایا کہ وہ مولانا صاحب کو مسجد میں لے جانے اور ان سے تقریر کرانے کی بجائے انہیں دل کے خاص ماہر ڈاکٹر کے پاس لے جانا چاہیئے اگر موصوف علیہ الرحمۃ نے تقریر فرمائی تو پندرہ بیس منٹ سے زیادہ نہیں بول سکیں گے اور خطرناک اٹیک ہونے کا خطرہ بڑھ جائے گا اور میرا تجربہ فن اس کی قطعی پیش گوئی دیتا ہے کہ وہ پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں بول سکیں گے اور اگلے لمحے ان کی حالت غیر ہوئے بغیر نہیں رہے گی۔ انتظامیہ نے حضرت موصوف سے گزارش کی کہ ایسی حالت میں آپ آرام ہی فرمائیں اور جلسہ کا روزانہ پروگرام کرنے کی بجائے آپ کی صحت بحال ہونے پر دسویں محرم کے دن آپ کا خطاب ہو جائے گا۔ مگر حضرت موصوف نہ مانے بلکہ تقریر فرمانے پر مصر رہے اور یہاں تک کہ فرمانے لگے بفضلہ تعالیٰ میں یہ دس روز مسلسل روزانہ حسب پروگرام تقاریر کا سلسلہ جاری رکھوں گا اب اشتہارات چھپ کر تمام شہروں میں تقسیم کر دیئے گئے اور لوگ اپنے کاروبار چھوڑ کر دور دراز کے علاقوں سے فضائل و مناقب سید الشہداء کربلا رضی اللہ عنہ سننے آ گئے میں گوارہ نہیں کرتا کہ ان کو مایوس کروں اور وہ بھی حضرت امام پاک اور حضرت کے اہل بیت کی شان بیان کرنے کے سلسلے میں۔ یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے

Marfat.com

مسجد کو چل دیئے۔ میں (ڈاکٹر صاحب) اور انتظامیہ کے افراد بہت ہی خوف زدہ کہ خدایا ان کو کچھ نہ ہو جائے پیچھے پیچھے چلتے رہے، مسجد میں پہنچے، لوگوں نے بے پناہ عقیدت ومحبت سے ان کا استقبال کیا۔ آپ نے وعظ شروع فرمایا، یقین کیجئے کہ مسلسل تین گھنٹے پورے زور اور قوت بیان کے ساتھ جیسا کہ ان کا اندازِ بیان تھا لوگوں کے دل تڑپا دیئے، فضا کو منور کر دیا اور پھر آخر میں خود ہی سلام پڑھا۔ وہ لمحے جو پُرانوار تھے وہاں کے لوگ نہیں بھولے، پھر فراغت کے بعد بیٹھک میں تشریف لائے۔ میں (ڈاکٹر صاحب) اپنا بکس اٹھا لایا۔ اس میں سے آلات نکالے اور ان سے حضرت موصوف کی دل کی کیفیت کا معائنہ کیا۔ خدا شاہد ہے کہ دل کی کیفیت بالکل صحت مند تھی اور قطعاً ایسے ہی تھی جیسے ایک تندرست کی ہونی چاہیے۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ انتظامیہ کے لوگ بھی حیران، میں (ڈاکٹر صاحب) ایک مادہ پرست اور روحانیت سے نہ صرف آشنا ہی نہ تھا بلکہ روحانیت کا قائل ہی نہ تھا یہ واقعہ میرے لیے ہدایت کا باعث ہوا۔ میں نے وہاں دل ہی میں اقرار کر لیا کہ یہ صرف اور صرف روحانیت کا کرشمہ ہے جس نے تمام آلات مادیہ کو ان کی پیش گوئی میں غلط ثابت کر دیا۔ میری دنیا یہاں سے بدل گئی اور عجیب بات یہ ہے کہ میں پھر وہاں کے ہسپتال کے بڑے خاص ماہر قلبی امراض ڈاکٹر سے ملا اور اسے یہ واقعہ سنایا اس نے کہا یا تو آلہ خراب ہوگا اور یا آپ کو سمجھ نہ آئی ہوگی۔ جبکہ یہ دونوں باتیں نہ تھیں میں نے کہا آج آپ چلیں اور اُن کی رات پھر تقریر ہوگی اس سے قبل اور تقریر کے بعد ہم ان کے دل کا معائنہ کریں گے۔ چنانچہ وہ ڈاکٹر صاحب تیار ہو گئے اور ہم نے جب تقریر سے پہلے ان کے دل کا معائنہ کیا تو دل کی کیفیت گزشتہ کل تقریر سے پہلے والی تھی۔ دل بالکل غیر صحت مند اور غیر معمولی خطرناک کیفیت سے دھڑک رہا تھا اس ڈاکٹر صاحب نے بار بار چیک اپ کرنے کے بعد مجھ سے پوچھا کہ گزشتہ کل تقریر سے پہلے یہی کیفیت تھی؟ میں نے کہا بالکل یہی کیفیت تھی، اس نے کہا اس کے بعد مولنا صاحب کا تقریر کرنا پھر تین گھنٹے مسلسل تقریر کرنا قطعاً ناممکن ہے

Marfat.com

یہ پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں بول سکیں گے کہ شدید حملہ متوقع ہے اور تجربہ ہے کہ ایسے حملہ میں زندگی کا باقی رہنا مشکل سا ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے مولنا صاحب کو ساری کیفیت بیان کر کے تقریر کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کی مگر موصوف علیہ الرحمۃ نہ مانے اور کہا کہ میں ایسے شائقین لوگوں کو جو دور دراز سے آئے ہیں مایوس نہیں کروں گا۔ آخر تقریر فرمائی اور کل کی طرح خوب تقریر فرمائی ہم سنتے رہے اور محظوظ ہوتے رہے۔ ان کو کچھ بھی نہ ہوا۔ پھر تین گھنٹے کے بعد خود ہی سلام پڑھایا۔ اس کے بعد ہم بیٹھک میں آ گئے۔ بڑے ڈاکٹر صاحب نے خود ہی دوبارہ ان کے دل کا معائنہ کیا اور یہ دیکھ کر سراپا حیرت بن گئے کہ دل کی کیفیت بالکل درست تھی اور ایک تندرست صحت مند انسان کی سی تھی۔ خدایا یہ کیا کرشمہ ہے یہ کیسی عجیب و غریب کرامت ہے۔ یہ کہتے ہوئے ہم نے آلات رکھ دیئے میری طرح وہ ڈاکٹر صاحب بھی عجیب متاثر ہوئے۔ اور یاد رہے کہ ان کی عمومی دلی کیفیت غیر صحت مند تھی مگر تقریر کے دوران ان کا دل صحت مند ہو جاتا اور تقریر سے فراغت کے بعد کچھ صحت مند رہتا۔ پھر آہستہ آہستہ اپنی غیر صحت مند کیفیت اختیار کر لیتا۔ یہ حضرت موصوف کی کرامت تھی جو ساؤتھ افریقہ کے ڈاکٹروں اور خاص خاص متعلقہ احباب کے علم میں آئی۔ سچ ہے کہ علماء اہلسنت اولیاء اللہ ہیں۔ کاش کہ لوگ ان کی زندگی میں ان کی عظمت و ولایت کو مان کر ان کے وجود پاک سے زیادہ سے زیادہ برکتیں حاصل کرتے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے خاندان میں ان کی یہ کرامات بیان کیں تو ان کے خاندان کے کئی ایک موصوف کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔

وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ اوکاڑوی صاحب علیہ الرحمۃ نے انہیں جس طرح سُنی وہابی کا فرق واضح کر کے اپنی تقریروں میں ہمیں سمجھایا وہ سبق کی طرح ہمیں یاد ہے جسے ہم کبھی نہ بھولیں گے۔

حضرت اوکاڑوی صاحب سے مجھے بارہا شرف ملاقات نصیب ہوا ان میں تواضع انکساری کی جو کیفیت میں نے دیکھی اس کی مثال کم ہی ملے گی

Marfat.com

اپنے ہم مسلک علماء سے عوام سے انہیں بہت ہی محبت تھی اور وہ بے دھڑک اپنے مسلک کو بیان کرتے تھے۔ دہاں ساؤتھ افریقہ میں وہابیوں نے ان کی تقریروں کے بے پناہ اثرات سے اپنے مسلک کا بیڑہ غرق ہوتے دیکھا تو ان کو مناظرہ کا چیلنج دیا جسے موصوف نے اپنی تقریروں میں علانیہ قبول کیا اور مطالبہ فرمایا کہ اگر سچے ہو تو میدان میں آؤ۔ مگر ان کے سامنے کوئی بھی نہ آیا۔ یہ بات مجھے ساؤتھ افریقہ کے سُنیوں نے بارہا سنائی۔

اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے۔ آمین۔ انہوں نے جو خلا چھوڑا ہے اس کا پُر ہونا بہت ہی مشکل نظر آتا ہے۔ اللھم صلے علی سیدنا و مولانا محمد وآلہ و اصحابہ وبارك وسلم۔ رضی اللہ عن مولانا محمد شفیع اوکاڑوی و بوسیلۃ عن جمیع اہل السنۃ۔ آمین۔

Marfat.com

پیر سلطان فیاض الحسن قادری

سجادہ نشین دربار سلطان باہو

زینت الخطبار، فخر المقررین، رئیس الواعظین، ضیار المبلغین حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے تقریباً تین چار عظیم الشان محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شرفِ رفاقت نصیب ہوا تو یوں محسوس ہوا کہ واقعی بحیثیت عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، محب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، خادم اہل بیت اطہار پاسبان اولیار کرام اور عامل قرآن وسنت ان میں تمام صفات بدرجہ اتم جلوہ فرما تھیں جو فیضان رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بانٹنے کے لیے ادائے محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ضیار پاشی کے لیے مینارہ نور بنی ہوئی تھی۔

Marfat.com

حضرت مولانا محمد حسن حقانی

برادرم اور عزیزم صاحبزادہ کوکب نورانی زید حبہٗ کی فرمائش اور عاشق رسول ﷺ حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب ؒ سے دیرینہ تعلقات کی بناء پر خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں یہ چند سطور تاثرات بھی ہیں۔ خدمات دینی پر خراج بھی، جہاد مذہبی پر تحسین کا نذرانہ بھی، شعلہ بیانی اور عوام اہلسنّت کی ترجمانی پر گوہر افشانی بھی اور ایک دینی و مذہبی ہمسفر و ہم عمر کی حیثیت سے حقیقت بیانی بھی ہے۔

اپنے وقت کے منفرد خطیب یکتائے روزگار حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی نقشبندی مجددی سے میری پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب میں آرام باغ میں اپنے والد مفتی و مدرس مقرر و مفسر مصنف و مؤلف حضرت مولانا مفتی محمد عبدالحفیظ صاحب حقانی قادری کے ساتھ مدرسہ مظہریہ میں رہتا اور تفسیر بیضاوی پڑھتا تھا۔ مولانا پنجاب سے تقاریر و نعت شریف کے پروگرام کے سلسلہ میں کراچی آکر آرام باغ جامع مسجد کے اوپری کمروں میں ایک طرف اور مناظر منفرد حضرت علامہ مولانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمۃ اللہ علیہ دوسری طرف قیام پذیر تھے۔ چمک دار چہرہ، بھرہ ہوا بدن، گھنی داڑھی، گرج دار آواز

Marfat.com

سادہ لباس، پُر وقار شخصیت، مسکراتا چہرہ، ہر آنے والے کو خوش آمدید کہنا۔
یہ میری پہلی ملاقات تھی۔

اس کے بعد میں والد صاحب کے ساتھ ملتان مدرسہ انوار العلوم چلا گیا اور غالباً مولانا بھی چند یوم قیام فرما کر اوکاڑا چلے گئے۔ میں ۱۹۵۹ء کے اوائل میں کراچی واپس آیا تو معلوم ہوا کہ مولانا میمن مسجد بولٹن مارکیٹ کے خطیب و امام ہیں اور رہائش سلطان مینشن میں ہے۔ آمدورفت کا سلسلہ جاری ہوا اور مولانا کے دولت کدہ پر انجمن تبلیغ الاسلام کی بنیاد رکھی گئی جس کے سربراہ مولانا عبدالحامد بدایونی مرحوم اور دیگر اکابر علماء کے علاوہ احقر اور مولانا محمد شفیع صاحب بھی اس کے عہدیدار اور اراکین میں شامل تھے۔

یوں تنظیمی تعلق بھی استوار ہوگیا ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۴ء تک وقتاً فوقتاً ملاقات، جلسوں میں حاضری اور تقاریر کے علاوہ مطالعہ وغیرہ کے احوال علم میں آتے رہے۔ مولانا کے اندر شروع سے ہی دینی مسائل کے بارے میں جستجو کا مادہ اور اس کے ساتھ قوّتِ حافظہ بنیاد پر محفوظ رکھنے کا غیر معمولی مادہ تھا حوالہ جات کتب کا بڑا ملکہ تھا۔

تقریر میں جو ملکہ مولانا کو تھا بہت کم لوگوں کو ملا۔ عوامی تقریر علمی مواد موضوع سے متعلق حوالہ جات کا انبار اور پھر بے تکان بولے جانا اور مجمع کو از اوّل تا آخر منہمک رکھنا، اکتانے نہ دینا۔ یہ وہ خصوصیات تھیں جس نے ان کو اپنے منفرد اسٹائل کا خطیب پاکستان بنا دیا۔

سامعین چاہے خالص پٹھان ہوں یا ٹھیٹ سندھی حاضرین چاہے بلوچ و مکرانی ہوں یا میمن حضرات پڑھے لکھے ہوں یا عامیانہ ذہن کے افراد مولانا کے انداز بیاں سے سب ہی وافر حصّہ پاتے تھے۔

میرے تاثرات کے مطابق مولانا نے اپنی تقاریر کے ذریعہ ملک میں عموماً اور کراچی میں خصوصاً عوام کو مذہبی، دینی اور مسلک اہل سنّت کا پرستار بنانے

Marfat.com

بزرگان دین اور اسلاف صالحین کا معتقد رکھنے اور حضور سیدنا سرکارِ دو عالم کے عشق کو برقرار رکھنے اور اجاگر کرنے میں نمایاں کردار انجام دیا ہے۔ گلی گلی قریہ قریہ محلّہ محلّہ شہر شہر صوبہ صوبہ ہر جگہ مولانا کی محافل برپا ہوتی تھیں۔ یہاں تک کہ جب ۱۹۷۰ء کی انتخابی مہم میں علماء اہلسنّت نے کراچی وغیرہ میں حصّہ لیا تو مولانا اوکاڑوی صاحب کی وہ سحر بیانیاں بڑی کام آئیں۔

۱۹۶۶ء میں جب جماعت اہلسنّت کی تنظیم نو کا قیام عمل میں آیا تو مولانا جو پاک سُنّی تنظیم اور جماعت اہل سُنّت کے سربراہ اور امیر تھے۔ اس جماعت کو بامِ عروج پر لے جانے کے لیے اپنا بھرپور کردار انجام دیا حالانکہ مولانا کی ہر رات کی مصروفیات اور دن میں مطالعہ اور رات کی نیند کی تلافی کا بھی انتظام کرنے کے باوجود وقتاً فوقتاً جماعتی پروگراموں میں بھی شرکت فرماتے تھے۔ اس وقت جماعت اہلِ سنّت کے ناظم اعلیٰ مولانا ہی تھے جبکہ جماعت کے صدر علامہ ازہری صاحب تھے ان کے بعد مولانا نے نائب صدارت اور جماعت کی صدارت بھی قبول فرمائی۔ علاوہ ازیں سیاسی محاذ پر قومی اسمبلی کے رکن بھی منتخب ہوئے اور فاشسٹ تنظیم کے دانت کھٹے کر دیئے۔ مولانا کی اپنی ایک ذاتی سوچ تھی جس بنا پر بعض اکابرین اہلسنّت سے اختلاف بھی ہوا اور کچھ لوگوں نے اس اختلاف کو ہوا بھی دی اور مختلف انداز میں اس کو بڑھایا بھی مگر میں ان تمام کے باوجود مولانا کی خوبیوں کا صرف اس لیے معترف تھا اور ہوں کہ مولانا کی خدمات مذہبی اور مسلک کے فروغ کی کوششوں میں اخلاص تھا۔ خامیوں کوتاہیوں سے شاید ہی کوئی مبرّا ہو مگر لایجرمنکم شنآن قوم ان لا تعدلوا اعدلوا ہوا قرب للتقویٰ کے مصداق خوبیوں اور خامیوں کے توازن میں اعتدال ضروری قرار دیتا ہوں۔

غرض مولانا از اوّل تا آخر مسلک اہل سنّت کے فروغ کے لیے کوشاں اور ساعی رہے۔ دینی مدارس بھی قائم کیے۔ مذہبی تنظیموں کی سربراہی اور سرپرستی کی اکابرین کی حتی الوسع عزت و تکریم خصوصاً اپنے پیر خانہ کے ہر فرد

Marfat.com

علامہ کاظمی صاحب قبلہ کی تعظیم و تکریم مفتی محمد عمر نعیمیؒ سے پُرخلوص وابستگی محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحبؒ سے حسن عقیدت مناظر اہل سنت مولانا محمد عمر اچھرویؒ سے بے پناہ عقیدت حضرت مولانا ضیاء الدین مدنیؒ سے پاکیزہ عقیدت رکھتے تھے اور اپنے استاد محترم مولانا غلام علی اوکاڑوی صاحب کے بے حد مداح تھے۔

سیاسی میدان میں ان کے اجتہاد من وجہ درست تھے اور بعض سے اختلاف بھی کیا گیا اور میں ان میں سے ہوں کہ مولانا کے بعض سیاسی اجتہادات سے مجھے بھی اختلاف تھا اور اس لیے میں ان جیسے اختلافات کی صورت میں مولانا نورانی کو حق بجانب سمجھتا ہوں۔ مگر من حیث المجموع مولانا بہت خوبیوں کے حامل تھے اور خدا کا شکر ہے کہ ان سب کے باوجود میرے ان کے تعلقات میں چند مواقع کے سوا باہمی محبت اور الفت برقرار رہی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بہت سے ایسے نجی معاملات پر بھی بعد تکلف مشورہ فرماتے تھے جو دوسروں سے شاید ہی بیان کیے ہوں۔

وہ مجھ سے عمر میں کوئی چار سال بڑے تھے مگر ہمارے ان کے درمیان بھائی چارہ مودت اور محبت اس لیے بھی زیادہ تھی کہ وہ میرے والد مفتی عبدالحفیظ صاحب کے اس زمانے سے مداح تھے جب پاکستان بنا بھی نہ تھا اور والد صاحب کے زمانہ قیام امرتسر میں صرف ۸ یا نو برس کی عمر میں مولانا نے والد صاحب کے جلسہ میں نعت پڑھی تھی۔ یہ ۱۹۳۵ء، ۱۹۳۶ء کی بات ہے۔

غرض مولانا بہت خوبیوں کے حامل تھے اور اہلسنت و جماعت کے ان نابغۂ روزگار میں سے تھے۔ جنہوں نے اپنے پیچھے بے پناہ عقیدت مندوں کی تعداد چھوڑی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ مرحمت فرمائے۔

Marfat.com

جناب صاحبزادہ محمد حفیظ الرحمٰن معصومی گجرات
دربار عالیہ موہری شریف

مبلغ اسلام، عاشقِ رسول، مجاہد ملت، سراج اہلسنت، خطیب پاکستان حضرت الحاج مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہمارے دربارِ عالیہ موہری شریف ضلع گجرات سے بہت دیرینہ تعلق ہے۔ جب بھی آپ ضلع گجرات کے دورہ پر تشریف لاتے تو خصوصی طور پر دربار عالیہ موہری شریف حاضری دیتے۔

خواجۂ خواجگان حضرت الحاج محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین دربارِ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ موہری شریف سے آپ کو والہانہ محبت و عقیدت تھی۔ پاکستان کے اکثر اجلاس بالخصوص مرکزی اجلاس جشن عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم پشاور اور عظیم الشان اجلاس جامع مسجد وزیر خاں لاہور میں حضرت صاحب مدظلہ العالی کی صدارت میں آپ کی تقاریر ایک معمول تھا۔

حضرت خطیبِ پاکستان نوراللہ مرقدہٗ گھنٹوں دل جمعی سے تقریر بے نظیر فرماتے۔ لیکن جب ختم کرتے تو سامعین یوں محسوس کرتے کہ آپ نے ابھی تقریر شروع ہی فرمائی ہے۔ گویا سامعین میں آپ کی تقریر جاری رہنے کا اشتیاق اور اصرار ہوتا۔

آپ واقعی عالم اسلام کے عظیم اور فقید المثال خطیب تھے۔ مجھے آپ

Marfat.com

کی متعدد تقاریر سننے کا موقع میسر آیا ہے۔ آپ اپنی تقریر پُر تاثیر میں تحقیقی انداز میں پہلے قرآن کریم اور پھر احادیث مبارکہ اور اس کے بعد ائمہ عظام اور سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں دلائل و براہین کے ساتھ گفتگو فرماتے۔ موضوع اور اور ضعیف بات سے بہت زیادہ اجتناب کرتے بلکہ موضوع اور ضعیف روایت کی حقیقت کو واضح کر دیتے۔ استدلال اور استنباط کے لیے آپ کا قابل رشک امتیاز اکابر علماء اور مدرسین بھی تسلیم کرتے۔

آپ اپنی تقریر میں احقاق حق اور ابطال باطل کر دیتے جس سے مسلک حقہ اہل سنت و جماعت صحیح نکھر کر اظہر من الشمس ہو جایا کرتا تھا اور سامعین اسے اپنے ذہن و قلب میں محفوظ کر لیتے تھے۔

آپ کی تقریر کے دوران سامعین پر روحانی رقت اور قلبی کیفیت طاری رہتی۔ ذوق و حال اور کیف و سرور دیدنی ہوتا۔ آپ کی تقریر اور تبلیغ سے کتنے بدعقیدہ صحیح العقیدہ بن گئے۔ کتنے گم گشتہ ہدایت، ہدایت اور معرفت حاصل کر کے پیکر سنت مصطفیٰ بن گئے ہیں۔ خطیب پاکستان قدس سرہ العزیز کا یہ مشن اور عمل یقیناً بارگاہ صمدیت میں مقبول اور مستجاب ہوگا۔ آپ کا سینہ عشق مصطفیٰ اور محبت اولیاء کا گنجینہ تھا۔ آخری دفعہ دربار عالیہ موہری شریف حاضری کے بعد آپ کو منگلا کالونی بذریعہ کار چھوڑنے جا رہا تھا جہاں بعد از نماز عشاء آپ کی تقریر کا پروگرام تھا۔ تو سارے راستے میں سفر کرتے ہوئے میرے استفسار پر آپ بڑی کیفیت کے ساتھ اپنی دینی اور ملی خدمات کا تفصیلی تذکرہ فرماتے رہے۔ خاص طور پر صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کو پیش کی گئی تجاویز کا ذکر بھی کیا اور مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اشاعت کے لیے مزید کوششوں کا اظہار فرماتے رہے۔ واقعی آپ ملت اسلامیہ کے عظیم محسن اور پُر خلوص اور جان نثار قائد تھے۔ پیر طریقت حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی کے دورہ کراچی میں خطیب پاکستان

Marfat.com

نے نماز جمعۃ المبارک جامع مسجد گلزار حبیبؐ میں ادا کرنے کی درخواست کی جسے حضرت صاحب نے قبول فرمایا۔ خطیب پاکستان نے نماز جمعۃ المبارک میں حضرت صاحب مدظلہ العالی کی موجودگی میں اپنی تقریر میں بڑی محبت وعقیدت کا اظہار فرمایا۔ نماز جمعۃ المبارک کے فوراً بعد خطیب پاکستانؒ نے حضرت صاحب مدظلہ کو بے حد اصرار کے ساتھ منبر رسول پر بٹھایا اور آپ سے خطاب کی درخواست کی۔ حضرت صاحب مدظلہ العالی نے نہایت ہی روحانی انداز میں ملفوظات ارشاد فرمائے جس سے خطیب پاکستانؒ اور سارے مجمع پر عجیب وغریب قلبی کیفیت طاری ہوگئی۔ یہ آخری ملاقات تھی۔ کیا خبر تھی کہ آیندہ یہ اسلام کا بطل جلیل ہم سے جدا ہو جائے گا۔ خطیب پاکستان عشق رسول کی جو شمع سینوں میں روشن کر گئے ہیں وہ ہمیشہ ان کی یاد دلاتی رہے گی، دنیائے اہل سنت اپنے اس عظیم محسن کو کبھی فراموش نہیں کر سکے گی۔ ان کی گراں مایہ علمی و تحقیقی تصانیف ہزاروں خطابات کی کیٹیں، مساجد و مدارس ان کی یادگاریں ہیں جو آئندہ نسلوں کے لیے مشعل راہ ثابت ہوں گی۔ خواجۂ خواجگان اپنے حالیہ دورۂ تبلیغ میں جب کراچی پہنچے تو فاتحہ خوانی کے لیے خطیب پاکستان کی قیام گاہ پر گئے اور ۱۱ جنوری ۱۹۸۵ء جمعۃ المبارک کی نماز آپ کے فرزند اور جانشین جناب صاحبزادہ مولانا کوکب نورانی صاحب کی دعوت پر جامع مسجد گلزار حبیبؐ میں حضرت صاحب مدظلہ نے ادا فرمائی۔ جناب کوکب نورانی اوکاڑوی نے بڑی پُراثر اور جامع تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر اور تنویر میں خطیب پاکستان کا مکمل رنگ جھلکتا ہے۔ جناب کوکب نورانی صاحب نے خطیب پاکستانؒ کے مشن کو زندہ جاوید کر رکھا ہے۔ نماز جمعۃ المبارک کے فوراً بعد خطیب پاکستانؒ کے معمول کے مطابق حضرت صاحب مدظلہ العالی نے بڑی وجدانی کیفیت میں حاضرین سے خطاب فرمایا۔ یہ عجیب سماں تھا۔ اس نورانی محفل پاک کے بعد حضرت خطیب پاکستانؒ کے مزار پُرانوار کا سنگ بنیاد حضرت مبلغ اسلام تاجدار تصوف خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی سجادہ آرائے دربار عالیہ موہری شریف نے اپنے دست مبارک سے رکھا اور اس

Marfat.com

کی تعمیر کے لیے خصوصی طور پر دعائے خیر بھی فرمائی ۔ اللہ تعالیٰ سردار دوجہاں شفیع عاصیاں کے صدقے حضرت خطیب پاکستان قدس سرہٗ کا فیضان تاقیام قیامت جاری رکھے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

Marfat.com

صاحبزادہ پیر محمد افضل قادری مراڑیاں شریف

مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے جامع ترین دینی شخصیت تھے۔ آپ حافظ، قاری، طبیب، سیاستدان، شاعر صوفی، محقق، مناظر، متبحر عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ بے مثل مصنف اور عدیم المثال، سحر بیاں مقرر و واعظ تھے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ آپ فنِ خطابت میں اپنے زمانہ کے مجدد و امام تھے تو قطعاً مبالغہ نہ ہوگا۔

ان خوبیوں کے علاوہ آپ حضرت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور عابد و زاہد عالم ربانی تھے۔ میں نے خود بعض سفروں میں مشاہدہ کیا ہے کہ آپ رات کو ڈھائی تین گھنٹے پُر زور تقریر کے بعد جبکہ آرام کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ سوتے نہیں تھے۔ صبح کی نماز تک احباب سے مذہبی گفتگو، ذکر و فکر یا پھر مطالعہ کتب میں مصروف رہتے تھے۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد آرام فرماتے تھے۔ آپ کا یہ معمول آپ کی استقامت کی روشن دلیل ہے۔

آپ کے محاسن میں سے جو چیز مجھے بہت ہی پسند ہے وہ یہ کہ بڑی جرأت کے ساتھ اپنا مسلک بیان فرماتے تھے۔ انہوں نے کبھی بھی دنیاوی مصلحتوں کے پیش نظر تقیہ نہیں کیا بلکہ ہر موقع پر کسی جانی و مالی نقصان کی پرواہ کیے بغیر کلمہ حق کی ادائیگی

Marfat.com

کا حق ادا فرماتے رہے۔

علاوہ ازیں آپ بے شمار خوبیوں کے حامل تھے جن کے احاطہ سے میری زبان و قلم قاصر ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ صاحبزادہ کوکب نورانی صاحب کو حضرت اوکاڑوی کا مظہر کامل بنا کر اس نقصان عظیم کی تلافی فرمائے آمین۔

Marfat.com

حضرت مولانا سیّد محمد محفوظ الحق بوریے والا

کتب سیرت میں یہ بات مرقوم ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دوسرے ممالک میں سفیر اور نمائندہ بنا کر بھیجا قدرت نے انہیں وہ صلاحیتیں بھی عطا فرما دیں جو اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے ضروری تھیں۔ حتیٰ کہ پیغامات لے کر جانے والوں کو ان ممالک کی زبانیں بھی القاء فرما دی گئیں جو وہاں بولی جاتی تھیں۔ گویا حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام کو قدرت ان تمام خوبیوں سے نوازتی ہے جن کی خدمتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ضرورت ہو۔ اور یہ سلسلۂ کرم قرون اولیٰ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ ہر دور میں جاری رہا ہے اور رہے گا۔ چنانچہ ہمارے ممدوح و مکرم خطیب الاسلام، مسلک رضا کے نقیب اعظم، فاضل محترم خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی قدرت نے ان محاسن سے خوب نوازا تھا جو کہ ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم عالم ربانی اور عظمتِ شان رسالت علی ماجہا الصلوات والتسلیمات کے نقیب کے لیے ضروری ہیں۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

گر کہے شعر و پاس شرع دونوں کا حسن کیونکر آئے

لا اسے پیش جلوہ زمزمۂ رضا کہ یوں

Marfat.com

اس مبارک شعر کے بمصداق حضرت مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا انداز بیاں جہاں تحقیق و ذمہ داری کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا تھا وہاں عشق و محبت کی مستیاں اور جولانیاں بھی بھرپور وجود اپنے اندر لیے ہوتا۔

گرچہ خوبیاں تو خداداد ہی ہوتی ہیں لیکن مولا کریم نے ان کے متعلق کچھ اسباب بھی متعین فرمائے ہیں۔ مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ میں دیگر محاسن کے علاوہ ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ استفادہ کا خوب ذوق رکھتے تھے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے۔ الحکمۃ ضالۃ المومن۔ حکمت مومن کی متاع گم گشتہ ہے۔ جہاں سے ملے وہ حاصل کر لیتا ہے۔ اس کی تعمیل میں علم و تحقیق کی جو بات انہیں مل جائے وہ بلا جھجک حاصل کرتے تھے یہ تمیز کیے بغیر کہ مستفاد منہ چھوٹا ہے یا بڑا اور اس حقیقت کے پیچھے میرے ذاتی مشاہدات ہیں۔ بلا شک و شبہ وہ صداقت اسلام کے بے باک مبلغ اور مسلک حق اہلسنت و جماعت کے ذمہ دار اور انفرادی خصوصیات کے حامل صف اول کے بے مثل خطیب تھے جس کا ملک اور بیرون ملک ہر ذی شعور، بیدار مغز اور دینی ذوق رکھنے والے آدمی کو اعتراف ہے۔ آپ کے خطبات عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پر ذوق دقیع اور ایمان افروز نغمات سے باب الاسلام کراچی کے در و دیوار ہی نہیں بلکہ پورا ملک گونجا کرتا تھا اور وہ ایسے گوہر ہائے تابدار تھے جنہوں نے انہیں زندہ جاوید بنا دیا اور پھر عظمت مصطفےٰ سے متعلق آپ کی گراں قدر تحقیقی تصانیف ملت کا وہ عظیم سرمایہ ہیں جن سے ان کا نام قیامت تک روشن رہے گا۔ اور اس حقیقت کا انکار ممکن نہیں کہ یہ سب کچھ آپ کے مرشدان طریقت مشائخ کرام علیہم الرحمۃ الغفران کی توجہات کریمانہ اور عالم اسلام کی مقتدر شخصیات امام اہل سنت غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی دامت برکاتہم اور مخدوم العلماء شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ ابوالفضل والبیان مولانا غلام علی صاحب مدظلہم الاقدس اساتذہ کی بے مثل تعلیم و تربیت کا اثر تھا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

Marfat.com

کون واقف نہیں کہ عظمت و رفعت حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مولانا مرحوم نے سب کچھ داؤ پر لگا رکھا تھا۔ اغیار کی نظر میں ان کا کھٹکنا اس کا زندہ ثبوت ہے جس کی وجہ سے کئی بار آپ پر قاتلانہ حملے ہوئے لیکن اس عندلیب چمنستان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان افروز نغمات کو بند نہ کیا جا سکا کیونکہ قدرت نے آپ کو اسی مقصد کے لیے چن لیا تھا۔ چنانچہ اسی طرح کے ایک حملہ سے صحت یاب ہونے کے بعد حضرت مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑا کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت میں شمولیت کے لیے کراچی سے اوکاڑا تشریف لائے سابق لیڈی پارک اب غوثیہ پارک میں منعقد جلسہ کی سٹیج پر اکابرین اہلسنت جلوہ افروز ہیں اور ملک و ملت کے جادو بیان خطیب، زعیم اہل سنت حضرت مولانا ابوالکلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہزاروں کے اجتماع کو مسحور کیے ہوئے تھے کہ عین اسی وقت لاہور سے حضور امام اہل سنت مفتی اعظم پاکستان امام المحدثین حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب قادری رضوی قدس سرہ العزیز امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف تشریف لائے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب دستارہائے فضیلت باندھنے کے لیے چند لمحوں کے لیے رُک گیا۔ حضور سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے دست مبارک سے دستارہائے فضیلت عطا فرمانے لگے اور اس وقفے کے دوران حضرت خطیب ملت صاحبزادہ صاحب، حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کے پاس اس جارحانہ حملے سے متعلق اظہار ہمدردی کے لیے بیٹھ گئے۔ اکثر احباب ظالموں کے کردار پر افسوس اور مولانا اوکاڑوی کے عزم و حوصلہ کے لیے دعائیہ کلمات کی صورت میں اظہار جذبات کر چکے تھے۔ مگر صاحبزادہ صاحب قبلہ نے مولانا سے جس انداز میں خیالات کا اظہار کیا وہ آج بھی میرے ذہن میں نقش ہے۔ آپ نے فرمایا مولانا اس سانحہ میں گرچہ آپ کا خون بہا۔ ظلم ہوا لیکن اس کے باوجود آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ عظمت محبوب کے شجرۂ عظیم کی آبیاری کے لیے آپ کے خون کا انتخاب کیا گیا۔ آپ کے خون کا گروپ

Marfat.com

قابل ستائش ہے۔ اور یقین فرمائیں کہ صاحبزادہ صاحب یہ فرما رہے تھے اور مولانا اوکاڑوی مسکرا رہے تھے اور آپ کا چہرہ جذبات تشکر و امتنان سے گلاب کے پھول کی طرح کھل رہا تھا اور میں علی وجہ البصیرت عرض کرتا ہوں کہ صاحبزادہ صاحب کے الفاظ میں قطعاً مبالغہ نہ تھا بلکہ حقیقت ہی حقیقت تھی جس کی آپ نے ترجمانی فرمائی۔

کراچی میں جو کہ حقیقتاً ایک پورے ملک کی آبادی کے برابر ہے جہاں کسی گستاخ نے عظمت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہرزہ سرائی کی تو دوسری رات وہیں علّامہ اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ پہنچ جاتے۔ چار چار گھنٹے احقاق حق و ابطال باطل کے لئے دلائل قاہرہ کے ساتھ خطاب ہوتا جس کی برکت سے ہزاروں مرجھاتے ہوئے قلوب کو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رونق مل جاتی اور یوں آپ نے مسلک حق اہل سنّت وجماعت کی صداقت کا لوہا اپنوں اور بیگانوں سب سے منوایا۔

مہمان نوازی، کشادہ روئی اور مسکرا کر ملنا آپ کی جبلت تھی۔ پاکستان کے اطراف و اکناف سے جو دوست کراچی میں آپ سے ملنے جاتے ان کے ذہنوں میں موجود آپ کی قابل رشک مہمان نوازی، مروت اور مودت کے واقعات کو دفاتر میں بھی سمیٹا نہیں جا سکتا۔ اور یہ مہمان نوازی اور اس کے لوازمات ان میں کیوں نہ ہوتے کہ یہ ادائے محبوب ہے اور محب اس سے خالی کیسے رہ سکتا ہے۔

یکم نومبر ۱۹۷۳ء کو یہ ناچیز اپنے رفقا سمیت سفینۂ شمس سے کراچی سے عازم حجاز مقدس ہو رہا تھا (خدایا ایں کرم بار دگر کن) حج آفس کے حکم کے مطابق ہم ۳۱ر اکتوبر کو حاجی کیمپ پہنچ گئے۔ جاتے ہی حاضری رپورٹ کے لیے ایک دوست متعلقہ دفتر پہنچے۔ شام تک رپورٹ نہ ہو سکی کہ متعلقہ دفتر والوں نے بے اعتنائی فرمائی اور شام کو حکم سنایا کہ آپ لوگ دیر سے پہنچے ہیں اس لیے ۸ نومبر کو روانہ ہونے والے سفینۂ شمس کی بجائے ۱۸ر نومبر کو جانے والے سفینہ حجاج سے روانگی ہو گی۔ بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر بے سود۔ آخر میں میر

Marfat.com

ذہن میں بات آئی اور برادر گرامی مخدوم و مکرم حضرت صاحبزادہ سید محمد عبدالخالق شاہ صاحب کی تائید نے مزید حوصلہ بڑھایا اور میں اس سلسلہ میں امداد طلب کرنے کے لیے مولانا اوکاڑوی رحمتہ اللہ علیہ کے دولت کدہ پر حاضر ہوا۔ جس محبت اور شفقت سے ملے اور جس خوان نعمت سے نوازا اس کے بیان سے قاصر ہوں۔ حاضری کا مقصد بیان کیا۔ بغیر کسی تاخیر یا وعدہ فردا کے علی الفور ریسور اٹھایا۔ ڈائل کیا اور کسی مخلص سے میری حکایت کہہ سنائی۔ انہوں نے فوراً لبیک کہا اور میرے حاجی کیمپ پہنچنے تک اپنی موٹر پر ملک سعید اختر صاحب نام کے خوش وضع نوجوان وہاں پہنچ گئے اور مجھے ساتھ لے کر متعلقہ دفتر پہنچے۔ یا اللہ تیرا کرم۔ کہاں یہ حالت کہ کوئی شنوائی نہیں بلکہ جھڑکیوں سے نوازا گیا اور کہاں یہ کیفیت کہ دفتر کا سارا عملہ کھڑا ہو گیا۔ ملک صاحب نے (مولا کریم انہیں جزائے خیر سے نوازے) ہمارے کاغذات مکمل کرائے۔ ۸ر نومبر کو روانگی کے کارڈ جاری کروائے اور یوں مشکلات کا ایک ہمالیہ مولانا اوکاڑوی کے ایک اشارے سے رائی کے برابر بھی نہ رہا اور کراچی میں ادنیٰ سے اعلیٰ تک ہر دل میں آپ کے احترام اور محبت کی یہ معمولی سی مثال ہے ورنہ اس سے بھی کہیں زیادہ گھمبیر مسائل آپ کے ذاتی اثر و رسوخ سے چشم زدن میں حل ہو جاتے تھے۔

فی الحقیقت حضرت خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی ملت کا عظیم سرمایہ تھے اور شاید ہی ان کے تشریف لے جانے کے بعد اب یہ خلا پُر ہو مولا تعالیٰ ان کے صاحبزادگان کو ان کے عظیم علمی و روحانی ورثہ سے بہمہ وجوہ بہرہ ور فرمائے اور حلقۂ عقیدت کو ان کی جلائی شمع کے جلووں سے ہمیشہ مستفیض ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین بحرمتہ سید الانبیاء و قائد المرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری لاہور

خطیب پاکستان مولانا الحاج محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ ایسے خطیب
تھے جن پر خطابت ناز کرتی ہے۔ ان کی تقریر معلومات کا خزانہ اور دلائل وبراہین
سے آراستہ ہوتی تھی۔ انداز بیان اس قدر دلکش اور دل نشین ہوتا تھا کہ مخالف
بھی سننے اور سن کر تسلیم کرنے پر مجبور ہوجاتا تھا۔ سوز وگداز میں ڈوبی ہوئی آواز
کا جادو سامعین کو مسحور کر دیتا تھا۔ قرآن پاک کی تلاوت کرتے تو حاضرین پر
ایک کیف طاری ہوجاتا۔ لوری سنانے کی فرمائشیں کی جاتیں۔ جب آپ ترنم
کے ساتھ لوری پڑھتے تو شرکاء محفل یوں دکھائی دیتے جیسے نیند کے ہلکورے لے
رہے ہوں۔ ان کی خصوصیت یہ تھی کہ اکثر طور پر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا
شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کا نعتیہ کلام پڑھتے اور اس کے مطالب
عام فہم انداز میں بیان فرماتے تھے۔

۱۹۷۲ء میں مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال کی طرف سے سیال
خواجگان میں جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام کیا گیا اس میں تقریر کرتے
ہوئے حضرت علامہ اوکاڑوی نے فرمایا۔

آج کل عجیب ماحول بن گیا ہے۔ کسی کے بارے میں معلوم کرنا ہو کہ وہ سنی

Marfat.com

ہے یا نہیں ؛ تو کہا جاتا ہے کہ وہ پکا سنّی ہے ۔ میلاد شریف اور گیارہویں شریف مناتا ہے ۔ کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھتا ہے وغیرہ وغیرہ اس کے ساتھ ہی دریافت کیا جائے کہ وہ نماز بھی پڑھتا ہے یا نہیں ؛ تو جواب نفی میں ملتا ہے پھر زور دے کر فرمایا ۔

یہ کیسی سنیت ہے ؛ سُنّی تو وہ ہے جو فرض تو فرض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ترک نہ کرے جو اللہ تعالیٰ کا فرض ہی ادا نہیں کرتا وہ کیسا سُنّی ہے ۔ !

حضرت علامہ اوکاڑوی مرنجاں مرنج شخصیت کے مالک تھے ۔ بڑوں کا پاس ادب اور چھوٹوں پر شفقت و کرم ان کے نمایاں ترین اوصاف تھے ۔ نجی گفتگو میں زندہ دلی ، خوش مزاجی اور خوش اخلاقی ان کی طبیعت ثانیہ تھی ۔

راقم کو چند مرتبہ ہری پور اور راولپنڈی میں حضرت کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور ہر دفعہ ان کی محبت کا رنگ پہلے سے گہرا ہوتا گیا ۔ مولائے کریم ان کے فرزند ارجمند جناب کوکب نورانی کو توفیق عطا فرمائے کہ اپنے والد ماجد کے مشن کو نہ صرف جاری رکھیں بلکہ مزید آگے بڑھانے کی کوشش کریں ۔

بحرمتہ حبیبہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

جناب **مولانا عبد القیوم ہزاروی**
جامعہ نظامیہ لاہور

حضرت مولانا علامہ الحاج محمد شفیع صاحب اوکاڑوی علیہ الرحمۃ اہلسنت کے وہ عظیم رہنما تھے جنہوں نے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے اکثر و بیشتر ممالک میں اپنی تقاریر سے فریضۂ تبلیغ انجام دیا۔ متعدد بار حج و زیارت کی سعادت سے شاد کام ہوئے۔ عالم اسلام کے دورے فرمائے۔ جگہ جگہ روح پرور، ایمان افروز اور دلکش بیانات سے عاشقانِ مصطفےٰ کے دلوں میں اپنا مقام پیدا کیا۔ ہندوستان کے اہم مرکزی شہروں میں اپنے مواعظ حسنہ کے جادو جگائے، پاکستان کے گوشے گوشے میں آپ کی آواز گونجتی رہی۔ علم و عمل کے اس حسین پیکر نے مسلک حق کی عدیم النظیر خدمات انجام دیں۔ زبان و بیان کی شیرینی نے عوام و خواص، علماء و مشائخ عظام کو بھی گرویدہ بنا رکھا تھا۔ بلاشبہ آپ اس خوبی کے باعث خطیب اسلام ایسے وقیع لقب کے مصداق تھے۔
خطبات و عظ میں بلاشبہ آپ یکتائے روزگار تھے۔ مشکل سے مشکل مسائل کو عوام کے اذہان و قلوب میں راسخ کرنا اور بڑے حکیمانہ انداز سے دلائل و براہین کا انبار لگاتے چلے جانا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ آپ نے وعظ و تقریر کو ایک مقدس مشن کے طور پر اپنایا۔ محض رسماً اسٹیج کی زینت بننے سے ہمیشہ

Marfat.com

اجتناب کیا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نہ صرف کراچی کی حد تک محدود رہے بلکہ بلوچستان، سندھ، سرحد، پنجاب بلکہ کل پاکستان کی سطح پر یکساں مقبول تھے۔ پشاور میں مجھے آپ کی ایک تقریر سننے کا اتفاق ہوا۔ میں یہ دیکھ کر حیران تھا کہ پشاور کے پختون عوام کا عظیم اجتماع ہے اور آپ کے وعظ سے ان پہ وجد کی کی سی کیفیت طاری ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تصنیف و تالیف

خدمت دین کا ایک اہم شعبہ قرطاس و قلم سے عبارت ہے۔ نشر و اشاعت کے اس لحاظ کو بھی آپ نے بخوبی سمجھا اور اس طرف بڑی خصوصیت سے توجہ فرمائی۔ اکابر اسلام کی سینکڑوں کتب جو آج بھی سلف کی تبلیغ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ان سے خطیب پاکستان نے بھرپور استفادہ فرمایا۔ شب و روز کی محنت شاقہ پر قلم کو اس انداز سے چلایا کہ یگانے بیگانے آپ کی تصانیف کو حرز جان بنائے بغیر نہ رہ سکے۔ گویا کہ آپ نے مثبت طریقہ و تحریر کی طرح ڈالی، ذکر جمیل، ذکر حسین، راہ حق، برکات میلاد، سفینۂ نوح، امام پاک اور یزید پلید، شام کربلا، راہ عقیدت، درس توحید نغمۂ حبیب، تعارف علمائے دیوبند وغیرہ یعنی جتنی بھی تصانیف ہیں ان میں کہیں بھی تحکمانہ لہجہ اختیار نہیں کیا گیا۔ بس کتابیں کیا ہیں عشق رسالت مآب ﷺ کا بے پیدا کنار سمندر، عظمت اہل بیت و صحابہ کرام کا بحر بیکران، مناقب اولیاء کا مجمع البحرین، بس محبت ہی محبت، عشق ہی عشق، پیار ہی پیار اور پھر عبارت میں نکھار ہی نکھار، سبحان اللہ مخالفین دم بخود، نکتہ چیں حیراں، اہل محبت شاداں و فرحاں۔

آپ کی بڑی سے بڑی کتاب ہو یا چھوٹی سے چھوٹی تصنیف، یکساں مقبول بلکہ کسی بھی کتاب پر آپ کا اسم گرامی قبولیت کے لیے سند، بلاشبہ تحریری تبلیغ میں بھی تقریری کی طرح عدیم النظیر مبلغ کی حیثیت رکھتے تھے۔

Marfat.com

تعلیم و تدریس آپ ایک انتہائی معروف خطیب و مقرر ہونے کے باعث باقاعدہ مسند تدریس پر تو جلوہ افروز نہ ہو سکے مگر آپ نے اس کمی کو بڑی شدت سے محسوس کرتے ہوئے اس کا نہایت عمدہ حل یوں نکالا کہ آپ نے متعدد درسگاہیں قائم فرمائیں جن میں جامعہ اسلامیہ سولجر بازار کراچی، جامعہ حنفیہ غوثیہ سوسائٹی کراچی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

۱۹۸۳ء میں مدارس سے رابطہ کے دوران جامعہ اسلامیہ، سولجر بازار کے دفتر میں جب آپ سے ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے۔ "میں مدارس قائم کر کے اساتذہ و مدرسین کے سپرد کر رہا ہوں تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر قابل قدر افراد تیار کریں۔ چنانچہ جامعہ اسلامیہ کو مولانا محمد رفیق صدر مدرس کے سپرد کر دیا ہے تاکہ وہی تعلیمی شعبہ کو کامیاب بنائیں ہم تو ان کے معاون و خادم ہیں۔

خطیب پاکستان کے اس کلام میں جو درد و سوز مترشح ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس سے ان کے خلوص و ہمدردی کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کس جذبہ کے پیش نظر خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔

تبلیغی مرکز کراچی کی بعض عظیم مساجد کو آپ سے خصوصی نسبت حاصل ہے جن کی مثال پاکستان بھر میں مشکل سے ہی ملے۔ نیو میمن مسجد، گلزار حبیب اور گرین ٹاؤن جیسی مساجد اپنی وسعت اور اپنے حسن و جمال کے لحاظ سے منفرد مقام رکھتی ہیں مگر ان میں خطیب پاکستانؒ کی دور رس نگاہوں اور ان کے ذوق لطیف کو بڑا دخل ہے جو ہمارے تبلیغی مراکز کی حیثیت سے متعارف ہیں۔

حق گوئی و بیباکی خطیب پاکستان مولانا الحاج محمد شفیع صاحب اوکاڑوی میں حق گوئی و بے باکی کی صفت بھی بدرجۂ اتم موجود تھی۔ آپ کی اس شان مجاہدانہ سے مخالفین قاتلانہ حملوں

Marfat.com

پر اتر آئے مگر ان کی مکروہ حرکتیں آپ کے پائے استقلال میں جنبش تک نہ پیدا کر سکیں۔

اعلائے کلمۃ الحق کے سلسلہ میں آپ نے ہمیشہ منافقت و مداہنت کے پرخچے اڑائے۔ کسی بھاری بھرکم شخصیت اور ماحول سے متاثر ہوئے ہوئے بغیر اپنا فرض ادا کرتے رہے۔ ایک مرتبہ میری موجودگی میں صدر مملکت سے گفتگو کے دوران آپ نے بے تکلف اپنے موقف کو بیان کیا۔

مگر ؏

غم کی چلیں جو آندھیاں باغ اُجڑ کے رہ گیا

اللہ تعالےٰ آپ کے فیوض و برکات روحانی سے عالم اسلام کو بہرہ ور فرماتا رہے اور ہمیں ان کے مشن کی تکمیل کے لیے اس پر کاربند رکھے۔ آمین

Marfat.com

صاحبزادہ سیّد حامد سعید کاظمی ملتان

موت ایک بحرِ ظلمات ہے اور زندگی روشنی کا ایک جھماکا۔ جو کچھ دیر کے لیے تو ودرے اٹھتا ہے مگر اس کے بعد اندھیرا اور زیادہ کثیف معلوم ہونے لگتا ہے۔ لیکن کچھ لوگوں کی زندگی اس کلیے سے مستثنیٰ ہوتی ہے کیونکہ ان کے علم و افکار کی ضیار ان کے جسدِ خاکی کے روپوش ہونے کے بعد بھی افق پر اسی طرح فروزاں رہتی ہے۔ ایک انگریز مصنف کے بقول " اس جہان فانی سے کوچ کر جانے کے بعد بھی لوگوں کے دلوں میں زندہ رہنے والوں کو موت نہیں آتی۔"

To live in the hearts of People we leave Behind is not to die.

اسی طرح علامہ اوکاڑوی زندہ جاوید ہیں۔ نہ صرف اپنی اصل حیات کے ساتھ بلکہ ہمارے دلوں میں، ہمارے اذہان میں، ہماری یادوں میں اور تاریخ کے صفحات میں۔ علامہ اوکاڑوی محض ایک ذات یا شخصیت نہیں، علم و عمل کا استعارہ ہیں۔ عشقِ رسول کی تابندہ مثال ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں قابلِ رشک مقبولیت، باعثِ فخر شہرت اور بے حد عظمت سے نوازا۔ لیکن یہ تمام عناصر اُن کے مزاج اور شخصیت پر اثر انداز نہیں ہوئے

Marfat.com

مجھے ان کی صحبت میں بیٹھنے کا بارہا اتفاق ہوا۔ کراچی میں اُن کی قیام گاہ پر، مجالس میں اسٹیج پر، اور ملتان میں قبلہ والد گرامی کی موجودگی میں۔ اس طرح مختلف مواقع کی نسبت سے ان کی شخصیت کے مختلف پہلو سامنے آتے لیکن ہر پہلو منفرد اور ممتاز۔ میں نے انہیں عشقِ رسول میں سرشار دیکھا۔ میر مجلس کے طور پر سنجیدہ اور باوقار دیکھا، اپنے استاد محترم (قبلہ والدِ گرامی) کے سامنے باادب دیکھا، بے تکلف نشستوں میں ان کی شگفتہ مزاجی دیکھی اور ہر انداز میں، ہر موقع اور ہر پہلو سے ان کی ذات بے داغ، قابلِ تقلید اور دلکش دکھائی دی۔ اپنے منصب اور مرتبے کے باوجود وہ ہمیشہ اس خاکسار کو اپنی شفقتوں سے نوازتے رہے اور بسا اوقات تو ابا حضور قبلہ کی نسبت سے میری اتنی عزت افزائی فرماتے کہ میں شرمندگی محسوس کرنے لگتا۔

حصول علم کا اتنا شغف تھا کہ جب بھی موقع ملتا ابا حضور قبلہ سے مختلف مسائل پر تبادلۂ خیال فرماتے اور حتی الامکان ایسا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے اگر کسی مسئلہ میں تشنگی محسوس کرتے تو اپنے تبحر علمی اور کثیر مطالعہ کے باوجود استفسار کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہ کرتے۔ اپنی خطابت، فن تقریر اور علم وفضل کے اعتبار سے وہ ایک ایسی شخصیت ہیں جن پر اُن کے اساتذہ ہی نہیں تمام اہلسنت ہمیشہ فخر کرتے رہیں گے۔

جہاں تک ان کی تقاریر کا تعلق ہے ہر شخص ان کا شیدائی رہا۔ لیکن اُن کی تحریر میں بھی وہ چاشنی ہے کہ ہر خوش ذوق قاری ان کی تحریر کا مداح ہے۔ منطقی طرزِ استدلال اور عقلی ونقلی دلائل کے علاوہ ان کی تحریر پر ادبی رنگ اس قدر غالب ہے کہ محض ذوق کی تسکین کے لیے بھی ان کی تصانیف زیرِ مطالعہ رہنے کے قابل ہیں۔ ان کی کتابوں کے آئینے میں اُن کی ذات کا عکس بے حد نمایاں اور صاف ہے۔ یہ الفاظ اظہارِ عقیدت کے لیے نہیں، اظہارِ حقیقت کے لیے ہیں۔ کیونکہ مجھ سا بے مایہ اُن کی ہمہ گیر شخصیت کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہے۔ میں اپنی بساط کے

Marfat.com

مطابق فقط اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ جس شخص نے ان کی تقریر سُنی وہ ان سے ملاقات کا متمنی رہا۔ جو ان سے ملاقی ہوا تقریر سننے کا مشتاق رہا اور جس نے ان کی تحریر پڑھی وہ اس جلیل القدر عالم و مصنف سے ملنے کے لیے بے قرار رہا۔ یہی تینوں چیزیں ایک مکمل شخصیت کو مجسم کرتی ہیں۔

یہ ہماری محروم القسمتی ہے کہ اس وقت جب ان کے مداحوں اور مسلک کو ان کی اشد ضرورت تھی وہ ہم سے جدا ہو گئے۔ اگر ہمارے دلوں میں واقعی ان کی محبت اور عظمت کے نقوش ہیں تو ان سے وابستگی کے اظہار کا مناسب ترین ذریعہ یہ ہے کہ ہم ان کے مشن کو آگے بڑھائیں۔ اور ان کی بتائی اور دکھائی ہوئی راہوں پر گامزن ہو کر منزلِ مقصود کے حصول کی کوششیں جاری رکھیں۔ یہ بے حد مسرت کی بات ہے کہ ان کے صاحبزادے اور جانشین جناب مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی نے جو صورت سیرت میں اپنے صاحب کمال والد بزرگوار کے مشابہ ہیں یہی طریقہ اپنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں اپنے والد عالی مرتبت کا صحیح وارث اور جانشین بنائے۔ آمین۔

Marfat.com

حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق گوجرانوالہ

ہمارے ممدوح خطیبِ پاکستان و مبلغ اسلام مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کو قدرت نے جن کمالات سے نوازا تھا۔ ان میں سے حسن بیان کے علاوہ فقیر ان کے حسن واخلاق و ایفائے عہد سے بہت متاثر ہوا۔ فقیر کی دعوت پر وہ متعدد مرتبہ گوجرانوالا تشریف لائے اور ہر مرتبہ اہل گوجرانوالا ان کے حسن بیان سے بہت محظوظ و متاثر ہوئے۔ ان کا یہ کمال تھا کہ وہ اپنے مہذب و مدلل اور سنجیدہ علمی بیان کے باوجود اہل سنت کے ہر دل عزیز مقرر و خطیب تھے جبکہ بعض مقرر اپنے غیر مہذب انداز و ہنسی مذاق وغیرہ غیر سنجیدہ گفتگو کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

حسنِ اخلاق و ایفائے عہد میں بھی آپ کا مقام و کردار نمایاں تھا۔ جب بھی وعدہ فرمایا اور دعوت قبول کی۔ کرایہ بھیجے بغیر وقتِ مقررہ پر پہنچ گئے۔ اور ایک مرتبہ دورۂ پنجاب کے دوران جب کسی خاص مجبوری کے تحت حسب وعدہ پہنچنا دشوار معلوم ہوا تو خود گوجرانوالا تشریف لا کر قبل از وقت اطلاع دی اور معذرت فرمائی جبکہ بعض پیشہ ور مقررین کی سنگدلی کا یہ عالم ہے کہ وعدہ کرنے اور کرایہ لینے کے باوجود نہ وقت پر پہنچتے ہیں اور نہ ہی قبل از وقت اطلاع دینے اور کرایہ واپس کرنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کی خدماتِ دینیہ کی جزاء خیر دے اور کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

جناب سیّد ہاشم رضا کراچی

میں ارکان مولانا اوکاڑوی اکادمی کی اس تجویز کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ ایک جامع کتاب موسوم بہ ”خطیب پاکستان اپنے معاصرین کی نظر میں“ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم کی شخصیت اور خدمت کے شایان شان شائع کی جائے۔ میں نے اکثر مولانا مرحوم کو نشتر پارک میں فخر موجودات سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور فاتح خیبر شیر خدا علی مرتضیٰ کے اوصاف حمیدہ فضائل مناقب بیان کرتے ہوئے سُنا۔ ان کے سامعین ہمہ تن گوش اور ان کے بیان سے بہت متاثر ہوتے تھے۔ میں جب بھی انہیں سنتا تھا مجھے خطیب آل محمد علامہ رشید ترابی مرحوم کی خطابت یاد آجاتی تھی۔ حضرت مولانا اوکاڑوی جتنے بڑے عالم تھے اتنے ہی اچھے مقرر بھی تھے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں وجاہت اور مترنم آواز بخشی تھی ان خدا داد صفات کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے مطالعے اور تجربے سے ایک منفرد مقام حاصل کیا تھا۔ خدا عالم بالا میں ان کے درجات بلند کرے۔

Marfat.com

حضرت مولانا محمد حسن قادری کراچی

مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی اہلسنت کا عظیم سرمایہ تھے۔ انہوں نے مذہب مہذب اہلسنت کی جس قدر خدمت کی ہے اس میں وہ منفرد مقام کے حامل ہیں۔ کراچی کا چپہ چپہ بالخصوص اور ملک و بیرون ملک ان کی خدمات اس قدر ہیں کہ اس مختصر تحریر میں اس کا احاطہ ممکن نہیں۔ آپ کی وفات سے ملک نہ صرف ایک بے مثل خطیب بے بدل عالم دین اور ایک عظیم عاشق رسول سے محروم ہو گیا بلکہ اہلسنت وجماعت کی صفوں میں ایسا خلا پیدا ہو گیا جس کا پُر کرنا صدیوں تک ممکن نہیں ہے بلا شبہ ان کی موت ایک عالم کی موت ہے۔

راقم الحروف کو مولانا مرحوم سے جو خصوصی تعلق اور لگاؤ تھا وہ کم لوگوں کو معلوم ہے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب راقم کی جوانی کا آغاز تھا اور مذہبی میدان میں نووارد تھا۔ ابھی میں نے اپنی خطابت کا آغاز ہی کیا تھا اور میٹرک کے امتحان سے فارغ ہی ہوا تھا کہ اچانک معلوم ہوا کہ پنجاب سے ایک عالم دین تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ہمارا خاندان ہمیشہ سے بزرگوں اور اہل علم کا قدرداں رہا ہے۔ اس نسبت سے دوسرے دن ہی حضرت کے آستانہ مبارک

Marfat.com

نزد بمبئی بازار اچھی قبسر پر پہنچ گیا۔ ان دنوں مولانا نے یہاں ایک کرائے
کے مکان میں قیام کیا تھا۔ مکان میں داخل ہوا ادب سے سلام کیا۔ مولانا نے
شفقت سے جواب دیا۔ چہرے پر نظر پڑی تو دل تک اتر گئی۔ سرخ و سفید
چہرہ، گھنی داڑھی، فراخ پیشانی جو رسول اللہ کے عشق سے منور تھی۔
بڑی بڑی سرمگیں آنکھیں بھرا پُرا بدن ہنس مکھ چہرہ دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا
گفتگو ہوئی تو بے حد خوشی حاصل ہوئی۔ ان دنوں کوکب میاں بہت چھوٹے
تھے وہ آگئے۔ کھانے کا وقت ہوا تو اس خادم کو ہم طعامی کا شرف حاصل
ہوا۔ پھر تو روزانہ حاضری معمول بن گیا۔ ان دنوں میں ڈرگ کالونی میں رہتا
تھا۔ روزانہ رات کو آپ کی تقریر میں حاضر ہوتا حضرت اسٹیج پر بٹھاتے اور
خصوصی کرم فرماتے اور آپ کی تقریر کے دل پذیر اہم نکات نوٹ کرتا جاتا
تھا اس مقصد کے لیے ایک ضخیم بیاض ساتھ رہتی تھی۔ حضرت بہت خوش
ہوتے تھے رات کو دو بجے تقریر ختم ہوتی اور رات آپ کے یہاں گزار کر
صبح میں اپنے گھر واپس آتا۔ یہ سلسلہ کئی سال جاری رہا۔ حضرت ہی کے
ایما پر آپ ہی کے خرچ پر راقم ۱۹۶۰ء میں حزب الاحناف لاہور میں
دورۂ قرآن کے لیے وارد ہوا۔ دورے کے اختتام پر دستار بندی اور
تقسیم اسناد کے لیے حضرت علامہ مولانا ابوالبیان غلام علی اوکاڑوی اور حضرت
قبلہ عالم مرشدی علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب قادری نے اور دیگر علما
نے آپ کو لاہور آنے کی دعوت دی۔ مسجد وزیر خاں کا صحن تھا لیلۃ القدر
کی پُرنور رات تھی۔ ہزاروں علماء اور طالبان علم کا اجتماع تھا۔ حضرت نے
علم کی اہمیت پر ایک پرمغز تقریر کی میں آپ کے قدموں کے پاس بیٹھا
آپ کے گلے میں جتنے ہار ڈالے گئے حضرت نے سب اتار کر میرے گلے
میں ڈال دیئے آپ نے درس قرآن کا ایک عظیم سلسلہ جامع مسجد بولٹن مارکیٹ
میں شروع کیا اس خادم دین نے قرآن حکیم کا بیشتر حصہ لفظاً لفظاً آپ

Marfat.com

سنا۔ عجیب کیفیت کا عالم رہتا تھا۔ ہزاروں آدمی دور دراز علاقوں سے آپ کی تفسیر قرآن سننے کے لیے میمن مسجد آتے تھے۔ چند سال ہی میں آپ کی خطابت، عشقِ رسول اور علم کا آفتاب نصف النہار پر پہنچ گیا۔

آپ کی تقریر عشق رسول میں ڈوبی ہوئی ہوتی تھی۔ آپ خود بھی اشک بار ہوتے اور سامعین بھی اشک بار ہوتے۔ میں نے بعض تقریریں ایسی سُنی ہیں جن کو الہامی کہا جا سکتا ہے۔ جس وقت محبت رسول کا عنوان ہوتا اور جوش میں آتے تو چہرہ سرخ گلاب کی مانند ہو جاتا اور سینے عشقِ رسول کے خزینے بن جاتے مجمع بے قابو ہو کر دیر تک نعرہ رسالت لگاتا رہتا۔

شہر کراچی کے گلی گلی اور چپے چپے پر آپ کی تقریریں ہوئیں ہزارہا بندگان خدا سیدھے راستے پر آئے اور ہر جگہ عشقِ رسول کی شمع فروزاں ہوئی۔ آپ تین تین گھنٹے تقریریں کرتے اور قطعاً تھکتے نہ تھے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

قاتلانہ حملوں اور عارضہ قلب کے بعد توانائی میں کمی آگئی تھی اس کے باوجود مسلسل شبانہ تقاریر کا سلسلہ اور دور دراز کے سفر جاری رہے۔

آواخر عمر میں بھی حضرت کم از کم ڈیڑھ گھنٹہ ضرور تقریر فرماتے جو علم و دلائل کا ایک بحر بیکراں ہوتی تھی۔ دوران تقریر شگفتہ و شائستہ ظرافت استعمال بھی فرماتے۔ اس طرح تقریر کچھ اور دلچسپ ہو جاتی۔ لطائف و ظرائف میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ حکایات و قصص اس خوبی سے بیان فرماتے کہ سننے والے ہمہ تن اُسی میں ڈوب جاتے۔ اہلسنت کا یہ عظیم مجاہد نہ صرف ایک بے مثل خطیب تھا بلکہ بے بدل مناظر تھا۔ کسی بد مذہب کو آپ کے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوتی۔ جس جگہ بد مذہب کوئی شر پھیلاتے دوسرے دن کی تقریر سے آپ ساری فضا صاف کر دیتے اور اہل ایمان کے قلوب

Marfat.com

کو منور کر دیتے ۔

آپ نے نہ صرف پاکستان میں بلکہ پاکستان سے باہر بھی کئی سفر کیے عراق، شام، مصر، فلسطین اور جنوبی افریقہ میں خاص طور پر آپ نے بڑا کام کیا۔ خاص طور پر جنوبی افریقہ میں حضرت نے دو دفعہ تبلیغی سفر کیا۔ ان دونوں مواقعوں پر بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب کیا۔ اہلسنت کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچائی اور بد مذہبوں کو بے نقاب کیا۔ اپنے پیارے آقا مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ عظیم و جلیل فضائل بیان کیے کہ جن کو سن کر بیشتر بد مذہب تائب ہوئے۔ آپ کے انتقال کے دن یہ خادم دین افریقہ کے تبلیغی دورے پر تھا اور جامع مسجد ڈربن میں نماز ظہر پڑھانے کے لیے مصلے کی طرف قدم بڑھایا ہی تھا کہ عقب سے ایک دلسوز آواز آئی

"HAZRAT MOULANA OKARVI PASSED AWAY"

(حضرت مولانا اوکاڑوی وصال فرما گئے) یہ آواز میرے میزبان اور افریقہ کی ایک عظیم شخصیت حاجی ابراہیم تار محمد کی تھی (حاجی ابراہیم تار محمد مبلغ اسلام علامہ شاہ احمد نورانی کے مرید ہیں اور افریقہ میں علماء کے میزبان ہوتے ہیں) حاجی تار محمد مولانا مرحوم کے میزبان رہ چکے تھے اور مولانا نے دونوں مرتبہ انہی کے مکان میں قیام فرمایا تھا۔ نہ صرف حاجی ابراہیم بلکہ ان کے تمام گھر والے مولانا کے علم و فضل کے قائل ہیں اور دل سے ادب کرتے ہیں۔ حاجی صاحب نے مولانا کے جلسوں کی رُوداد اس فقیر کو مزے لے لے کر سنائی تھی اس کے علاوہ بھی افریقہ کے تمام علاقوں میں آپ کی خطابت کی دھوم تھی۔ حاجی صاحب کی آواز آتے ہی اس فقیر کے قدم لڑکھڑائے دل بے قابو ہو گیا۔ نماز ظہر کے بعد میں لاؤڈ اسپیکر پر اعلان کیا کہ پاکستان سے ابھی ابھی خبر آئی ہے کہ مولانا اوکاڑوی صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ یہ خبر کو سن کر لوگ بے قابو ہو گئے اور اکثر لوگ بے اختیار رونے لگے اور

Marfat.com

اکثر مولانا کے مرید بھی تھے۔ اُسی وقت ہم نے جامع مسجد میں قرآن خوانی اور ایصال ثواب کا جلسہ کیا۔ تیسرے دن سوئم کی تقریب ہوئی اور ہزاروں افراد نے اس میں شرکت کی۔ سارے افریقہ میں لوگوں کو بے حد دکھ ہوا۔ میرا جو حال ہوا وہ ناقابل بیان تھا۔ ایک ہفتہ بعد جب اخبار جنگ کے تراشے موصول ہوئے تب تمام حالات سے آگاہی ہوئی۔ غرض ایک عظیم عاشقِ رسول تھا جو نہ رہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

؏ غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی
دیوانہ مرگیا آخر کو ویرانے پہ کیا گزری

؏ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

Marfat.com

پروفیسر محمد منور مرزا

علامہ اقبال اکادمی لاہور

محترم و مکرم جناب کوکب نورانی صاحب

السلام علیکم!

آپ کا خط ملا۔ آپ نے جس محبت اور اخلاص کے ساتھ مجھے یاد کیا ہے اس کے لیے تہہ دل سے شکر گزار ہوں، جہاں تک آپ کے والد گرامی قدر کی ہستی کا تعلق ہے ان سے ایک تعلق خاطر تا زندگی رہا۔ مرحوم ایک ممتاز عالم دین اور بزرگ شخصیت تھے۔ اللہ انہیں اپنے دامن رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

جناب پروفیسر محمد طاہر القادری

بانی ادارہ منہاج القرآن لاہور

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ اسلام کے ایک نامور فاضل مبلغ اور اپنے دور کے بلند پایہ خطیب تھے۔ وہ مسلک اہلسنت کے بیباک ترجمان اور اتحاد امت کے بہت بڑے داعی تھے۔ انہوں نے تحریر و تقریر کے دونوں شعبوں میں ناقابلِ فراموش گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ مجھے برادر عزیز جناب کوکب نورانی نے ان کی بعض کتب برائے مطالعہ مرحمت فرمائیں، جنہیں پڑھ کر دل بہت خوش ہوا۔ مولانا اوکاڑویؒ کی تصانیف میں زبان عام فہم اور انداز سلیس ہے۔ وہ ہر بات دلائل و براہین سے کرتے ہیں مسائل کی تحقیق میں کتاب و سنت اور اسلاف و اکابر کی تائیدات کثرت سے پیش کرتے ہیں جس سے ان کی دقتِ نظر اور وسعتِ مطالعہ کا پتہ چلتا ہے۔ ان کی تصانیف واعظانہ مبالغہ آرائیوں سے کلیتاً پاک ہیں اور محققانہ انداز بیان کی آئینہ دار ہیں۔ ان میں اصلاحِ اقوال کا پہلو بھی ہے اور تصحیح عقائد کا بھی، پیغام محبت بھی ہے اور کیفیتِ درد و سوز بھی الغرض انہوں نے جس موضوع پر بھی لکھا ہے۔ موضوع کا حق ادا کیا ہے۔

ان کی تقریریں بھی یہ خوبیاں عیاں تھیں۔ ان کے فنِ خطابت کی مہارت اور حسنِ کلام کی پذیرائی کا یہ عالم تھا کہ کراچی سے پشاور تک لوگ ان کے چاہنے والے تھے۔ ان کے اسلوبِ تقریر کی شہرت اور مقبولیت نہ صرف پاکستان میں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی مسلم تھی۔ انہیں بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال درجے کا قلبی تعلق اور نسبتِ عشق حاصل تھی۔ یہ محبت ان کی تحریر و تقریر دونوں سے عیاں ہوتی ہے۔ خواص و

Marfat.com

عوام کے دلوں میں ان کی مقبولیت کا یہ حال یقیناً اسی محبت و تعلق کی برکات میں سے ہے
مجھ سے میرے شیخ سید السادات قدوۃ الاولیاء حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین قادری
الگیلانی البغدادی مدظلہ العالی نے بیان فرمایا کہ "کم و بیش بیس پچیس برس پہلے کی بات ہے
کہ میں (یعنی حضرت مدظلہ العالی) بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ رات کو خصوصی
طور پر مسجد نبوی کھلوا کر حاضری کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس وقت اندر صرف خدام تھے
جو حسبِ معمول صفائی میں مصروف تھے۔ میری نظر ایک شخص پر ٹھہر گئی۔ وہ روضۂ
رسول کے اطراف نہایت ادب سے جھاڑو دے رہا تھا۔ اس کی آنکھیں اشکبار
تھیں۔ میں نے قریب ہو کر اس شخص کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ اس نے میری جانب
نگاہ اٹھائی۔ یہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی تھے۔ ہم نے معانقہ کیا۔ میں نے پوچھا آپ
یہاں کیسے! مولانا کہنے لگے۔" اسی بہانے رات گزار لیتا ہوں اور خدمت کا شرف
بھی مل جاتا ہے۔ (ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء) اس سے
بہر حال ان کی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس عظیم بارگاہ میں عاجزی و نیازمندی
کا بیّن ثبوت ملتا ہے۔ یہ ان کی عملی زندگی کا وہ گوشہ ہے جس کے اعتبار سے شاید وہ
محشر میں ہزاروں علماء و خطباء میں سے ممیز اور ممتاز گردانے جائیں۔

یقیناً جو لوگ صدق و اخلاص اور غایت درجہ عاجزی و نیازمندی کے ساتھ
بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کاسہ لیسی اور گدائی کرتے ہیں انہیں بلاشبہ اس اکرام الخلق
کے درِ اقدس سے لطف و کرم اور عنایات و نوازشات کی وہ دولتِ بے کراں نصیب
ہوتی ہے جس کا بدل دنیا کے کسی خزانے میں نہیں ہوتا۔

باری تعالیٰ ان کی قومی و ملی اور دینی و تبلیغی خدمات کو اپنی بارگاہ عافیت
پناہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، بواسطہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم برزخ اور
آخرت میں بلند درجات کے ساتھ صالحین مقربین کی معیت و رفاقت سے بہرہ ور
فرمائے اور ان کے صاحبزادے حضرت کوکب نورانی صاحب کو ان کے نقش قدم پر
چل کر اسی طرح دین اسلام کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

Marfat.com

حضرت مولانا محمد صدیق ہزاروی، ڈھور

خطیب پاکستان حضرت علامہ حافظ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ ان کی زندگی کا ہر پہلو درخشاں ہے اور محتاج تعارف نہیں۔

راقم کو ان کی حیاتِ مبارکہ کے جس پہلو نے زیادہ متاثر کیا وہ ان کی حکمت و موعظت بھری دعوت اور احسن طریق پر مجادلہ تھا۔

مجھے صرف چند بار ان کی مجلس میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی اور میں نے دل کی گہرائیوں سے محسوس کیا کہ خطیب پاکستان واقعی خطیب پاکستان تھے۔ ان کا یہ لقب محض جذباتی یا اندھی عقیدت کی بنا پر نہ تھا جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے۔ بلا مبالغہ آپ نے دین متین کی تبلیغ کا حق ادا کیا۔

غالباً ۱۹۶۷ء کا واقعہ ہے۔ راقم "جامع العلوم خانیوال" میں زیر تعلیم تھا۔ علامہ اوکاڑوی قدس سرہٗ کو اہلیان خانیوال نے معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر کے لیے بلایا تھا۔ معروف نعت خواں صوفی محمد ریاض کے ہاں خطیب پاکستان تشریف فرما تھے کہ ایک صاحب نے کہا "حضرت! آج اپنی تقریر میں مخالفین اہل سنت کا خوب

Marfat.com

رد کیجیے "۔ علامہ اوکاڑوی نے فرمایا ! بھائی میرے سامنے تبلیغ دین کا ایک قرآنی اصول ہے جس کو میں نے ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھا میں اس سے سرِ مُو انحراف نہیں کرسکتا اور وہ اصول یہ ہے " اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور موعظت حسنہ کے ساتھ بلایئے اور ان سے نہایت احسن طریق پہ اختلاف کیجیے "۔ چنانچہ آپ کی تقریر میں اہل باطل کا رد نہایت مدلل ہوتا تھا اور اسی اندازِ تبلیغ کا یہ اثر تھا کہ ہزاروں گم گشتگان راہ ہدایت پاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج سے چند سال قبل جب بالاکوٹ کے مسلمانوں نے آپ کو دعوت دی تو مخالفین اہل سنّت میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی ۔ انتظامیہ کے کان بھرے گئے کہ اس شخص کی تقریر سے قتل وقتال ہو جائے گا لیکن چشم فلک نے دیکھا کہ جب آپ نے اپنے مخصوص انداز میں خطاب فرمایا تو پولیس کے عملہ نے آپ کا بھرپور استقبال کرتے ہوئے آپ کے اعزاز میں ایک پُرتکلف دعوت کا اہتمام کیا۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را

Marfat.com

جناب سید علی نواب

لیفٹیننٹ جنرل سابق چیئرمین پاکستان آرڈیننس سیکورٹی واہ کینٹ

خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی پہلی برسی کے موقع پر حسب فرمائش صاحبزادہ کوکب نورانی صاحب چیئرمین مولانا اوکاڑوی اکادمی میں اپنے چند تاثرات قلم بند کرتا ہوں۔

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نور اللہ مرقدہٗ کے نام نامی سے تو میں ایک عرصہ سے واقف تھا لیکن ذات والا صفات سے پہلی مفصل ملاقات کا شرف مجھے ۲۷ نومبر ۱۹۸۰ء کو واہ کینٹ میں حاصل ہوا جبکہ مولانا صاحب میری دعوت پر پاکستان آرڈیننس فیکٹری میں تشریف لائے اور جامع مسجد واہ میں بعد نماز عشاء ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ اس موقع پر لی گئی ایک تصویر بھی حاضر خدمت ہے۔ انہوں نے مسلسل دو گھنٹے تک شہدائے کربلا اور واقعات کربلا کے حوالے سے انتہائی مدلل، موثر اور جامع تقریر کی۔ ایسا لگتا تھا کہ الفاظ کا ایک دریا ہے جو مسلسل بہہ رہا ہے۔ سامعین کا اشتیاق بے پناہ تھا اور اتنا بڑا مجمع تمام وقت ہمہ تن گوش رہا۔ تقریر کا ایک ایک لفظ دل میں اترتا ہوا معلوم ہو رہا تھا کہ اچانک ایسا محسوس ہوا کہ ایک سحر تھا جو ٹوٹ گیا اور ہم نے دیکھا کہ مولانا محترم اپنی تقریر ختم کر چکے ہیں اور منبر سے اتر کر فرش پر آرہے ہیں۔

Marfat.com

یہ میری خوش قسمتی ہے کہ اس شب نہ صرف مولانا صاحب کی تقریر سننے کا شرف حاصل ہوا بلکہ دوران طعام بھی کافی دیر ان کے بیش بہا افکار و نظریات سے استفادہ کرنے کا موقع ملا۔ بلاشبہ مولانا صاحب ایک سچے عاشقِ رسول و اہلبیت اور دین اسلام کے ایک بے لوث کارکن تھے۔ اپنی شعلہ نوائی، فصاحت بلاغت اور غیر معمولی ذہانت، اسلامی تاریخ اور مسائل حاضرہ پر یکساں گرفت کی وجہ سے مولانا صاحب دور حاضر کے مبلغین میں ایک امتیازی شان کے مالک تھے۔ عشقِ رسول اور حبِ اہلبیت سے سرشار وہ امتِ مسلمہ کے مختلف فرقوں کے درمیان یگانگت اور اتحاد کو پروان چڑھانا اپنا دینی فریضہ سمجھتے تھے۔ اپنے علم، عجز اور اخلاق سے وہ ہر ملنے والے کو گرویدہ کر لیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر فقہ اور ہر مسلک کے ماننے والے ان کی یکساں قدر و منزلت کرتے تھے۔ ان کی تعلیمات اہل اسلام کے لیے ہمیشہ مشعل راہ رہیں گی۔

اس تاریخی یادگار ملاقات کے بعد بھی مجھے مختلف مواقع پر خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم سے نیاز حاصل کرنے کا موقع ملا اور میں ہمیشہ ان کی پرکشش اور سحر انگیز شخصیت سے مسحور ہو کر واپس آیا۔ ایسے ہی نادر روزگار مردِ مومن کے لیے علامہ اقبالؒ نے فرمایا۔ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

Marfat.com

حضرت مولانا فیض احمد فیض گولڑہ شریف

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی ؒ سے تعارف تو کافی عرصہ سے تھا ۱۹۷۰ء کی سُنّی کانفرنس میں تقریر سننے کا بھی اتفاق ہوا لیکن ان کے خطبات و مواعظ کی مقبولیت کی وجہ ان کی وفات سے کچھ عرصہ قبل راولپنڈی میں ایک ملاقات میں ظاہر ہوئی جو مجلس شوریٰ پر ایک زیرِ بحث مسئلہ پر تبادلۂ خیالات کے سلسلہ میں ہوئی۔ جب راقم نے ۱۹۷۲ء میں جامعہ حضرت میاں صاحب شرقپوری ؒ میں تدریس کے زمانہ میں حضرت میاں صاحب ثانی ؒ کے ایک وعظ کا ذکر کیا جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ بزرگانِ دین کے نزدیک اصل چیز حق پر استقامت ہے ورنہ بعض خارقِ عادات امور کا ظہور ریاضت و مجاہدہ کی وجہ سے غیر مسلم سے بھی ہو سکتا ہے۔ بڑے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک مجذوب نے اس علاقہ میں ریل کی پٹڑی کے قریب ڈیرہ ڈال رکھا تھا اور جس گاڑی کو روکنا چاہتا توجہ سے روک دیتا آپ نے ایک شخص کے ذریعہ پیغام بھجوایا کہ چلتی گاڑی کو ٹھہرا دینا اور مسافروں کا وقت ضائع کرنا کوئی کمال نہیں۔ کسی بگڑے ہوئے دل کو سنوار دینا مردوں کا کام ہے۔ یہ سنتے ہی مجذوب اٹھ کر چلا گیا لیکن دل سنوارنے کا طریقہ اللہ تعالےٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

Marfat.com

ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی

حسن (نحل آیت ۱۲۵)

دین حق کی دعوت حکیمانہ انداز اور مؤثر دلائل و براہین سے ہو۔ بیان میں نرمی دلجوئی اور خیر خواہی کا پہلو غالب ہو۔ اس کے باوجود کوئی ہٹ دھرمی سے جھگڑے پر اتر آئے تو گالی گلوچ اور کیچڑ اچھالنے کے بجائے حوصلہ اور خندہ پیشانی سے سب کچھ برداشت کیا جائے تاکہ مخالف تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے یا کم از کم مخالفت ترک کر دے۔

ارشاد الٰہی لَعَلَّهٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی اس پر دلالت کر رہا ہے (شاید نصیحت قبول کرلے یا ڈر جائے) مولانا نے یہ سن کر رقت انگیز لہجہ میں فرمایا مجھے بھی حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر کی تاکید فرمائی تھی میں نے عرض کیا تھا کہ حضرت یہ آپ جیسے باہمت مردوں کا کام ہے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے جس پر آپ نے بڑی شفقت سے دعا فرمائی۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں کی دعا کا نتیجہ ہے ورنہ کیا پدی کیا پدی کا شوربا اس کے بعد تشریف لے گئے۔

میرے خیال میں مولانا کی یہ تواضع اور اپنے متعلق سب سے زیادہ ایک مخلصانہ دعا پر یقین ان کے مواعظ و خطبات کی مقبولیت کی سب سے بڑی وجہ ہے۔

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا۔

تواضع عزت کند در جہاں گرامی شوی بیش دلہا چو جاں

اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو مخلصانہ دینی خدمات پر بہترین جزا عطا فرمائے اور پسماندگان کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

جناب مفتی محمد اشرف قادری
مراڑیاں شریف

محسن ملت مجدد مسلک اہلسنت حضرت خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی اپنی ذات وصفات کے لحاظ سے نابغۂ عصر شخصیت تھے۔ کوئی ان کا مثل نظر نہیں آتا۔ مجھے متعدد علماء کرام کو سننے کا موقع ملا مگر خطابت کا جو مرتبہ ومقام حضرت خطیب پاکستان کو حاصل تھا وہ ان کی انفرادیت وخصوصیت تھی۔ کسی میں ادبی چاشنی تھی تو عشق رسول کا سوز وگداز نہ تھا اور کہیں سوز وگداز تھا تو ادبی چاشنی نہ تھی۔ کہیں یہ دونوں تھے تو زبان وعلم کی فصاحت وبلاغت نہ تھی، گہرائی وگیرائی نہ تھی۔ بات کو سمجھ کر سمجھانے کا ملکہ نہیں تھا۔ بات کہنے کا صحیح ڈھنگ اور فن نہیں تھا۔ کہیں یہ بھی تھا تو علوم ومعارف کی فراوانی نہ تھی، لہجے میں حلاوت اور زبان میں اثر نہ تھا۔ آواز وانداز اور ترنم نہ تھا۔ کہیں صورت وسیرت کا حسن نہ تھا۔ الغرض حضرت خطیب پاکستان عالم اسلام کے وہ خطیب تھے جن میں یہ تمام خوبیاں اپنے کمال کے ساتھ بدرجہ اتم موجود تھیں بلکہ ان کے علاوہ بہت سی خوبیاں ان سے سوا تھیں۔ ہزاروں تلاش بسیار اور جستجو کے باوجود مجھے ان کی تقاریر میں کوئی خامی نہیں ملی۔

یہ میرا ذاتی مشاہدہ اور علم ہے کہ لاہور میں دیوبندی مکتب فکر کے

Marfat.com

مدارس میں طلبہ کو معلوم ہوتا کہ حضرت خطیب پاکستان کا کہیں بیان ہونے والا ہے تو وہ سننے کی خواہش کرتے اور تیاری کرتے تو اساتذہ تمام طلبہ کو جمع کر کے بہ اصرار انہیں منع کرتے اور عہد لیتے کہ تم مولانا اوکاڑوی کا بیان سننے نہیں جاؤ گے۔ جب اساتذہ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو نہایت رازدارانہ طور پر انہوں نے صمیم دل سے یہ اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ مولانا اوکاڑوی وہ بلند پایہ خطیب ہیں کہ ان کا بیان سننے والا ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور جو دلائل وہ بیان کرتے ہیں گویا لاجواب کر دیتے ہیں۔ اگر ہمارے طلبہ انہیں سن لیں تو پھر ہم انہیں مطمئن نہیں کر سکتے۔ ان کا بیان جادوئی اثرات رکھتا ہے اور وہ دلائل و براہین کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور بات دل نشیں کرتے ہیں۔ مخالفین کا یہ اعتراف ایک واضح حقیقت ہے اور بزرگی وہی ہے جس کی دشمن بھی گواہی دے۔ بلاشبہ وہ بے مثل خطیب اور مسلک اہلسنت کے مبلغ اعظم تھے۔ انہوں نے دنیا بھر میں دین و ملت کی جو خدمت کی ہے وہ رہتی دنیا تک اہلسنت کے لیے باعث فخر اور ناقابل فراموش ہے۔

ان کی تصانیف کا بھی یہ حال ہے کہ تمام شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے اور حق واضح ہو جاتا ہے۔ انہوں نے جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا ہے اس کا حق ادا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے اہلسنت میں ان کی تصانیف کو جو مقبولیت حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں ہے۔ وہ اپنے اکابر کا حد درجہ ادب کرتے اور اصاغر کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ ان کے اخلاق کا ہر کوئی گرویدہ تھا۔ ان کی اس مقبولیت کے سبب بہت سے اپنے ہی ان سے حسد کرنے لگے تھے مگر ان کی ذات تائید و تردید سے بے پروا تادم آخر اپنے نصب العین میں سرگرم عمل رہی۔ مسلک کے اجتماعی مفادات کے لیے انہوں نے اپنے بہت سے ذاتی مفادات کو قربان کیا اور اپنوں کی مخالفت سے

Marfat.com

مجھی کبیدہ خاطر نہیں ہوئے ۔ جماعت اہلسنت پاکستان، گلزار حبیب ٹرسٹ کے علاوہ ملک بھر میں متعدد ادارے ان کی بہترین یادگار ہیں اور ملک و ملت پر ان کے بے شمار احسانات ہیں ۔ ملکی و ملی سطح پر بھی انہوں نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ تاریخ کے صفحات پر زریں نقش ہیں ۔ نظام مصطفےٰ کے لیے قانون سازی، استحکام وطن، اتحاد ملت اور اصلاح معاشرہ اور فلاح و بہبود کے لیے ان کی خدمات سے حکومت و عوام بخوبی واقف ہیں دینی و دنیوی دونوں لحاظ سے انہیں مرتبت ملی اور وہ ہر کسی کے لیے محبوب و محترم ٹھہرے ۔

الحمدللہ کہ ان کے فرزند اور جانشین صاحبزادہ علامہ کوکب نورانی اپنے والد کا ہی نقشِ جمیل ہیں اور اسی نصب العین کو اپنا مقصد حیات بنائے ہوئے رواں دواں ہیں ۔ اللہ تعالےٰ حضرت خطیب پاکستان کے فیضان کو اسی طرح جاری و ساری رکھے اور صاحبزادہ صاحب کو وہی مرتبہ و مقام بلکہ اس سے سوا عطا فرمائے ۔

Marfat.com

جناب سید ریاست علی قادری

ادارہ تحقیقات امام رضا کراچی

خطیب پاکستان ، عاشقِ رسول حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ مسلک اہلسنت کے ان عظیم رہنماؤں میں سے ایک تھے جن کی پوری زندگی عشقِ رسول میں بسر ہوئی ۔ اُن کی حیات مبارکہ کا محور عشقِ رسول پر تھا جس پر وہ عمر بھر قائم رہے اور اسی عشقِ رسول کو سینے سے لگائے اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے ۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔ آمین ۔

مولانا بہت سی خوبیوں کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ ایک حق گو مجاہد، مہربان و شفیق دوست اور ایک بلند درجہ کے انسان تھے ۔ ان کی شخصیت میں بلا کی کشش تھی ۔ وہ ایک اعلیٰ پایہ کے سحر البیان مقرر اور اپنے وقت کے ایک عظیم خطیب تھے ۔ ان کی تقریروں میں حکمت و دانائی اور عشق و محبت کی فراوانی ہوتی تھی ۔ وہ جب تقریر فرماتے تو ہزاروں کے مجمع پر سناٹا چھا جاتا تھا اور ہر شخص ہمہ تن گوش دکھائی دیتا تھا ۔ ان کی تقریریں عشق و محبت سے لبریز ، مٹھاس سے معمور اور ان کے دل دردمند کی ترجمان اور حسن بیان سے بھرپور ہوتی تھیں ۔ اُن کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک حرف سامعین پر اپنا اثر چھوڑتا تھا ان کی تقریروں میں کچھ ایسا جادو ہوتا تھا کہ سننے والے ان کی گفتار کی شیرینی

Marfat.com

اور بیان کی حلاوت اپنے حلقوم میں اُترتی ہوئی محسوس کرتے تھے جس سے دل کی دنیا جذب وشوق سے معمور ہوجاتی تھی۔ وہ تقریر کے دوران جب عشق و محبت کے اس نقطۂ عروج پر پہنچتے جہاں ان کی زبان اور قلبی کیفیت بلکہ ان کا پورا سراپا اپنے آقا و مولا سید عالم سرکارِ دوجہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء و مدح سرائی میں ڈوب جاتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مجمع پر انوار الٰہی کی بارش ہورہی ہے اور ان کی زبان سے نکلے ہوئے کوثر و تسنیم میں دھلے مقدس کلمات لوگوں کے قلوب کو منور کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نوراللہ مرقدہٗ اپنی بے پناہ صلاحیتوں اور خصوصاً اپنی سحر البیانی کی وجہ سے نہ صرف پاک و ہند بلکہ پورے عالم اسلام میں انتہائی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کی شخصیت اتنی پرکشش تھی کہ اپنوں اور غیروں دونوں میں یکساں مقبول تھی۔ ان کی خطابت کا لوہا ان کے مخالفین بھی مانتے تھے۔ یہی وہ فن تھا جس سے وہ لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کرتے تھے۔ ان کی خطابت میں بلا کی تاثیر تھی اور عشقِ رسول کی تابانیوں نے اس تاثیر کو درجۂ کمال تک پہنچا دیا تھا۔

مولانا کی خطابت کا اسلوب نہایت ہی پُر اثر تھا۔ فصاحتِ بیان لہجے کے حسن اور کلام کی شیرینی کے حسین غازہ سے وہ اپنی خطابت کے چہرے کو سنوارتے تھے جس سے ان کی محفل میں موجود ہر شخص متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

Marfat.com

جناب سید **صوفی ظہیر الحسن رحمانی** حلقہ رحمانی کراچی

ؔ ستارے ڈوبتے جاتے ہیں شمعیں بجھتی جاتی ہیں
مرتب خود بخود انجام محفل ہوتا جاتا ہے

ؔ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

افسوس صد افسوس کہ۔ ؔ
وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

اور ؔ۔ اٹھ گئے تارک فگن مارے گا دل پر تیر کون

عجب اتفاق ہے کہ ، ماہ کے وقفہ سے سیدی و مرشدی حضرت محبوب رحمانی پہلے اور حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی بعد میں ابد کے پردوں میں مستور ہو گئے اور قصور عالم برزخ میں اعلیٰ علیین کے مکین ہو گئے ۔ یہ راہ ابد کے مسافر عالم فنا سے عالم بقا میں انبیاء و اولیاء کی محافل برزخ کی زینت بنے ۔ عام لوگ راہ عدم کے مسافر ہیں جن کی وفات کے بعد نام ونشان اور ان کی یاد بھی دلوں سے محو ہو جاتی ہے لیکن یہ وہ حضرات ہیں کہ دلوں میں چراغوں کی طرح روشن اور ان کی یاد ہر دم تازہ رہتی ہے ۔ان کی مثل درویش اور عالم ربانی صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں ۔ اور اس دور قحط الرجال میں ان کا ثانی آنا محال ہے ۔ ؎ دگر دنہائے راز آید کہ نہ آید

Marfat.com

یہ دونوں آفتاب و ماہتاب شریعت و طریقت پردہ فرما کر ہماری دُنیا سونی کر گئے۔ ؎

خدا رحمت کند آں عاشقان پاک طینت را

البتہ اثنائے سفر اپنے مقدس نقوش پا دیگر مسافروں کے لیے سنگِ میل کی طرح روشن کر گئے۔ ؎

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

یہ رہبر بھی تھے اور رہنما بھی۔ عشقِ رسول، محبت اہل بیت اطہار و صحابہ کبار و اولیائے عظام ان کا اساس زندگی اور نغمۂ حیات تھا۔ حرّیت فکر، وسیع مطالعہ ملفوظات خواجگان و دیگر علوم شریعت اور انتہائے تقوٰی دونوں کا طغرائے امتیاز تھا اور جو تعلق ایک محبوب حقیقی کے سچے عشاق کے مابین ہونا چاہیئے وہی سیدی مرشدی غوث الوقت بحر معرفت حضرت خواجہ محمد فاروق الملقب بہ محبوب رحمانی اور حضرت خطیب پاکستان عاشقِ رسول قافلہ سالار اہلسنّت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی کے درمیان تھا۔

دونوں ہی ایک دوسرے کے دعاگو اور دعا جُو تھے۔ برس ہا برس کا ساتھ تھا اور محض سات ماہ کے فراق کے بعد پھر دونوں دربارِ رسول اور دربار الٰہی میں ساتھ ساتھ ابدالآباد تک رہیں گے۔ حضرت علامہ کوئی قدم بغیر محبوب رحمانی سے مشورہ کے نہ اٹھاتے تھے خواہ تبلیغی سفر افریقہ ہو یا الیکشن کا معاملہ ہو یا اور کوئی مہم امر دینی و دنیاوی ہو۔ چنانچہ اس طویل رفاقت کا حال دونوں کے بیانات سے اظہر من الشمس ہے۔

باطل عقائد اور جماعتوں کے محاذ پر دونوں تمام عمر ڈٹے رہے اور جو کام کل کے فاضل بریلوی نے ان کے استیصال میں کیا۔ وہی اپنے دور میں ان دونوں نے نظر اور نطق سے لیا یعنی ؎

Marfat.com

؎ کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار + اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

کچھ نذر میں سنا کے یہ نطق شغیع " " " " " " " " " " " " " " "

ان حضرات کے لیے نظر فاروق " " " " " " " " " " " " " " "

بزم معاصرین میں دونوں کے محب بھی مشترک تھے۔ اعلیٰ حضرت علامہ ضیاءالدین احمد مدنی قادری کے ساتھ دونوں کا اخلاص اور اختصاص بے مثل تھا۔ جب منکرین عظمت مصطفےٰ نے حضرت علامہ پر قاتلانہ حملہ کیا تھا تو محبوب رحمانی کئی بار معہ خلفاء کبار ہسپتال میں باوجود اپنی علالت طبع کے عیادت کو گئے اور ہمہ وقت دعا صحت کا اہتمام خاص فرمایا۔

یہی وہ حضرات تھے جن کی دنیاوی زندگی فلنحیینہ حیوٰۃ طیبتہ مزرعتہ الاخرہ تھی اور اس دنیا میں رہتے ہوئے دھیان گیان دل و دماغ کے ساتھ عالم آخرت کے مکین تھے۔

حضرت علامہ رح نے قبر انور پر بوقت تدفین بڑے تاسف سے فرمایا آہ آج غوث الوقت کا وصال ہو گیا۔ محفل سوئم میں اپنے تاثرات یوں بیان فرمائے "بندہ سال بھر کی مبارک راتوں میں حضرت کے حکم کے مطابق فضائل شریف شب برات اور فضائل لیلۃ القدر اور ذکر شہادت آستانہ عالیہ پر بیان کرتا تھا اور حضرت بالکل دائیں جانب تشریف فرما ہوتے اور برابر توجہ فرماتے۔ بندے پر آپ کی شفقت بہت زیادہ تھی"

پھر رقت آمیز لہجے میں کہا قحط الرجال ہے۔ درویش فقراء اٹھتے جاتے ہیں۔ یہ خلاء پر ہونے والا نہیں۔ پیر فقیر اور بھی ہیں لیکن حضرت محبوب رحمانی اپنی مثال آپ تھے۔ اسی طرح محفل چہلم میں فرمایا۔ حضرت میرے بیان کے بعد خاص دعا فرماتے اور اندر حجرے میں لے جا کر خاطر مدارات کرتے۔ اہل دل اہل محبت آپ کو ضرور دیکھتے ہیں اور وہ روحانی طور پر اب بھی رونق محفل ہیں لیکن ہم بے بصر کیا کریں۔ وہ سفید ٹوپی، کرتہ تاباں درخشاں چہرہ، نیلا تہبند

Marfat.com

نظر نہیں آرہا۔ مسند بھی بظاہر خالی ہے۔ وہ تو ہمیں دیکھ رہے ہیں لیکن ہماری ظاہری آنکھیں دیدار کو ترس رہی ہیں۔ مزید فرمایا۔ میرے ایک شناسا عزیز جو ادیب و صحافی ہیں (نام نہیں لوں گا) حضرت کو کامل ولی نہیں مانتے تھے۔ لیکن بعد وصال حضرت کو عالم رؤیا میں مشاہدہ کیا تو قائل ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت کے حجرۂ مبارکہ میں نورانی چہروں والے سبز لباس میں بزرگان دین کا اجتماع ہے کہ حضرت پیر فاروق تشریف فرما ہوئے۔ بالکل تندرست اور جواں صورت تاباں چہرہ۔ تمام بزرگ تعظیماً کھڑے ہو گئے۔

اسی محبت بھرے انداز اور احترام و اخلاص کے ساتھ حضرت محبوب رحمانی بھی حضرت خطیب پاکستان کا ذکر خیر کرتے تھے۔ آستانہ عالیہ پہ ایک اجتماع علمائے اہل سنت میں (حضرت قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی بھی شریک محفل تھے اور لندن سے حضرت علامہ ارشد القادری بھی آئے ہوئے تھے) حضرت خطیب پاکستان نے اپنا ایک خواب بیان کیا تھا کہ سرکار دو عالم نور مجسم حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں اور دست اقدس میں ایک سبز کتاب ہے۔ جس میں غلاموں اور عشاق کے نام درج ہیں اور اس ناچیز کا نام بھی تحریر فرمایا۔ ایک اور محفل میلاد النبی بر مکان صوفی رحمت اللہ صاحب رحمانی حضرت خطیب پاکستان نے فرمایا اور غالباً یہ آخری رحمانی محفل تھی جس میں آپ تشریف فرما ہوئے۔ حضرت محبوب رحمانی کی شفقتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ کوئی کیا جانے کہ حضرت نے بندہ کو کس روحانی مقام پہ پہنچا دیا تھا۔ چنانچہ فرمایا کہ عالم رؤیا میں حضرت سرکار خواجہ غریب نواز شہنشاہ ہند کی زیارت عجیب انداز سے ہوئی کہ خواجہ خواجگان نے بندے کا ہاتھ پکڑا اور بلند پرواز شروع کی کہ جس کی انتہا نامعلوم۔

حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی خطیب پاکستانؒ کا مطالعہ بہت وسیع اور گہرا تھا اور اہل اللہ عرفا حضرات سے تعلقات بھی وسیع اور عمیق تھے لیکن سیدی

Marfat.com

مرشدی خواجہ شاہ محمد فاروق قادری چشتی الملقب بہ محبوب رحمانی کے ساتھ جو حضرت خطیب پاکستان کو والہانہ عقیدت ومودت تھی وہ مثالی تھی۔ کوئی قدم نجی زندگی کا ہو یا اجتماعی یا کوئی تبلیغی دورہ ہو بغیر محبوب رحمانیؒ کے مشورے کے نہ اٹھاتے اور حضرت محبوب رحمانی بھی ہمہ وقت ان کے حالات ومعاملات پر نگاہ شفقت کرتے اور دعاگو رہتے۔ ؎

کیسی کیسی محفلیں تھیں کیسے کیسے لوگ تھے
وہ سنہرا دور ماضی اب پلٹ سکتا نہیں
جن کی یادوں سے رگ جاں میں دھن ہونے لگے
ذکر چھڑ جائے تو قلب سنگ بھی رونے لگے

حلقہ رحمانی کی سالانہ محافل اعراس اور مبارک راتوں کے فضائل بیان کرنے کے لیے حضرت کا انتخاب خطیب پاکستان کی ذات بابرکات تھی۔ بارہا ان مبارک محفلوں میں خطیب پاکستان فرمایا کرتے تھے کہ بندہ ان محفلوں میں جو بیان کرتا ہے وہ باہر کی محفلوں میں بیان نہیں ہوسکتا کیونکہ حضرت محبوب رحمانی کی توجہ قلبی روحی سے میرے قلب میں عجیب وغریب عارفانہ نکات نمایاں ہوتے ہیں۔ محفلوں کے بعد حضرت محبوب رحمانی بڑی دل سوزی اور رقت کے ساتھ مولانا اور ان کے فرزند حضرت صاحبزادہ کوکب نورانی کے لیے دعا فلاح دارین کرتے اور حجرہ مبارکہ میں لے جاکر خاطر و مدارت نذر و نیاز کا سلسلہ رات گئے جاری رہتا۔ بعد ازاں اہل حلقہ کو مولانا کی تقریر کے عارفانہ اور عالمانہ نکات اور خوبیاں سمجھاتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت علامہ نے حضرت محبوب رحمانی سے دریافت کیا کہ یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ اولیائی تحت قبائی۔ کہ میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہیں۔ تو آپ کے نزدیک اللہ جل شانہ کی یہ قبا کیا ہے۔ اس سے کیا مراد ہے حضرت خواجہ محبوب رحمانیؒ نے برجستہ فرمایا۔ مولانا اللہ کی قبا اس کی کبریائی عظمت و جبروت ہے۔ مولانا اس جواب سے بے حد محظوظ ہوئے۔

Marfat.com

سیمائے شہ فاروق بیاں حضرت شفیع ؒ + اک جنت نگاہ دگر فردوس گوش تھی

حضرت علامہ جنوبی افریقہ کے تبلیغی دورے پر جانے میں تامل تھا تو حضرت محبوب رحمانی ؒ نے فرمایا۔ مولانا آپ کی وہاں ضرورت ہے۔ ضرور جائیں۔ میری دلی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ چنانچہ مولانا تشریف لے گئے اور وہ شاندار تبلیغی کارنامہ انجام دیا کہ بابد وشاید بے شمار حضرات آپ سے بیعت طریقت کرنے لگے۔ حضرت خطیب پاکستان نے وہاں سلسلہ عالیہ قادریہ کی اشاعت کا کارنامہ بھی سرانجام دیا۔ ہزاروں افراد حضرت قبلہ مولانا کے حلقہ بگوش ہوتے۔

حضرت علامہ محض معتقد ہی نہیں تھے۔ بلکہ محقق مجتہد بھی اور جہاں علمائے اہلسنت حضرت فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خاں رضا ؒ سے کسی مسئلے میں بھی اختلاف کی جرأت نہ کر سکے۔ وہاں بقول مولانا کوثر نیازی حضرت خطیب پاکستان نے حریت فکر کا مظاہرہ کیا اور تین مسائل میں فاضل بریلوی سے اختلاف کرتے ہوئے ایک بلند پایہ علمی رسالہ لکھا۔

اس عاجز گنہگار خادم محبوب رحمانی پر بھی حضرت علامہ کی نگاہ شفقت تھی اور اب بھی ہے۔ چنانچہ بندے کے ایک روحی فرزند میاں صابر رحمانی سے فرمایا جبکہ اس نے مزار مبارک پر عاجز کی طرف سے سلام پیش کیا اپنے پیر کو ہمارا سلام پہنچاؤ حضرت محبوب رحمانی فرمایا کرتے تھے کہ اہل اللہ اس دنیا میں رہتے ہوئے اس عالم (آخرت برزخ) کی خبر رکھتے ہیں اور وہاں جاکر اس عالم دنیا سے بھی باخبر ہوتے ہیں۔ ؎ مرا زندہ پندار چوں خویشتن   من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

ایسے واقعات ومشاہدات بزرگان دین کا زندہ ثبوت ہیں اور حضرت علامہ ابھی اسی زمرہ میں ہیں۔ یہ داستان خلوص ومحبت بہت طویل ہے اور انشاءاللہ لمعات محبوب رحمانی یعنی ملفوظات سیدی مرشدی میں جا بجا بہ ذکر تفصیل کے ساتھ شائع ہوتا ہے گا۔ اللہ جل شانہٗ ان مقدس عشاق مصطفےٰ ﷺ کے صدقہ میں گنہگاروں کو بھی ایک ذرہ درد سوز عشق محبوب خدا مل جائے اور ان کے درجات بلند سے بلند تر ہوتے جائیں اور فیضان عالمگیر ہو جائیں۔

Marfat.com

جناب پروفیسر نبی بخش گوہر پشاور

ے آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

علامہ اقبالؒ کا یہ شعر حضرت الحاج مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ خطیب پاکستان مرحوم کی ذات اور کردار پر نہایت موزوں ہے۔ واقعی آپ ایک جواں مرد متبحر عالم ایک جادو بیان و شعلہ بیان خطیب ایک حق گو قائد ایک بہادر اور بے باک مرد مومن ایک مخلص انسان اور اللہ تعالےٰ کے شیروں میں سے ایک شیر تھے۔ آپ کا ظاہر و باطن اور زبان و دل ایک تھا۔ آپ کو قرآن و حدیث کی تفسیر پر ایسا عبور حاصل تھا اور آپ کی قوت استدلال ایسی زبردست تھی کہ آپ دوران تقریر کسی مذہبی مسئلے کو سمجھانے کے لیے پے در پے قرآن و حدیث کے حوالے اور ایسے نقلی و عقلی دلائل پیش کرتے تھے کہ مخالفین بھی قائل ہو جاتے تھے۔ آپ ایک عالی ظرف، وسیع القلب، مرد حق گو، ملنسار، مخلص، با اخلاق شفیق اور درد آشنا طبیعت کے مالک تھے۔ عشق رسول آپ کے مزاج کا خاص جوہر تھا۔ یہ عشق آپ کی رگ رگ، انگ انگ، نس نس اور دل و دماغ میں رچ بس گیا تھا۔ پاکیزہ خیالات، عشق محمدی میں ڈوبے ہوئے تصورات، حکمت،

Marfat.com

فلسفہ، تفسیر، ادب، معانی، علم دین کی باریکیاں، اخلاق اور تصوف کے مسائل کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر آپ کی تقریروں میں موج زن ملتا ہے۔ آپ کے حسن بیان کے درس سے لاکھوں بندگان خدا توحید و رسالت اور شریعت و طریقت کے صحیح اور سچے مفہوم سے آشنا ہوئے اور ان کے عقائد درست ہوئے۔ آپ نے ہمیشہ مخلوق خدا کو یہی تلقین کی کہ سرکار دو عالم سرور کائنات احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق و محبت اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ ان کے بتائے ہوئے احکامات کی دل و جان اور خلوصِ قلب سے پابندی کرو اور رسول خدا کا دامن مضبوطی سے تھام لو۔ اگر یہ دامن تمہارے ہاتھوں سے چھوٹ گیا تو تمہاری زندگی بھر کی ساری محنت، ساری عبادات اور سارا عمل ضائع ہو جائے گا۔ آپ ہمیشہ عشقِ رسول کی تلقین اپنی تقریروں میں کرتے تھے۔ آپ کا مقصد بقول علامہ اقبالؒ یہی تھا۔

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

ادارہ تبلیغ الاسلام اور انجمن خدام الاولیاءؒ کی خصوصی دعوتوں پر پشاور میں ماہ ربیع الاول اور ماہ محرم میں آپ نے کئی اہم جلسوں سے خطاب فرمایا۔ حضور اکرمؐ کی سیرت طیبہ، واقعات کربلا اور حضرت امام حسین عالی مقام کی شہادت عظمیٰ پر بڑی بصیرت افروز تقریریں فرمائیں۔ اپنے فن خطابت، علمیت، صداقت اور حق گوئی کے جوہروں سے لاکھوں افراد کے قلوب کو منور کر دیا۔ اشتہارات میں آپ کا اسم گرامی جلسہ کی کامیابی کی ضمانت ہوتا تھا۔ منتظمین جلسہ کو کھلے میدان یا بازار کا انتخاب کرنا پڑتا اور نشستوں کا انتظام بھی دوسرے مقررین کی نسبت کئی گنا زیادہ کرنا پڑتا۔ چونکہ حضرت علامہ اوکاڑوی صاحب عاشق رسولؐ اور مداح محمدؐ و آل محمدؐ تھے اس لیے مخلوق خدا آپ پر عاشق تھی اور آپ کے جلسے کا سُن کر ایک جم غفیر اس طرح پہنچ جاتا تھا جیسے کوئی اپنے معشوق کے دیدار کے لیے پہنچتا ہے۔ آپ کے جلسے

Marfat.com

میں تل دھرنے کی جگہ نہ ہوتی ۔ ہزاروں لوگ جن کو بیٹھنے کی جگہ نہ ملتی کھڑے ہو کر آپ کی تقریر سنتے ۔

آپ اپنی تقریر کا آغاز بھی اللہ تعالیٰ کے پاک نام کے بعد حضور اکرمؐ کی ذاتِ اقدس پر درود و سلام بھیج کر کرتے ۔ تقریر کے دوران آپ کی آنکھوں میں ایک خاص چمک دکھائی دیتی اور آپ کے پُرنور چہرے پر ایک ایسی والہانہ کیفیت طاری رہتی جو آپ کے عشقِ رسولؐ میں ڈوبے دل کی حقیقی سوز و گداز کی آئینہ دار ہوتی ۔ آپ تین تین چار چار گھنٹے سخت سردی یا سخت گرمی کے باوجود مسلسل تقریر کرتے ۔ لیکن کسی قسم کی تھکن ، اکتاہٹ یا موسمی اثرات کا اظہار نہ کرتے اور نہ ہی اپنے موضوع سے سرمو تجاوز کرتے ۔ جلسہ میں سامعین پر وجد و کیف کا عالم طاری ہو جاتا اور لوگ آپ کی تقریر سننے میں اس طرح کھو جاتے کہ ان کو مطلق احساس نہ ہوتا کہ ہم تین یا چار گھنٹے سے مسلسل بیٹھے ہوئے ہیں ۔ آپ واقعات کربلا اور شہادت حسین علیہ السلام ایسے دردناک اور المناک انداز میں بیان فرماتے کہ خود بھی روتے اور سامعین کو بھی رلاتے ۔

آپ کو محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، اہلبیت اطہار ، حضور غوث الاعظم پیران پیر دستگیر ، مشائخ عظام اور اولیائے کرام سے بے پناہ محبت و عقیدت تھی ۔ آپ ان ہستیوں کی محبت اور عقیدت کو روح ایمان اور مرکز جان سمجھتے تھے ۔ اور اپنی زندگی کے لیے ان کا عشق ایک گراں بہا سرمایۂ ایمانی تصور کرتے تھے ۔ انسان کو ان ہستیوں کے ساتھ گہری عقیدت و محبت ہو تو ان کی رضاجوئی انسان کی فطرتِ ثانیہ بن جاتی ہے ۔ مولانا اوکاڑوی صاحب کے عشق و محبت اور عقیدت کا بھی حال تھا ۔ عشق تمام جذبوں کا سرتاج ہے اور خطیب پاکستان کا قلب عشق محمدؐ سے سرشار اور لبریز تھا ۔ کیونکہ آپ کا ایمان تھا کہ عشق محمدؐ کے بغیر نہ ایمان مکمل ہے نہ عبادت اور نہ ہی ان کے بغیر عقیدہ درست ہے ۔ آپ اپنی تقریروں کے دوران امام اہل سنت احمد رضا خان بریلوی ، حضور

Marfat.com

شاہ نیاز اور حضور شاہ محمد تقی بریلویؒ اور مولانا جلال الدین رومیؒ کا عشق میں ڈوبا ہوا کلام ایسی دلسوزی اور ترنم سے پڑھتے کہ لوگ دم بخود ہو جاتے اور اُن پر روحانی کیف طاری ہو جاتا۔

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم کے بارے میں مجھ ناچیز کے ذاتی تاثرات یہ ہیں کہ آپ نے ساری زندگی اسلام کی سربلندی اور دینِ حق کی خدمت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ کئی مرتبہ آپ کو اپنی حق گوئی اور ناموسِ مصطفیٰ کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں اور آپ کو ہزاروں تکلیفوں سے دوچار ہونا پڑا۔ یہ سب کچھ آپ نے خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا لیکن راہِ حق سے کبھی سرِ مو روگردانی نہیں کی۔ آپ کا مقام پاکستان کے عوام و خواص میں بہت بلند اور ارفع تھا۔ آپ کی اچانک وفات پر جو خلا پیدا ہو گیا ہے وہ تا قیامِ قیامت پُر ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔ اہلِ پشاور کے دلوں کو ان کے بچھڑ جانے پر انتہائی صدمہ اور دکھ پہنچا ہے جو ناقابلِ بیان اور ناگفتہ بہ ہے آپ ناموسِ مصطفیٰ کی خاطر اور اسلام کی عظمت کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ آپ موجودہ حکومت کے دور میں مجلسِ شوریٰ کے بڑے سرگرم رکن تھے اور آپ نے پاکستان میں نظامِ اسلام کے نفاذ کے لیے دن رات مسلسل جد و جہد کرتے ہوئے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

آخر میں مَیں اپنے اس شعر سے مولانا صاحب کو خراجِ عقیدت پیش کرتا ہوں اور دست بہ دُعا ہوں کہ ؎

تیرے مرقد پر فروغِ ظلِ رحمانی رہے
روح پر تیری ہمیشہ لطفِ ربانی رہے

Marfat.com

جناب شیخ محمد لطیف نقشبندی اوکاڑا
برادرِ خطیب پاکستان

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی جو شمع روشن ہے وہ صوفیائے کرام اور علمائے ربانی کی اُن کوششوں اور تبلیغی محنتوں کا نتیجہ ہے جو انہوں نے اپنے آرام و آسائش سے منہ موڑ کر ملت اسلامیہ کی ظاہری باطنی اصلاح کی خاطر جاری رکھیں ۔ اسلام کا پیغام گھر گھر پہنچایا اور اپنی خداداد روحانی طاقتوں سے گمراہوں کو راہ مستقیم پر گامزن کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق وقت کے جابر و ظالم حاکم کے سامنے اعلائے کلمۃ الحق کے لیے ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور صبر و استقلال کے ہر امتحان میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوئے ۔ انہی نفوس قدسیہ کی صف میں عاشق رسول محب صحابہ و آل بتول مجاہد تحریک ختم نبوت خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا حافظ محمد شفیع اوکاڑوی نظر آتے ہیں ۔

آپ نے بھی اپنے اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے ناموس رسالت کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں قاتلانہ حملے میں شدید زخمی ہوئے قتل کی دھمکیاں ملتی رہیں لیکن اس مرد حق کے پائے استقلال میں ذرا بھی لغزش نہ آئی یہ مرد حق دین اسلام کی تبلیغ اور عشق مصطفٰے کا درس دینے کے لیے پاکستان کے

Marfat.com

قریہ قریہ بستی بستی بے دھڑک جاتا رہا اور بھٹکے ہوئے انسانوں کو سیدھا راستہ دکھاتا رہا۔ ممالک اسلامیہ اور افریقہ کے دورے کیئے۔ اپنی فصاحت و بلاغت سے ہزاروں انسانوں کے دلوں میں عشق مصطفےٰ کی شمع روشن کی۔ سینکڑوں غیر مسلموں نے آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔

آپ کے والد ماجد جو کہ پابند شریعت پرہیزگار انسان مشرقی پنجاب قصبہ کھیم کرن بھارت کے رہنے والے تھے بیان فرماتے تھے کہ بندہ کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی نوجوانی کا عالم تھا۔ معلوم ہوا کہ شرقپور شریف میں ایک مرد درویش حضرت میاں شیر محمدؒ صاحب رہتے ہیں جو کشف الصدور کے بادشاہ ہیں جن کی ایک نگاہ کرم سے دلوں کی دنیا بدل جاتی ہے۔ جن کی نگاہِ فیض سے ہزاروں انسان متبع سنت بن چکے ہیں۔ شوق پیدا ہوا ایسے ولی کامل کی زیارت ضرور کرنی چاہیئے۔ اس زمانے میں سفر کی سہولتیں اتنی ارزاں نہیں تھیں لیکن شوق غالب تھا۔ اپنے دوست شیخ محمد علی کو ساتھ لیا اور روانہ ہو گئے۔ شرقپور شریف پہنچ کر مسجد میں نماز ادا کر کے بیٹھ گئے۔ حضرت میاں صاحب کے بلانے کا انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص آیا اور پوچھا کھیم کرن سے آپ آئے ہیں۔ ہم نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے کہا کہ آپ کو حضرت میاں صاحب بلاتے ہیں۔ یہ سُن کر ہم بہت خوش ہوئے کہ ہمارے دل کی خواہش پوری ہو گئی۔ ہم حضرت صاحب کی بیٹھک میں حاضر ہوئے۔ آپ مراقبہ فرما رہے تھے۔ فارغ ہو کر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں قریب بلایا مجھے دائیں بغل میں لے لیا۔ شفقت و محبت سے پیشانی کو چوما اور نام پوچھا۔ بندہ نے اپنا نام کرم الٰہی بتایا۔ آپ نے فرمایا کرم الٰہی تے نور دیاں نہراں چلن گیاں۔" (نور کی نہریں بہیں گی) یہ الفاظ آپ نے تین دفعہ فرمائے۔ میرے ساتھی کو بائیں بغل میں لے کر نام پوچھا تو انہوں نے نام محمد علی بتایا۔ آپ نے فرمایا تم محمد علی بن جاؤ گے۔ جب گھر واپس آئے تو اپنے استاد کرم الٰہی صاحب سے شرقپور

Marfat.com

شریف کے واقعات اور حضرت میاں صاحب کا ارشاد گرامی سنایا اور مطلب پوچھا استاد محترم نے فرمایا۔ نور سے مراد علم ہے آپ کے گھر علم کی دولت آئے گی میاں کرم الٰہی صاحب فرمانے لگے کہ بندہ نے اسی دن سے ارادہ کر لیا کہ میرے گھر پہلا بچہ پیدا ہو گا اس کو حافظ قرآن اور عالم دین بناؤں گا۔ شادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک خوبصورت لڑکا عطا فرمایا۔ جس کا نام "محمد شفیع" رکھا گیا۔ ابتدائی دینی تعلیم کے بعد چھ سال کی عمر میں مقامی سکول میں داخل کرا دیا گیا۔

مڈل تک تعلیم حاصل کی اس کے بعد حافظ کرم الٰہی کے پاس قرآن پاک حفظ کرنے کے لیے بٹھا دیا گیا۔ ابھی آپ نے چھبیس پارے حفظ کیے تھے کہ تحریک پاکستان زور پکڑ گئی۔ بالآخر ملک تقسیم ہو گیا اور آپ کا گھرانہ اپنا تمام اثاثہ وہیں چھوڑ کر ہجرت کر کے پاک سرزمین لاہور پہنچا راستے کے مصائب و آلام کا ذکر کرنا قلم کے بس کی بات نہیں۔ یہ بڑی دردناک داستان ہے اس کے لیے ایک علیحدہ باب کی ضرورت ہے۔ لاہور اسٹیشن پر کئی دن بے سروسامانی کے عالم میں قیام کیا۔ بمشکل ٹرین میں جگہ ملی اوکاڑہ آ کر مستقل سکونت اختیار کی۔ اس وقت حافظ محمد شفیع کی عمر ۱۸ سال تھی۔ آپ نے زمانہ طالب علمی میں تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کی جدوجہد آزادی میں بھرپور حصہ لیا۔ جلسوں، مظاہروں میں شامل ہو کر نظمیں نعتیں پڑھتے تھے۔ اوکاڑہ آ کر اپنے والد ماجد کے ہمراہ آبائی پیشہ تجارت شروع کی لیکن کام کی طرف توجہ بہت کم تھی علمی مشاغل میں مصروف رہتے اس طرح تجارت میں کامیاب نہ ہوئے۔ والد گرامی نے کاروبار سے فارغ کر کے علم دین حاصل کرنے کے لیے دارالعلوم اشرف المدارس میں شیخ القرآن علامہ مولانا غلام علی صاحب قادری اشرفی کے سپرد کر دیا۔ علامہ صاحب نے آپ پر بڑی خصوصی شفقت و محبت فرمائی۔

حضرت شیر ربانی میاں شیر محمدؒ کی بشارت کا ظہور اس طرح ہوا کہ سالوں کا سفر مہینوں میں طے ہو گیا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ذہانت کا وافر حصہ

Marfat.com

عطا فرمایا تھا۔ آپ کے پیر و مرشد جانشین شیر ربانی ثانی لاثانی حضرت میاں غلام اللہ اور خلیفہ مجاز حضرت شیر ربانی سیّد محمد اسمٰعیل شاہ بخاری حضرت کرماں والہ کی دعاؤں سے سینہ کشادہ ہوگیا۔ آواز میں لحن داؤدی تھا۔ آپ جب تقریر شروع کرتے تو مجمع پر سکوت طاری ہو جاتا تھا۔ دور دور سے لوگ آپ کی تقریر سننے کے لیے آتے تھے۔ آپ کی یہ امتیازی شان تھی۔ آپ جس موضوع پر چاہتے گھنٹوں سیر حاصل تبصرہ کرتے۔ آپ کی تقریر علمی نکات کا خزانہ ہوتی۔ بغیر تحقیق کوئی بات نہ کرتے۔ عوام تو عوام علمائے کرام بھی آپ کی تقریر سن کر داد دیئے بغیر نہ رہتے۔ مثنوی مولانا روم اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا کلام پڑھتے تو سامعین پر وجد طاری ہو جاتا لوگ بے اختیار نعرہ ہائے تکبیر و رسالت لگاتے۔ آپ کو ملک کے کونے کونے سے دعوتیں ملنے لگیں۔ کراچی سے لے کر پشاور تک اور وہاں سے چاٹگام تک آپ کی تقریریں ہونے لگیں اس وجہ سے آپ کو خطیب پاکستان کے لقب سے پکارا جانے لگا۔

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت ملک گیر سطح پر زور پکڑ گئی۔ اس تحریک کے مطالبات یہ تھے۔ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے سر ظفر اللہ کو وزارتِ خارجہ سے سبکدوش کیا جائے۔ مرزائی آفیسروں کو کلیدی آسامیوں سے برطرف کیا جائے۔ یہ تحریک مجلس عمل و تحفظِ ختم نبوت کے زیر اہتمام شروع ہوئی تھی جس کے مرکزی صدر حضرت مولانا علامہ سید ابوالحسنات قادری تھے۔ تحریک پاکستان کے بعد یہ دوسری بڑی تحریک تھی۔ پنجاب لاہور اس کا مرکز تھا دورانِ تحریک لاہور میں مارشل لاء نافذ ہوا مرکزی رہنما گرفتار کر لیے گئے۔ ہزاروں فرزندانِ اسلام گرفتار ہوئے۔ سینکڑوں شمع رسالتؐ کے پروانے حضور اکرمؐ کی ناموس پر قربان ہوئے۔ اوکاڑہ میں بھی مجلس عمل کی تشکیل ہوئی۔ جس کے صدر مولانا محمّد علم الدین فرید کوٹی بریلوی بنے جبکہ دوسرے ممتاز علمائے کرام مولانا ضیاء الدین دیوبندی، مولانا معین الدین لکھوی اہل حدیث۔ مولانا محمّد شفیع

Marfat.com

اوکاڑوی بریلوی، شیخ بشیر احمد رضوانی احراری قابل ذکر ہیں۔ اوکاڑہ میں بھی تحریک نے زور پکڑا۔ روزانہ جلوس نکلتے اور گرفتاریاں پیش کی جاتیں۔ مولانا معین الدین ڈکٹیٹر اوّل تھے۔ مقامی انتظامیہ نے علمائے کرام کو گرفتار کر لیا۔ گرفتاری کے وقت صدر مجلس نے مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کو ڈکٹیٹر دوم مقرر کر دیا۔ آپ کی قیادت میں تحریک حسب دستور سابق جاری رہی۔ مقامی انتظامیہ نے آپ کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارنے شروع کر دیئے چونکہ تحریک کو ابھی مزید چلانا تھا اس لیے آپ پس پردہ رہ کر قیادت فرمانے لگے۔ کبھی شہر میں کبھی قریبی دیہات میں قیام کرتے۔ راتوں کو پیدل کئی کئی میل سفر کرتے اور پیغام رسانوں کے ذریعہ ہدایات جاری کرتے۔ جمعۃ المبارک کا سورج طلوع ہوا شہر اور گردونواح میں شہرہ تھا کہ جمعۃ المبارک کے موقعہ پر قائد تحریک مولانا اوکاڑوی خطاب فرمائیں گے۔ عیدگاہ کے میدان میں تمام مکاتب فکر کا عظیم اجتماع تھا۔ پولیس نے عیدگاہ کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ اب معاملہ عیدگاہ میں قائدِ تحریک کو داخل کرنے کا تھا۔ پولیس باہر ڈیرے جماتے ہی رہ گئی ان کو اس وقت پتہ چلا جب جمعہ کے موقع پر آپ خطاب کے لیے مائک پر تشریف لائے۔ آپ نے خطبۂ جمعہ میں تقریر کی وہ اتنی پرجوش تھی کہ تحریک میں نئی جان پڑ گئی۔ شمع رسالت کے پروانے ناموس رسالت پر نثار ہونے کے لیے بے تاب نظر آنے لگے۔ آپ نے مقامی انتظامیہ کو انتباہ کیا کہ مجھے پکڑنے کی کوشش نہ کی جائے اور نہ ہی آج میں گرفتاری پیش کروں گا بلکہ آئندہ جمعۃ المبارک کے بعد اسی مقام پر گرفتاری پیش کروں گا۔ لیکن انتظامیہ چاہتی تھی کہ آج ہی گرفتار کر لیا جائے۔ کارکنوں نے پھر خفیہ تدبیر سے قائد تحریک ختم نبوت کو عیدگاہ سے باہر نکالا اور جامع مسجد میں لے گئے۔ (راقم الحروف کو مولانا اوکاڑوی کا حقیقی بھائی ہونے کا شرف حاصل ہے) راقم بھی ہمراہ تھا۔ روزانہ کی طرح کرفیو کا اعلان ہوگیا۔ راقم الحروف آپ کے ارشاد کے مطابق واپس گھر آگیا۔ مسجد سے بعد

Marfat.com

آپ رات کو اپنے ساتھی دوست چوہدری محمد امین صاحب کے ہمراہ پولیس کی آنکھوں میں دھول ڈال کر نکلے اور اپنی خفیہ پناہ گاہ میں چلے گئے اور پورا ہفتہ مختلف جگہوں میں منتقل ہو کر تحریک چلاتے رہے۔ اوکاڑہ میں مسلسل سترہ روز کرفیو نافذ رہا۔ خوراک حاصل کرنے کے لیے دو گھنٹہ کا وقفہ ملتا تھا۔ پولیس اس ہفتہ کے دوران اوکاڑوی صاحب قائد تحریک کو تلاش کرتی رہی لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔ آخر جمعۃ المبارک کا دن بھی آگیا پولیس جمعۃ المبارک سے پہلے ہی گرفتار کرنا چاہتی تھی تاکہ جمعہ کے موقعہ پر تقریر نہ ہو سکے اور تحریک کمزور پڑ جائے لیکن آپ پھر محاصرہ کے باوجود عیدگاہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے عیدگاہ میں اہلیان اوکاڑہ کا جم غفیر تھا۔ لوگ منتظر تھے۔ ہمارے قائد مائک پر آکر خطاب فرمائیں۔ وہ ساعت بھی آگئی۔ قائد تحریک ختم نبوت کارکنوں کے حصار میں نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت کی گونج میں مائک کے سامنے کھڑے ہوئے سامعین کی نظریں آپ پر لگی ہوئی تھیں۔ آپ نے خطبہ پڑھا اور تقریر شروع کی۔ آپ نے حکومت کو انتباہ کیا جب تک مجلس عمل کے مطالبات مکمل طور پر تسلیم نہیں کیے جاتے یہ تحریک جاری رہے گی۔ آپ کی ولولہ انگیز تقریر سے توحید و رسالت کے پروانے ناموس رسالت پر نثار ہونے کو تیار رہتے جس کا مظاہرہ لاہور ہو چکا تھا۔ لاہور مارشل لار کا نفاذ تھا۔ جنرل اعظم مارشل لار ایڈمنسٹریٹر تھا۔ شمع رسالت کے پروانے جلوس نکالتے تھے فوج گولی چلاتی تھی۔ جلوس میں سے پروانے چھاتی پر گولی کھاتے اور ناموس رسالت پر قربان ہو جاتے۔ اللہ اللہ یہ کیسا جذبہ تھا کیسا کامل ایمان تھا۔ شہادت کا جام نوش کیا جا رہا تھا۔ یہ منظر آپ کی تقاریر سے اوکاڑہ میں بھی تھا لیکن آپ کی تدبیر نے ایسا نہ ہونے دیا آپ نہیں چاہتے تھے کہ بچے یتیم ہوں سہاگنیں بیوہ ہو جائیں مائیں اپنے لڑکوں کے غم میں تڑپ تڑپ کر مریں۔ آپ نے تحریک کو بھی جاری رکھا اور خون ریزی بھی نہ ہونے دی۔ آپ کی تدبیر

Marfat.com

کو اس وقت کے مجسٹریٹ میاں اصغر علی نے سراہا۔ آپنے دوران تقریر اعلان کر دیا کہ جمعہ کی نماز کے بعد وعدہ کے مطابق گرفتاری پیش کروں گا۔ سب لوگ پُرامن رہیں میں نے ڈکٹیٹر سوئم مقرر کر دیا ہے آپ ان کی قیادت میں تحریک جاری رکھیں۔ آپ نے اپنا جانشین صوفی فضل دین کو نامزد کیا لیکن مجمع میں نام ظاہر نہ کیا تاکہ پولیس کو معلوم نہ ہو سکے۔ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر آپ کارکنوں کے جلوس میں عیدگاہ سے باہر آئے ڈیوٹی مجسٹریٹ کے پاس گئے اور گرفتاری کے لیے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ آپ کے ہمراہ تقریباً بیس کارکنوں نے بھی گرفتاری پیش کی جن میں چند نام قابلِ ذکر ہیں۔ چوہدری محمد امین صاحب مولانا محمد رمضان صاحب، صوفی محمد حنیف صاحب، شیخ محمد شریف صاحب پردیسی عجب سماں تھا۔ ہر آنکھ اشکبار تھی کہ ان کا محبوب قائد پولیس کی گاڑی میں بیٹھ کر جا رہا تھا۔ راقم الحروف اور والد محترم یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ آنکھوں میں تشکر کے آنسو تھے۔ والد محترم نے آسمان کی طرف دیکھا اور بارگاہ ربّ العزت میں ہاتھ اٹھا دیئے۔ آپ نے عرض کیا یا اللہ میرے بیٹے کو ثابت قدم رکھنا اسے میں تیری حفاظت میں دیتا ہوں۔

آپ اس باپ کی کیفیت دیکھیں کہ جس کا نوجوان بیٹا، جس کی نئی نئی شادی ہوئی اور دو معصوم بچے ہوں وہ جدا ہو رہا تھا لیکن باپ اس کی ثابت قدمی کی دعائیں مانگ رہا تھا۔ آپ کے جانے کے بعد تحریک کمزور پڑ گئی وہ جوش و خروش نہ رہا۔ مرکزی سطح پر بھی تحریک کو دبایا جا رہا تھا۔ قائدین کی گرفتاریوں کا سبب تحریک نے دم توڑ دیا۔ حکومت نے آہستہ آہستہ کارکنوں کو رہا کرنا شروع کر دیا۔ کچھ ضمانتیں اور معافی نامہ لکھ کر واپس آنے لگے یہ مرکزی دورِ حکومت خواجہ ناظم الدین اور صوبائی میاں ممتاز دولتانہ کا تھا مطالبات تسلیم نہ کیے گئے تھے۔ کتنے ہی نعرے باز اور دعویدار روپوش ہو گئے تمام قائدین پر مقدمات قائم کر دیئے گئے اور ساتھ ہی ایک فارمولا پیش کر

Marfat.com

کہ جو شخص آئندہ تحریک میں حصّہ نہ لینے کا وعدہ کرے اس کو رہا کر دیا جائے گا۔ تقریباً تین ماہ بعد دیوبندی، احراری، اہلحدیث راہنما اس فارم پر دستخط کر کے رہا ہو گئے اور اوکاڑہ میونسپل کمیٹی کے انتخابات میں حصہ لے کر کونسلر منتخب ہو گئے۔ اہل سنت و جماعت بریلوی راہنما محمد علم الدّین صاحب فرید کوٹی ساڑھے پانچ ماہ بعد باعزت رہا ہوئے۔ دیگر کئی راہنماؤں کو بھی اللہ تعالٰی نے یہ سعادت بخشی کہ وہ بھی باعزت بری ہو کر آئے مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مسلسل دس ماہ سنٹرل جیل ساہیوال میں پابند سلاسل رہے۔ اسی دوران آپ کے دو بچے بعمر ۳ سال، ایک سال، ایک ہفتے کے اندر اندر قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے۔ دس ماہ کی اسیری اور پھر دوران تحریک کرفیو کی وجہ سے کاروبار کی بندش نے معاشی حالات مخدوش کر دیئے تھے لیکن اس مرد مجاہد نے تحریک ختم نبوّت میں حکومت کے فارمولے پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور جیل میں رہنا منظور کر لیا۔ جب آپ کو دستخط کرنے کے لیے فارمولا پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ فقیر نے تحریک میں کسی ممبری یا دنیاوی لالچ کے لیے حصّہ نہیں لیا خالص حضورؐ کی ناموس کی خاطر جیل میں آیا ہوں اگر آج معافی مانگتا ہوں تو قیامت کے دن حضورؐ کو کیا منہ دکھاؤں گا چنانچہ انکار پر مزید سختی کی گئی۔ بالآخر آپ کو باعزت بری کر دیا۔

جب آپ رہا ہو کر اوکاڑہ پہنچے تو ہزاروں افراد نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ آپ کو ہاروں سے لاد دیا گیا نوجوانوں نے آپ کو کاندھوں پہ اٹھا کر شہر میں جلوس نکالا۔ نعرہ تکبیر و رسالت مولانا محمد شفیع زندہ باد کے نعرے لگاتا ہوا جلوس گھر پہنچا۔ یہ عزت اس لیے اللہ تعالٰی نے عطا فرمائی کہ یہ مجاہد ختم نبوّت صرف اور صرف ناموس رسول کے لیے جیل گیا تھا اور وقت کے ظالم حکمرانوں کے سامنے چٹانوں کی طرح ڈٹا رہا۔ اسیری کے دوران بھی اسیر علمائے کرام سے علمی استفادہ حاصل کرتے رہے۔ آپ

Marfat.com

کے پیرو مرشد حضرت لاثانی میاں غلام اللہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف بنفس نفیس سنٹرل جیل تشریف لائے بچوں کی وفات پر تعزیت فرمائی اور صبر کی تلقین فرمائی۔ جیل میں علمائے کرام کے یہ تاثرات تھے ہم نے دو بچوں کی ایک ہفتہ کے اندر وفات پر بھی اوکاڑوی صاحب کو ایسا صابر پایا جس کی اس دور میں کہیں بھی مثال نہیں ملتی۔ رہائی کے بعد آپ کی شہرت مزید بڑھ گئی۔ آپ دور دور تقریر کے لیے جانے لگے۔

۱۹۵۶ء میں کراچی تبلیغی سلسلہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کی تقریر سن کر میمن مسجد کی انتظامیہ نے آپ کو میمن مسجد میں خطابت کی پیش کش کی۔ آپ نے واپس آکر والدین سے اجازت حاصل کی اور دوبارہ کراچی چلے گئے اور میمن مسجد میں ۴۰۰ روپے ماہوار پر خطابت امامت کے لیے مقرر ہوئے اور کراچی میں بچوں کو بھی لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ آپ کے خطبات سے اہل کراچی نے آپ کی شاندار پذیرائی فرمائی۔ اس لیے آپ ہمیشہ کے لیے وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ مسلک اہل سنت وجماعت کی تبلیغ واشاعت کے لیے آپ نے اپنی زندگی وقف کر دی۔ میمن مسجد، مسجد آرام باغ، عیدگاہ مسجد، نور مسجد اور مسجد گلزار حبیب میں خطابت فرماتے رہے۔ کراچی کا کوئی علاقہ نہیں جہاں آپ نے خطاب نہ فرمایا ہو۔ کراچی کے علاوہ پنجاب، سرحد، بلوچستان، مشرقی پاکستان میں آپ کی تقاریر ہوتی تھیں۔ پاکستان کے علاوہ متعدد بار بیرونی ممالک کے دورے بھی کئے جس میں مصر، عراق، شام، اردن، سعودی عرب، انڈیا اور افریقہ قابل ذکر ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو تقریر کرنے کا ایسا انداز عطا فرمایا تھا۔ جو آپ کے لیے مخصوص تھا۔ جب آپ تقریر کرتے تو مجمع پر سکوت طاری ہو جاتا۔ شہادت کی دس مجلسیں ایک ہی مقام پر ہوتی تھیں اور اب گزشتہ دس بارہ سال سے کھانچی پاڑہ میں ہو رہی تھیں۔ آپ کی تقریر کے اثر کا

Marfat.com

اس سے ہوسکتا ہے کہ پہلے دن کی حاضری سے دوسرے دن زیادہ ہوتی تھی۔ نویں دسویں محرم کے ایام میں تو لاکھوں کا اجتماع ہوتا تھا۔ تین چار گھنٹے کی مسلسل تقریر میں لوگ بیٹھے رہتے تھے۔ یہ اللہ تعالٰی کا خاص کرم تھا۔ بعض خاص ایام میں تین تین، چار چار تقریریں بھی کرتے تھے۔

آپ نے کراچی میں ۲۸ سال گزارے۔ محتاط اندازے کے مطابق آپ نے پندرہ ہزار سے زائد اجتماعات سے خطاب کیا۔ تقریر کے علاوہ آپ نے تحریر کے میدان میں مثالی کام کیا ہے۔ آپ تقریر کے بعد سوتے نہیں تھے۔ بقیہ رات آپ تصنیف و تالیف اور مطالعہ و تحقیق میں گزارتے۔ آپ نے چھوٹی بڑی پچیس کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ ذکر جمیل ذکر حسین، راہ عقیدت، شام کربلا، امام پاک اور یزید پلید، سفینہ نوح، راہ حق یہ کتابیں مقبول خاص و عام ہیں آپ کی تقریروں کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں کیسٹ لوگوں کے پاس موجود ہیں ماہ محرم میں تو تمام گلی کوچوں میں شہادت امام پاک پر آپ کی تقریر سنائی دیتی ہے۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء میں کھڈہ مارکیٹ کراچی کے علاقہ میں آپ تقریر فرما رہے تھے کہ ایک نام نہاد مذہبی جماعت کے غنڈوں نے سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق آپ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ آپ کی گردن پشت اور سر پر خنجروں سے وار کیے۔ آپ شدید زخموں کی وجہ سے بے ہوش ہوگئے۔ دشمن اپنے ناپاک ارادہ کے مطابق ختم کر گئے تھے لیکن اللہ تعالٰی نے آپ سے ابھی کام لینا تھا۔ آپ دو ماہ سے زائد عرصہ ہسپتال میں زیر علاج رہے اور صحت یاب ہوکر گھر آئے۔

۱۹۷۰ء میں کراچی کے حلقہ سے جمعیت علمائے پاکستان کی ٹکٹ پر قومی اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لیا۔ آپ کامیاب ہوگئے لیکن حریف امیدوار نے دھاندلی کرکے چند ووٹ بڑھا کر اپنی کامیابی کا اعلان کروا لیا۔ بعد میں

Marfat.com

ہائیکورٹ اور الیکشن ٹریبونل نے آپ کو کامیاب قرار دے دیا۔ صدر جنرل ضیاء الحق نے آپ کو مجلس شوریٰ کا رکن نامزد کر دیا۔ آپ نے اسلامی قانون کے نفاذ کے سلسلہ میں قانون شہادت، قصاص و دیت، حق شفعہ، عشر، زکوٰۃ ایسے قوانین کی تدوین میں مؤثر کردار ادا کیا اور صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کو بڑے مفید مشورے دیئے۔ صدر صاحب نے اپنی تقریر میں اس کا اعتراف بھی کیا۔ آپ نے صرف اور صرف مکمل نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی خاطر حکومت وقت کے ساتھ تعاون کیا۔ کراچی میں شیعہ سنی فسادات میں مسلمانوں نے آپس میں قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ حکومت کی کوشش کے باوجود اس پر قابو نہ پایا جا سکا تو صدر مملکت کی نظر آپ پر اٹھی آپ نے اور شیعہ حضرات کی طرف سے علامہ رضی الدین مجتہد نے مل کر یہ فسادات ختم کرائے۔ آپ کی یہ کوشش اتحاد بین المسلمین کے لیے تاریخی حیثیت کی حامل ہے۔ اسی دوران الذوالفقار تنظیم کی طرف سے مسلسل قتل کی دھمکیاں ملتی رہیں کہ مجلس شوریٰ چھوڑ دو ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے جبکہ یہ تنظیم اہلسنت کے نوجوان راہنما مجلس شوریٰ کے رکن ظہور الحسن بھوپالی کو ان کے دفتر میں گولی مار کر قتل کر چکی تھی۔ یہ دردناک سانحہ ہونے کے باوجود آپ ہمیشہ کی طرح ثابت قدم رہے۔ آپ نے کراچی میں پاکستان ایمپلائز ہاؤسنگ سوسائٹی میں مسجد غوثیہ کی تعمیر اور دینی درس گاہ قائم کرنے میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ کو مسجد انتظامیہ ٹرسٹ کا صدر منتخب کیا گیا۔ علاوہ ازیں سولجر بازار میں ایک عظیم الشان مسجد کی بنیاد رکھی اور ایک دینی مدرسہ بھی قائم کیا۔ مسجد گلزار حبیب کی تعمیر میں تقریباً تیس لاکھ سے زائد روپے صرف ہو چکے ہیں۔ یہ خوب صورت مسجد آپ کی زندگی کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔

شب و روز کی محنت سے آپ کی صحت پر بھی اثر پڑا بسنہ ۱۹۷۴ء میں

Marfat.com

آپ کو دل کا دورہ پڑا۔ ہسپتال مں داخل ہوئے۔ ایک ماہ ہسپتال میں زیر علاج رہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کے طفیل شفاء عطا فرمائی واپس گھر آکر آپ پھر تبلیغ میں مشغول ہو گئے۔ ڈاکٹروں نے تقریر کرنے سے منع کیا لیکن آپ نے فرمایا کہ موت ایک اٹل حقیقت ہے جو وقت مقررہ پر آتی ہے۔ فقیر تقریر نہیں چھوڑ سکتا۔ اور پھر فرمایا کہ میری خواہش ہے تبلیغ کرتے کرتے موت آجائے۔ توکّل کی یہ معراج تھی آپ دس سال تک دل کے مریض رہے۔ دوسری بار دورہ پڑا اللہ تعالےٰ نے پھر شفاء عطا فرمائی

۲۰ اپریل ۱۹۸۷ء کو تیسری بار دورہ پڑا۔ آپ کو دل کے اسپیشل وارڈ میں داخل کرا دیا گیا۔ افاقہ ہوا لیکن دوسرے روز پھر دورہ پڑا پھر افاقہ ہوا تو آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے کوکب نورانی کو اپنی امانتیں سپرد کرتے ہوئے چند نصیحتیں فرمائیں۔ جن میں ایک یہ تھی کہ آزاد کشمیر سے تقریر کے لیے کرایہ کی بھیجی ہوئی رقم ان کو واپس کر دی جائے۔ اللہ اللہ حقوق العباد کا کتنا خیال تھا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے کوکب نورانی آپ کے پاس موجود تھے۔ بیان کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا مجھے غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی اور پیر و مرشد شیر ربانی میاں شیر محمد صاحبؒ لاثانی لاثانی میاں غلام اللہ کی زیارت نصیب ہوئی ہے اور انہوں نے فرمایا کہ ہم آپ کو لینے آئے ہیں اس لیے اب سفر آخرت ہے اور پھر آپ نے جھک کر کسی کو سلام کیا اور عرض کیا کہ بڑی مہربانی۔ بظاہر کوئی شخص نظر نہیں آرہا تھا لیکن ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے رحمت کا نزول ہو رہا ہے۔ اس واقعہ سے نتیجہ نکلا کہ اس وقت آپ کو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی۔ چونکہ آپ کو زندگی میں خواب کی حالت میں حضورؐ کی دو دفعہ زیارت ہوئی تھی۔ حضورؐ کی حدیث مبارک کے مطابق کہ جس کو خواب میں حضورؐ کی زیارت ہوئی ہو۔ اس کو مرنے

Marfat.com

سے پہلے بیداری میں ضرور زیارت ہوگی ۔ ۲۳ اور ۲۴ اپریل کی درمیانی شب کو تیسری مرتبہ دورہ پڑا جو بہت شدید تھا ۔ ڈاکٹروں کی کوشش کے باوجود مبلغ اسلام عاشق رسول محب صحابہ و آل بتول بشارت شیر ربانی پروردہ ثانی لاثانی خطیب ملت آفتاب علم وحکمت تاجدار اہلسنت ۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ بمطابق ۲۴ اپریل ۱۹۸۴ء بوقت فجر صبح جبکہ مؤذن اذان دے رہے تھے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف درود وسلام پڑھتے ہوئے سفر کر گیا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

ایسی شخصیت جو جملہ اوصاف سے متصف ہو صدیوں بعد ہی پیدا ہوتی ہے ۔ آپ کے تین فرزند ہیں بڑے بیٹے کوکب نورانی نے آپ کی مسند سنبھال لی ہے ۔ مسجد گلزار حبیب میں تفسیر قرآن جہاں سے آپ نے چھوڑی تھی بیان کرنی شروع کردی ہے ۔ دوسرے بیٹے محمد سبحانی و حامد ربانی زیر تعلیم ہیں

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالے آپ کی مرقد پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے ۔ پسماندگان کو اس عظیم سانحہ کو برداشت کرنے کے لیے صبر عطا فرمائے آمین

جگر جب چاک ہو شب کا تو ہوتی ہے سحر پیدا
صدف کی روح پھٹ جائے تو ہوتا ہے گہر پیدا
مجھے معلوم یہ بھی ہے کہ صدیوں کے تفکر سے
کلیجہ پھونک کر کرتی ہے فطرت اک بشر پیدا ۔

Marfat.com

جناب شیخ محمد حنیف اوکاڑا
برادرِ خطیب پاکستان

آسماں تری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

حافظ صاحب ایک ہی وقت میں پُرسوز قاری، خوش الحان نعت گو، شیریں بیاں خطیب، بلند پایہ محقق اور نامور ادیب تھے۔

آپ صاحبِ اخلاق اور بڑی باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے، ذہانت تدبر اور سنجیدگی کے ساتھ۔ مزاح بھی ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ جس سے ایک بار مل لیتے وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا بلکہ والا و شیدا۔ ان کی سوچ ہمیشہ مثبت اور بلند رہی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ جہاں جاتے عوام الناس کا جم غفیر آپ کی مدلل تقریر سننے کے لیے ہمہ تن گوش ہوتا۔ آپ اپنی شستہ زبانی اور لحنِ داؤدی سے محبوبِ خداؐ اور گلشن اسلام کی آبیاری کرنے والے اولیا کرام کی خدمات کا احاطہ اس خوبصورت پیرائے میں بیان کرتے کہ ایسا گمان ہوتا کہ سننے والا ان میں موجود تھا۔ آپ کے حکمت بھرے مواعظ حسنہ سے عوام الناس کے دلوں میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات زائل ہو جاتے اور ہزاروں گم گشتگان منزل ہدایت کی راہ پاتے۔ ان کی زندگی کا وہ دَور جب انہوں نے "تحریک

Marfat.com

ختمِ نبوّت ،، میں حصّہ لیا تھا ابھی تک میرے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں محفوظ ہے۔
مجھے یاد ہے کہ جب گستاخان رسولؐ اور دشمن اسلام قادیانی گروہ نے زور پکڑا اور اسلام کی تحریف کرنے کی کوشش کی اور نبی آخرالزماںؐ کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کیا تو ہزاروں فرزندانِ اسلام نے ایک تحریک 'تحریک ختمِ نبوّت'' کے نام سے شروع کی جس میں آپ نے اپنی بساط سے بڑھ کر حصّہ لیا اور اپنی جان سے بے نیاز ہو کر ناموسِ مصطفٰے کی حفاظت کی۔
آپ نے ان دشمنانِ اسلام کا زور توڑنے کے لیے اور لوگوں کو صحیح تعلیماتِ اسلام سے روشناس کرانے کے لیے دن رات ایک کر دیا اور ہر روز مختلف مقامات پر خطاب کر کے لوگوں کو ان دشمنانِ اسلام کے خلاف اکساتے۔
اسی طرح ایک دفعہ عوام النّاس کا جمِ غفیر آپ کی راہنمائی میں ایک پلیٹ فارم پر جمع تھا کہ پولیس نے گھیراؤ کر لیا۔ چونکہ آپ اس تحریک کو کامیاب کرانے اور ناموسِ مصطفٰے کا تہیہ کیے ہوئے تھے اور ہر حالت میں اسٹیج پر پہنچ کر عوام کو آگے بڑھنے اور نام نہاد قادیانی گروپ کو کچلنے کے لیے ہدایات دینا چاہتے تھے اس لیے آپ بھیس بدل کر پولیس کا محاصرہ توڑتے ہوئے اسٹیج تک پہنچے اور ببانگ دہل لوگوں کو اس تحریک کے مقاصد سے آگاہ کیا۔ ان دنوں اسی طرح اور بھی مقامات پر آپ مختلف تدبیروں سے وقتِ مقررہ پر مسند پر جلوہ افروز ہو کر لوگوں کے دلوں میں دینِ اسلام کی حقانیّت اور رسالت مآب کی عظمت اجاگر کرتے رہے۔ الغرض آپ کو اسلام کی خاطر جس قدر بھی ایثار کرنا پڑا آپ نے برضا و خوشی کیا۔
پھر جب اس تحریک نے مُلک گیر تحریک کا رُوپ دھار لیا اور اس کے مقاصد سے پاکستان کا بچّہ بچّہ آگاہ ہو گیا تو آپ نے اپنے آپ کو حکومت (پولیس) کے حوالے کر دیا۔
مجھے یاد ہے کہ جیل میں آپ کو کس قدر کٹھن اور سخت صبر و آزمائش کا سامنا

Marfat.com

کرنا پڑا۔ خدا نے اپنے اس عاشقِ رسول کی آزمائش کے لیے آپ کے دو بیٹوں کو ایامِ طفلی ہی میں اپنے پاس بلا لیا۔

ہمارے لیے کس قدر مشکل ساعتیں تھیں۔ بھائی! ناموسِ مصطفیٰ کی حفاظت کرنے کی پاداش میں جیل میں تھا۔ والدہ ان کی جدائی میں بے چین اور نڈھال ہوئی تھیں اور بھتیجوں کی اس ناگہانی موت سے ہم سب کی رہی سہی ہمّت و طاقت ختم ہو رہی تھی۔ لیکن آفرین ہے اس شخص پر جو اپنے جگر کے دونوں ٹکڑوں کے جدا ہو جانے کے باوجود اپنے مشن سے ایک پل بھی غافل نہیں ہوا۔ اس آزمائش کو مشیت ایزدی خیال کر کے نہایت صبر و استقلال سے برداشت کیا صرف اس لیے کہ آپ عشقِ مصطفیٰ کے اس بنیادی اصول سے واقف تھے۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں ؐ اسے اس کے والدین اور اولاد اور سب لوگوں سے بڑھ کر محبوب ہو جاؤں۔"

(حدیث نبویؐ)

تقریباً دس ماہ اسیر رہ کر یہ عندلیبِ چمنستانِ رسولؐ شانِ مصطفیٰ کے نغمے گاتا ہوا باعزت طریقے سے رہا ہو کر آیا اور دوبارہ پہلے سے بڑھ کر نئے جوش اور ولولے سے آنحضورؐ کی مدح سرائی کرنے لگا۔ بھائی جان فارغ وقت میں مطالعہ قرآن و حدیث کرتے۔ وقت کا زیاں آپ کو کبھی گوارا نہ ہوا۔ پڑھتے لکھتے رہنا آپ کی عادت ہو گیا تھا۔ اکثر جب نمازِ عشاء کے بعد خطاب کر کے نصف شب کے بعد گھر تشریف لاتے تو نمازِ فجر تک اسلامی کتب کا مطالعہ کرتے۔ آپ کا مطالعہ اس قدر وسیع تھا کہ آپ مسائل کے جزئیات کو بھی ایسے مدلل انداز اور شواہد کے ساتھ پیش کرتے کہ ان کا سامع تشنہ نہ رہتا بلکہ اس کے ذہن میں پیدا شدہ تمام سوالات کا جواب مل جاتا۔ یہ آپ ہی کا کمال تھا کہ نبی آخر الزماں کے ایک ایک پہلو پر کئی کئی

Marfat.com

گھنٹے مدح سرائی کرتے رہتے۔

آپ کی ان خداداد صلاحیتوں سے جہاں ہزاروں معتقدین آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے وہاں چند حاسدان اور دشمنان اسلام نے بھی جنم لیا۔

پہلے پہل ان گستاخان رسول نے آپ کو حق کی آواز بلند کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔ پھر انہوں نے دھمکی آمیز خط ارسال کرنا شروع کر دیئے کہ قتل کر دیئے جاؤ گے تمہیں ختم کر دیا جائے گا۔

لیکن یہ شاید یہ حاسد اور نادان لوگ یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کس شخصیت کو دھمکی دے رہے ہیں۔ ایسی شخصیت ..... اس عظیم ہستی کو جسے ناموس مصطفےٰ کی حفاظت کے مشن کے دوران اس کے دو بیٹوں کی وفات بھی ان کے پایۂ استقلال میں لغزش نہ پیدا کر سکی۔ بھلا وہ اپنی زندگی کی خاطر کس طرح اس راہِ ہدایت سے ہٹ سکتے تھے۔

مجھے یاد ہے کہ جب ہم کبھی کبھار خوفزدہ ہو کر دبے الفاظ میں انہیں اس قدر خطاب کرنے سے روکنے کی ناکام کوشش کرتے تھے یا کبھی ان کی صحت کے لیے آرام کرنے کو کہتے تھے تو وہ کہا کرتے تھے۔

" موت کا ایک دن مقرر ہے۔ موت کی عالمگیر حکومت کے آگے کسی کا بس نہیں چلتا اس لیے میں کیونکر اس سے ڈر کر اپنے مشن سے کوتاہی کروں یا سستی دکھاؤں۔"

چنانچہ انہوں نے اپنا یہ موقف سچ کر دکھایا اور تادم زیست اپنا یہ مذہبی فریضہ انجام دیتے رہے۔ افسوس کہ ذات باری تعالےٰ کہ جس کی قدرت انسانی عقل و دانش سے وراء الوراء ہے اس سے بے نیاز ہو کر "کہ ابھی دنیا کو ان کی ضرورت ہے" ان کو اپنے حضور بلوالیا اور یہ آفتاب اہلسنت نصف النہار پر پورے جوبن سے جلوہ گر تھا۔ اچانک ہماری نظروں سے روپوش ہو گیا اور دنیا کے لیے ایک ایسا خلا پیدا کر گیا جس کو پُر کرتے ہوئے دن نہیں ..... مہینے نہیں ..... سال نہیں بلکہ صدیاں بیت جائیں گی۔

Marfat.com

جناب صوفی محمد عالم راولپنڈی

۱۹۵۴ء کا واقعہ ہے۔ بندہ کو آپ مبارک ساتھ لے گئے حضرت قبلہ بڑے شاہ صاحب کے پاس کرمانوالے تشریف لے گئے۔ قبلہ شاہ صاحب نے آپ مبارک سے نعت مبارک سنانے کو فرمایا۔ آپ نے نعت مبارک سنائی عجب روحانی سماں تھا۔ نماز کا وقت ہوا۔ قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے محترم اکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بازو پکڑا اور فرمایا کہ امامت آپ کریں۔ لہذا حضرت قبلہ شاہ صاحب و ہم سب نے نماز ادا فرمائی۔ بندہ آپ مبارک کے وعظ مبارک میں بہت شوق سے حاضری دے کر فیض یاب ہوا کرتا تھا جس سے روحانی تقویت ہوتی تھی اور آپ کا وعظ مبارک سننے والے دیوانے اتنے عشق رسول میں محو ہوتے تھے کہ بہت نورانی منظر ہوتا تھا۔

۱۵ / اپریل ۱۹۸۴ء کو راولپنڈی کی مجلس سے ختم ہونے کے بعد اکٹھے بیٹھے بیس پچیس افراد موجود تھے ایک صاحب نے فرمایا کہ حضرت آپ نے دعا فرمائی تھی میرے ہاں لڑکا پیدا ہونے کی جو کہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا آپ کی دعا کی برکت سے زیادہ کیا لکھوں آپ مبارک کی تمام عمر دین کی کامیابی کے لیے گزری۔ بندہ آپ مبارک کو بطورِ مرشد پیر تصور کرتا ہے۔ کرتا رہے گا۔

آپ جب راولپنڈی تشریف لاتے اور ہماری درخواست منظور فرماتے جب کبھی ہمارے گھر تشریف لاتے ہیں عید کا سماں معلوم ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

Marfat.com

جناب حاجی شیر محمد چشتیاں

انسان جب چلا جاتا ہے تو اس کی قدر و منزلت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس
کی شان عظمت کا اس کے چلے جانے کے بعد ہی پتہ چلتا ہے۔ ہمارے لیے
سوائے کف افسوس ملنے کے اب کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ حضرت موصوف
(اللہ ان پر کروڑوں رحمتیں فرمائے) نہایت ہی ملنسار، ہنس مکھ اور خوش
طبع انسان تھے۔

اخلاق کریمانہ میں مقدور بھر ظرافت کی چاشنی اور شگفتگی کی آمیزش
برقرار رکھتے تھے اور کبھی کسی سخت سست بات کا ملال نہ فرماتے بلکہ نہایت
نرم اور مخصوص انداز دلبرانہ سے متکلم کی تسلی و تشفی فرما دیتے تھے۔

ان کے ساتھ گزرے ہوئے لمحے دل پر نقش ہیں۔ میرے وہ بہنوئی تھے
اور یہ نسبت باعث افتخار رہی ہے۔ ان کی چشتیاں آمد پر میرے والد مرحوم
یوں خوش ہوتے جیسے عید کا موقع ہو۔ خوددار و وضع دار تھے۔ نہایت سادہ
مگر دل میں اتر جانے والے۔ ان کا تمام تر شغف دین سے تھا۔ وہی ان کا اوڑھنا
بچھونا تھا۔ ان کے جانے سے ہمارا آنگن ہی نہیں یہ پورا ملک سونا سونا لگتا ہے

Marfat.com

جناب **چوہدری نور احمد مقبول**

مصنف خزینۂ کرم لاہور

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝

(ترجمہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے۔ اللہ تعالےٰ مخلوق کے دلوں میں اُن کے لیے محبت ڈال دے گا۔) (پ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۹۶)

اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی اصلاح احوال کے لیے پے در پے انبیا علیہ السلام کو بھیجتا رہا۔ تا آنکہ فخر الاوّلین والآخرین مدنی تاجدار محبوب کردگار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور دین حق مکمل ہو گیا۔ آنحضرت پر نبوت ختم ہو گئی۔ سردار دو عالم نے کفر و الحاد ظلم اور شرک بداخلاقی اور بے حیائی کی تہہ در تہہ ظلمتوں کو دور کر کے دنیا کو جو ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا مجسمہ بن چکی تھی۔ ایک ایسا حکیمانہ نظامِ اسلام دیا کہ انسان قرب الٰہی اخوت مساوات اور شرف انسانی کے راستہ پر گامزن ہو گئے۔ سید الانبیاء کا امتیاز اتنا روشن اور بے مثال ہے کہ H. G. WELLS جیسا متعصب انگریز بھی اعترافِ حقیقت کرنے پر مجبور ہو گیا اور لکھا کہ "اخوت اور مساوات کے وعظ تو ہر پرانی کتاب میں ملتے ہیں مگر تاریخ نوع انسانی میں پہلی بار ان اصولوں پر مبنی نظام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی کر کے دکھایا۔

Marfat.com

شیطان انسان کا ازلی کھلا دشمن ہے۔ ظاہری زمانہ نبوت سے جوں جوں بعد ہوتا گیا۔ لوگ شیطان کے دام تزویر میں آنے لگے تبلیغ اور اصلاح کا کام اب اولیاء کرام کے سپرد ہوا۔ کیونکہ مقبولان بارگاہِ الٰہی پر شیطانی داؤ نہیں چلتا (اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ سورت بنی اسرائیل ایت ۶۵) (اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ آیت ۸۳ سورۃ الزمر پارہ ۲۳) اور اولیاء امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد بنی اسرائیل ہیں۔ ریاضت اور تقویٰ کے باعث اس طائفہ کے اندر ایک وصف محبوبیت پیدا ہو جاتا ہے کہ دنیا والے ان سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ خدا کے یہ برگزیدہ بندے انسانوں کو شیطان لعین کے دام تزویر سے بچاکر صراط مستقیم پر چلاتے ہیں۔

زمانہ قریب میں ایسی ہی ایک بزرگ ہستی ضلع فیروز پور کے قصبہ کرمونوالا شریف میں تولد ہوئی۔ جس کا نام نامی واسم گرامی قطب زمانہ غوث یگانہ حضرت گنج کرم بخش سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب بخاری" المعروف حضرت کرمانوالے ہے۔ طبعی استعداد اور پھر اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری کے فیض نظر سے ان سے وہ وہ کرامتیں ظہور میں آئیں کہ لوگوں کو محبوب سبحانی غوث صمدانی شہباز لامکانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا زمانہ ایک بار پھر نظروں کے سامنے آگیا۔ قیام پاکستان کے بعد حضرت کرمانوالے پکا چک ۵۶-۲ ایل نزد اوکاڑا مقیم ہوئے اور آپ کی نسبت سے یہ قصبہ حضرت کرمانوالا مشہور ہوگیا۔

حضرت مولانا حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑہ کے برلا ہائی سکول میں معلم دینیات تھے۔ حافظ صاحب سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں برادر شیر ربانی حضرت میاں غلام اللہ ثانی لاثانی شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت تھے اور ان کے محبوب مریدوں میں سے تھے۔ اکثر قبلہ حضرت کرمانوالے کی خدمت میں آتے اور آپ کو نعت خوانی سے محظوظ کرتے۔ ان دنوں حافظ صاحب ا...

Marfat.com

المدارس اوکاڑا میں درس نظامی کی تکمیل بھی کرتے رہے اور منٹگمری کی جامع مسجد مہاجرین میں اجتماع جمعہ سے خطاب بھی فرماتے جو مثالی اجتماع ہوتا۔ سرورِ کونینؐ کی ثناخوانی حضرت کرمانوالےؒ کی روحانی غذا تھی ۔ مدح وثنائے رسولؐ ایک نسخہ کیمیا تھا کہ قبلہ حضرت کرمانوالے حافظ صاحب پر بہت مہربان ہو گئے ایک دن آپ نے حافظ محمد شفیع صاحبؒ سے دریافت فرمایا۔ اسکول میں آپ کی تنخواہ کیا ہے۔ حافظ صاحب نے عرض کیا حضور ۸۰ روپیہ۔ قبلہ صاحب حضرت کرمانوالےؒ نے فرمایا ۔ نہیں مولوی جی آپ کی تنخواہ ۴۰۰ روپیہ ہونی چاہیئے۔ ایک مردِ حق کی زبان سے نکلی ہوئی بات پوری ہونے والی تھی ۔ مولانا حافظ محمد شفیع صاحب مجالس شہادت امام عالی مقام کے سلسلہ میں ماہ محرم الحرام میں اپنے استاد علامہ غلام علی اوکاڑوی کی معیت میں کراچی گئے ۔ رب قدیر نے آپ کی تقریر میں کچھ ایسی تاثیر اور آپ کے بیان میں کچھ ایسی ساحرانہ قوت اور کشش رکھی تھی کہ سامعین کے دلوں میں حافظ صاحب کے لیے ایک گونہ محبت پیدا ہو جاتی۔ کچھ ایسی محبت جس کا وعدہ رب العزت نے سورۃ مریم کی آیت ۹۶ میں کیا ہے۔ یہی آیت زیرِ عنوان درج ہے ۔ یہ محبت صدقہ ہے اُن محبتوں کا جو مائی آسیہ کے دل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے اور مائی حلیمہ سعدیہ کے دل میں رحمت دوعالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پیدا ہوئی تھی ۔ اہل کراچی نے حافظ صاحب کو سنا دیوانے ہو گئے اور کراچی کی سب سے بڑی نیومیمن مسجد بندر روڈ کی امامت وخطابت کے لیے اصرار کیا اور چار سو روپیہ تنخواہ ماہانہ کی پیشکش کی۔ حافظ صاحب قبلہ حضرت کرمانوالے کی بارگاہ میں آئے تو حضرت نے فرمایا "حافظ جی! ہم نے کہا تھا کہ آپ کی تنخواہ چار سو روپیہ ہونی چاہیئے ۔ آپ کراچی ضرور جائیں اور رسول اللہ کے دین کی خدمت کریں۔ ؎

خدا کے کام دیکھو کیا بعد ہے کیا پہلے ۔ نظر آتا ہے مجھ کو بدر سے غارِ حرا پہلے

(اکبر الہ آبادی)

Marfat.com

حضرت کرماں والے قبلہ کے حکم سے مولانا حافظ محمد شفیع کراچی آگئے۔ کراچی میں آپ کو مولانا اوکاڑوی کہا جانے لگا۔ یہ عرفیت شہرہ آفاق ہوئی۔ کراچی مرکز سے آپ نے مسلک حنفی اہلسنّت و جماعت کی دل پذیر انداز سے اشاعت کی کہ ہر طرف سے نعرہ ہائے تحسین بلند ہوئے اور کراچی سے پاکستان کے گوشے گوشے میں آپ ایک بلند پایہ خطیب، ممتاز ترین مصنّف اور عالم باعمل کی حیثیت سے مشہور ہو گئے اور "خطیب پاکستان" کے معزز لقب سے ملقب ہوئے کراچی جاتے ہی آپ نے جماعت اہلسنت کی بنیاد ڈالی اور اس کے امیر مقرر ہوئے اور تمام عمر کاروان اہلسنت کی قیادت کرتے رہے۔ جمعیتِ علمائے پاکستان میں شامل ہوئے تو جماعت کی روح رواں بن کر ابھرے اور کراچی میں ایک نووارد درویش کامل کراچی والوں کا ترجمان بن کر قومی اسمبلی میں پہنچ گیا۔ بعد میں ان کی دینی و ملّی نمایاں خدمات کے اعتراف میں انہیں وفاقی مجلس شوریٰ میں شامل کیا گیا۔ دین متین کی اشاعت کے لیے متعدد بلند پایہ کتب تصنیف کیں اور بیش بہا لائبریری کا اہتمام کیا اور ملک بھر میں متعدد دینی درس گاہیں قائم کیں ۔

انسان کا مقصدِ حیات صرف خدا شناسی نہیں بلکہ خدا تک پہنچنا ہے یعنی قرب الٰہی اور یہ مقام بجز اتباع اسوۂ حسنہ اور عشقِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل نہیں ہو سکتا۔ عشقِ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کشاں کشاں بار بار مدینۃ النبی لے گیا۔ وہاں سے آپ مقاماتِ مقدسہ کی زیارت سے مستفیض ہوتے ہوئے سیدنا غوث الاعظم کی نگری بغداد شریف پہنچے۔ یہاں آپ کا قیام گیارہ دن کا تھا۔ ان کے دل میں یہ خواہش تھی اگر غوث پاک کی زیارت نصیب ہو جائے تو زہے قسمت۔ اسی تمنا کو لے کر مولانا حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی ہر روز بعد نماز عشاء درگاہ عالیہ کے سجادہ نشین نقیب الاشراف حضرت سید ابراہیم گیلانی کی معیت میں دربار پر حاضری دیتے اور ان مبارک

Marfat.com

ساعتوں میں غوث پاک کی طرف متوجہ ہو کر دلی تمنا کا اظہار کرتے۔ راتیں اور دن گزرتے گئے مگر نخل امید بار آور نہ ہوا۔ گیارہویں رات محترم مولانا نے کچھ اس طرح عرض کی کہ آپ تو سخی مشہور ہیں۔ میں نے ولایت تو نہ مانگی تھی۔ صرف زیارت کا طلب گار ہوں۔ میں تو آپ کی محبت میں اعدائے دربار غوثیہ سے لڑ جاتا ہوں اور آپ کا پرچم بلند رکھنے کے لیے جان کی بازی لگا دیتا ہوں۔ تعجب ہے کہ میری آرزو کی پذیرائی نہیں ہوئی۔ صبح میں یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا۔ نہیں معلوم پھر حاضری نصیب ہو یا نہ ہو۔ میرا کچھ بس نہیں۔ ناز و نیاز اور شکوہ و اشتیاق میں ڈوبی ہوئی التجا شرف قبولیت پا گئی۔ حافظ صاحب جب اپنی قیام گاہ پر پہنچے اور بستر استراحت پر لیٹے تو عالم خواب میں ایک نورانی تخت نظر آیا جس پر حضرت کرمانوالے متمکن تھے۔ آپ کو جلوہ افروز دیکھ کر حافظ صاحب بہت خوش ہوئے اور قبلہ حضرت کرمانوالے نے بھی اپنے مخصوص دلبرانہ انداز میں تبسم فرمایا۔ صبح دم جب حضرت حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی بیدار ہوئے تو بے حد مسرور تھے۔ دل میں خیال کیا کہ غوث پاک نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ زمانے کے غوث کو دیکھنے کے باوجود ہمیں دیکھنے کی آرزو ہے۔ ان کو دیکھنا ہمیں ہی دیکھنا ہے۔ مولانا محترم کو طمانیت و تسکین حاصل ہوئی اور تخت غوثیہ پر حضرت قبلہ کرماں والے کو متمکن دیکھ کر ان کی عظمت ولایت پر یقین اور پختہ ہو گیا۔ جب مولانا صاحب پاکستان واپس آئے تو ابھی یہ خواب کسی سے بیان نہیں کیا تھا۔ وطن واپس آتے ہی شوق زیارت میں قبلہ حضرت کرمانوالے کی خدمت میں قدم بوسی کے لیے حاضر ہوئے۔ حافظ صاحب قبلہ کو دیکھتے ہی حضرت کرماں والی سرکار جو سلام میں پہل فرماتے، بعد سلام خود ہی فرمایا۔ حافظ جی! آپ نے غوث پاک کو دیکھا، تخت پر بیٹھے ہوئے تھے! مولانا محترم کی آنکھوں سے اشکوں کے موتی گر رہے تھے۔ مولانا اوکاڑوی صاحب نے حاضرین کو اپنا یہ خواب سنایا اور حضرت کرماں والی سرکار کے چہلم کے اجتماع میں بھی بیان کیا۔ حضرت

Marfat.com

مولانا اوکاڑوی صاحب حضرت کرماں والی سرکار کی زندہ کرامت تھے اور آپ ہی کے فیض باطنی سے حضرت خطیب پاکستان قبلہ نے علماء ربانین اور عاشقان رسول مقبول کی صف میں نمایاں مرتبت حاصل کی ہے

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مولانا حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی بلند اخلاق، نیک سیرت باکردار ملنسار اور خوش گفتار انسان تھے۔ ایک مرد مومن کے تمام اوصاف کے حامل اسلام کے بیباک اور نڈر سپاہی تھے کہ دشمن بھی مدح تھے۔ قاتلانہ حملوں اور دھمکیوں کے باوجود حق پر مستقیم رہے۔ عارضہ قلب کے باوجود دن رات ہر وقت مصروف عمل رہنے سے صحت بہت کمزور ہو گئی تھی مگر آخری لمحے تک تبلیغ و توسیع دین میں مشغول رہے۔ بالآخر ۵۵ سال کی عمر میں ۲۱ رجب ۱۴۰۴ھ بوقت فجر درود سلام پڑھتے ہوئے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡن۔ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے قرب خاص میں بلند ترین مقام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ہرگز نہ میرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما!

Marfat.com

مولانا احمد علی قائد شرقپوری شرقپور شریف

خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت قریب سے دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت شرقپور شریف کے ہر فرد سے اس قدر پیار سے ملتے تھے کہ دیکھنے والے حیران ہو جایا کرتے تھے یہ پیار آپؒ کی اپنے مرشد خانہ سے والہانہ عقیدت کا اظہار تھا اور جو کچھ آپ کو ملا۔ اسی سبق کے یاد ہونے سے ملا۔ بندۂ ناچیز راقم الحروف کراچی میں آپ کے یہاں پی ای سی ایچ سوسائٹی والے بنگلہ نورانی منزل میں پہلی مرتبہ ۱۹۶۷ء میں حاضر ہوا۔ جس شفقت کا اظہار آپ نے فرمایا الفاظ میں اس کا بیان ناممکن ہے۔ ہر ملاقاتی سے آپ فرماتے یہ شرقپور شریف سے تشریف لائے ہیں اور مدینہ منورہ جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب مدینہ طیبہ آپ پہنچ جائیں تو حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کے فوراً بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقبولِ بارگاہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی قادری کے در دولت پر ضرور حاضری دیں۔ مزید فرمایا کہ مدینے والے ان کو یوں پکارتے ہیں۔ مقبول بارگاہِ سید المرسلینؐ حضرت مولانا ضیاء الدین۔ اور پھر اپنے مرشدِ کامل حضرت ثانی لاثانی سرکار شرقپوریؒ کا اسم مبارک زبان پر لاتے ہی

Marfat.com

آبدیدہ ہوگئے۔ فرمانے لگے جب میں پہلی مرتبہ شرقپور شریف میں اپنے والد صاحب کے ہمراہ حاضر ہوا تو میں نے حضرت ثانی لاثانی ؒ سے عرض کیا حضرت میں نعت پڑھتا ہوں تو لوگ توجہ سے نہیں سنتے حالانکہ میری آواز ٹھیک ٹھاک ہے۔ یہ سن کر حضرت ثانی لاثانی ؒ مسکرا دیئے اور فرمایا حافظ صاحب آپ لوگوں کو نعت سناتے ہیں وہ توجہ سے نہیں سنتے۔ تم کو ایک نسخہ بتاتا ہوں اس پر عمل کرو تو انشاء اللہ بڑے کرم ہوں گے۔ آپ جس وقت نعت پڑھنے لگیں تو آنکھیں بند کر لیا کریں اور یوں سمجھیں جس کی نعت ہے ان کو سنا رہا ہوں اور مزید فرمایا حافظ جی زیادہ تر کون سی نعت پڑھتے ہو۔ خطیب پاکستان نے عرض کیا کہ ابوالنور مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں والے کا کلام "شہد سے میٹھا محمدؐ نام" زیادہ پڑھتا ہوں۔ خطیب پاکستان نے فرمایا۔ میں نے اپنے مرشدِ کامل کے بتائے ہوئے نسخہ پر عمل کیا تو پہلی ہی محفل میں لوگ فریفتہ ہو گئے اور اس کے بعد آج تک لوگ مجھے اس نعت کی فرمائش کر کے سنتے ہیں۔ یہ سب میرے مرشدِ کامل کی نگاہ کرم کا اثر ہے۔ خطیب پاکستان یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ عجیب کیفیت تھی۔ جب ذرا سنبھلے تو فرمانے لگے اگر میرے مرشد کامل آج حیات ظاہری میں ہوتے تو یہاں لا کر ساری کراچی بلکہ سارا سندھ آپ کی بیعت کرا دیتا۔

یہ نعت جس کا مطلع "شہد سے میٹھا محمدؐ نام" ہے۔ بندہ ناچیز نے خود دیکھا کہ شرقپور شریف میں شیرِ ربانی برادرِ ثانی لاثانی اعلیٰحضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری ؒ کے سالانہ عرس مبارک پر دو اور تین ربیع الاول کی درمیانی شب کو خطیب پاکستان ؒ تمام عمر احباب کی فرمائش پر باقاعدگی سے سناتے رہے۔ وصال سے دو سال قبل جب عرس مبارک پر تشریف لائے تو شرقپور شریف کی تاریخی اور قدیمی جامع مسجد غوثیہ ٹاہلی والی میں عرس مبارک کے اختتام پر دوسری رات وعظ فرمایا۔ طبیعت ناساز تھی اس کے باوجود

Marfat.com

آپ نے ڈھائی گھنٹے وعظ فرمایا۔ جب تقریر ختم ہوئی تو لوگوں نے نعت کی فرمائش کی۔ آپ نے فرمایا۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے دوسرا ڈاکٹروں نے اب زور لگانے سے بھی منع کیا ہے اور نعت شریف پر بڑا زور لگانا پڑتا ہے۔ احباب کا مطالبہ تھا کہ حضرت بغیر زور لگائے ہی سنا دیں۔ تاکہ پرانی یاد تازہ ہو جائے۔ آپ نے میری طرف اشارہ فرمایا۔ دراصل یہ اشارہ مندرجہ بالا حقیقت کی جانب اشارہ تھا۔ پھر آپ نے چند اشعار نعت شریف کے سنا کر مجمع پر رقت طاری کر دی۔ سبحان اللہ

۱۹۶۹ء میں بندہ ناچیز دوبارہ مدینہ طیبہ حاضری کے لیے تیاری کر کے اپنی والدہ محترمہ مخدومہ مدظلہا سے اجازت لے کر شرقپور شریف سے کراچی پہنچا آپ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا آج بھٹ جزیرہ میں تقریر ہے لانچ میں بیٹھ کر جائیں گے۔ نماز مغرب کے بعد گھر پر کھانا کھایا اور پھر کیماڑی روانہ ہو گئے۔ کیماڑی سے لانچ میں بیٹھ کر بھٹ جزیرہ کی جانب روانہ ہوئے تو دور سمندر میں سبز روشنیوں میں ملبوس ایک نہایت شاندار مسجد نظر آئی۔ ناچیز نے حضرت خطیب پاکستانؒ سے عرض کیا جناب یہ کونسی مسجد ہے جو دلہن کی طرح سجی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ آج اسی مسجد میں ہماری تقریر ہے آپ نے راستے میں فرمایا۔ جہاں اب لانچ جا رہی ہے واپسی پر یہاں پانی نہیں ہوگا اور سب دلدل ہو گی۔ یہاں کے لوگ آپ کو گود میں اٹھا کر لانچ تک لائیں گے۔ یہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم کے شیدائی ہیں۔ میں نے عرض کیا یہ پانی کہاں چلا جائے گا۔ آپ نے فرمایا۔ پانی پیچھے ہٹ جاتا ہے اور نیچے دلدل نکل آتی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ دعا فرمائیں کہ آج پانی کم نہ ہو آپ نے فرمایا کیوں؟ میں نے عرض کیا حضرت کسی کی گود میں سوار ہو کر جانا مجھے اچھا نہیں لگتا۔ آپ نے فرمایا۔ دعا ہم کرتے ہیں آمین تم کہو۔ آپ نے وہیں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ قرآن پاک کی چند آیات پڑھیں۔ ہم سب

Marfat.com

لوگ جو لانچ میں موجود تھے آمین کہی۔ اتنے میں لانچ سیڑھیوں کے ساتھ جا لگی جو کہ بھٹ جزیرہ کی آمد کی خبر تھی۔ ہم سیڑھیوں پر چڑھے اور وہاں سے مسجد تک جا پہنچے۔ نماز عشاء باجماعت ادا کی۔ یہاں پر عجب سماں تھا۔ جس کی تصویر بیچارے الفاظ نہیں کھینچ سکتے۔ بہر کیف نماز کے بعد تلاوت اور نعت کے بعد خطیب پاکستان کا نورانی بیان ہوا۔ لوگ سن کر جھوم جھوم گئے۔ آج تو سمندر کی لہروں سے بھی مرحبا اور سبحان اللہ کے نعرے صاف سنائی دے رہے تھے۔ جب یہاں سے فارغ ہو کر واپسی کے لیے سیڑھیوں تک آئے تو سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ آپ نے یہ منظر دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ فرمایا۔ لو جناب آپ گودیں سوار ہونے سے بچ گئے۔ سارا راستہ لانچ میں بیٹھے ہوئے بار بار یہی فرماتے رہے کہ خلوص نیت سے کی ہوئی دعا بارگاہ ربوبیت میں ضرور قبول ہوتی ہے۔ اسی طرح سے ہی پیاری پیاری باتیں کرتے ہوئے نورانی منزل پر تشریف لے آئے اور حسب عادت کتب خانہ میں مطالعہ میں مصروف ہو گئے اور بندہ آپ کے سامنے بیٹھا کبھی آپ کی زیارت کرتا اور کبھی اپنی تالیف "آفتاب ولایت" سوانعمری اعلیحضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری کی ورق گردانی کرنے لگ جاتا۔ حتیٰ کہ تہجد کا وقت ہو گیا اور آپ اندر اپنے کمرے میں نوافل کی ادائیگی کے لیے تشریف لے گئے۔

صبح جب ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ کراچی کیسے آنا ہوا۔ بندہ نے عرض کیا حج پر جانے کا ارادہ ہے۔ آپ پورٹ حج آفیسر سے ایک سیٹ کی اجازت لے دیں۔ آپ زیر لب مسکرائے اور باقاعدہ دو تین ہفتے تک ہر روز مختلف پر مجھے وعظ میں ساتھ لے جاتے رہے۔ جب آخری جہاز جانے میں چند دن باقی رہ گئے تو میں نے اصرار کیا کہ میرا کام ہونا چاہیئے۔ میں نے ضرور مدینہ طیبہ جانا ہے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ لیکن میری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ اس کے بعد دن میں کئی مرتبہ عرض کرتا تو آگے سے

Marfat.com

یہی فرماتے نیت المومن خیر من عملہ اور مجھے خاموش کر دیتے یہاں تک کہ آخری جہاز بھی روانہ ہو گیا۔ ادھر میری والدہ محترمہ کا خط پہنچا کہ اگر تم مدینہ پاک نہیں جا سکے تو فوراً گھر شرقپور شریف آجاؤ۔ حضرت خطیب پاکستان سے اجازت طلب کی تو جواب نفی میں ملا۔ آپ نے فرمایا چند دنوں کے بعد ٹنڈو آدم سکھر اور احمد پور شرقیہ کے دورہ پر جانا ہے وہاں سے آپ گھر کی طرف روانہ ہو جانا اور میں واپس کراچی آجاؤں گا۔ بندہ پھر خاموش ہو گیا۔ خدا خدا کر کے آپ دورہ پر نکلے۔ ریل گاڑی میں آپ نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ کی شان میں ایک طویل منقبت لکھی جو کہ طبع ہو چکی ہے۔ جب ہم احمد پور شرقیہ پہنچے تو ایک گھنٹہ قبل خوب بارش ہو کر آسمان بالکل چاندی کی طرح چمک رہا تھا۔ بہت سے احباب ریلوے اسٹیشن ڈیرہ نواب پر استقبال کے لیے موجود تھے اور سب خوش ہو رہے تھے کہ آپ کی آمد سے موسم نہایت خوشگوار ہو گیا حالانکہ اس سے قبل سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ احمد پور شرقیہ پہنچتے ہی آپ نے فرمایا یہاں سے اُچ شریف کتنی دور ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ قریب ہی ہے تقریباً اٹھارہ بیس میل۔ آپ نے فرمایا وہاں جانے کا ارادہ ہے لیکن موٹر کار بالکل نئی ہونی چاہیئے کیونکہ وہاں پہلی حاضری ہے۔ ایک نوجوان آگے بڑھا اس نے عرض کیا۔ حضرت آج ہی نئی موٹر کار خریدی ہے اور چاہتا تھا کہ آپ ہی اس میں سب سے پہلے تشریف فرما ہوں۔ تو جناب یہ تو ہماری دلی خواہش بحمد اللہ پوری ہو گئی۔ ہم چائے پینے کے بعد فوراً روانہ ہوئے اور نئی موٹر کار نے تھوڑے ہی وقت میں اُچ شریف پہنچا دیا۔ عصر کی نماز پڑھی اور مزار مبارک جہانیاں جہاں گشت پر آپ مراقب بیٹھے رہے۔ حتیٰ کہ مغرب کی اذان ہونے لگی۔ آپ کی اقتدا میں نماز مغرب ادا کی گئی۔ اور اس کے بعد آپ نے حضرت سید عبدالقادر ثانیؒ کے مزار مبارک پر حاضر ہونے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ معلوم ہوا کہ وہاں دروازہ مغرب کی

Marfat.com

اذان کے ساتھ ہی بند کر دیا جاتا ہے اور پھر دوسری صبح کھلتا ہے۔ اور چابی مخدوم صاحب کے پاس پہنچا دی جاتی ہے۔ مخدوم صاحب کو جب آپ کی آمد کی خبر ہوئی تو چابی لے کر خود پہنچے اور دروازہ کھول دیا۔ جن لوگوں نے بغداد شریف میں حضرت پیران پیر غوث پاک شہنشاہ بغدادؒ کے روضہ مبارک پر حاضری دی ہوئی تھی۔ وہ حلفیہ بیان کر رہے تھے کہ یہاں عبدالقادر ثانیؒ کے مزار مبارک پر بغداد شریف والی ہی کیفیت ہے۔ یہاں سے خطیب پاکستان حضرت مخدوم صاحب کی دعوت پر اس جگہ تشریف لائے جہاں تبرکات رکھے ہوئے تھے۔ حضرت غوث پاک شہنشاہ بغدادؒ کا جبہ مبارک یہاں موجود تھا خطیب پاکستان نے حضرت مخدوم صاحب سے فرمایا۔ یہ جبّہ تو مجھے ملنا چاہیئے۔ مخدوم صاحب نے خاموشی اختیار کی تو آپ نے جلدی سے اس کا ایک بٹن اتار کر اپنے پاس رکھ لیا اور وہاں سے ہم احمد پور شرقیہ پہنچ گئے رات بعد نماز عشاء آپ کا نورانی بیان ہوا اور تقریر کے فوراً بعد آپ ڈیرہ نواب ریلوے اسٹیشن پر تشریف لائے تو بندہ نے پھر اجازت طلب کی مگر آپ زبردستی مجھے اپنے ساتھ دوبارہ کراچی لے آئے اور فرمایا اپنی والدہ محترمہ کو ہمارا سلام لکھو اور خط میں لکھ دو کہ عید الضحیٰ کراچی میں کروں گا۔ بندہ نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی اور عید الضحیٰ کراچی میں آپ کے پی ای سی ایچ سوسائٹی والے بنگلے میں ہی منائی

ایک روز آپ نماز جمعہ کے لیے گھر سے نکلے ڈرگ روڈ جو کہ آج کل شاہراہ فیصل کے نام سے مشہور ہے اس روڈ پر آپ آکر کھڑے ہو گئے ان دنوں حضرت خطیب پاکستان ٹیکسی میں جمعہ پڑھانے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کچھ تو گھر سے ذرا سی دیر ہو گئی اور پھر سڑک پر کافی دیر کھڑا رہنے کے بعد کوئی ٹیکسی نہ ملی۔ آپ کے ہمراہ آپ کے چھوٹے صاحبزادہ جناب حامد ربانی بھی تھے اور فرماتے تھے ابا جان ڈاٹسن میں بیٹھ کر جانا ہے۔ خطیب پاکستان نے فرمایا۔ برخوردار آج تو ٹیکسی ہی نہیں مل رہی اور تم ڈاٹسن میں سفر کے خواہش مند

Marfat.com

ہو۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میں خود بھی یہ شعر پڑھتا ہوں اور آپ بھی یہ شعر پڑھو انشاءاللہ تعالےٰ حضور غوث پاکؒ کرم فرمائیں گے شعر یہ تھا ؎

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

یہ شعر ابھی میں نے دو منٹ ہی پڑھا ہوگا کہ ایک ٹیکسی ڈاٹسن ہمارے قریب آکر رکی اور اس کے اندر سے ڈرائیور صاحب جو کہ ایک بہت بڑے عالم معلوم ہو رہے تھے۔ عرض کرنے لگے حضرت جلد تشریف لائیے۔ میں نے آج غوث پاکؒ کی بارگاہ میں عرض کیا تھا کہ خطیب پاکستان ذرا لیٹ ہو جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تقریر کا پہلا حصہ نہ سُن سکوں جس میں حضرت عموماً تمہید بیان فرماتے تھے۔ تو جناب غوث پاکؒ نے میری سُن لی۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ مولانا ہم بھی کافی دیر سے پریشان کھڑے تھے۔ ہم نے بھی وظیفہ پڑھ کر آپ کو بلایا ہے۔ جمعہ کے بعد جب ہم واپس گھر آنے لگے تو صاحبزادہ حامد ربانی صاحب کا یہی مطالبہ تھا کہ ہم ڈاٹسن ٹیکسی میں واپس گھر جائیں گے۔ اُس ٹیکسی ڈرائیور نے دوبارہ خطیب پاکستان سے عرض کیا کہ میں آپ کو گھر پر چھوڑ کر آؤں گا۔ آپ نے وعدہ فرمایا۔ میاں اپنا دھندہ بھی کچھ کیا کرو۔ ہم مفت خوروں کو بٹھا کر شام کو خرچہ کیسے پورا کرو گے۔ تو وہ ڈرائیور صاحب آبدیدہ ہو کر عرض کرنے لگے۔ حضرت جس روز آپ اس ٹیکسی میں تشریف فرما ہوتے ہیں شام کو کم از کم تین گنا زیادہ رقم ملتی ہے بلکہ کئی مرتبہ گیارہ گنا تک کما لیتا ہوں حضرت خطیب پاکستان نے ڈرائیور صاحب کو بہت دعائیں دیں اور فرمایا۔ او میاں ہم کس قابل ہیں یہ تو سب میرے غوث پاکؒ کا کرم ہے۔

دن گزرتے گئے حتیٰ کہ محرم الحرام کا چاند نظر آگیا۔ آپ محرم کے جلسہ پر تشریف لے گئے بندہ نے وہاں پر اشارات نوٹ کر لیے اور رات کو واپسی پر آپ حسب عادت کتب خانہ میں تشریف لا کر مطالعہ میں مصروف ہو گئے اور بندہ

Marfat.com

نے اُن اشارات سے حرف بحرف آپ کی تقریر مکمل کر لی ۔ دوسری تیسری اور چوتھی رات بھی ایسا ہی کیا ۔ پانچویں رات آپ حسب معمول مطالعہ میں مصروف تھے اور بندہ آپ کی تقریر حرف بحرف لکھنے میں مشغول تھا تو آپ نے فوراً فرمایا۔ کہ آپ ہر روز اتنے خط کس کو لکھتے ہیں اس طرح سے تو آپ کا ڈاک کا خرچہ بہت زیادہ ہو جائے گا ۔ بندہ نے عرض کیا ۔حضرت میں خط نہیں لکھتا بلکہ آپ کی تقریر کے اشارات جو محفل میں بیٹھ کر لکھ لاتا ہوں ان اشارات کی مدد سے یہاں آکر تقریر مکمل نوٹ کرتا ہوں اور اشعار جو آپ دوران تقریر پڑھتے ہیں وہ آپ کی ڈائری سے نقل کر کے یہاں درج کر دیتا ہوں ۔ آپ کو میری اس بات پر بڑی حیرت ہوئی فرمانے لگے ہمیں بھی یہ دکھاؤ ۔ بندہ نے پانچوں تقاریر کا مسودہ جو پڑھا تو فرمانے لگے یہ تو حرف بحرف وہی ہے جو میں نے تقریر کی تم اس کو کیا کرو گے ۔ میں نے عرض کیا ۔ دس تقریریں نوٹ کر کے آپ کے نام سے چھپوا کر لوگوں میں تقسیم کروں گا ۔ آپ نے ازراہِ مذاق فرمایا۔ کہ آپ ہماری مارکیٹ ڈاؤن کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ کہہ کر مسوّدہ اپنے پاس رکھ لیا اور حسرت بھری نگاہوں سے میری جانب دیکھ کر فرمایا ۔ کاش کہ میرا بیٹا جو شعر و ادب کا دلدادہ ہے ادھر پوری توجہ دے ۔ وہ ذہین ہے اور لکھنے پڑھنے کا اسے شوق بھی ہے ۔ آپ اُسے سمجھائیں ۔ میں نے بڑی محنت سے ان کتابوں پر حوالہ جات نوٹ کر دیئے ہیں ۔ نورانی کو محنت کی ضرورت نہیں ۔ صرف اس طرف دھیان کرنے کی ضرورت ہے ۔ میں نے عرض کیا ۔حضرت آپ اس کے لیے دعا کریں جو ضرور قبول ہو گی ۔ آپ نے اسی وقت ہاتھ دعا کے لیے اٹھا دیئے اور بندہ ناچیز ساتھ ساتھ آمین کہتا رہا ۔ مجھے کامل یقین ہے کہ یہی دعا قبول ہوئی جس کا اثر آج کوکب نورانی صاحب میں دیکھ رہا ہوں ۔ کوکب نورانی زمانہ طالب علمی سے ہی تحریر و تقریر کے میدان میں حصّہ لیتے رہے ۔ ریڈیو پاکستان سے بچوں کے پروگرام اور پھر بزم طلبہ میں قرأت ، نعت خوانی اور تحریری و تقریری

Marfat.com

مقابلوں میں امتیازی انعامات بھی حاصل کیے۔ تحقیق و مطالعے سے انہیں گہرا شغف رہا۔ رفتہ رفتہ ایک ادیب اور مقرر کی حیثیت سے کوکب نورانی مشہور ہو گئے الحمدللہ آج وہ اپنے ابا جان کا نقشِ جمیل اور ان کی امانتوں کے نگہبان ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم، حضور غوث پاک شہنشاہ بغدادؒ اور حضرت شیر ربانیؒ اور حضرت ثانی لاثانیؒ کے صدقے میں خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے کوکب کو مزید نورانیت عطا فرما کر تابندگی بخشے اور گلزار حبیبؐ میں تا ابد یونہی بہار رہے۔ بقول میاں محمد بخش صاحبؒ ؎

سدا بہار رہے اس باغے کدی خزاں نہ آوے
فیض ملے ہر منگتے تائیں تھر کھکھا پھل پاوے

Marfat.com

جناب محمد اقبال لاہور کینٹ

دل دھڑکنے کا سبب یاد آیا   دوست مشکل میں جب یاد آیا!

یہ یکم رمضان المبارک غالباً ۴۶-۱۹۴۵ء کی شام کا واقعہ ہے۔ کہ میں ملٹری ڈیری فیکٹری اوکاڑا میں اپنی ایک چھوٹی سی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک خوبرو صالح نوجوان یہی کوئی سولہ یا سترہ سال کا سن ہوگا۔ مسجد میں داخل ہوا۔ بڑے مؤدب طریقہ سے علیک سلیک کے بعد مجھ سے مخاطب ہوا کہ "میں حافظ قرآن ہوں۔ رمضان شریف کا مہینہ ہے۔ آپ نے نماز تراویح میں قرآن سنانے کے لیے کسی حافظ کا اگر انتظام نہیں کیا تو مجھے خدمت کا موقع دیں"۔

"میں نے عرض کی کہ اتفاق سے آپ کے تشریف لانے سے پیشتر ہم ایک حافظ صاحب کا انتخاب کر چکے ہیں۔ بہر حال آپ ہمارے مہمان ہیں۔ آج رات یہاں ہی گزاریں"۔

اس پر اس نوجوان حافظ نے فرمایا کہ حافظ صاحب کے لیے ایک سامع حافظ کی بھی ضرورت ہوتی ہے، کیا اس کا انتخاب بھی ہو گیا ہے۔ اس پر میں نے اپنی اس بستی کی قلیل مسلم آبادی اور پھر اپنی روائتی قومی کمزور معیشت کا بیان کرتے ہوئے عرض کی کہ ہم دو حافظ صاحبان کو رکھنے سے اس لیے قاصر ہیں کہ ہمارا چندہ کم ہوتا ہے۔ لہٰذا دو حافظ صاحبان کے نان نفقے اور پھر ان پر کچھ نذر گزارنے کے لیے قابل نہیں ہیں۔

جب میں نے یہ کہا تو اس نووارد نوجوان حافظ صاحب نے کہا

Marfat.com

لاحول ولا قوۃ الا باللہ میں نے تو قرآن پاک فی سبیل اللہ سنانا ہے۔ نہ مجھے انعام کی ضرورت ہے نہ لباس کی۔ میرا تو منشا ہے کہ میرا قرآن پاک کے حفظ کا دور بھی ہو جائے گا اور ثواب سے بھی مستفیض ہو جاؤں گا اور پھر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ مجھے خدمت کا موقع دیں گے تو میں آپ کو ہر رات تراویح کے بعد دو نعتیں اور درس قرآن وحدیث بھی سنایا کروں گا اور جو نعت شریف ایک دفعہ سناؤں گا وہ دوبارہ نہیں سناؤں گا یعنی ہر رات دو نئی نعتوں کا تحفہ اور اس کے ساتھ عقائد و اعمال کی پیاری باتیں بھی۔ حافظ صاحب کے اس بیان پر مجھ سے کوئی جواب نہ بن سکا۔ آنکھیں چار ہوئیں تو ان کے معصوم چہرے کی دلفریب مسکراہٹ نے گھائل کر دیا۔ اور یوں مجھے ہاں کرنی پڑی۔

غلام اس کی ہمت کا ہوں کہ جو اپنے
جگر کے خون کو خواں تونگری جانے

مغرب کی نماز کے بعد میں ان کو اپنی کوٹھی لے آیا اس وعدہ پر کہ آج شام کا کھانا میرے غریب خانہ پر تناول فرمائیں گے۔

حافظ صاحب نے کھانا کھانے سے پہلے ایک قرآن پاک کا رکوع تلاوت فرمایا اور پھر دو نعتیں پڑھیں۔ گھر سے اہلیہ نے جو یہ انوکھی قرآن خوانی اور نعت خوانی کا جادوئی اثر دیکھا تو کہنے لگیں کہ میں حافظ صاحب کے لیے اپنے ہاتھوں سے دو وقت کا کھانا پکایا کروں گی۔ مگر خدارا حافظ صاحب کو آپ ہر روز بلاناغہ گھر لایا کریں کیوں کہ قرآن پاک کی تلاوت کی کرامت اور نعت شریف کی حلاوت سے تو میری تھکاوٹ بھی دور ہو گئی ہے۔

یہ خوش الحان صالح نوجوان حافظ محمد شفیع صاحب سے میری پہلی ملاقات تھی جو ایک مخلصانہ دوستی کی صورت اختیار کر گئی۔ جسے حافظ صاحب نے خطیب پاکستان اور اعلیٰ سرکاری مناصب کے اعزاز حاصل کرنیکے باوجود بہ تمام کمال نبھایا بلکہ ہر دو گھرانوں میں حد درجہ قرابت ہو گئی۔ حافظ صاحب قبلہ پہ بزرگان

Marfat.com

دین کی نظر کرم تھی۔ انہوں نے بہت تھوڑے عرصے میں قبولیت عامہ کا درجہ حاصل کیا۔ یہی نہیں، ان کے اخلاق، دینی مشاغل اور طبیعت نے ہمارے دل میں گھر کر لیا وہ تمام عمر فراخ دلی سے ملتے رہے۔

حافظ صاحب قیام پاکستان سے قبل اپنے مولد و موطن کھیم کرن مشرقی پنجاب (موجودہ بھارت) میں کمبل بانی وغیرہ کی تجارت کرتے تھے۔ اپنے کاروباری شغل کے علاوہ قرآن کریم سنانے اوکاڑا آئے تھے۔ پورا رمضان شریف وہ ہماری مسجد کے اور ہمارے مہمان رہے۔ وہ آئے تو پردیسی تھے مگر ان سے اس قدر انسیت اور عقیدت ہو گئی تھی کہ جب عید سے دو روز قبل وہ واپس کھیم کرن گئے تو ہمارے دلوں میں اپنے اور اپنی محبت کی انمٹ یاد کے گہرے نقوش چھوڑ گئے۔

اور پھر یوں ہوا کہ قدرت نے ہم پر عنایات کی بارش برسا دی ہم آزاد ہو گئے۔ ہم نے ہندوؤں اور انگریزوں کی دوہری غلامی سے نجات حاصل کر لی اور گو کہ دشمن کی وعدہ خلافی اور عیاری کی بدولت ہمیں بڑی بڑی قربانیاں بھی دینی پڑیں۔ بظاہر کنگال مگر ایمان کی دولت سے مالا مال اس مسلم قوم نے اپنے پیارے پاکستان کے لیے اپنا سب کچھ نچھاور کر دیا اور نہ صرف سینکڑوں سال کے بنے ہوئے گھروندوں کو ہی وہاں جوں کا توں چھوڑ کر آ گئے بلکہ اپنے مہربان خالق جل جلالہٗ اور پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت کے شوق میں اپنے عزیز و اقارب کے خون کی بھی قربانیاں پیش کر دیں۔

ہندوستان سے قافلے آنے شروع ہو گئے اور دشمن کی یلغار نے ان بے گھر ہونے والے زخم خوردہ چہروں کو ہی نہیں بدلا بلکہ مصائب کے پہاڑ توڑے ہفتوں کی فاقہ کشی نے آنے والوں کے جسم و جاں کو نحیف و ناتواں بھی کر دیا تھا۔ ان اداس چہروں کے درمیان ایک دن وہی مسکراہٹ سے بھرپور گلاب چہرہ چمکتی دمکتی سرخ ڈوروں والی آنکھوں کے ساتھ یوں ظاہر ہو گیا

Marfat.com

گویا بادلوں کی اوٹ سے چاند نمودار ہو گیا ہو اور یوں ہماری اس اجڑی بستی میں ایک لمحہ کے لیے پھر بہار آگئی ۔ ذرا تھکاوٹ دور ہوئی تو حافظ صاحب نے فرمایا کہ کھیم کرن ہندوستان ہی رہ گیا ہے ۔ ابھی وہاں امن ہے ۔ میرے والدین اور بھائی بہن ابھی وہاں ہی ہیں ۔ میں نے سوچا کہ وہاں سے کوچ کرنے سے قبل آپ سے مشورہ کر لوں کہ کہاں جانا چاہیئے ۔

میں نے عرض کی آپ فوراً اپنے خاندان کو لے کر یہاں اوکاڑا تشریف لے آئیں ۔ میں نے مہاجر کیمپ میں تھوڑی بہت خدمت کی ہے ۔ بحالیات کا کام جن احباب کے سپرد ہوا ہے ان سے آپ کا تعارف کرا دوں گا ۔ چوہدری عبدالحق صاحب مرحوم ایم این اے رئیس نیامی (اوکاڑا) مسلم لیگ کے صدر تھے اور بڑے سرگرم کارکن بھی تھے ۔ ان کی کاوشوں سے حافظ صاحب کو ایک دکان اور مکان مل گیا ۔

کھیم کرن میں ان کے والد صاحب مرحوم کا ایک کمبل بنانے کا کارخانہ تھا اور ملٹری کا ٹھیکہ بھی ملا ہوا تھا ۔ مگر یہاں کے نئے ماحول نے اور خالی جیب نے وہ کمبل بنانے والا کارخانہ تو نہ بننے دیا مگر حضرت ابو ہریرہؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے فوراً کاروبار میں مشغول ہو گئے اور ایک کریانہ کی دکان قائم کر لی ۔ ؎

پیشہ و فرہنگ تو آید بتو تا در اسباب بکشاید بتو

تیرا پیشہ اور عقل تیرے پاس آجاتے ہیں ۔ تاکہ تجھ پر اسباب کا دروازہ کھول دیں ۔

حافظ صاحب کی جولانی طبع نے ان کو نت نئے مشاغل میں الجھا دیا ۔ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ ایک ایسی فیکٹری میں طبع آزمائی فرما رہے ہیں کہ وہاں سے دھڑا دھڑ سویٹ ڈراپ (SWEET DROPS) اور ٹافیاں بن بن کر جا رہی ہیں ۔ مگر کچھ ہی عرصہ کے بعد جب اوکاڑا کی گول مسجد میں مارکیٹ

Marfat.com

بن گئی تو وہاں پہ ایک کپڑے کی دکان کھول لی۔

اس عرصہ میں حافظ صاحب کی شہرت بھی پھیلتی گئی۔ قرب و جوار سے احباب ان کو اپنے اپنے حلقوں میں حضور پاک صلعم کی محفلوں میں لے جانے لگے۔ حافظ صاحب کا حال کچھ یوں ہوتا کہ ؎

عشق رسول پاک نے ایسا بدل دیا
گویا میری حیات کا نقشہ بدل دیا

حافظ صاحب کی اس میلان طبع نے ان کو کاروبار سے بے نیاز کر دیا اور پھر ہم نے دیکھا کہ حافظ صاحب ستلج کاٹن ملز کے برلا ہائی سکول میں دینیات کے استاد اعلیٰ مقرر ہو گئے ہیں۔

انہی دنوں ستلج کاٹن ملز کی کالونی میں ایک اور بزرگ مولانا غلام علی صاحب بھی اوکاڑا تشریف لے آئے تھے۔ حافظ صاحب سے ان کی ملاقات ہوئی تو حافظ صاحب کو یہ اندازہ کرنے میں دیر نہیں لگی کہ قدرت نے ان کی سیرابی کے لیے ایک جید عالم کو اوکاڑا بھیج دیا ہے۔ حافظ صاحب اور مولانا غلام علی صاحب نے مل کر وہاں ایک دینی درس گاہ کی بنیاد رکھ دی اور طالبان علم اپنی پیاس بجھانے لگے۔ حافظ صاحب نے بھی تکمیل علم کے لیے مولانا غلام علی صاحب کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور اپنی ذہانت و ذکاوت کے سبب دوسرے طلبہ پہ ایسی فوقیت حاصل کر لی کہ خود استاد محترم بھی ان پر فخر کرنے لگے۔

زمانہ نے دیکھا کہ اس عظیم درس گاہ سے دیکھتے ہی دیکھتے درجنوں طلباء درس نظامی کا کورس مکمل کر کے سروں پہ دستار فضیلت کے تاج سجائے ملک کے گوشوں گوشوں میں پھیل گئے اور پھر انہی منور چہروں میں ہمارے محبوب دوست حافظ محمد شفیع صاحب بھی تھے کہ جنہوں نے اپنی دستار فضیلت کو مولائے کلؑ کی دستار مبارک کے حضور قربانی کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے مجنونانہ اس شعر کا ورد فرما رہے ہیں کہ ؎

Marfat.com

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

اور پھر تھوڑے ہی دنوں میں حافظ صاحب کی شہرت پشاور سے لے کر کراچی تک اور وہاں سے چٹاگانگ تک پھیل گئی اور پھر ہم نے سنا کہ کچھ احباب کراچی سے اوکاڑا آئے اور ہم اہلیان اوکاڑا سے حافظ صاحب کو عاریتاً کچھ دنوں کے لیے کراچی لے گئے۔ مگر وہاں جاکر حافظ صاحب نے کراچی کی مردم خیز بستی میں آقائے نامدار کے پیارے نام کی دھوم مچادی اور گلی گلی میں محفل میلاد برپا کر کے لوگوں کے دلوں کو گرما دیا اور سینوں کو منور کر دیا۔

کراچی روشنیوں کا شہر تو پہلے ہی سے مشہور تھا۔ اب جو اللہ تعالےٰ کی عنایت اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا شروع ہو گیا تو پھر کراچی بھی نورٌ علیٰ نور ہو گیا۔ لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ اور دلوں میں اطمینان کی لہر عود کر آئی کہ ہر شخص کو یہی ورد کرتے سنا گیا کہ ؎

یارب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

حافظ صاحب کے علم کی ابتدا تو تھیم کرن کی ایک مسجد سے اور تکمیل اشرف المدارس اوکاڑا و انوار العلوم ملتان سے ہوئی تھی۔ مگر سینہ میں انوارِ الٰہی کی بارش ایک قطب زماں کی محفل سے ہوئی تھی۔

یہ غالباً ۱۹۴۸ء کا واقعہ ہے اور نومبر کا مہینہ تھا کہ ایک دن حافظ صاحب صبح سویرے میرے غریب خانہ تشریف لائے اور فرمایا کہ اوکاڑا میں ایک قطب زماں اور ولی اللہ تشریف لائے ہیں۔ چلیئے آپ کی ان سے ملاقات کراؤں۔ چنانچہ میں اپنے لئے سعادت جان کر دو دوستوں کے ہمراہ ٹانگے پہ بیٹھ کر ان کے حضور حاضری دینے کو روانہ ہو گیا۔

غوث زمانہ حضرت قبلہ پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے

Marfat.com

فیروز پور بھارت سے ہجرت فرما کر پاکستان تشریف لائے تو ان کا قیام پہلے پہلے پاکپتن کے نواح میں تھا۔ پھر وہاں سے وہ اوکاڑا تشریف لائے اور یہاں لاہور کی طرف والے ریلوے پھاٹک کے ایک کوارٹر میں اپنے ایک درویش صفت مرید بابا شمس الدین کے ہاں فروکش ہو گئے تھے۔

جب ہمارا مختصر سا قافلہ وہاں پہنچا تو حضرت سے ہمارا تعارف کرایا گیا اور دس بارہ منٹ کی ہی گفتگو کرتے ہوئے یوں محسوس ہوا کہ گویا علم کے دریا بہا دیئے ہیں اور ہم وہاں ایسے جم کر بیٹھ گئے گویا برسوں کی جان پہچان ہے۔ حضور پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور حضور پاک صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم خصوصاً حضرت خلفائے راشدہؓ کے ذکر مبارک نے چہرے پر بشاشت دوڑا دی اور ہم سب دوست وہاں کے ہی ہو کر رہ گئے۔

شام کو کہیں واپسی ہوئی۔ مگر پھر حافظ صاحب مجھے اور میرے دوستوں کو ہر اتوار کو وہاں ساتھ لے جاتے رہے۔ اس وقت حضرت شاہ صاحب کرماں والے کے ہر خطاب سے عوام روشناس ہوتے تھے۔

کچھ علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کے ہم نام ہونے کے سبب حضرت شاہ صاحب اکثر "ڈاکٹر صاحب" کے خطاب سے بلایا کرتے تھے۔ حافظ صاحب سے وہ بہت زیادہ محبت فرماتے۔ ہم دونوں (یعنی میں اور حافظ صاحب) اکثر محفل خاص میں بلوائے جاتے تھے۔ اکثر حافظ صاحب کی دل جوئی کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ حافظ جی! اللہ کریم بہت برکت فرمائے گا۔ بڑا کرم فرمائے گا۔

پھر حافظ صاحب کی شادی خانہ آبادی ہو گئی تو حضرت شاہ صاحب کرماں والے حافظ صاحب کو دو خوشخبریاں دیا کرتے تھے۔ حافظ جی اللہ کثرت مال بھی دے گا اور کثرت اولاد سے بھی مزین فرمائے گا۔ ایک دفعہ حافظ صاحب حج مبارک کے فریضہ سے واپس تشریف لائے تو فرمایا۔ حافظ جی اب کے آپ جب حج کو جائیں تو حج کے بعد افریقہ سے ہو کر آئیں تاکہ وہاں تبلیغ کا سلسلہ جا

Marfat.com

رہے۔ چنانچہ اس امر کے بعد زمانہ نے دیکھا کہ حافظ صاحب نے شمالی افریقہ جنوبی افریقہ، بنگال اور متعدد ممالک میں تبلیغ و اشاعت دین اور فروغ عشق رسول کا فریضہ اس طرح انجام دیا کہ آج ہر جگہ ان کی آواز گونجتی ہے اور لوگوں کے دل عشق رسول سے شاد و آباد ہیں۔

مجھے میری سروس کے دوران کئی دفعہ آزمائشیں آئیں۔ حافظ صاحب ہمیشہ مجھے حضرت کرماں والے کے ہاں لے جایا کرتے، وہاں دعا فرمائی جاتی اور اکثر اللہ رحم کرے گا کے مانوس الفاظ کے خزانوں سے اپنی اپنی زنبیلوں کو بھر بھر کر شادماں واپس لوٹتے تھے۔ اس کاسہ گدائی کا مظلوم دلوں پر دوہرا اثر ہوتا مظلوم کی حاجت روائی بھی ہوتی اور اس کا اللہ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے کرام پر اعتماد بڑھتا۔ اور ادھر حافظ صاحب کی بھی تربیت ہوتی ان کے اندر ایک خاص تبدیلی آ رہی تھی۔ محض مظلوموں کی للّٰہ خدمت گزاری سے انعامات کا وقت قریب آ رہا تھا اور کیوں نہ ہوتا فرمان ایزدی تو دیکھیں۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ؕ

اور جو لوگ اللہ کے قرب حاصل کرنے میں محنت کرتے ہیں یقیناً ہم ان کو اپنے راستے کی راہنمائی فرماتے ہیں۔

وان اللہ لمع المحسنین ۰

اور تحقیق اللہ تعالٰی نیک (احسان کرنے والے) لوگوں کے (ہمیشہ) ساتھ ہے

تو حافظ صاحب سائلوں اور حضرت صاحب کے درمیان ایک وسیلہ بن گئے۔ اور پر آیت کریمہ کے مطابق اللہ نے مہربانی فرمائی۔ ؎

ہے معبود معطی محمدؐ ہیں قاسم — میں دونوں کی مدحت کیے جا رہا ہوں
خدا دے رہا ہے بدست محمدؐ — میں بھر بھر کر جھولی لئے جا رہا ہوں

لوگوں کو اللہ اور اس کے پیارے حبیب کا راستہ بتاتے بتاتے خود ہی اس رنگ میں رنگے گئے۔ یعنی

Marfat.com

بیں رانجھا رانجھا آکھدی   آپ ای رانجھا ہوئی

اوکاڑا میں ان دنوں حافظ صاحب کے ایک دوست مولانا قاری احمد حسن صاحب فیروز پوری رحمۃ اللہ علیہ اکثر آیا کرتے تھے۔ ان کے آنے پر اکثر محفل میلاد برپا ہو جایا کرتی تھی۔ حافظ صاحب دن کو اپنی دکان پر ہوتے اور رات کو ان محافل کا بندوبست فرماتے۔ سارا اوکاڑا حافظ صاحب کے ساتھ سلام و نیاز عرض کرتا۔ اور ادع الی سبیل بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ کی مکمل تعبیر ہو رہی تھی پھر ۱۹۵۳ء کے پُر بہار دن آگئے۔ تحریک ختم نبوت اپنے جوبن پر آگئی۔ عشاق کے چہروں پر نور، آنکھوں میں خمار آگیا اور شمع رسالت کے پروانے قربان ہونے شروع ہو گئے۔ گرفتاریاں شروع ہو گئیں۔ حافظ صاحب اپنی کم عمری کے باوجود اس قافلے کے سالار تھے۔ فوراً گرفتار کر لیے گئے۔

پتہ نہیں کس کس زنداں خانے میں رکھے گئے کہ دوست احباب کو بھی پتہ نہیں چلتا تھا۔ گھر میں اہلیہ بھی بیمار پڑ گئیں۔ بچے بیمار ہو گئے اور اسی کشمکش میں دو چاند غروب ہو گئے۔ یعنی ہمارے حافظ صاحب کے دو بچے فوت ہو گئے بلکہ شہید ہو گئے مگر حافظ صاحب نے جیل سے پیغام بھجوایا اپنی اہلیہ کو کہ اللہ تعالےٰ ہمارے صبر کا امتحان لے رہا ہے گھبرانا مت۔ دعا کرو کہ خدا قربانیاں قبول فرمائے اور اللہ فتح دے۔ فتح ہمیشہ قربانیوں سے حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے بچے بچھڑ گئے ہیں پھر آملیں گے۔ ؎

اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے بعد میں بہت پیارے بچے عطا کیے اور بہت عطا کیے۔ ۱۹۵۳ء مبارک سال میں مطالبہ ختم نبوت کی بنیاد رکھی۔ کئی علمائے کرام نے کمال صدق یقین سے قربانیاں پیش کیں۔ کچھ کی سزا کم تھی کچھ کی زیادہ حافظ صاحب کی محنت کے اثرات بہت تھے۔ حکام ان سے خائف تھے۔ قریباً تمام مکاتب فکر

Marfat.com

کے علمائے کرام کو قید کی سزا ہوئی۔ کئی ایک کو تو پھانسی کی بھی سزا سنائی گئی۔ لاہور صدر بازار کے حافظ منظور حسین صاحب کو اتنی لاٹھیاں پڑیں کہ پیٹ کی انتڑیاں باہر آگئیں۔ خدا نے زندگی دوبارہ دی۔ بعد میں حافظ صاحب اکثر ہنستے ہنستے روئیداد سناتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ میں حضرت عزرائیل علیہ السلام سے ہاتھ ملا کر واپس آیا ہوں۔ اور بھی کئی ان گنت اصحاب گورنمنٹ کے عتاب کا نشانہ بنے۔ ساہیوال کے ایک کھاتے پیتے گھرانے کے چشم و چراغ خوبرو نوجوان میجر محمد رفیق صفدر ایم اے ایل ایل بی علیگ (حال ایم این اے) نے اپنے بڑے بھائی اور ایک دوست کے ہمراہ جیل کی صعوبتوں کی سعادت حاصل کی۔ آخر ان اصحاب کی محنت رنگ لائی۔ حرمت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ معجزہ نمائی ہوئی کہ مرزائی اور قادیانی ہمیشہ کے لیے امت رسول پاک سے خارج ہو گئے۔ اس تحریک میں حافظ صاحب کی قربانی ہمیشہ کے لیے آئندہ آنے والی نسلوں کی رہنمائی کرتی رہے گی۔

۱۹۳۱ء کی تحریک کشمیر میں مرزا بشیر الدین کی منافقت نے ہمیں ہزیمت دکھائی تھی۔ آج اس کے پیروکار اپنے آپ کو پاکستانی تو کہلا سکتے ہیں۔ مگر مسلمان نہیں۔ عرب کی ارض پاک میں حرم شریف کے دروازے ان کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گئے ہیں۔ اور ہمارے شہیدوں کی روحیں عرش معلے پر خوشی کے نغمے گا رہی ہیں۔

از رسالت در جہاں تکوین ما
از رسالت دین ما آئین ما!
رونق از ما محفل ایام را
اُو رسل را ختم و ما اقوام را
خدمت ساقی گری با ما گزاشت
داد ما را آخریں جامے کہ داشت

Marfat.com

جناب محمد اکرام نقشبندی مدینہ منورہ

برادرِ خطیب پاکستان

میں نہ تو ادیب ہوں اور نہ ہی لکھنے کا وقت ملتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار کی زندگی کے ہر گوشے پر مفصل اور تابناک روشنی ڈالیں گے کہ ان کی زندگی کے حالات لوگوں پر روز روشن کی طرح واضح ہو جائیں گے۔ مجھے تو آج تک ان کی رحلت کا یقین نہیں آتا اور ہر وقت یہی سمجھتا ہوں کہ کراچی میں تشریف فرما ہیں۔ ملاقات پر یہ پوچھوں گا وہ پوچھوں گا۔ دُوری کی وجہ سے دل افسردہ رہتا ہے۔ کاش کہ پہلے اور اب وہ ہمارے ساتھ ہوتے اور دل کی حسرتیں مٹاتے۔ جب خیال آتا ہے کہ اب جانے پر ملاقات نہیں ہوگی تو دل خون کے آنسو روتا ہے اور ان کی ٹیپ شدہ آواز جب سنتے ہیں تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اُن کی صفات کا کیا ذکر کروں حقیقت یہ ہے کہ اُن پر رب ذوالجلال جل شانہٗ، رسول مقبول رحمۃ اللعلمینؐ اور اولیاء عظام کا خاص فضل وکرم تھا اور ان کے علوم اور خطابات کے اثرات محض کسبی نہیں تھے بلکہ وہبی تھے۔ بے شمار علماء و فضلاء کی تقاریر اور خطابات اور مداحینِ مکین گنبد خضرا صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتوں سے محظوظ ہوتے لیکن جو اثر، سوز و گداز، لگن اور محبت ان کے خطابات اور نعتوں میں محسوس ہوتی وہ انہیں کا

Marfat.com

امتیاز تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں اپنے عالم شباب میں بھائی صاحب کے ساتھ رہا اور تعلیم حاصل کرتا رہا۔ کالج میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔ لباس رہن سہن طلبار کالج کے مطابق تھا لیکن اُن کی تقاریری نصائح اور رغبات کا نتیجہ تھا کہ میں نے انٹر میں پینٹ پہنا چھوڑ دی اور داڑھی رکھ لی۔ باقی نماز روزہ کا تو میں پہلے ہی سختی سے پابند تھا۔ عالم شباب میں کالج میں داڑھی رکھنا ایک کٹھن امر تھا لیکن ایک تقریر کراچی ایئر فورس کے کیمپ میں ہوئی تھی وہ دل میں اتر گئی۔ غالباً ۱۹۶۳ء کی بات ہے۔ کراچی ایئر فورس کے ایک خاص کیمپ میں دعوت تھی اور تقریر کا پروگرام تھا۔ اعلیٰ افسران اور ملازمین کا مجمع تھا۔ ایک خاص اجتماع تھا تو بھائی صاحب قبلہ نے اصلاحی تقریر کی۔ یہ آیت پڑھی۔

" من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ و ہو مومنٌ فلنحیینہٗ حیوٰۃً طیبۃً ولنجزینہم اجرہم باحسن ما کانو یعملون ۔"

ترجمہ! جو عمل نیک کرے وہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے ۔"

آیت کی تفسیر کرتے ہوئے زندگی کو چار اقسام میں بانٹا۔ حیوانی زندگی انسانی یا کم عقل زندگی، اسلامی یا شرعی زندگی اور روحانی یا حقی زندگی۔ پھر ان کی اختصار کے ساتھ تعریف کی۔ حیوانی یا طبعی زندگی وہ زندگی جو طبیعت کے تابع ہو۔ اس زندگی یعنی حیات میں جملہ حیوانات شامل ہیں۔ یہ ایسی زندگی ہے جس میں عقل کو دخل نہیں ہوتا اور جو کچھ طبیعت کا تقاضا ہو اس کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک گدھا جس وقت اس کی طبیعت تقاضا کرے گی کہ پیشاب کرے تو وہ یہ نہیں دیکھے گا کہ آیا وہ سڑک پر ہے یا پوشیدہ مقام یعنی گھر میں ہے۔ لوگ اس کو دیکھ رہے ہیں یا نہیں دیکھ رہے۔ جب پیشاب آئے گا فوراً کر دے گا یعنی اس کے اعمال میں عقل کا دخل نہیں ہے اور اسی طرح سارے حیوانات کی مثال ہے۔ حیوانات کے جملہ اعمال سے

Marfat.com

ثابت ہوتا ہے کہ اس عالم کو اللہ تعالےٰ نے عقل سے محروم رکھا ہے۔
دوسرے نمبر پہ انسانی اور عقلی زندگی ہے جس میں عام انسانوں یعنی پورے عالم انسانیت کی زندگی شامل ہے۔ اس میں مُسلم، غیر مُسلم، لامذہب اشتراکی، غیر اشتراکی کی تمیز نہیں ہے۔ اس میں ہر کوئی شامل ہے یعنی وہ انسان ہو۔ جو انسان ہوتا ہے۔ وہ صاحب عقل ہوتا ہے۔ خلاف حیوان وہ ہر کام کرنے سے پہلے اس کو عقل کی کسوٹی پر پرکھتا ہے۔ اگر عقل کے دائرے میں آجائے تو انسان وہ کام بلاحیل وحجت کر دیتا ہے۔ مثلاً انسان یہ دیکھتا ہے کہ برسرِ عام اُسے قضائے حاجت کرنی چاہیئے یا نہیں۔ عقلی طور پر وہ مجبور ہوتا ہے کہ مستور جگہ پر قضائے حاجت کرے۔ وعلیٰ ہذا جملہ امور دنیا میں انسان اپنی عقل کو بروئے کار لاتا ہے۔ یہ انسانی یا عقلی زندگی ہے۔
تیسرے نمبر پہ اسلامی شرعی زندگی ہے۔ اس میں پورا عالم اسلام شامل ہے اسلام میں جو انسان شامل ہیں اگرچہ اُن میں حیوانی قویٰ یعنی طبیعی طاقتیں اور مادۂ عقل موجود ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ اپنے ہر عمل کو اسلام اور شریعت کی روشنی میں پرکھتے ہیں۔ وہ ہر کام کو کرنے سے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ آیا اُن کا یہ کام اسلامی شریعت میں جائز ہے یا ناجائز اگرچہ وہ طبیعت اور عقل کا تقاضا ہو۔ چنانچہ موجودہ زمانے میں بہت سے افعال واعمال ایسے ہیں جو حیوانی اور انسانی زندگی میں صحیح سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن اسلام میں ناجائز ہیں تو مسلمان ایسے اعمال سے پرہیز کرتا ہے۔ مثلاً داڑھی منڈانا طبعی اور عقلی طور پر ماڈرن یا تہذیب حدیث کے عین مطابق ہے لیکن مسلمان کے نزدیک ناجائز ہے کیونکہ شارع شریعتِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو ناجائز ٹھہرایا۔ اسی طرح کھانوں کے متعلق ہے۔ مسلمان دیکھے گا کہ کیا یہ گوشت اسلامی طریقہ پر مذبوح اور مباح ہے یا نہیں۔ اگرچہ گوشت بالذات ایک جانور کا ہوتا ہے لیکن وہ اگر غیر اسلامی اور طریق حدیث پر ذبح کیا گیا ہو تو

Marfat.com

وہ حرام ہے اور اگر وہی جانور طریقہ اسلامی پر ذبح کیا گیا ہو تو وہ حلال ہوتا ہے۔ اسی طرح زندگی کے ہر شعبے میں مسلمان ہر عمل کو اسلامی شریعت کی روشنی میں دیکھتا ہے اور وہ اپنی طبیعت اور عقل کے تقاضوں کو قربان کر دیتا ہے۔

چوتھے نمبر پر روحانی اور حقیقی زندگی ہے۔ یہ وہ درجہ ہے جس کو انسانیت کا کمال کہا جاتا ہے اور ایک انسان باوجودیکہ اس میں حیوانی اور عقلی قوتیں موجود ہوتی ہیں باوجودیکہ اُس کو شریعت بعض امور عشق و محبت الٰہی میں متکلف نہیں کرتی باوجودیکہ دین وشریعت میں اکراہ واجبار نہیں ہے لیکن ایک ایسا مردِ مومن جو عاشق صادق ہوتا ہے اور اخلاص کے اعلیٰ درجے پر فائز ہوتا ہے وہ اپنی ہر حرکت اور عمل میں رضائے الٰہی جل شانہٗ اور رضائے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہؐ کو مقدم رکھتا ہے۔ مثلاً تہجد شریعت میں فرض نہیں ہے اور طبیعت اور عقل پر گراں ہے لیکن اہل اللہ اپنی نفوس پر فرض کر لیتے ہیں۔ اسی طرح نوافل و مستحبات کی مثال ہے اور اللہ تعالےٰ کے محبوب بندے فرائض، واجبات، سنن کے علاوہ مستحبات کو خلوت وجلوت میں بحیثیت فرائض ادا کرتے ہیں اور اپنی نفوس کی شدت سے مخالفت و نفی کرتے ہیں۔ اس میں سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہٗ و جملہ اولیا و صلحاءِ اُمت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں۔

اس تشریح جامع و مانع کے بعد فرمایا کہ میں آپ حضرات سے سوال کرتا ہوں کہ کیا داڑھی منڈانا طبیعت کا یا عقل کا تقاضا ہے درآں حالانکہ اطباء اور حکماء کا فیصلہ ہے کہ داڑھی منڈانے سے صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ چہرے کی جلد خراب ہوتی ہے۔ نظر کم ہوتی ہے اور مردانہ قوت بھی کم ہوتی ہے۔ آپ حضرات بغیر تعصب اور علم کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں کہ جو شخص صبح سویرے اُٹھ کر شیو کرتا ہے وہ اس کی طبیعت کا تقاضا ہوتا ہے یا عقل کا۔ سب نے جواب دیا کہ طبیعت کا تقاضا ہوتا ہے۔ انسان کا خیال ہے کہ داڑھی منڈانے

Marfat.com

کے بعد وہ خوبصورت معلوم ہوتا ہے اور زمانہ حاضر کا رواج ہے۔ بیوی کا بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ میاں صاحب بابو نظر آئیں وغیرہ وغیرہ یہ سب طبعی تقاضے ہیں جن میں عقل و شریعت کا بالکل دخل نہیں ہے۔ تو پھر سوال کیا کہ جو عمل طبیعت کے تابع ہو وہ کون سی زندگی یا حیات ہوتی ہے۔ سب نے کہا کہ "حیوانی زندگی"۔ اس کے بعد "خرچ" کرنے کے اقسام بتائے جو تین ہیں۔ انفاق ، اسراف ، تبذیر

انفاق یعنی جائز طلبات اور امور میں خرچ کرنا انفاق کہلاتا ہے اور آیات قرآنی سے ثابت فرمایا۔ یہ قسم شریعت میں جائز ہے اور انفاق متقیوں کی نشانی ہے۔ یعنی لازم ضروریاتِ زندگی پر خرچ کرنا۔

اسراف ! ایسی طلبات اور امور میں خرچ کرنا جن کے بغیر انسان گزارا کر سکتا ہے۔ یہ خرچ کا وہ شعبہ ہے جس میں ناجائز چیزوں پر خرچ کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ فیشن پرستی مغربی تہذیب کی پیروی میں اخراجات۔ رسم و رواج کی پابندی میں شریعت مطہرہ کا خیال کیے بغیر خرچ کرنا اگرچہ مقروض ہی ہو جائے۔

تبذیر ! ایسی طلبات اور امور میں خرچ کرنا جو شریعت حقہ میں حرام ہوں یعنی ایسے افعال جن سے شریعت نے منع کیا ہو ان پر عمل پیرا ہونا اور اپنا مال خرچ کرنا۔ اس میں آپ کثیر مثالوں کے علاوہ صرف داڑھی منڈانے کی مثال لیجئے۔ داڑھی منڈانا شریعت مطہرہ میں حرام ہے۔ داڑھی رکھنا حنفی مذہب میں سنت مؤکدہ قریب الواجب ہے اور دوسرے مذاہب میں واجب ہے اور سنّت مؤکدہ یا واجب کا ترک گناہ ہے۔ ایک تو گناہ کا ارتکاب اور اس پر طرّہ یہ اُس پر مال خرچ کرنا یہ تبذیر ہوتا ہے۔ غیر محرموں کا ناچ گانا، سینما، فحاشی، زناکاری اور دوسرے گناہ کبیرہ اس تبذیر کے زمرے میں آتے ہیں اور قرآن کیا فرماتا ہے۔

"اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ"

بیشک تبذیر کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں

Marfat.com

اب میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ ہمیں شیطان کے بھائی بننا چاہیئے یا صالح اور متقی مسلمان سب نے کہا کہ ہمیں متقی صالح مسلمان بننا چاہیئے تو بھائیو! ہمیں شریعت مطہرہ کی پابندی کرنی چاہیئے اور نبی کریم کی خالص محبت والفت میں داڑھی رکھنی چاہیئے تاکہ اسلامی شعار زندہ ہوں اور ہم نجات اور فلاح کے حق دار ہوں۔

ان کی اس تقریر دل پذیر کے ختم ہوتے ہی میں نے اسلامی زندگی گزارنے کا تہیہ کر لیا تھا۔ چنانچہ آپ کو معلوم ہے پھر کبھی میں نے شیو نہیں کیا اور پینٹ بش شرٹ کا استعمال بھی ترک کر دیا۔ میں عقد مسنون کے انعقاد تک بھائی صاحب کے ساتھ رہا۔ اپنی ملازمت کے سبب روزانہ ان کی مجالس میں نہیں جا پاتا تاہم جب بھی خصوصی اجتماعات ہوتے یا تعطیلات میں ان کے موعظ حسنہ سے ضرور مستفید و مستفیض ہوتا۔ انہیں صدائے حق دلنشیں کر دینے کا جو خصوصی وصف حاصل تھا وہ کہیں اور کم ہی دیکھنے میں آیا۔ وہ صرف آیات قرآنی یا احادیث نبوی اور نقلی دلائل ہی نہیں سنایا کرتے بلکہ ہر شخص کے فہم کے مطابق کمال بلاغت کا حق ادا کرتے وہ شخص جو کچھ بھی پڑھنا لکھنا نہیں جانتا وہ بھی ان کی بات پوری طرح سمجھتا۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے بھائی جان کو ایسی پرکشش اور سحر انگیز آواز عطا کی تھی کہ جو بھی سنتا سر دھنتا۔ بھائی صاحب قبلہ کے علمی، فقہی فضل و کمال کے علاوہ لوگ ان کی صورت وسیرت کے بھی دیوانے تھے۔ اخلاق و کردار کے محاسن کا وہ پیکر جمیل تھے۔ اتنی بڑی اور مشہور شخصیت ہونے کے باوجود وہ نہایت سادہ، منکسر المزاج اور متواضع تھے۔ چھوٹے بڑے ہر شخص کا احترام کرتے۔ محبت وشفقت عامہ کا یہ حال تھا ہر کسی سے دونوں ہاتھوں سے متبسم ہو کے مصافحہ کرتے اور ہر کسی کی بات سنتے، دل جوئی کرتے اور ان کے پاس آنے والا شخص شاد کام لوٹتا۔ آج ان کا ہر ملنے والا یہی کہتا کہ حضرت مجھ سے جتنی محبت فرماتے، مجھ سے جتنا تعلق تھا وہ کسی اور سے نہیں تھا۔ یہ ان کے اعلیٰ اخلاق

Marfat.com

روحانی عظمت اور پاکیزہ زندگی کی دلیل ہے۔ امتِ مصطفوی کے لیے وہ ایک عظیم محسن کا درجہ رکھتے تھے۔ مسلکِ حق کے لیے انہوں نے کرب آمیز تکالیف برداشت کیں۔ پتھر کھائے، خنجروں کے وار سہے، دھمکیوں اور بدکلامی کے نشتر سہے مگر یہ فیضِ اولیاء ہی تھا کہ وہ عزیمت و استقامت کا ناقابلِ تسخیر پہاڑ ثابت ہوئے۔ بدعقیدگی کی تند و تیز ہوائیں، آندھیاں اور شدید یورشیں ان سے ٹکرا کے ریزہ ریزہ ہو گئیں مگر ان کے استقلال میں کوئی تزلزل پیدا نہ کر سکیں۔

قوم و ملک کے لیے بھی ان کی خدمات بے شمار ہیں۔ رفاعی، فلاحی، سماجی سماجی بہبود اور تعمیر و ترقی میں وہ ہمیشہ پیش پیش رہے ہے۔ اسکندر مرزا سے جنرل ضیاء الحق تک تمام سربراہان حکومت نے ان کی شخصیت، مرتبت اور خدمات کا اعتراف کیا اور پاکستان کے عوام کے تو وہ ہر دلعزیز محبوب تھے، مخلص اور سچے قائد تھے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انہوں نے اہلِ پاکستان کے دلوں پر حکومت کی اور دلوں کی بادشاہت ختم نہیں ہوتی۔

بھائی صاحب قبلہ کی جدائی کا اس قدر صدمہ ہے کہ زندگی میں اب وہ لطف اور چاشنی نہیں ہے اور ہمیں ساری دنیا مغموم و اداس نظر آتی ہے۔ چہرے پر کبھی ہنسی نہیں آتی۔ دل کے اندر جو گھاؤ پڑ گیا ہے وہ دل ہی کو معلوم ہے یا اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کون سی ماں ایسا لعل بے مثال اور گوہر نایاب پیدا کرے گی۔ اہلسنّت کو اب ایسا خطیب نہیں ملے گا۔ ہائے کیا کیا جائے۔!

اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو وسیع فرمائے، روشن فرمائے اور روضہ من ریاض الجنۃ بنائے۔ مرجع الخلائق بنائے اور فیوض و برکات کا مرکز بنائے۔ آمین

Marfat.com

جناب محمد اقبال قادری میرپور خاص

خطیب پاکستان ، جید عالم ، بہترین ادیب ، بے مثل خطیب ، عاشق رسولؐ ، محب اہل بیت ، وکیل صحابہ اور اپنے وقت کے کامل اکمل ولی اللہ ، آپ کا اخلاق ، آپ کا کردار اور آپکی شفقت و محبت سنت محمدیؐ کا آئینہ دار ہے آپ کی مقبولیت اور آپ کی علمی قابلیت اور آپ کی خوش الحانی کبھی بھی آپ کے رویے میں تبدیلی کا سبب نہیں بنی ۔ آپ کی دوستی اللہ اور اس کے رسولؐ کے عاشقوں سے اور آپ کی دشمنی اللہ اور اس کے رسولؐ کے دشمنوں سے تھی۔ مجھ ناچیز پر ان کی بڑی مہربانیاں اور بڑے احسانات ہیں اور حضرت مجھ ناچیز سے بڑی شفقت اور محبت فرماتے تھے ۔

میں نے انہیں بہت ہی قریب سے دیکھا ہے ان کا کوئی عمل قرآن وحدیث کے خلاف نہیں تھا ۔ وعدہ وفائی کا یہ عالم تھا کہ جب کسی کو وہ تاریخ دیتے تو ہر حال میں وہاں پہنچتے ۔ طبیعت کے خراب ہونے کے باوجود آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں والہانہ انداز میں اشعار بیان فرماتے ۔ اور فرماتے کہ یہ اُن کا ہی کرم ہے کہ میں جب بیان کرتا ہوں تو کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتا ۔

Marfat.com

کرامت :- ۲ نومبر ۱۹۸۰ء کو حضرت میرے غریب خانے پر تشریف فرما تھے تو صحن میں میری بیٹی کے کپڑوں میں آگ لگ گئی۔ جب بچوں نے شور کیا تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ کچھ نہیں ہوگا اللہ فضل کرے گا۔ جب میں نے باہر آکر اپنی بچی کو دیکھا تو اس کے سارے کپڑے جل چکے تھے۔ مگر اس کے بدن پر آگ نے بالکل اثر نہیں کیا۔ آگ کی بھاپ تک نہیں لگی۔ اسی طرح حضرت صاحب نے جو بات جب بھی فرمائی اللہ تعالےٰ نے اُسے کر دیا۔ اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آج بھی ان کے فیوض و برکات جاری ہیں اور قیامت تک جاری رہیں گے۔ اللہ تعالےٰ ان کے درجات کو بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

Marfat.com

جناب اقبال حیدر

پروڈیوسر پاکستان ٹیلی وژن کراچی

مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کی ولولہ انگیز تقاریر سننے اور ان کی تقریریں بھی پڑھنے کا شرف تو مجھے حاصل تھا۔ لیکن بالمشافہ نیاز کا شرف پروگرام تفہیم دین کی ریکارڈنگ کے سلسلے میں حاصل ہوا۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں اس پروگرام کے توسط سے ان جیسی جید علمی و دینی شخصیت سے متعارف ہوا۔ ان سے ملنے سے قبل تک تو میں ان کے بارے میں یہی سمجھتا تھا کہ وہ انتہائی سنجیدہ، کم گو اور شاید کم آمیز ہوں لیکن ان سے مل کر بس جی ایسا خوش ہوا کہ ہر ملاقات پر یہ مسرت دوچند اور ہر چند ہوتی گئی۔ وہ انتہائی خوش مزاج، منکسر اور دھیمی لیکن روانی سے گفتگو کرنے والے عالم تھے ٹی وی ریکارڈنگ کے سلسلے میں کئی ایسی باتیں ہوتی ہیں جو بحیثیت پروڈیوسر عملدرآمد کرانے کے لیے مہمانوں سے گزارش کرنا پڑتی ہیں۔ مثلاً وقت کی تنگی۔ مولانا کو تو ہر موضوع پر بے تکان تفصیل سے اظہار رائے کا ملکہ حاصل تھا۔ مگر جب میں نے ان سے اپنی مجبوری بتائی تو ان کے ماتھے پر کوئی بل نہ آیا اور ان کی آواز یا لہجے سے کسی قسم کی ناراضگی یا ناپسندیدگی کا اظہار ہوا انہوں نے نہایت توجہ سے میری بات سنی اور بہت شفقت سے یہ کہہ کر

Marfat.com

مطمئن کر دیا کہ آپ فکر نہ کریں ۔ میرا جواب انشاء اللہ آپ کے دیئے ہوئے وقت سے زیادہ نہ ہوگا ۔ چنانچہ انہوں نے سوالوں کے جواب از سر نو مرتب کیے اور انتہائی حسن و خوبی سے ریکارڈ کروائے ۔ اس طرح میں نے یہ بات بھی نوٹ کی کس وجہ سے ان کی آنکھ دوسری آنکھ کے مقابلہ میں زیادہ حرکت کرتی ہے جو انہوں نے بہ کمال شفقت تسلیم کیا اور اس کے بارے میں بتایا کہ ۱۹۶۲ء میں ان پر کئے جانے والے قاتلانہ حملے کے اثرات سے ہے انہوں نے پورا واقعہ بھی میرے کہنے پر سنایا۔ مجھے ان کی حق پر استقامت نے اور زیادہ ان کا گرویدہ کیا کہ اس قدر شدید زخم کھانے کے باوجود وہ شب روز صدائے حق بلند کرنے میں مشغول رہے ۔ انہیں پانچ گہرے زخم لگے، تین زخم سر پر آئے تھے ۔ زخم تو مندمل ہو گئے مگر اعصاب پر ان کا اثر رہا۔

سو میں نے ان کو ایک خاص طریقے سے بیٹھنے کو کہا اور انہوں نے انتہائی خوش دلی سے اس طرح بیٹھ کر جواب دیئے اور میں نے اس طرح ان کو ریکارڈ کیا ایک خاص رخ سے کہ ان کی وہ کمزوری نمایاں نہ ہو پائی صرف ان دو باتوں سے ہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کتنے معقول ذہین انسان تھے اور واقعی وہ ایک ایسے زندہ انسان تھے جن سے ل دوسرے نہ صرف علمی استفادہ کرتے بلکہ اخلاق اور انسانیت کا درس بھی میں نے ان کی کئی ریکارڈنگ کی ہیں ۔ ٹی وی کی ریکارڈنگ کا وقت مقرر ہے ۔ مولانا صاحب انتہائی مصروف عالم تھے مگر انہوں نے کبھی بھی ہمار ریکارڈنگ کے مقررہ وقت کو کسی دوسری مصروفیت کی بنا پر ضائع نہ وہ ہمیشہ کمال شفقت سے ہماری اس مجبوری کا خیال بھی رکھتے تھے او بھی ۔ مولانا صاحب سے جتنی بار بھی نیاز حاصل ہوا میں نے ان کو ہمیشہ تحمل مزاج ہنس مکھ اور کسی حد تک شگفتہ بیان پایا۔ البتہ ایک مرتبہ وہ قدر کبیدہ خاطر تھے ۔ میرے استفسار پر انہوں نے بڑے کرب سے کہا کہ

Marfat.com

صاحب۔ لوگ ایسی باتیں کرنے کی ہمت کیسے کرتے ہیں اور تفصیل سے گفتگو ہوئی تو پتہ چلا کہ ایک اور مقرر نے کہیں اپنی تقریر میں ایک خلیفہ کو محض اس لیے بُرا کہا تھا کہ ایک اور مقرر نے اس سے قبل تین خلفاء کو بُرا کہا تھا۔ وہ اس بات سے بہت ملول تھے کہ ایک غلط بات کے جواب میں دوسرے کو غلط طریقے سے بات نہیں کرنی چاہیئے۔

یہ تھا ان کا نبی کریمؐ کے صحابیوں اور خلفاء کے بارے میں گہری عقیدت اور محبت کا انتہائی اظہار۔ مولانا صاحب جیسی فہم و فراست اور شفقت و خلوص والے لوگ میں نے کم دیکھے ہیں۔ کبھی ریکارڈنگ کے لیے ان کو لینے گاڑی وقت پر پہنچی یا ریکارڈنگ کے بعد انہیں گاڑی کے لیے انتظار کرنا پڑے تو میں نے انہیں کبھی کچھ دوسروں کی طرح اپنی مصروفیت کا رونا روتے اور اہمیت جتانے کے لیے غصہ ہوتے نہیں دیکھا وہ ہمیشہ مجبوریوں کو سمجھ لیتے تھے انتظار کر لیتے تھے اور ہم جیسوں کو ان سے کچھ اور استفادہ کرنے کا موقع مل جاتا تھا۔ شاید خدا نیک بندوں کو جلد اپنے پاس بلا لیتا ہے اس کی مصلحت وہی جانے ورنہ ہماری ناقص عقل تو یہی کہتی ہے کہ ع

ابھی تو ان سے بہت مستفید ہونا تھا

خدا ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ان جیسا جذبۂ عشقِ رسولؐ سب کے دلوں میں دے۔

Marfat.com

محترمہ غلام فاطمہ چشتیاں

عزیز از جان حافظ محمد شفیع صاحب علیہ الرحمۃ بچپن میں نہایت سلیقہ شعار طبیعت کے مالک تھے۔ نرم اور شیریں لہجہ میں گفتگو کرنے کے عادی تھے کسی سے لڑنے جھگڑنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ اور آداب و تکلفات کا اہتمام جمع خاطر رکھتے ان کے رشتہ کے بارے میں میں نے ہی اپنے برادر اکبر نواب الدین کو راضی کیا تھا۔ اور میرے بڑے بھائی کی دختر نیک اختر سے عقد مسنون قرار پایا کہ عزیزی حافظ محمد شفیع صاحب کی حیات خانگی کا آغاز ہوا۔

اب جو حصول علم کے بعد تبلیغ وارشاد کے فرائض نبھانے کا خرقہ قابلیت عطا ہوا تو اس دوران جب بھی آپ چشتیاں تشریف لاتے مجھے ملاقات کا شرف ضرور بخشتے اور میری دعائیں لینے کے واسطے ضرور میرے گھر آتے۔ ایک مرتبہ مجھے دانتوں کے لیے درود میں پڑھنے کی صورتیں بتائیں تو میں وہ اس وقت سے پڑھ رہی ہوں۔ میرے دانتوں کو خاطر خواہ افاقہ بھی رہتا ہے ایک دفعہ فرمایا وضو کرنے سے پہلے تعوذ اور تسمیہ دونوں ضرور پڑھ لیا کریں اس طرح سے بے شمار وظائف اوراد اور دیگر بہت سارے امور میں اصلاح بھی کر دیتے۔ جب بھی چشتیاں آتے تو چند لمحات ہی رکتے۔ عدیم الفرصتی کی بنا پر جلد واپس جانے کا قصد رکھتے مگر سب ملنے والوں سے (بالاختصار) ملاقات کا حصہ بانٹتے ہوئے واپس جانے کا فکر کرتے۔

ایک مرتبہ بیر محل میں ایک فوتگی پر آنا ہوا تو میں بھی وہاں گیا ہوا تھا جب میری آمد سنی تو بصد اشتیاق مجھے ڈھونڈ کر مجھ سے ملاقات کی۔ وہ میرے بچوں سے بڑھ کر مجھے پیارے تھے۔ پوری برادری کو ان پر فخر تھا جس قدر بھی لائق اولاد کی تعریف کی جائے کم ہے اس قدر خلیق و ملنسار کہ ہر کسی کا دل موہ لیتے تھے اللہ تعالےٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ دے آمین

Marfat.com

جناب شیخ ظفر علی چشتیاں

ماموں جان سے مجھے اور انہیں مجھ سے بہت محبت تھی جب کبھی ملتے ہر نشست یادگار ہو جاتی۔ ہمیں دوبارہ ملاقات کا انتظار رہتا۔ وہ جلسے میں ساتھ چلنے کو فرماتے تو میں کسی موضوع یا واقعے کی فرمائش کرتا تو ضرور پوری کرتے۔ پاکپتن شریف میں ان کے آخری خطاب کے موقع پر میں نے ان سے "کرتے" کی مشہور نعت کی فرمائش کی۔ سوا دو گھنٹے کی تقریر کے بعد کمال محبت سے میرا ذکر کرتے ہوئے وہ نعت شریف سنائی۔ ان کی ظرافت اور حد درجہ شفقت و محبت کے سبب کبھی بے تکلف ہو کر ہم ان کے مرتبہ و مقام کے منافی بھی طرز گفتگو اختیار کر جاتے تو محسوس نہ فرماتے۔ ان کی نسبت و قرابت ہمارے لیے باعث افتخار تھی۔ ان کی اچانک وفات ہمارے لیے بہت بڑا سانحہ ہے۔ ان کی مرتبت کا کچھ صحیح احوال ان کے بعد ہی ہم پر کھلا وہ بلاشبہ بہت بڑی شخصیت تھے۔ دین و ملت، ملک و قوم سب کے لیے باعث عزت تھے۔ درخت جب تک لگا رہتا ہے اس کے وجود، سائے اور اس کے اثرات و فوائد کا صحیح اندازہ نہیں ہوتا۔ جب اسے زمین سے جدا کر دیا جاتا ہے وہ گرتا ہے تو اس کی حقیقت کھلتی ہے۔ ہمیں اب احساس ہو رہا ہے کہ ماموں جان کیسے اچھے اور کتنے بڑے شجر سایہ دار تھے۔ اللہ تعالےٰ ان کے طفیل ہم پر اپنی رحمتیں ہمیشہ سایہ فگن رکھے اور ہمیں ان کے طریقے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

جناب صوفی میاں احمد لاہور

یہ عاجز راقم الحروف ایک گناہ گار اور عصیاں شعار انسان ہے۔ میرے دامن میں بجز کوتاہی اور روسیاہی کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اپنا بچپن اپنے آبائی گاؤں مقام و ڈاک خانہ سبھرال (علاقہ وادیٔ سون سکیسر) تحصیل و ضلع خوشاب میں گزارا۔ قرآن پاک ناظرہ پڑھا۔ بچپن سے ہی پانچوں وقت نماز باقاعدہ پڑھنے لگ گیا۔ مگر مذہبی سوجھ بوجھ نہیں رکھتا تھا۔ ۱۹۵۰ء میں قبلہ وکعبہ وسیلتنا الی اللہ العلیم حضرت مولانا خواجہ محمد ابراہیم صاحب سجادہ نشین خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسےٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ بچپن سے ہی دین پاک اسلام کی معلومات کے لیے بے چینی و بےقراری رہتی تھی اور یہی جذبہ طلب و جستجو کے لیے بدستور بے قرار رہتا تھا۔ اتفاقاً نومبر ۱۹۵۸ء میں باب الاسلام کراچی بندہ کو ملازمت مِل گئی اور بندہ کی انتہائی خوش قسمتی ہے کہ اللہ کریم جلّ مجدہٗ کا فضلِ بے پایاں بطفیل حضرت سیدنا و مولانا رسولِ کریم رؤف الرحیم صاحبِ خُلقِ عظیم علیہ الف الف تحیّات والتسلیم و ببرکتِ حضرت خواجگان عالیشان پیران بے نظیران علیہم الرضوان احقر کے شاملِ حال ہوا۔ بندہ خطیب اعظم پاکستان عالم اجل، فاضل بے بدل، مقررِ شیریں بیان حضرت مولانا حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ فیض سے وابستہ

Marfat.com

ہوا۔ گویا دل کی مسلسل اسلامی معلومات کے جذبہ کی بے چینی و بے قراری کو اطمینان وسکون کی دوا ارزانی ہوئی۔ اس پر اپنے ربِ کریم جلّ شانہٗ عظیم کا جتنا حمد و شکر اور اپنے رسولِ رحیم صلی اللہ علیہ وسلّم کی جس قدر مدح و ثنا بجالاؤں کم ہے۔

اس طرح اسباب مہیّا ہوئے کہ سپرنٹنڈنٹ ریلوے پولیس کراچی کے دفتر میں جہاں بندہ کو ملازمت ملی تھی وہاں کے ایک ساتھی چوہدری اکبر علی صاحب (اللہ تعالیٰ انہیں اجرِ احسن عطا فرمائے) ایک روز جمعۃ المبارک کے دن فرمانے لگے آؤ تمہیں جمعۃ المبارک پڑھائیں وہ بندہ کو عیدگاہ میدان کی جامع مسجد میں لے گئے۔ یہاں ایک نورانی چہرہ والے اپنے نورانی بیان سے دلوں کی دنیا منور فرما رہے تھے۔ اُن کے وعظ کا ایک ایک لفظ اور جملہ دل میں اتنا اثر کر رہا تھا کہ وہاں سے اُٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے بندہ نے چوہدری اکبر علی صاحب سے پوچھا کہ ان حضرت صاحب کا اسمِ مبارک کیا ہے۔ فرمانے لگے مولانا حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی (اللہ پاک کی اُن پر کروڑوں رحمتیں ہوں) اب تو دل کی دُنیا بدل چکی تھی۔ بندہ نے اپنا معمول بنالیا باقاعدہ طور پر جمعۃ المبارک کی نماز حضرت قبلہ اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ادا کرتا تھا۔ ہر جمعۃ المبارک کا وعظ بندہ کو ایک نیا سبق عطا کرتا اور اس پر عمل پیرا ہو جاتا۔ بندہ کو گاؤں میں حقہ پینے کی عادت پڑ گئی تھی۔ حضرت نے اپنے وعظ میں کچھ ایسا بیان فرمایا جو صحیح طور پر یاد نہیں مگر اُس کا مفہوم یہ تھا کہ حضرت سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فعل ناپسند ہے۔ بندہ نے اُسی دن سے حقّہ پینا چھوڑ دیا۔ اور اب یہ حالت ہے کہ جب کوئی حقہ یا سگریٹ بندہ کی موجودگی میں پیتا ہے تو طبیعت پر سخت بوجھ محسوس کرتا ہوں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کی ادائیگی کی نیّت سے شروع ہی سے ۱۹۵۹ء میں داڑھی رکھ لی حالانکہ داڑھی رکھنے پر کئی جگہوں سے اعتراض ہوئے مگر

؏ یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہر بیان سے بندہ میں تبدیلی آرہی تھی اور

Marfat.com

وہ تبدیلی اپنے آپ کو شرع شریف کے مطابق ڈھالنے کی تبدیلی ہوتی تھی ۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب ۔ میری طرح ہزارہا گم شدگانِ راہ حضرت قبلہ حافظ صاحبؒ کی بابرکت صحبت سے راہِ حق پر گامزن ہوئے ۔

ع مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں
نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

بندہ کے علم میں یہ نہیں تھا کہ حضرت اوکاڑویؒ رات کو بھی وعظ فرماتے ہیں ایک دن عشاء کی نماز پڑھ کر بندہ سونے کا ارادہ کر رہا تھا ۔ اُس وقت بندہ کی رہائش قائدآباد میں تھی (یہ کچی آبادی تھی بعد میں بابائے قوم حضرت محمد علی جناحؒ کے مزار میں توسیع کے لیے یہ ساری آبادی ختم کر دی گئی) بندہ کے کان میں لاؤڈ سپیکر پر حضرت اوکاڑویؒ کی آواز پڑ گئی ۔ اب نیند ختم ہو گئی ۔ بندہ نے پیدل چلنا شروع کر دیا ۔ رات کا وقت تھا خاموشی تھی برابر آواز سنتا جاتا تھا اور اُدھر چلتا جاتا تھا ۔ حتیٰ کہ اس جگہ پہنچا جہاں آپؒ وعظ فرما رہے تھے یہ سولجر بازار تھا ۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ ہر روز آپؒ کی رات کے وقت تقریر ہوتی ہے ۔

پھر رات کو تقاریر سننے کا باقاعدہ معمول بن گیا ۔ شاید ہی کوئی ایسی رات ہو کہ بندہ حضرت کے بیان کو سننے کے لیے شریک نہ ہوا ہو ۔ بندہ کی رہائش کورنگی کالونی میں تھی ۔ میرے مشفق و محسن حضرت حافظ صاحبؒ کی تقریر میلوں میں پھیلے ہوئے کراچی شہر کے کسی محلّہ میں ہوتی بندہ بے تابی سے پہنچتا تھا ۔ بعض دفعہ وہیں کسی قریبی مسجد یا فٹ پاتھ پر رات آرام کر لیتا اور صبح باقاعدہ اپنی ڈیوٹی پر پہنچ جاتا تھا ۔

اپریل ۱۹۶۱ء میں بندہ کراچی سے تبدیل ہو کر لاہور آ گیا ۔ کراچی قیام کے اس مختصر عرصہ میں برابر حضرتؒ کے بیانات سے فیض حاصل کرتا رہا ۔ حضرت قبلہ ثانی لاثانی شرقپوریؒ کی حضرت اوکاڑویؒ پر توجہ برکت کا نتیجہ تھا کہ متواتر رات دو دو تین تین گھنٹے تقریر سنتا تھا مگر اُونگھ نہ آتی تھی ۔ جو تقریر فرماتے تھے یاد ہو جاتی تھی ۔ یہ حضرتؒ کی ہی صحبت کا اثر تھا کہ بندہ کا صرف ایک نظریہ مقرر ہو

Marfat.com

چکا تھا وہ نظریہ یہ تھا کہ اب زندگی کو خدا تعالےٰ اور اس کے پیارے رسول ؐ کے فرمان کے مطابق گزارنا ہے۔

۱۹۶۱ء میں بندہ جب لاہور آیا تو یہاں وعظ سُنتا تھا مگر حضرت کا وہ پُر اثر بیان کہاں سے لاتا۔ کئی دفعہ ارادہ کر لیا کہ واپس کراچی چلا جاؤں بلکہ حضرت کو لکھ بھی دیا کہ جو فیوض و برکات آپ سے حاصل ہوتے تھے وہ یہاں نہیں ہیں۔ قدرت کو منظور ایسے تھا واپس نہ جا سکا۔ پنجاب ہر وقت یہی انتظار رہتا کہ آپ کب پنجاب تشریف لا رہے ہیں اور حتی الوسع آپ کا مبارک وعظ سننے لاہور یا لاہور کی قریبی جگہ پہنچ جاتا تھا۔ ہر سال ۳ ربیع الاوّل شریف شرقپور شریف میں عرس مبارک کے موقع پر رات حضرتؒ کی خدمت میں گزارتا تھا۔ سب سے آخری ملاقات شرقپور شریف میں ہوئی جب حضرت نے ۳۰ مارچ ۱۹۸۴ء میں شرقپور شریف میں جمعہ پڑھایا۔ کراچی سے آنے کے بعد بندہ نے حضرت اوکاڑویؒ کو عریضے لکھے تو آپ نے جواب عنایت فرمائے۔ ۱۰ صفر ۱۳۸۱ھ کے نوازش نامہ کے چند الفاظ تبرکاً ذیل میں درج ہیں۔

"شریعت کی پابندی فرمائیں۔ اتباعِ سنّت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کسی حال میں بھی ترک نہ فرمائیں۔ تلاوت قرآن پاک درود شریف کو لازم کر لیں۔ کسی نیک کامل بزرگ کی صحبت اختیار فرمائیں۔ کبھی کبھی لاہور کے مشہور مزارات کی زیارت کے لیے جایا کریں اور کوشش کیا کریں کہ آپ کی ذات سے کسی کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ حتی المقدور مخلوق خدا پر احسان کریں فائدہ پہنچائیں۔"

۱۰ صفر ۱۳۸۱ھ

۱۹۵۹ء میں بندہ کورنگی کالونی رہائش منتقل کر کے گیا۔ یہ کالونی نئی نئی بنی تھی اس ایریا میں مسجد نہیں تھی۔ حضرت اوکاڑویؒ نے جس راستہ کی طرف چلا دیا تھا اس جذبہ سے سرشار ہو کر جتنا عرصہ کراچی رہا بندہ کیو (Q) ایریا نزد بس اسٹاپ نمبر ۲ کورنگی ٹاؤن شپ کراچی نمبر ۳۱ میں اہل محلہ کے تعاون سے چٹائیاں لگا کر عارضی

Marfat.com

مسجد بنا کر فی سبیل اللہ نمازیں پڑھاتا تھا۔ اب وہاں عظیم الشان قادری مسجد تیار ہوگئی ہے۔ لاہور پہنچ کر بندہ محلہ قلعہ گوجر سنگھ تکیہ والی مسجد میں سات سال فی سبیل اللہ نمازیں پڑھاتا رہا۔ جمعہ پڑھاتا رہا۔ اور اب بھی جہاں ضرورت ہو فی سبیل اللہ جمعہ یا نماز پڑھاتا ہوں۔

تحدیثِ نعمت کے طور پر یہ چند سطور عرض کی ہیں کہ کسی دینی مدرسہ میں علم حاصل نہیں کیا۔ صرف تھوڑا سا عرصہ کراچی میں اُس عاشقِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاجی الحرمین الشریفین العلامہ بسنتہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولانا قبلہ اوکاڑوی کی صحبت حاصل ہوئی تو جمعہ یا نمازیں پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کا سارا ثواب یقیناً یقیناً حضرت اوکاڑوی کو مل رہا ہے۔ جن کی نظرِ کرم سے بندہ اس جانب مائل ہوا ورنہ بندہ تو ایک ناکارہ علم وعمل سے خالی دیہاتی تھا۔ اس ناکارہ انسان کو حضرت اوکاڑوی سے بے انتہا فائدہ پہنچا جو بندہ الفاظ کے ذریعہ بیان نہیں کر سکتا۔ آپؒ نے اللہ پاک جلشانہٗ عظیم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ، حضرات اہل بیتِ عظام حضرات صحابہ کرام ائمہ عظام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت وادب کا وہ سبق سکھایا کہ اللہ کے فضل سے کوئی بدعقیدہ اپنے جال میں نہیں پھنسا سکتا۔ حضرت کی صحبت ہی وسیلہ بنی کہ بندہ کو اپنے پیرخانہ سے بے انتہا محبت ہے۔ پنجاب آکر حضرت اوکاڑوی کے بیان کے علاوہ جن کے بیان سے بندہ سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے وہ اپنے پیرومرشد حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولانا ومقتدانا خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددی مدظلہ العالی کی ذات ہے۔ جن کے دستِ حق پرست پر بندہ نے بعیت تجدید کی۔

فروری ۱۹۵۶ء میں بندہ کے پیرومرشد حضرت مولانا خواجہ حافظ محمد ابراہیمؒ کا وصال ہوا اور ۱۹۶۱ء میں آپ کے صاحبزادہ اور جانشین حضرت مولانا خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب سراجی مجددی مدظلہ العالی کے دستِ حق پرست پر بعیت تجدید کی۔

بندہ کے یہ چند شکستہ الفاظ تھے جو ازراہِ عقیدت حضرت اوکاڑوی کی شان میں پیش کیے ورنہ یہ احقر کس طرح اُن کی شان بیان کر سکتا ہے۔ ان کے اتنے اوصاف

Marfat.com

ہیں کہ بہت لمبا مضمون بن سکتا ہے۔ تواضع و انکساری کوٹ کوٹ کر بھری تھی بہت خوش اخلاق تھے ان کا ہر فعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی سنّت کے مطابق ہوتا تھا۔

وصال کے بعد ۱۹۸۴ء میں عید الفطر کے بعد تیسرے دن خواب میں حضرت اوکاڑوی ؒ کی زیارت نصیب ہوئی۔ خواب میں پاکستانی چوک اچھرہ لاہور میں بندہ کی رہائش گاہ پر گھر کے باہر حضرتؒ کھڑے ہیں نہایت ہی کشادہ شلوار اور قمیص زیب تن ہے اور سر پر بھی وہی کپڑا رومال کی طرح باندھا ہے مگر نہایت ہی بڑی پگڑی کی طرح ہے۔ کپڑے کی رنگت سفید ہے مگر مثال نہیں دے سکتا۔ نہایت ہی صاف شفاف دودھ سے بھی زیادہ شفاف۔ بندہ دوڑ کر گھر کے اندر گیا اور چھتری لے کر آیا اور چھتری سے قبلہ حافظ صاحبؒ کے سر اقدس پر دھوپ کے بچاؤ کے لیے سایہ کیا اور ساتھ ساتھ چھتری پکڑے چل رہا تھا۔ کہنے لگے کہ مسجد شبیر ربانی المعروف ارائیاں والی میں جمعہ پڑھانا ہے جب مسجد کے دروازہ پر پہنچے فرمانے لگے آج چھٹی ہے۔ اتنے میں فوراً کیا دیکھتا ہوں کہ قبلہ حافظ صاحبؒ مصری شاہ والے جناب شیخ محمد اشرف صاحب (یہ قبلہ حافظ صاحبؒ کے ہم زلف ہیں) کے سکوٹر پر بیٹھے ہیں اور مسجد ارائیاں کے سامنے والی جگہ بہت بڑے وسیع وطویل سڑکوں میں بدل چکی ہے اور تھوڑی دیر کے بعد قبلہ وکعبہ حافظ صاحبؒ ایک موٹر رکشا میں بیٹھے ہیں اور رکشا سے پیچھے کی طرف بندہ کو جھانک کر دیکھا اور پھر وہ رکشا حضرت کو لے کر میری آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔ اس کے بعد بندہ کی آنکھ کھل گئی

اللہ سبحانہٗ تعالےٰ اکبر آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہم گناہ گاروں کو اُن کے نقش قدم پر چلائے اور اُن کے فیوضات و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین

Marfat.com

شیخ الحدیث مولانا ابوالطاہر محمد رمضان کراچی

مذہب حق اہلسنت وجماعت کی تبلیغ واشاعت کے سلسلہ میں جذبۂ عقیدت مجبور کر رہا تھا کہ خطیبِ پاکستان الحاج الحافظ العلاّمہ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کی پرشکوہ اور باوقار تقریری وتحریری اور تبلیغی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے اپنے تاثرات سپردِ قلم کروں کیونکہ علاّمہ اوکاڑوی کے انتقال پُرملال سے دُنیائے اہلسنت کا جو ناقابلِ تلافی نقصان ہوا ہے وہ ناقابلِ تردید حقیقت ہے۔ جہاں تک بقائے اسلام اور ان کی تبلیغی خدمات کا تعلق ہے اس کے لیے تو بفضلہ تعالےٰ علماء وعرفاء قیامت تک غیر متزلزل تبلیغی خدمات انجام دیتے رہیں گے لیکن مقولہ ہر گلِ را رنگ و بوئے دیگر است مسلّمہ ہے اور ممتاز دینی شخصیات کا عوام کے دلوں میں ایک خاص مقام ہوتا ہے چنانچہ تبلیغ ہدایت کے لیے رب کریم جل مجدہٗ نے ازل سے مبلّغین کا سلسلہ قائم فرمایا ہے جن کے آخر میں ختمیٔ مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم رب العزۃ تشریف لائے اور ان کے بعد ان کے خلفائے راشدین نے راہ ہدایت کی طرف دعوت کا فریضہ باحسن الوجوہ انجام دیا پھر اس سلسلہ دعوتِ حقہ کو علی سبیل البدلیۃ اپنے اپنے موقع پر علماء ربانیین نے برقرار رکھا۔ ہدایت کی تبلیغ واشاعت کے سلسلہ کی حضرت العلاّمہ اوکاڑوی بھی اس دَور میں ایک خاص کڑی تھے جنہوں نے صحیح عقیدہ کی

Marfat.com

اشاعت میں نڈر ہو کر وہ کردار ادا کیا جسے اپنے تو اپنے غیروں نے دادِ تحسین دی۔ میری نظر میں علامہ اوکاڑوی اس آیت کے صحیح مصداق تھے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

ترجمہ! اور اس شخص سے بہتر بات کس کی ہوسکتی ہے جس نے (لوگوں کو) اللہ کی طرف بلایا اور (خود) نیک اعمال کیے اور کہا بلاشبہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

علامہ مرحوم و مغفور نے علمی، اعتقادی مسائل کے حصّوں اور اشاعت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ رات دن مطالعہ کتب، تحریر و تالیف میں لگے رہے۔ رات کو نہ سونا ان کی زندگی کا معمول بن چکا تھا اس میں وہ اپنی مثال آپ تھے اور یہ حقیقت ہے کہ جو اپنے رب کریم اور اس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے شب زندہ دار رہتا ہے اسے قربِ خداوندی اور علم لدنی سے نوازا جاتا ہے۔ علامہ کی وہ تقاریر جس میں وہ مشکل سے مشکل سوال کے جواب کو آسان بنا کر بیان کرتے۔ ان کے علم لدنی کی شاہد عدل ہے۔ ان کے بیان میں جو شواہد و دلائل دیئے جاتے تھے اسے اہل علم حضرات بھی استفادہ کرتے۔ بیان و تقریر میں جو ملکہ ان کو دیا گیا قابل صد تحسین ہے ایک ممتاز عالم دین نے کہا کہ اگر ہمیں کوئی موضوع دیا جائے تو کئی گھنٹے تدبر کرنا پڑتا ہے مگر علامہ اوکاڑوی میدان تقریر کے وہ شہسوار ہیں کہ ایک موضوع دے کر جب بیان کرنے کو تیار ہوتے اور اسی وقت ان کو دوسرا موضوع دیا جاتا تو فی البدیعہ اس پر دو اڑھائی گھنٹے محققانہ انداز میں مؤثر بیان فرماتے۔

علامہ اوکاڑوی علیہ الرحمۃ اہل سنت کے ناقابل تسخیر اور قابل فخر شخصیت تھے۔ رب کریم سے دعا ہے کہ انہیں اپنی جوار رحمت، جوار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے بیٹوں میں وہی قابلیت ودیعت فرمائے۔ آمین

Marfat.com

جناب ہارون محمد قادوانی صدر جماعت لواری شریف

یہ حقیر پُرتقصیر، خطیبِ پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم کے اُن شیدائیوں میں سے ہے جو مولانا کے وعظ و خطبات ذوق و شوق سے سنتے تھے ۱۹۸۲ء میں قمری ماہ ذی قعد المبارک کی ۴ تاریخ کے موقع پر جب کہ حضرت سلطان الاولیاء خواجہ محمد زمان قدس سرہٗ کا سالانہ عرس منایا جارہا تھا مولانا صاحب لواری شریف اس تقریب سعید میں شرکت کرنے والے تھے۔ آپ کے علاوہ ملک کی کئی ممتاز شخصیتوں، اور بیرون ملک سے آئے ہوئے چند اکابرین کی بھی شرکت متوقع تھی۔

چونکہ میں دفتری امور کی انجام دہی میں ملک سے باہر تھا اس لیے باوجود کوشش کے اس جلسۂ مبارکہ میں حاضری سے مشرف نہ ہو سکا لیکن وطن واپسی کے بعد میری دلی آرزو تھی کہ کسی طرح مجھے اس تقریب عرس مبارک کی فلم کا کیسٹ دستیاب ہو۔ چنانچہ "جو ینده یابنده" کے مصداق میری یہ آرزو پوری ہو اور یہ کیسٹ مجھے اپنے ایک برادرِ حقیقی سے مل گیا۔ چنانچہ میں اور میرے لواحقین مولانا صاحب کی تقریر دل پذیر سے جو غالباً ایک ڈیڑھ گھنٹے پر محیط تھی مستفیض ہوئے۔ اس کے بعد اس کیسٹ کی نقلیں بنوائیں جن میں ایک اپنے فرزند غلام

Marfat.com

جو دبئی میں مقیم ہے ارسال کی۔ غلام نبی متحدہ عرب امارات میں جماعت لواری شریف کی شاخ کے اعزازی سیکرٹری ہیں۔ اسی سال یعنی ۱۹۸۱ء میں مولانا مرحوم دبئی تشریف لے گئے۔ میرے فرزند غلام نبی ان کی ملاقات سے مشرف ہوئے دبئی میں اپنے قیام کے دوران مولانا صاحب نے مختلف مساجد میں متعدد اجتماعات سے خطاب کیا۔ جن میں مریدان لواری شریف اور مسلمانان اہل سنت والجماعت کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ آپ نے خطبات میں، قرآن وسنت کی روشنی میں طریقت وتصوف اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے بلند مراتب و درجات پر سیر حاصل گفتگو کی جس سے تمام حاضرین مستفیض ہوئے۔ گزشتہ برس حضرت خواجہ ابو المساکین حاجی محمد فضل اللہ ٹھٹھوی قدس سرہ کا ۹/ذی الحجۃ المبارک کے دن دبئی میں جماعت لواری شریف دبئی کے زیر اہتمام یوم عرس منایا گیا اس تقریب سعید میں جو پاکستان سنٹر دبئی میں منعقد ہوئی۔ پاکستانی قونصل جنرل اس کے عملے کے علاوہ وہاں مقیم برادران طریقت اہل سنت والجماعت بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔ یہ حضرت مولانا کی تبلیغ کا اثر ہے کہ لوگ طریقت کی مجالس میں کھنچے چلے آتے ہیں۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ خطیب پاکستان کے وعظ وخطبات نہ صرف ایمان افروز ہوتے ہیں بلکہ سبق آموز بھی۔ آپ کا انداز بیان نہایت دل نشین تھا جس سے ایک عام فہم سامع کے دل میں بھی بات اتر جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عامۃ المسلمین کی ایک کثیر تعداد آپ کی گرویدہ ہے اور تقریباً ہر گھر میں آپ کے مواعظ وخطبات کیسٹ کی صورت میں محفوظ ہیں اور شائقین آج بھی ان سے مستفید ہو رہے ہیں۔

"من آنم کہ من دانم" کے مصداق میں ایک کم علم شخص خطیب پاکستان جیسے ملک کے جید عالم اور اہل سنت والجماعت کے ممتاز رہنما کے متعلق کیا خامہ فرسائی کروں۔ البتہ یہ کہنے میں مجھے ذرہ بھر بھی باک نہیں کہ آپ رسالت مآب صلعم کے ایک سچے عاشق تھے اور آپ کی زندگی علامہ اقبال کے اس شعر کی جیتی جاگتی تصویر

Marfat.com

تھی کہ " شوقِ تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام ۔ میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب "
علاوہ ازیں آپ کو شمعِ رسالت ﷺ کے پروانوں یعنی سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگانِ عظام سے دلی وارفتگی تھی ۔ مولانا بذاتِ خود نقشبندی سلسلے میں بیعت تھے ۔ درگاہ لواری شریف سے آپ کو گہری عقیدت اور محبت تھی ۔ اکثر اپنے وعظوں میں فرماتے تھے کہ یہ درگاہ شریف میرے پیروں کے پیروں کا پیر خانہ ہے ۔ میں ان برگزیدگان نقشبند قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے در پاک کا خادم ہوں ۔ خواجگان لواری شریف کے اعراس مبارکہ کی مجالس میں یا لواری شریف میں ہونے والی میلاد النبی ﷺ کی تقریبات میں باوجود اپنی عدیم الفرصتی کے اکثر والہانہ حاضری دیتے اور اپنے ارشادات سے حاضرین و معتقدین کو بہرہ ور فرماتے تھے ۔

درگاہ اقدس لواری شریف پر ۹/۱۰ ذوالحجہ کے دنوں میں منعقد ہونے والے قدیم اجتماع پر ۱۹۳۸ء میں کانگریسی وزارت کی طرف سے عاید کردہ بندش کے خلاف حضرت مولانا نے وقت بوقت سرکاری و قومی سطح پر آواز اٹھائی ۔ مجلس شوریٰ میں اور مختلف پلیٹ فارموں سے اپنی تقاریر میں درگاہ شریف کے خلاف نقلی حج کے بے بنیاد الزامات کی پُرزور تردید کی ۔ آپ فرماتے تھے کہ اس غیر اسلامی بندش کو ختم کروانا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اور اپنی اس دلی خواہش کا اظہار کیا تھا کہ ہم اس کو ایک نہ ایک دن انشاء اللہ ضرور ختم کروانے میں کامیاب ہوں لیکن آپ کی زندگی نے وفا نہ کی اور آپ کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکی ۔ جماعت لواری شریف آپ کی ہمیشہ مشکور و ممنون رہے گی ۔ کہ آپ نے درگاہ شریف کے مؤقف کو اپنی دینی بصیرت کے ساتھ سرکاری سطح پر اور عامۃ المسلمین کے آگے نہایت مؤثر اور مدلل انداز میں واضح کیا ۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے قائم فرزند صالح صاحبزادہ کوکب نورانی صاحب کا جماعت لواری شریف کو تعاون حاصل ہے ۔ امید ہے کہ وہ اپنے عظیم والد کی خواہش کی تکمیل میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے ۔

Marfat.com

خطیب پاکستان کی دینی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ آپ کی پوری زندگی امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے عبارت تھی۔ مسجد گلزار حبیبؐ اور گلزار حبیبؐ ٹرسٹ آپ کی ان مساعیٔ جمیلہ کے نقوش دوام ہیں اور آپ کے فرزند رشید صاحبزادہ کوکب نورانی آپ کے مشن کو تکمیل تک پہنچانے کے لیے ان اداروں کے ذریعہ دن رات مصروفِ کار ہیں۔ یقین ہے کہ تمام اہل سنت والجماعت کے بھائیوں کا انہیں تعاون حاصل رہے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں دُعا ہے کہ وہ حضرت مولانا مرحوم کو اپنے برگزیدگان کے طفیل اعلیٰ علیین میں جگہ مرحمت فرمائے اور ان کے فرزندان و دیگر لواحقین کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے اور بزرگانِ نقشبند قدس اللہ اسرارہم کے طریقۂ عالیہ پر مستحکم رکھے۔ آمین۔

Marfat.com

جناب مولانا شبیر احمد اظہری
خطیب جامع مسجد برنس روڈ کراچی

خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی ذات گرامی
کسی تعارف کی محتاج نہیں وہ اپنی ذات میں انجمن اور ہمہ صفت موصوف
تھے ۔ وہ کون سی ایسی خوبی ہے جو مولائے کریم نے انہیں عطا نہ فرمائی ہو
بلاشبہ وہ آسمان خطابت کے شہسوار اور تصنیف و تالیف کے تاجدار تھے ۔ م
دور طالب علمی میں جبکہ میں مدرسہ اظہر العلوم شجاع آباد میں زیر تعلیم تھا خطیب
پاکستان شجاع آباد میں تقریر کرنے کے لیے تشریف لائے شہر میں بڑا
چرچا تھا اور شہرت تھی ۔ اشتہارات چھپوا دیئے گئے تھے ۔ اعلانا
کر دیئے گئے تھے ۔ ہر شخص کی زبان پر یہ تھا کہ آج حافظ محمد شفیع صاحب
اوکاڑوی تشریف لا رہے ہیں ۔ کیونکہ پنجاب میں لوگ علامہ اوکاڑوی
کو حافظ صاحب کہہ کر پکارتے ہیں ۔ استاد گرامی حضرت علامہ مولانا خدا
صاحب اظہر کے ہمراہ میں خود بھی اسٹیشن پر استقبال کے لیے موجود
کپڑے کی ٹوپی اور لمبا کرتا زیب تن کیے ہوئے تھے ۔ خطیب پاکستان
اس لباس میں سلف کی یادگار اور بہت ہی حسین اور خوبصورت معلوم
رہے تھے ۔ عشاء کی نماز کے بعد جلسہ شروع ہوا ۔ خطیب پاکستان

Marfat.com

تقریر کرنا شروع کی۔ تقریر شروع کرنے کے ساتھ ہی رحمتوں کے بادل آگئے۔ بوندیں گرنے لگیں تو خطیب پاکستان نے فرمایا شجاع آباد کے سُنیو کچے ہو یا پکے؟ لوگوں نے کہا پکے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر پکے ہو تو بیٹھے رہو خدا کا کرنا کہ میلادِ مصطفیٰ کی برکت سے بارش بند ہو گئی اور خطیب پاکستان کی زبان سے محبت رسول کے موتی جھڑنے لگے۔ دوران تقریر اعلیحضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی کی نعت کا بڑا مشہور شعر سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی پڑھا تو لوگوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی خطیب پاکستان نے ڈھائی گھنٹے تقریر کی اور دلائل کے انبار لگا دیئے یہ چیز بہت کم علماء میں نظر آتی ہے۔

۱۹۶۴ء میں حزب الاحناف لاہور میں دورۂ حدیث کر رہا تھا تو میں نے سُنا کہ کراچی میں خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کی روزانہ تقریر ہوتی ہے اور تین تین ماہ تک ان کے پاس کوئی تاریخ خالی نہیں ہوتی ۱۹۶۴ء میں میں نے سند فراغت حاصل کی اور ۱۹۶۵ء میں پنجاب کے بڑے مشہور اور جادو بیاں خطیب حضرت علامہ مولانا محمد شریف نوری مرحوم جو حج پر تشریف لے جا رہے تھے ان کو جہاز پر بٹھانے کراچی آیا تو کراچی پسند آگئی اور میں کراچی ہی کا ہو کر رہ گیا۔ مولانا محمد شریف نوری مرحوم نے خود ایک مرتبہ شجاع آباد کے جلسے میں یہ بتایا کہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی کراچی میں اتنی مقبولیت ہے کہ میں کراچی میں تقریر کر رہا تھا کہ حافظ شفیع صاحب اوکاڑوی بھی آگئے کیونکہ میرے بعد حافظ صاحب نے تقریر کرنی تھی جوں ہی حافظ شفیع صاحب آئے تو سارا مجمع اٹھ کر ان کو سلام کرنے چلا گیا جب حافظ صاحب اسٹیج پر بیٹھ گئے تو سارا مجمع بھی بیٹھ گیا اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ روزانہ کراچی میں خطیب پاکستان کا بیان ہوتا تھا اور لوگ دُور دُور سے آپ کا خطاب سننے کے لیے آتے تھے انداز بیاں اتنا دلنشیں اور

Marfat.com

شیریں تھا کہ لوگوں کے دلوں میں اتر جاتا تھا۔ طرزِ بیان لوگوں میں اتنا مقبول تھا کہ مجھے بھی خطیب پاکستان کا طرز بیاں اختیار کرنا پڑا اور خدا کا شکر ہے کہ میں ان کے طرز بیان کی بدولت لوگوں میں مقبول ہوں اور جب میں تقریر کر کے فارغ ہوتا ہوں تو لوگ کہتے ہیں کہ اظہری صاحب آپ نے علامہ اوکاڑوی کی یاد تازہ کر دی ہے۔ خطیب پاکستان علامہ اوکاڑوی عالم فاضل محقق، مدقق اور مصنف تھے لیکن باوجود اس کے عاجزی اور انکساری کا پیکر تھے بڑوں کی تعظیم کرنا اور چھوٹوں پر شفقت کرنا ان کا طرۂ امتیاز تھا جب کبھی بھی میری اور ان کی تقریر ایک ساتھ ہوتی تو میری بڑی حوصلہ افزائی فرماتے حالانکہ میں جانتا ہوں کہ میں کیا ہوں علامہ اوکاڑوی صاحب اگرچہ ہم سے رخصت ہو گئے اور ہمیں صدمہ جدائی دے گئے مگر ان کا نام تاقیامت زندہ رہے گا۔ آپ نے تقریباً پچیس کے قریب اپنی تصانیف چھوڑی ہیں جن کو اگر سرمایۂ اہلسنت کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔

تین صاحبزادگان بھی ان کی یادگار ہیں بالخصوص جناب صاحبزادہ کوکب نورانی صاحب خطیب پاکستان کے نقشِ قدم پر ہیں۔ اللہ تعالے ان کو اپنے عظیم باپ کا صحیح جانشین بنائے جامع مسجد گلزار حبیب بھی خطیب پاکستان کی عظیم یادگار ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اللہ تعالے خطیب پاکستان علامہ اوکاڑوی کی قبر کو گل وگلزار بنائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے آمین۔

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالحلیم قادری

دارالعلوم قادریہ سبحانیہ کراچی

زہرونہ لرزیکی ستر کے جاری او بھیکی اوخے
چہ ما لہ نہ شولہ تقریر نہ پہ خطبات د حضرت

اِس عالم کن فیکون میں ایسے خوش نصیب افراد بہت کم ہوتے ہیں جو اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رخصت ہونے کے بعد بھی آئندہ نسلوں کے دل و دماغ پر اپنی شخصیت، علوم و فنون، صاف گوئی، حق شناسی، زہد و تقویٰ اور حسنِ اخلاق کے لافانی نقوش چھوڑ جاتے ہیں تاکہ آنے والی نسلوں کے لیے اپنے اسلاف کی حیات اور ان کا طریقۂ اتباع نبوی روشنی کا مینار ثابت ہو سکے انہیں خوش نصیب اور رنجت آور شخصیتوں میں سے ایک خطیب پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہ اعلیٰ سیرت و کردار کے حامل تھے۔ عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا اوڑھنا بچھونا تھا حسن اخلاق سے ایسے مشکل و پیچیدہ مسائل بھی بآسانی حل کر دیتے تھے۔ جن کو تلوار کی تیز دھار سے بھی سلجھایا نہیں جا سکتا تھا۔ وہ درویش کامل اور ولی اللہ تھے۔ ناموس رسالت کے تحفظ اور نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے لیے شب و روز ان کی کوششیں کسی بھی کلمہ گو سے مخفی نہیں۔ انہوں نے نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا

Marfat.com

پھر یرا پورے عالم میں لہرایا۔ ہر جگہ سرورِ کونین کی شان و شوکت کا علم بلند کیا۔ اس کے لیے خطیب پاکستانؒ نے لاکھوں میل سفر کی صعوبتیں اور دشمنانِ دین کی طرف سے اذیتیں برداشت کیں۔ لیکن خطیب پاکستانؒ ان مصائب کو اپنے لیے زحمت نہیں بلکہ رحمتِ خداوندی سمجھتے تھے۔ ہر جگہ عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیتے تھے۔ تمام عالم کے کونے کونے میں ان کی صدائے دلنواز گونجتی تھی ان کی آواز میں اللہ تعالےٰ نے وہ شیرینی اور لطافت عطا فرمائی تھی کہ اغیار بھی جذب بے خودی سے سرشار ہو کر آفرین کہتے۔ راقم الحروف نے بارہا حضرت کی تقریروں میں یہ منظر دیکھا۔ کہ دورانِ تقریر جب حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آتا۔ فرطِ محبت و عقیدت سے سر جھک جاتا اور آنکھیں پُرنم ہو جاتیں۔ وہ محبت رسول کے داعی تھے۔ یہی وجہ تھی کہ تنقیص الٰہی اور توہین رسالت کرنے والوں کے رد میں بھی ہمیشہ تہذیب و اخلاق کے دائرے میں رہتے ہوئے ان کی اصلاح پر بھرپور توجہ دیتے تھے۔ میری خوش قسمتی ہے کہ ایک مرتبہ خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ سے کعبۃ المشرفہ میں عین حجر اسود کے سامنے ملاقات ہوئی۔ فقیر ان دنوں مکہ مکرمہ میں ایک ادارے میں خدمات انجام دے رہا تھا۔ حضرت خطیب پاکستان جانب مدینہ رخ کیے اوراد پڑھنے میں مشغول تھے۔ سلام کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ انتظار میں کہ حضرت فارغ ہوں۔ خاموشی سے حضرت کے دائیں جانب بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد حضرت نے محبت بھرے لہجے میں فرمایا۔ عبدالعلیم آ گئے ہو۔ راقم الحروف نے بڑھ کر ہاتھ چومنے کی سعادت حاصل کی۔ حضرت نے شفقت و محبت سے ناچیز کو سینے سے لگایا۔ یوں لگا کہ فقیر کو والد محترم نے اپنے آغوش میں جگہ دی۔ پھر فوراً بیت اللہ شریف کے سامنے ہاتھ بارگاہ ربانی میں پھیلاتے ہوئے دعا فرمائی۔ کہ اے اللہ عبدالعلیم قادری کو بلند مقام عطا فرما۔ چنانچہ کچھ ہی دنوں بعد اس دعا کا اثر ظاہر ہوا۔ مجھے دنیاوی طور پر بھی ترقی و فراخی اور بلندی ملی اور دینی طور پر بھی۔ یہ حضرت خطیب پاکستان

Marfat.com

کے مقبول بارگاہِ خداوندی ہونے کی سند تھی۔ وہ مستجاب الدعوات کے بہترین نمونہ تھے۔ احقر نے ان گنہگار آنکھوں سے حضرت قبلہ خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ پر حرم شریف میں جو جذب وکیف اور وجد وسرور کا عالم دیکھا۔ اس کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ معلوم کرنے پر فرمایا کہ بیٹا عبدالعلیم دو دن بعد مدینۃ الرسول ﷺ حاضری دوں گا۔ احقر ایک دن قبل ہی مدینہ شریف پہنچا تاکہ حضرت کے معیت میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو درود وسلام کا ہدیہ پیش کر سکوں۔ وہ اوقات ولمحات بھی میسر آئے۔ فقیر نے آپ کو بارگاہِ نبوت و رسالت میں سراپا پیکرِ ادب واحترام پایا۔ صلوٰۃ وسلام پیش کرتے وقت آنسوؤں کی ایک لڑی تھی جو موتیوں کی صورت میں حضرت کی داڑھی مبارک کو تر کر رہی تھی۔ دو گھنٹے تک متواتر چہرۂ رسول کے سامنے آنکھیں نم کیے دست بستہ پیش فرماتے رہے۔ اللہ اللہ خطیب پاکستان کو سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے کس طرح والہانہ محبت وعقیدت تھی۔ اُس وقت کا صحیح منظر احاطہ تحریر میں لانا اس احقر کی طاقت سے باہر ہے۔ ادب واحترام کا یہ عالم تھا کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شریف میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلیٰ ومحراب میں جب نفل ادا کرنے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ اپنا سر مبارک سجدہ کی حالت میں اس جگہ پہ رکھتے تھے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قدم مبارک رکھتے تھے اور کیوں نہ ہو کہ بارگاہ مصطفوی وہ ہے جس بارگاہ کی تعظیم وتوقیر کا وہ درس دیتے تھے جس کی محبت ان کے ایمان کی جان اور ان کی متاعِ حیات تھی۔ وہ اسی بارگاہ کی غلامی اور نسبت کو اپنے لیے سب سے بڑا افتخار واعزاز سمجھتے تھے۔ اسی بارگاہ کے لیے علامہ اقبال کی عقیدت بھی پکار اٹھی۔ ؎

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اللہ تعالےٰ ہم کو صحیح معنوں میں ان کے نقشِ قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان جیسا عاشق وغلام رسول بنائے۔

Marfat.com

تلاش برادر نے جو ان دنوں گھر سے غائب تھا مجھے پریشان کر رکھا تھا۔ میں سکھر سندھ میں اپنے بھائی محبوب الرحمٰن کی تلاش میں سرگرداں پھر رہا تھا۔ صحراؤں، بیابانوں، چمن زاروں میں، شہر کے گلی کوچوں میں حتیٰ کے سکھر کے اسواق میں مارا مارا پھر رہا تھا کہ اچانک اخبار پر نظر پڑی۔ شہ سرخی میں خطیب پاکستان کی وفات کی خبر پڑھ کر ایسا محسوس ہوا جیسے کہ میں یتیم ہو گیا ہوں۔ تلاش برادر بھول گیا۔ سیدھا کراچی گلزار حبیب پہنچا۔ دیکھا تو حضرت کی قبر انوار پر پھولوں کی چادریں بچھی ہوئی تھیں اور ہر طرف آیات قرآنی اور اوراد کا ذکر جاری تھا ہر آنکھ اشک بار تھی۔ یقین نہیں آ رہا تھا۔ مگر وہاں موجود ہر شخص کو تصویر غم اور سوگ وار دیکھ کر یہ کہنا پڑا کہ اہل سنت کا عظیم سرمایہ چھن گیا۔ وہ خطیب جدا ہو گیا جو بے مثال تھا۔ جس کی خدمات بارش کی مانند تھیں۔ جو سنیت کی جان تھا بلکہ اہل سنت کی پہچان تھا۔ اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا اے عبدالعلیم یہ مرحلہ تو ہر ذی روح کے لیے ہے۔ یہ وقت تو سب پہ آتا ہے اور پھر خطیب پاکستان کا ظاہری وجود ہم سے اوجھل ہوا ہے۔ وہ فی الحقیقۃ زندہ ہیں۔ ان کی روحانیت، ان کا فیض باقی ہے اور باقی رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے ان کی قبر انوار پر۔ اللھم امطر علی قبرہ۔ مطر الرحمت کا مطار القرب۔ آمین یارب المشرق والمغرب۔

Marfat.com

حضرت علامہ عقیل ترابی کراچی

خلق الانسان علمہ البیان

بشریت کا امتیاز ہی نطق و بیان ہے۔

بیان میں کمال رب العزت کی عطا ہے۔ یہ لطف و عطا، فَفَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ کی کیفیت میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ اس نعمت خداداد کے سبب کچھ لوگ بے تاج بادشاہ بن جاتے ہیں۔ ان کا بیان، ان کا خطاب دلوں پر حکمرانی کرنے لگتا ہے۔ ایسے خطیب کے بیان میں اگر ہمیشہ ورد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دل و زبان پر آلِ مصطفےٰ کی مہریں ثبت ہو جائیں تو پھر میلاد ہو کہ محرم، سیاست ہو کہ ریاست بستی بستی اپنے بیان سے چراغاں کرتا ہوا شاہ یثرب کے آستانے میں اپنے سر کو تسلیم کرتا ہے اور ادھر سے نا امیدی نہیں ہوتی رحمۃ اللعلمین کا دربار ہے دین و دنیا میں سرفراز فرماتے ہیں۔ خطابت کا آخری شاہکار آستانہ ولایت میں نذرانۂ عقیدت بن کر عقبیٰ کا سہارا بن جاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں خطیب پاکستان نہ رہے احباب کہتے ہیں شیداء مدینہ نہ رہا، شہر والے کہتے ہیں اتحاد کا نقیب نہ رہا۔ سچ کہتے یہاں نہ رہا نہ رہنا تھا وہ اب ہے مگر شاہ مدینہ کے دربار میں الطاف الٰہی کے سائے میں۔ اللہ رحمت کرے حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی پر جنہوں نے

Marfat.com

اپنی خطابت کا سکہ منوایا۔ ایمان وخلوص کا درس دیا۔ دین کی خدمت کی۔ سرزمین پاکستان میں سالہا سال اس جلیل القدر خطیب کی یاد رہے گی۔ اہل ایمان بہت یاد کریں گے اپنی نمازوں میں دعاؤں میں۔ بڑے بڑے حکمران اور امیر پردہ گم نامی میں پنہاں ہوں گے مگر اس عظیم خطیب کا نام ہماری محفلوں کی زینت رہے گا۔

ثبت است در جریدہ عالم دوام ما۔ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

جناب ڈاکٹر مظہر قیوم ماہر امراض چشم کراچی

محترم مولانا اوکاڑوی صاحب کے متعلق کتاب چھاپنے کا ارادہ نہایت نیک ہے۔ اس سلسلے میں مجھے یاد کر کے آپ نے جو عزت بخشی ہے میں اس کے لیے تہہ دل سے مشکور ہوں۔

ساہی وال (منٹگمری) کا کوئی خاص واقعہ تو نہ لکھ سکوں گا کیونکہ یہ بچپن کی بات ہے۔ مسجد مہاجرین ہمارے گھر سے بالکل قریب تھی۔ مولانا جمعہ کو تقریر کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔ گو کہ یہ مسجد بہت بڑی نہیں ہے لیکن اس کے باہر بہت بڑا چوک ہے جس کے بیچ میں ایک کنواں تھا۔ جمعہ کے دن لوگ دس گیارہ بجے سے یہاں جمع ہو جاتے تھے۔ یوں لگتا تھا سارا شہر امڈا چلا آ رہا ہے۔ قریب کی تمام گلیاں نمازیوں سے بھر جایا کرتی تھیں۔ مولانا کا عشق رسول میں ڈوب کر تقریر کرنا ساہی وال کے عوام کبھی نہ بھول سکیں گے۔ اتنا بڑا خطیب ساہی وال تو کیا اس ملک میں کم ہی پیدا ہو گا۔

کچھ زیادہ عرض نہیں کر سکتا صرف یہی یاد ہے لوگوں کو اس جوش و خروش اور جذبہ سے کہیں اور نماز اور خطبہ سننے کے لیے جاتے نہیں دیکھا جو نظارہ ساہیوال میں نظر آتا تھا۔

Marfat.com

جناب سید علی فردوسی پٹنہ بھارت

چند سال پہلے کا ذکر ہے کہ اخبار میں یہ خبر پڑھی کہ علامہ شفیع اوکاڑوی ذکر شہادت کے سلسلے میں جلسہ سے خطاب فرمائیں گے بڑا شوق تھا کہ ان کی تقریر سنتے مگر موقع نہیں ملا اور یہ حسرت دل کی دل ہی میں رہی کہ کاش ان کو کسی موقعہ پر دیکھ سکتے مگر دیدار کی نعمت سے محروم ہی رہے۔ جب علامہ مرحوم دنیا سے رحلت فرما گئے تو سفر آخرت کے موقعہ پر ان کا آخری اور پہلا دیدار ہوا، کفن میں لپٹا، مسکراتا ہوا نورانی چہرہ دیدار حبیب کے لیے آمادہ سفر تھا۔ جس کی تمام زندگی ذکر حبیب، فکر حبیب اور ثنائے حبیب میں گزری۔ آج خود زیارت حبیب کے لیے اپنی آخری آرام گاہ کی طرف گامزن تھا۔ حضرت کے جنازہ میں عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقیدالمثال مجمع ہی اس بات کی علامت تھا کہ اللہ نے اس کے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ کے شیدائی کا لوگوں کو کیسا شیدا بنایا تھا، جدھر دیکھیے ہر طرف مجمع کثیر اور جم غفیر تھا کہ میرے دل میں ایسے ہر دلعزیز اور مقبول خاص و عام شخص کی تصانیف پڑھنے کا شوق اور زیادہ بڑھ گیا اور میں نے ان کی مشہور و معروف تصانیف مثلاً ذکر جمیل، ذکر حسین، سفینہ نوح، میلاد

Marfat.com

شریعت، راہ حق، نماز مترجم، امام حسین اور یزید پلید اور شام کربلا وغیرہ بڑے غور و خوض اور ذوق و شوق سے پڑھیں اور اسی نتیجہ پہ پہنچا کہ جس عالمانہ و فاضلانہ شان اور عقیدت و احترام کے ساتھ راسخ العقیدہ سنی و حنفی مسلمان کی طرح اسلاف و ائمہ برحق اور محدثین کرام کی روش پر قائم رہ کر مخلصانہ اور عالمانہ شان کے ساتھ ہی ساتھ والہانہ اور عاشقانہ جوش و خروش سے سرشار تحریر اگر کسی کی ہے تو وہ صرف اور صرف انہیں کی ہے جس میں بیک وقت تاریخی محدثانہ تحقیق کی رمق، عالمانہ شان کی عظمت، عاشقانہ روش کی جھلک، عظمت رسولؐ و اہل بیت کرام سے عقیدت و صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی تعظیم و تکریم اور سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نگاہ باریک بیں کی بصیرت کا حسین امتزاج، عشق رسولؐ کی خوشبو سے بسی ہوئی تحریر کی شکل میں ہمیشہ معطر معطر، شگفتہ شگفتہ گلزار حبیبؐ سے ہمیشہ تر و تازہ رہے گی اور محبت و عقیدت میں ڈوبی ہوئی تصنیف بلاشبہ دنیائے اسلام میں تحقیق و تاریخ کی اعلیٰ ترین مثال ہیں اور آج جب کہ اسلام کے محسنین اور عظمت رسولؐ و صحابہؓ کے دعویدار بظاہر مسلمان بہ باطن خارجی اپنی مذموم تحریر و تقریر کے ذریعے عظمتِ رسولؐ کو گھٹانے اور اہل بیت رسولؐ کی عظمت و حرمت پر خاک ڈالنے کی ناپاک سازش اور تحریک میں مشغول و مصروف ہیں ایسے پُرفتن دور میں اعلیٰ حضرت کی روش پر چل کر اُنہوں نے ڈٹ کر ان جاہل اور بے دین محققوں اور خارجیوں کا مقابلہ کیا اور تادم حیات اسی جہاد عظیم پر کارفرما رہے۔ اب تحریر سے ہٹ کر اُن کی تقریر کی طرف آئیں تو شاید ہی کوئی ایسا شعلہ بیان مقرر، خطیب، واعظ، ذاکر اور ثناخوانِ رسولؐ ہوا ہو جس نے اپنی تحریر و تقریر دونوں سے بیک وقت جادو جگایا ہو۔ اور وہ جس مجمع میں جاتے سامعین مبہوت و مسحور ہو جاتے۔ ہر وقت مدلل اور محققانہ اندازِ خطابت، دلنشین انداز تخاطب پُر نور و پُر درد لحن و خوش

Marfat.com

آوازی گرج دار اور مردانہ وار کڑک دار آواز کی گونج باطل کے دل میں خوف و ہراس پیدا کرنے والی جرأت اور بے باک و نڈر حق گو و حق پرست، حق نوا حق بیں حقیقت نگار، حقیقت بیاں اور حقیقت کے ترجمان حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ ولیٔ دوراں محب و عاشقان رسولؐ و آلِ رسولؐ غلام غلامانِ عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر سراپا، کیا ذکر کیا تحریر، کیا تقریر۔ غرض ہر شعبہ ہر گوشہ اور ہر عنوان سے اپنی مثال آپ تھے۔ سچ ہے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول اور اس کے اہل بیتؓ سے محبت رکھتے ہیں اس کے صحابہؓ کی تعظیم کرتے ہیں اور اہل بیت رسولؐ کی محبت کو رضائے رسولؐ کی تائید اور خوشنودی رسول کی علامت اور ایمان کی جان سمجھتے ہیں اللہ دین و دنیا میں انہیں اسی طرح سربلند و سرخرو کرتا ہے جس طرح علامہ شفیع اوکاڑویؒ کو شہرت عوام اور قبولیت دوام حاصل ہوئی۔ اُن کی ٹیپ شدہ تقریریں بصورت کیسٹ ہمیشہ آواز کا جادو جگاتی رہیں گی اور تاقیامت دلوں کو گرماتی رہیں گی۔ شیدائی رسولؐ و اہل بیتؓ کے اس بے باک و جانباز مرد حق پرست پر ہزاروں نعمتیں نازل ہوں اور اللہ تعالےٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کی تحریر و تقریر کو شہرت دوام اور قبول عوام کی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ پیکر و تصویر پدر نقش نورانی کوکب و قمر نقش و نگار شفیع سراپا اخلاق [illegible] لخت جگر ثانی خطیب پاکستان جانِ جاناں اباجان اپنی ذات و صفات کے اعتبار و لحاظ سے ہو بہو والد ماجد کی تصویر ہیں وہی انداز وہی بیان عجز و انکساری کی تصویر دلکشی و دلربائی مرقع ہر دلعزیزی کی شان خدا انہیں سلامت رکھے۔ ان کے بیان و انداز خطابت کو اور چار چاند لگائے اور ان کے طفیل وراثتِ پدر کو قائم رکھے کہ حضرت علامہ مرحوم کی یاد تازہ ہوتی رہے اور چراغ الفت سے چراغ کی جوت بڑھتی رہے اور روشن سے روشن تر ہوتی رہے۔ حضرت علامہ محمد شفیع

Marfat.com

کے متعلق تاثرات پیش کرنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے یہ چند سطور لکھ کر میں نے اپنی قسمت جگائی ہے کہ عاشقان رسولؐ کی مدح بھی فلاح دارین اور خوشنودی نور مجسم رسول اکرمؐ کا وسیلہ و ذریعہ ہے۔

Marfat.com

مولانا اکبر علی شرقپوری

امیر اہلسنت خطیب پاکستان حضرت قبلہ مولانا حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی جنہیں مرحوم لکھتے ہوئے میرا قلم کانپ کانپ جاتا ہے اُن کو میں ۱۹۵۰ء سے جانتا ہوں۔ میری عمر اس وقت کیا تھی۔ بڑی مشکل سے چودہ سال ہو گی۔ وہ ان کی بھرپور جوانی کا زمانہ تھا۔ نئی نئی داڑھی میں ہنستا مسکراتا چاند کی طرح چمکتا چہرہ، نہایت مؤدب، صالح جوان۔ آپ کا نعت پڑھنے کا ایک مخصوص اور دل نشیں انداز تھا۔ حضرت قبلہ حضور صاحب میاں غلام اللہ شرقپوری کا زمانہ تھا۔ آپ اکثر شرقپور شریف تشریف لایا کرتے تھے۔ مسجد حضرت میاں صاحب میں صبح کی نماز کے بعد شمارے پڑے جاتے تھے۔ اسی دوران قبلہ ثانی صاحب، حافظ صاحب سے فرماتے کہ نعت شریف سناؤ۔ وہ ایک نعت سناتے پھر دوسری نعت ثانی صاحب کی فرمائش پر "شہد سے میٹھا محمد نام" سناتے۔ اس نعت پر قبلہ ثانی صاحب جھوم جھوم جاتے۔

ایک دفعہ بڑی گیارویں شریف کا ختم تھا۔ محترم المقام حضرت علامہ ابوالحسنات صاحب کی تقریر تھی۔ آپ کی تشریف آوری کے باعث کافی حضرات مسجد میں تشریف لائے۔ مگر نا جانے کیوں حضرت ابوالحسنات صاحب

Marfat.com

اس دن تشریف نہ لائے۔ کافی انتظار کے بعد لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ حافظ صاحب قبلہ بھی تشریف لائے ہوئے تھے حضرت ثانی صاحب کے فرمانے پر نعت شریف پڑھتے رہے۔ حضور غوث پاکؓ کی منقبت بھی سنائی۔ کچھ لوگ جانے کے لیے جب مضطرب ہوئے تو قبلہ ثانی صاحب نے حافظ صاحب سے فرمایا کہ حافظ صاحب آپ ہی تقریر کریں۔ حافظ صاحب عرض کرنے لگے حضور میں تو آقا کا ادنیٰ سا ثناگو ہوں۔ علماء کی طرح تقریر کرنی تو مجھے آتی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ آج ہم آپ کی ہی تقریر سنیں گے۔ کیا بڑی بات ہے آپ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر تقریر شروع کریں۔ چنانچہ حافظ صاحب نے نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم کہا اور تقریر شروع کر دی حضر... کی نگاہیں حافظ صاحب پر تھیں۔ اس روز ہم پر یہ عیاں ہوا کہ حافظ صاحب کو گفتار پر بھی پوری قدرت حاصل ہے۔ دلائل و براہین اور علمی نکات کی ایسی بھرمار تھی کہ تقریر میں طوالت آگئی موزوں الفاظ اور جملے قطار در قطار ہاتھ باندھے خطاب میں زور اور تاثیر پیدا کرنے کی اجازت مانگ رہے تھے۔ آپ نے جس سلیقے اور برجستہ انداز میں حضرت غوث پاکؓ کے فضائل اور مناقب بیان فرمائے وہ انداز بالکل نیا اور بہت پیارا تھا۔ لوگ داد تحسین دے رہے تھے۔ حضرت قبلہ ثانی صاحبؒ اپنے دائیں ہاتھ سے اپنی عینک اٹھا حافظ صاحب کو تک رہے تھے اور خوشی میں جھوم رہے تھے اور پھر آپ ...(ن) سے بے ساختہ نکل گیا۔

ہن سانوں کیہہ فکر اے ساڈے تاں گھر دے خطیب ہو گئے نیں۔

مدینے کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر

پلٹ دیتے ہیں تقدیریں محمدؐ کے غلام اکثر

ولی اللہ کی نگاہ سے نوجوان خطیب کی تقدیر بدل رہی تھی اور یہ ...ی شاید قبولیت کی گھڑی تھی کہ حافظ صاحب ایک نعت خواں سے خطیب

Marfat.com

پھر خطیب پنجاب اور پھر خطیب پاکستان بن گئے۔
پاکستان کے گوشے گوشے میں سننے والے لاکھوں لوگ آپ کی آواز کے منتظر رہتے اور پھر یہی آواز کراچی سے افریقہ تک پھیلی اور کیسٹوں میں محفوظ ہو کر دنیا کے کونے کونے تک پہنچ گئی۔

۱۹۵۲ء کی بات ہے ابھی آسمانِ خطابت پر چمکے حافظ صاحب کو دو تین برس ہی گزرے تھے کہ تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا۔ آپ کے دل میں عشق رسول ﷺ کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ جوانی کا عالم تھا اور حق بات کہنے اور حق بات پر ڈٹ جانے کا ولولہ اور جذبہ موجزن تھا۔ اسٹیج پر ایک پورے وقار کے ساتھ تشریف لاتے اور نعروں کی گونج میں مائک سنبھالتے اور آقائے دوجہان کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہو جاتے۔ مرزا قادیانی پر کھل کر تنقید کرتے اور جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنے کے جہاد میں شریک ہو جاتے۔ حکومت کی طرف سے بار بار آپ کو وارننگ دی گئی مگر آپ فرماتے میں سچی بات کہنے پر مجبور ہوں اور ناموس رسالت کے لیے دنیا والوں اور حکمرانوں کا لحاظ نہیں کر سکتا۔ میں تحریک ختم نبوت کا ایک ادنیٰ سپاہی ہوں میں اس تحریک میں خوشی سے شامل ہوا ہوں اور اس وقت تک شامل رہوں گا جب تک میری زندگی میرا ساتھ دے گی اب تحریک ختم نبوت کانفرنس منعقدہ اوکاڑہ میں تقریر فرما رہے تھے۔ آپ کو گرفتار کر کے ساہیوال جیل میں قید کیا گیا۔

حافظ صاحب نے قید و بند میں اپنی تعلیم جاری رکھی۔ تفسیر قرآن پر حاشیہ لکھا۔ دوسرے عقائد کے علماء سے مناظرے کیے۔ جب کبھی جیل میں آپ عشقِ رسول ﷺ میں ڈوبی ہوئی آواز میں نعت شریف، مثنوی روم وغیرہ کے اشعار پڑھتے تو لوگ آپ کے ارد گرد جمع ہو جاتے۔ کتنے قیدیوں کے آپ کا عشقِ رسول کا یہ بے بہا جذبہ و عمل ہدایت و فلاح کا باعث ہو گیا

Marfat.com

حضرت قبلہ ثانی صاحب، حاجی فضل احمد موزنگا اور راقم الحروف منٹگمری جیل میں حافظ صاحب قبلہ سے ملنے گئے۔ حافظ صاحب کے چہرے پر متانت اور وقار تھا وہ پُرعزم تھے۔ ان کے دو بیٹے ایک ہفتے میں وفات پا گئے تھے مگر حافظ صاحب نے معافی نہیں مانگی۔

وہ ثابت قدم رہے۔ اہل حدیث اور دوسرے مولوی معافیاں مانگ کر رہا ہو گئے۔ حافظ صاحب کی اسیری کی مدت سب سے زیادہ کر دی گئی۔ وہ دس مہینے کے بعد جب اوکاڑہ اپنے گھر آئے تو ایک جشن منایا گیا۔ حافظ صاحب کی ساری زندگی دین اور مسلک اہل سنت وجماعت کی خدمت میں گزری۔ آج پاکستان میں اہلسنت کا جو بول بالا ہے اس میں بہت بڑی حد تک خطیب پاکستانؒ کا حصہ ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو کملی والے آقا مدینے کے تاج دار کا قرب خاص عطا فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

جناب اظہر عباس جعفری کراچی

محبی کوکب نورانی کا عرصہ دس بارہ سال سے دفتر سب رنگ میں آنا جانا ہے۔ وہ ایک پختہ کار ادیب ہیں اور سب رنگ کے مدیر شکیل عادل زادہ سے ان کی خاصی یاد اللہ ہے اور یوں کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ وہ سب رنگ کا ایک بھرپور رنگ ہیں۔ تین چار سال پہلے کی بات ہے اس وقت کوکب بے ریش نوجوان تھے (اب ماشاءاللہ باریش ہیں اور اپنے مرحوم والد حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کے سچے جانشین بھی) انہیں دنوں شکیل عادل زادہ نے کوکب سے میرا تعارف کرایا مجھے یہ صالح جوان رعنا بہت اچھا لگا۔ پھر یہ شناسائی گہرے ربط میں بدل گئی تعارف کے ایک ڈیڑھ ماہ بعد میں اپنے ایک دوست سے حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی کتاب "امام پاک اور یزید پلید" پڑھنے کے لیے لایا، کتاب پڑھنے کے بعد میں مولانا کے علمی تبحر اور تحریر سے بہت متاثر ہوا۔ مولانا نے اس کتاب میں اہلبیت اطہار سے اپنی پائیدار محبت و عقیدت کا بھرپور اظہار کیا ہے اور یزیدیت کی خوب مذمت کی ہے اور بخیئے ادھیڑے ہیں۔

دوسری ناچیز رائے ہے کہ ناصبیوں کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیے تاکہ حقائق سے آگاہی ہو اور نار جہنم سے بچنے کا سامان ہو جائے۔ یوں ہر شخص

Marfat.com

Marfat.com

غوث زمانہ گنج کرم پیر سید محمد اسمٰعیل شاہؒ حضرت کرماں والے

Marfat.com

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا ضیاء الدین احمد القادری

Marfat.com

خطیب پاکستان کے والد ماجد الحاج شیخ کرم الٰہی مرحوم و مغفور

Marfat.com

امام اہلِ سنت غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی

Marfat.com

فقیہ اعظم شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی

Marfat.com

جو کام آئیں گے محشر میں وہ خود اعمال ہیں تیرے

Marfat.com

اس کو آرام کہاں، اس کو نیند کہاں

Marfat.com

بندۂ مومن کا دل بیم و ریا سے پاک ہے   قوّتِ فرماں روا کے سامنے بے باک ہے

Marfat.com

مقام فقر ہے کتنا بلند شاہی سے

Marfat.com

ہر ایک سے آشنا ہوں لیکن جدا جدا رسم و راہ میری

Marfat.com

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے

Marfat.com

گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

Marfat.com

کسبِ کمال کن کہ عزیزِ جہاں شوی

Marfat.com

زمیں کی طرح جس نے عاجزی وانکساری کی
خدا کی رحمتوں نے اسی کو ڈھانپا آسماں ہو کر

Marfat.com

وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

Marfat.com

اپنے معاملے میں خود مختار ہے خواہ بھلائی کرے یا برائی اختیار کرے۔ خیر یہ جملۂ معترضہ تھا۔ میرے یہ کتاب پڑھنے کے دوسرے دن کوکب دفتر آئے گفتگو کے دوران مولانا کی کتاب کا تذکرہ آگیا اور میں نے مولانا کی تعریف کی تب کوکب نے بتایا کہ مولانا ان کے والد ہیں اور میری غلط فہمی اس دن دور ہوئی کیونکہ میں کوکب کے ساتھ "نورانی" کی وجہ سے کچھ اور سمجھتا تھا۔

کچھ عرصے کے بعد کوکب نورانی نے مولانا کی کتاب "شام کربلا" مجھے تحفہ دی۔ ابھی میں وہ کتاب پڑھ ہی رہا تھا کہ میرے ایک عزیز اُسے لے گئے اور پھر کھو بیٹھے۔ مجھے مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی تقاریر سننے کا کئی بار اتفاق ہوا۔ مولانا کا تقریر کرنے کا انداز انتہائی دل نشیں اور پر تاثیر تھا۔ وہ ذکر امام حسین علیہ السلام اور واقعہ کربلا اس طرح بیان کرتے کہ حاضرین و سامعین اشک بار ہو جاتے۔ تمام عمر مولانا کا یہی شعار رہا وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے نواسے کی مدح و ثنا کرتے رہے اُن کا دل عشق رسول اور حب اہل بیت سے سرشار تھا۔

کچھ عرصہ ہوا کراچی میں ایک گروہ نے بہت ہنگامہ آرائی کی۔ مساجد، امام بارگاہوں اور گھروں میں آگ لگائی کچھ انسانی جانیں بھی ضائع ہوئیں۔ یہ وہ وقت تھا جب بہت سے مصلحت اندیش شیعہ علماء گھروں میں بیٹھے تھے۔ اس غیر انسانی بہیمانہ حرکت پر مولانا مرحوم سخت مضطرب تھے۔ انہوں نے ایک مقامی کثیر الاشاعت اخبار کو ایک بیان جاری کیا جس میں اس مذموم حرکت اور اس کے محرک افراد کی سخت مذمت کی گئی تھی اور حکومت سے اس سلسلے میں سخت اقدام کا مطالبہ تھا لیکن اس روزنامے نے مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کا وہ بیان شائع کرنے سے انکار کر دیا جسے بعد میں ہینڈبل کی شکل میں کوکب نے اپنے ذاتی اخراجات پر شاید پچاس ہزار کی تعداد میں چھپوا کر تقسیم کروایا تھا۔

میں نے کئی بار ارادہ کیا کہ کوکب نورانی کے ساتھ اُن کے گھر جاؤں اور حضرت مولانا سے بالمشافہ ملاقات کا شرف حاصل کروں لیکن افسوس میں ارادہ

Marfat.com

ہی کرتا رہا کہ حضرت خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اس دن جب میں نے حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کے انتقال پر ملال کی خبر پڑھی کئی بار ٹیلیفون کرنے پر کوکب سے رابطہ نہ ہو سکا۔ شام کو میں اپنے بھانجے محمد علی کے ساتھ کوکب کے گھر سندھی مسلم سوسائٹی پہنچا انہیں دیکھا کہ لوگوں کا اژدھام ان کے گرد ہے اور وہ غم سے نڈھال ہیں۔ ان سے ملا تو معلوم ہوا کہ کل تدفین ہو گی۔ دوسرے دن نشتر پارک میں مولانا کی نمازِ جنازہ میں ہزاروں سوگواروں کے ساتھ میں بھی شریک تھا۔

اس عاشقِ رسول اور ذاکرِ اہلِ بیت کو سولجر بازار کے قریب عظیم الشان مسجد گلزارِ حبیب کے پہلو میں سپردِ خاک کر دیا گیا لوگ کہتے ہیں کہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی انتقال کر گئے۔ ان کا انتقال ہوئے دو برس ہو رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں نہیں وہ زندہ ہیں وہ ہم میں ہیں وہ مسجد حبیبؐ کی تعمیر میں زندہ ہیں، وہ اپنی کتابوں میں زندہ ہیں، اپنی تقاریر میں زندہ ہیں۔ انسان تو اپنے اچھے اعمال نیکی اور سچائی سے زندہ رہتا ہے۔ مولانا محترم کا جسم اوجھل ہوا ہے۔ اور جسم کا کیا ہے روحانی اعتبار سے مولانا اوکاڑوی ہمیشہ باقی رہیں گے۔

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے۔

Marfat.com

حاجی محمد اسلام نکھی چشتیاں

قبلہ گاہی والد صاحب کے دورِ حیات میں حضرت علامہ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کی آمد چشتیاں میں سال میں ایک یا دو بار ضرور ہوتی۔ آپ جب بھی تشریف لاتے میلان طبع کے لیے مجھ سے بہت زیادہ قرب رکھتے اور میرے ساتھ اس درجہ لگاؤ انس اور خلوص محبت رکھتے کہ حلقہ تحریر و تقریر سے باہر ہے۔

۱۹۵۶ء میں قبلہ حافظ صاحب علیہ رحمۃ الباری نے پنجاب سے ہجرت فرمائی اسی دوران کراچی میں اپنے کام کے سلسلہ میں گیا تو نیو میمن مسجد میں آپ سے اچانک ملاقات ہوئی۔ یہ ملاقات ہم دونوں کے لیے ایسے تھی جیسے دونوں کو کھوئی کوئی مسرتیں بانٹنے والی چیز مل گئی ہو۔ فرطِ انبساط سے ہم گلے ملے جاتے۔ آپ نے بتلایا کہ میرے حضرت قطب زمانہ رہبر یگانہ قبلہ پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب کرمانوالی سرکار کی بشارت و کرامت کے طفیل میمن حضرات سے معاہدہ ہوا ہے اور اب میں اس مسجد میں متعین ہوں۔ دس بارہ روز تک کراچی میں میرا قیام ان کے پاس رہا۔ مسجد کے قریب کے علاقہ میں انھوں نے رہائش رکھی ہوئی تھی سلطان مینشن اچھی قبر کے قریب ہی واقع ہے۔

جب بھی کراچی آنے کا اتفاق ہوتا۔ میں حافظ صاحب کے پاس ہی قیام

Marfat.com

کرتا رہا اس دوران انہوں نے رہائش گاہ کو دو تین جگہ تبدیل بھی کیا۔ میں دوران قیام ان کے ہمراہ ہر پروگرام میں شمولیت کر کے ان کی پُرلطف تقاریر مواعظات حسنہ اور دلکش شیریں انداز بیان اور شکر یلی آواز سے بہرہ اندوز ہوتا رہا اور اپنے ایمان کو تازگی اور حلاوت سے سیراب کرتا ان کی پُرکشش شخصیت سے مستفیض ہونے کے لیے مجھے کراچی میں قصداً بھی رُکنا پڑتا۔ اکثر ایسا ہوا کہ ان سے جدا ہونے کو میرا جی نہ چاہتا۔

حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کے ساتھ خانگی رشتہ داری کے علاوہ میرا روحانی طور پر بھی بہت گہرا تعلق ہے کیونکہ وہ میرے پیر بھائی ہیں ہم دونوں حضرت میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پہ بیعت ہوئے تھے اور زمانہ بیعت سے متواتر شرقپور شریف حاضری کے سبب ہماری ملاقات کا سلسلہ جاری تھا اور اس کے علاوہ بھی ہر سال کہیں نہ کہیں ضرور ملاقات ہوتی اور محبت میں روز افزوں اضافہ ہوتا رہا۔

۱۹۴۸ء میں آپ میری شادی کے موقع پر بالخصوص شرکت فرمانے کے لیے اوکاڑا سے آئے تھے۔ آپ میرے ساتھ نہایت ہی بے تکلفانہ ماحول رکھتے تھے اور ہر ایک اہم بات اور ضروری امور مجھ سے برملا بیان فرمادیتے تھے۔

ایک دفعہ شرقپور شریف عرس پہ حاضری دینے کے بعد میں گھر واپس آرہا تھا۔ لاہور سے کراچی ایکسپریس پر سوار ہوا لیکن بدقسمتی سے اس ٹرین کو رات ۱۰ - ۵۵ بجے ایک جانکاہ حادثہ پیش آگیا جس کے نتیجہ میں کثیر تعداد میں جانی اور مالی نقصان ہوا۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۵۷ء کا یہ واقعہ ہے بفضلہ تعالےٰ اس گاڑی میں موجود ہوتے ہوئے میں بال بال محفوظ رہا۔ قیامت صغریٰ برپا تھی۔ ہر طرف آہ و پکار اور فریاد و بکا نے آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا۔ قبلہ حافظ صاحب بھی کہیں اسی گاڑی میں سوار تھے۔ دھماکہ سُن کر باہر نکلے۔ کتاب ہاتھ میں تھی حیرت سے پوچھا کہ کیا ہوا۔ جب سب منظر دیکھا تو ایک خالی بس کر لئے پڑی اور متاثرین

Marfat.com

کی امداد میں مشغول ہو گئے ۔ سبحان اللہ ۔ اسی اثنائ میں میری ملاقات ہوئی چونکہ میں اس وقت بے حد پریشانی میں مبتلا تھا ۔ میرے لیے حافظ صاحب کی آمد اور زیارت باعث صد راحت و تسکین جاں ہوئی ۔ القصہ یہ کہ میں اپنے دیگر دوساتھیوں کے ہمراہ بس میں سوار ہوا اور حافظ صاحب کے ہمراہ واپس اوکاڑا کی طرف روانہ ہو گئے ۔ بس میں بے انتہا رش تھا ۔ بس سواریوں سے کھچا کھچ بھر گئی تھی ۔ اندر باہر اور چھت کے اوپر سواریاں ہی سواریاں تھیں ۔ ان کی اس برمحل خدمت سے متعدد افراد کی پریشانی کا مداوا ہوا ۔ خدا خدا کر کے اوکاڑہ پہنچے اور پھر ٹیکسی پر سوار ہو کر ہمیں قبلہ حافظ صاحب اپنے گھر لے گئے حافظ صاحب کی فقید المثال قربانیوں سے ان کی زندگی سجی ہوئی ہے آپ ایک فاضل خطیب اور پُر اثر مبلغ ہونے کے ساتھ ساتھ سماجی کارکن بھی تھے ۔ معاشرے میں جس قدر اور جس طرح فلاح و بہبود کے لیے وقت صرف کر سکتے تھے ضرور حصہ لیتے ۔ اللہ تعالےٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے ۔

موجودہ رہائش گاہ بی/۵۷ میں جب آپ منتقل ہوئے تو میں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ کہیں میں بوجھ تو نہیں بنا ہوں ۔ اجتناب کرتے ہوئے ہوٹل میں ٹھہرنا شروع کیا چنانچہ جب آپ کو علم ہوتا تو آپ شکوہ کرتے کہ میں ہوٹل میں کیوں ٹھہرا ہوں ۔ ایک بار جب میں کراچی گیا تو ٹیلی فون پر آپ کو آنے کی اطلاع دی تو آپ نے نہایت ہی ہمدردانہ انداز میں مجھے تلقین کی کہ آپ کا اپنا گھر ہے آپ کیوں کہیں اور قیام پذیر ہو گئے اور ساتھ ہی مجھے فرمایا کہ ایک جگہ پر پروگرام ہے آج شب قدر کے موضوع پر میری تقریر ہے ۔ کوکب نورانی آپ کو لینے آئے گا آپ اس کے ساتھ تشریف لے آئیے گا کیونکہ میں گھر پہ نہیں ہوں گا ۔ اس لیے آپ سے ملاقات وہیں پہ ہو گی ۔ چنانچہ میں کوکب نورانی کے ساتھ وہاں گیا ۔ آپ سے ملاقات ہوئی واپسی پہ مجھے اپنے گھر لے آئے اور اس رات میں نے ان کی رہائش گاہ پر آرام کیا ۔

Marfat.com

۱۹۷۹ء میں مجھے جوڑوں کے درد کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا اور بے شمار علاج معالجہ کے بعد قدرے آفاقہ ہوا تو اسی دوران میں کراچی گیا۔ قبلہ حافظ صاحب رح سے میں نے اپنے مرض کے متعلق تفصیلاً بیان کیا اور خود ان کی آنکھ کے رعشہ متعلق بھی مشورۃً ان سے کہا کہ کوئی قابل حکیم ہو تو اس سے تشخیص کروا کے دوائی لی جائے۔ آپ نے میری تجویز قبول فرمائی۔ ایک ماہر طبیب جناب حکیم محمد مُرسلین لیاقت آباد میں پریکٹس کرتے تھے۔ حافظ صاحب کے نہایت قریبی دوست تھے۔ کوکب نورانی کو بھیج کر حافظ صاحب نے ان سے اگلے دن کی ملاقات کا وقت مقرر فرمالیا اور اگلے روز ان کے پاس ہم دونوں گئے ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ جناب حکیم مرسلین صاحب بڑے حسنِ سلوک اور خلوص اشتیاق سے ہمیں ملے اور بالخصوص حافظ صاحب کا پرتپاک استقبال کیا اور سب مریضوں کو چھوڑ کر ہمیں وقت دیا۔ بہترین نباض ہونے کے سبب ان کی تشخیص ۱۰۰ فیصد درست تھی اور دوائی سے بھی مجھے بہت فائدہ ہوا لیکن مسلسل ان کی دوا نہ دستیاب ہونے کے موجب مجھے پھر تکلیف ہوئی اگلے سال جب میں پھر کراچی آیا تو قبلہ حافظ صاحب نے میرے ساتھ اپنے ایک عزیز محمد عالم کو حکیم صاحب کے پاس بھیجا۔

قبلہ گاہی حافظ محمد شفیع صاحب علیہ الرحمۃ الباری کی معًا وفات حسرت آیات کی اخبار دلفگار میرے واسطے ایک دھماکے کی مانند تھی اس صدمۂ عظیم کے موجب مجھے ایک پل چین نہ رہا اور میرا باوجود اہل خانہ کے روکنے کے باوجود جانا ہی واجب ہوا اور جب میں کراچی پہنچا تو میری حالت دیکھ کر وہاں بھی کئی احباب نے کہا آپ اس حال میں آئے ہیں بڑے تعجب کی بات ہے (کیونکہ میں شدید بیمار تھا) کراچی میں میں نے حافظ صاحب کے جنازے کے بے پناہ ہجوم کو کراچی کی تاریخ میں دوسرا بڑا جنازہ کہتے ہوئے پایا کیونکہ اس سے قبل اس قدر ٹھیٹھ ہجوم اور سرکاری انتظامات کے تحت قائدِ اعظم محمد علی جناح

Marfat.com

کا جنازہ ہوا ہے ۔

اس روز جو نہیں مانتے تھے وہ بھی مان گئے کہ ایک مقبول ترین اور یکتائے روزگار شخصیت ہم سے جدا ہو گئی ہے ۔ اللہ تعالٰے انہیں جنت الفردوس میں اعلٰی مقام عطا فرمائے ۔ آمین ۔

Marfat.com

خلیفہ حضرت محبوب رحمانی جناب الحاج صوفی رحمت اللہ رحمانی کراچی

میرے عزیز القدر صاحبزادہ کوکب نورانی آج دکان پر تشریف لائے اور اپنے والد ماجد حضرت علامہ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی خطیب پاکستان نور اللہ مرقدہ کے بارے میں مجھے بھی اپنی یادداشتیں اور تاثرات اور کراچی کے قیام میں سب مجھے مولانا محترم سے جو خصوصی محبت و ارادت رہی اس کا احوال لکھنے کو کہا اس سے قبل مولانا اوکاڑوی اکادمی کا خط بھی مل چکا تھا۔ صاحبزادہ صاحب کے تشریف لانے کے بعد میرے لیے لکھنا ضروری ہوگیا تھا۔ اپنے شکستہ الفاظ میں یہی کچھ لکھ سکا ہوں

یہ اظہار محبت بھی ہے اور اظہار حقیقت بھی ؏

گر قبول افتد زہے عز و شرف

۱۔ حضرت خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب سب سے پہلے بولٹن مارکیٹ میمن مسجد کے امام وخطیب بن کر تشریف لائے۔ ہماری دکان کپڑے کی ہے اور ہم میمن مسجد کے ہی کرائے دار ہیں اس لیے آپ کی امامت میں نمازیں بھی پڑھتے رہے اور آپ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں محبت بھرا بیان بھی سنتے رہے یہاں تک کہ سورۃ یوسف کی تفسیر میں ہر آیت سے آپ نے حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت بیان فرمائی کہ ہر ایک کا دل موہ لیا اور ہر سننے والے نے

Marfat.com

دل سے ان کے لیے دعائیں کیں کہ باری تعالیٰ ایسی پیاری ہستی کو ہمارے سروں پر سلامت رکھیو اور عمر دراز عطا فرما۔

آپ نے اپنے پیارے انداز سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی محبت ہمارے دلوں میں ایسی نقش کی کہ قیامت تک اس کو کوئی نہیں نکال سکتا اور قیامت والے دن بھی اس میں انشاءاللہ اضافہ ہی ہوگا کیونکہ وہ زیارت کے شرف کا دن ہے۔ یہ مجھ ناچیز کا ہی حال نہیں ہزاروں دلوں میں یہ شمع آپنے روشن فرمائی ــــ

۲۔ ہماری نسبتِ روحانی حضرت قبلہ محبوب رحمانی صوفی شاہ محمدؐ فارق رحمانی نوراللہ مرقدہٗ سے ہوئی جو اس وقت حیات تھے حضرت کی غلامی میں آتے ہی معراج شریف کی محفل قریب آگئی۔ حضرت قبلہ محبوب رحمانی نے فرمایا کہ قبلہ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی خطیب پاکستان کو تقریر کے لیے جاکر عرض کرو کہ شب معراج میں تشریف لاکر بیان فرمائیں۔ بندہ ناچیز حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور مدعا عرض کیا آپ نے منظور فرمایا چنانچہ وقت پر میں آکر ان کو لے گیا۔ اس محفل میں آپ نے جو بیان فرمایا وہ تحریر میں نہیں آسکتا کیونکہ محفل کا ہر فرد فرطِ محبت سے جھوم رہا تھا خود بانی محفل حضرت صاحب قبلہ بھی جھوم جھوم کر آپ کو داد دے رہے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی وہ عظمت و شان بیان فرمائی کہ سارا حلقۂ رحمانی اور محبان محبوب رحمانی سب عش عش کر اُٹھے بیان ی شان ختم ہوا تو ایک نعت شریف سنانے کی ہمارے حضرات نے فرمائش کر دی پ نے بڑے پیار سے انداز سے نعت شریف سنائی۔ نعت حبیب رحمان اور خوش الحان خطیب پاکستان گویا در و دیوار جھوم رہے تھے وہ سماں یاد آتا ہے تو دل اب بھی جھوم جاتا ہے پھر یہ سلسلہ ہر سال جاری و ساری رہا۔ خطیب پاکستان شب معراج، شب برات شب قدر کے موقعہ پر ضرور آستانۂ رحمانی پر تشریف لاتے اور اپنے والہانہ اندازِ محبت ں عالمانہ، عارفانہ بیان فرماتے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے انداز بیان میں اتنی

Marfat.com

کشش تھی کہ ہر ایک ہمہ جان ہو کر سنتا تھا۔ بیان کے بعد قبلہ مولانا صاحب ہمارے حضرت صاحب کے لیے خصوصی دعا فرماتے اور سب حلقۂ رحمانی کے لیے بھی دعائیں فرماتے اور کبھی کبھی تو رقیق القلبی سے بڑے درد سے دعا فرماتے۔

۳۔ مجھ ناچیز سے بے حد محبت اور شفقت فرماتے کبھی میں حاضرِ خدمت ہوتا تو بہت دیر تک بٹھاتے اور بڑے ہی پیارے انداز سے گفتگو فرماتے اور ضرور بر ضرور کچھ نہ کچھ کھلاتے پلاتے اور پھر واپس آنے دیتے۔

۴۔ ہم ہر سال ماہ ربیع الاول شریف میں ایک بڑی محفل میلاد کا انتظام کرتے تو اس میں آپ شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے اور ہمارے باہر سے آئے ہوئے دو تین سو مہمان بھی بے حد محظوظ ہو کر جاتے اور بے اختیار کہتے کہ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت بیان فرمانا یہ خطیب پاکستان کا ہی حصہ ہے۔ ایسی شان وعظمت اور کوئی نہیں بیان کر سکتا۔

۵۔ آپ پر دشمنوں نے قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ مگر آپ خدا کے فضل سے بچ گئے ہم ہسپتال میں خبر لینے کے لیے گئے قبلہ مولانا غلام علی صاحب اوکاڑوی پاس بیٹھے تھے ہم کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور بڑی دعائیں دیں۔ حالانکہ زخموں سے نڈھال تھے۔

۶۔ جب آدمجی سائنس کالج میں منعقدہ محفل میلاد مصطفےٰ میں جسے بڑا ختم شریف کہا جاتا ہے مجھ ناچیز کو دستارِ فضیلت اور خرقہ خلافت عطا ہوا تو قبلہ خطیب پاکستان اس محفل پاک میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے ہاتھ مبارک مجھ ناچیز کو عطا کی جانے والی دستار کو لگوا کر پھر حضرت نے ہمارے سَر پر دستارِ فضیلت باندھی۔ مجھ ناچیز دستار کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کے سامنے باندھی گئی۔

۷۔ مجھے ایک مرتبہ خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی سفر پنجاب میں ساتھ لے گئے اور سارے سفر میں بڑی شفقت فرمائی اور دورانِ س

Marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق و محبت کی باتیں ہی کرتے رہے اور اس سفر میں مجھے دو بزرگوں کی زیارت بھی کرائی۔ ایک تو مکان شریف والے بزرگ حضرت مولانا منظور احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ اور ایک کرماں والے شاہ صاحب حضرت قبلہ پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب بخاری نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ حضرت کرماں والے شاہ صاحب قبلہ نے ایک درود شریف بھی مجھے تعلیم فرمایا جو درود خضری کہلاتا ہے صلی اللہ علی حبیبہٖ سیدنا محمدٍ وّاٰلہٖ وسلم۔ یہ شرف بھی حضرت خطیب پاکستان کی بدولت حاصل ہوا۔

۸۔ حضرت مولانا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ مجھ ناچیز پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ٹیلی فون پر مجھ سے گفتگو فرماتے ہوئے فرمایا کہ حضرت محبوب رحمانی نے تمہارا نام مسجد گلزار حبیب کے لیے پتھر خرید کرلانے کے لیے تجویز فرمایا ہے لہٰذا تم تیار ہو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کا حکم ہی کافی تھا اس پر قبلہ حضرت کا حکم۔ ہم پتھر کی خریداری کے لیے نکلے اور یہ گولڈن رنگ کا پتھر جو اس وقت جامع مسجد گلزار حبیب میں لگا ہوا ہے خرید لائے۔ مولانا صاحب میں یہ کمال درجے کا وصف تھا کہ ہر اچھا اور نیک کام بزرگوں کی معرفت کراتے جیسا کہ پتھر خریدنے کا کام حضرت صاحب کی معرفت کرایا اور اس مسجد کا سنگ بنیاد بھی حضرت صاحب قبلہ کے ہاتھوں ہی سے رکھوایا۔

۹۔ خطیب پاکستان علیہ الرحمہ نے جامع مسجد گلزار حبیب کی عظیم الشان تعمیر میں دل و جان سے حصہ لیا اور رات دن محنت کر کے اس کی تعمیر کروائی اور پاکستان کے بہترین خطاط حافظ یوسف سدیدی صاحب سے آیات قرآنی اور اسماء مبارک وغیرہ کی خطاطی کروا کر اس کو سفید پتھروں پر کندہ کروایا اور مسجد میں لگایا ہے۔ بطور خاص سورۂ فاتحہ الحمد شریف کی خطاطی حد درجہ خوشنما، دلکش اور قابل صد ستائش ہے۔ مسجد کی تعمیر سے کمال محبت کا یہ بھی ثبوت ہے کہ آخری دن اس عالم دنیائے فانی میں میں ان کی خبر لینے جب ہسپتال گیا تو انتہائی طبی نگہداشت کے

Marfat.com

کمرے میں بستر پر بیٹھے تھے۔ وہی تبسم نورانی چہرہ، وہی دل نشین لب ولہجہ۔ مجھ سے فرمایا صوفی جی! (وہ مجھے پیار سے یونہی پکارتے) دعا کریں کہ باری تعالیٰ مجھے اتنی لمبی عمر اور عطا فرمادے کہ میں مسجد کی تعمیر مکمل کرلوں۔ یہ اُن کی آخری خواہش تھی جو مجھ ناچیز سے ظاہر فرمائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے حضرت مولانا محترم کی آخری خواہش اُن کے جانشین صاحبزادہ شہزادہ کوکب نورانی سلمۂ الربانی کے ہاتھوں جلد سے جلد پایۂ تکمیل پر پہنچا دے تاکہ ان کی روح خوش ہو۔ آمین ثم آمین۔

۱۔ خطیب پاکستان سراپا عاشق رسول تھے ان کا ہر بیان عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مرقع ہوتا۔ اور جس انداز سے آقائے نامدار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت بیان فرماتے اور کوئی نہیں بیان کرسکتا۔ مجھ ناچیز کو حُب ہوئی کہ آپ کا پیارا بیان ٹیپ کیا جائے تو میں نے اپنے حلقۂ رحمانی کی محافل میں آپ کی تقاریر ٹیپ کی ہیں جو ۴۴ عدد ہیں اور میرے پاس موجود ہیں۔ جب کبھی آپ کی یاد آتی ہے تو ٹیپ نکال کر سنتا ہوں ایمان تازہ ہوجاتا ہے۔ پچھلے ہفتہ جو ٹیپ سنی اس میں آپ کی آواز میں حضرت مہر علی شاہ صاحب کی نعت

" اَج سک متراں دی ودھیری اے "

سُنی پہلا شعر سنتے ہی مدینہ شریف اور مدینہ کے تاجدار کی یاد آگئی اور رقت طاری ہوگئی۔ گویا پُرنم آنکھیں آقا کے جلوؤں کا دیدار کررہی تھیں۔

۱۔ آپ کے محبت بھرے انداز بیان میں خاص کر یہ بات تھی کہ ایک بات کم از کم ۱۰ + ۱۰ ۔ دس دس مثالیں اور دس دس آیات کریمہ اور احادیث بیان فرماتے۔ اس کی جھلک آپ کو اُن کی کتاب ذکرِ جمیل میں ہر جگہ نظر آئے گی آپ نے یہ کتاب لکھ کر اُمتِ محمدیہ پر بہت بڑا احسان کیا ہے اور خاص کر طالب علم عالمِ دین بن رہے ہیں ان کے لیے تو سرمایۂ حیات ہے۔ اور بھی آپ نے بہت سی کتابیں تحریر فرمائی ہیں جو رشد وہدایت کا خزانہ ہیں۔ ان کی تحریر

Marfat.com

تقریریں، تعمیر کردہ مساجد اور درس گاہیں، نیک اولاد اور خلفا سب ان کی بہترین یادگاریں ہیں جن کے لیے آئندہ نسلیں فیض یاب ہوتی رہیں گی۔ انشاء اللہ

۱۱۔ **آخری بات** ۔ جب آپ کا جنازہ نشتر پارک میں حضرت علامہ سعید احمد کاظمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھا تو ایک جم غفیر تھا جس کی گنتی محال تھی اور جب جنازہ اٹھایا گیا تو اس کا اوّل تو جامع مسجد گلزار حبیب تک جا پہنچا تھا مگر آخری لوگ ابھی نشتر پارک تک تھے۔

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی نور اللہ مرقدہٗ نے دین و مسلک کے علاوہ پاکستان کی بڑی خدمت کی ہے یہاں تک کہ آخری وقت میں مجلس شوریٰ اور متعدد اعلیٰ اداروں کے ممبر تھے اور ملک کی خدمت کر رہے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت علامہ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی نور اللہ مرقدہٗ کی تمام خدمات قبول فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی اولاد کو ان کے نقشِ قدم پر چلائے۔ آمین ثم آمین

Marfat.com

مولانا جمیل الرحمٰن سعیدی کراچی

یہ حقیقت مسلّمہ ہے کہ حضرت امیر اہلسنت علامہ خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی مجدد مسلک امام احمد رضا بریلوی نوراللہ مرقدہٗ (۱۸۵۶ء-۱۹۲۲ء) اور بے مثال خطیب تھے۔ گفتگو بڑی پیاری اور خوش مزاجی سے فرماتے اور اطراف و اکناف بلکہ پورے ملک و بیرون ملک بھی حضرت خطیب پاکستان نے عشقِ مصطفیٰ علیہ السلام کی شمع کو فروزاں کیا اور خصوصاً کراچی و مضافات کراچی میں شاتمانِ رسول کی صحیح سرکوبی جوابدہی اور وضاحت مسلک اہلسنت وجماعت کے لیے اگر کسی پہ نظر ٹھہرتی تھی تو وہ علامہ اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات تھی۔ یہ مجھ ادنیٰ طالب علم کے ہی تاثرات نہیں سب اہلسنّت ہم زبان ہیں۔ یہی نہیں بلکہ میرے اساتذہ کرام علامہ مرحوم مغفور کے متعلق جو تاثرات اور خیالات اور ان کے واقعات اپنے احاطہ معلومات میں رکھتے ہیں جو کہ میرے نام اپنے خطوط میں انہوں نے تحریر فرمائے وہ من وعن پیش کرتا ہوں۔ حضرت علامہ سید محمد محفوظ الحق شاہ صاحب خطیب بورے والا تحریر فرماتے ہیں۔

" خطیب پاکستان، بین الاقوامی مبلغ اسلام، نقیب مسلکِ رضا مولانا الحاج محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال فی الحقیقت ایک زبردست

Marfat.com

المیہ ہے حضرت کی مسلک کے لیے خدمات تاریخ اہلسنّت کا ایک سنہری باب ہیں یوں تو اندرونِ ملک بلکہ بیرونِ ملک اُن کی فاضلانہ تحقیق اور پُرمغز اندازِ خطاب کا لوہا مانا جاتا تھا۔ لیکن کراچی میں خصوصیت کے ساتھ آپ نے جو مسلک کا کام کیا وہ اپنی مثال آپ ہے جس کا اپنوں بیگانوں سب کو اعتراف ہے۔ مولا کریم اس مردِ حق آگاہ کی قبرِ اطہر کو ہمیشہ جلوۂ حسن محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم سے منور رکھے۔

یہیں (بورے والا) بیٹھے یقین کیجئے کراچی شہر سنسان اور اداس معلوم ہوتا ہے جس کے میدان، سبزہ زار، شاہراہیں، مسجدیں، خانقاہیں ہزاروں سرکاری وغیر سرکاری اہم مقامات سالہا سال تک حافظ صاحب رحمہ اللہ علیہ کے نغمات ذکر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے گونجتے رہے۔ فی الحقیقۃ حق پرستوں کے لیے نہایت پُر آشوب دور ہے۔ مولا کریم حضرت مرحوم ومغفور رحمہ اللہ علیہ کو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی خصوصی توجہات سے نوازے۔ جنت الفردوس کے درجات علیا سے متمتع فرمائے پسماندگان کو صبر جمیل اور اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آپ نمازِ جنازہ کے عینی شاہد ہیں جواب میں اس کی تفصیل ہو جائے تو ممنون ہوں گا اور کیا آپ نے ان کی آخری زیارت کی اور کیا سماں تھا، اس عاشقِ رسول کے جنازہ کا جس نے ساری زندگی اپنے محبوب ومطلوب صلی اللہ علیہ وسلّم کی عظمتوں کے گن گائے۔"

حضرت مولانا ابوالمقبول غلام رسول صاحب گل نقشبندی (المنڈی والے) خطیب فیصل آباد تحریر فرماتے ہیں۔

"علامہ اوکاڑوی کے دنیا سے چلے جانے پر دنیا سُونی سُونی ہے۔ حالات اُداس لگ رہے ہیں بچھڑ وہ کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے۔ ربّ کریم ان کے درجات میں ہر لحہ خیر و برکت اور بلندی رفعت بڑھائے آمین ثم آمین۔ یہ خلا پورا ہوتا نظر نہیں آرہا اللہ کریم ہی کرم فرمائے۔ پنجاب میں یا ملک کے دوسرے حصے میں جب تک اہل سنّت بنیادی طور پر اکابر کو اکابر نہ سمجھیں گے اور ان کے چشم ابرو پر مرمٹنا نہ سیکھیں گے، کبھی کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ مخالف اپنے کل کے

Marfat.com

بچوں کو کوکھینچ کر اکابر بنا چکے ہیں ایک ہم ہیں کہ اپنے اکابر کے گریباں چاک کرتے پھر رہے ہیں۔ حضرت خطیب پاکستان مرحوم ومغفور کے استاد محترم حضور قبلہ غزالی دوراں سے بعض حلقوں کا رویہ سارے ملک پر عیاں ہے کون ہے جس نے اس فاطمہ کے لال کے لیے ان کے گستاخوں سے جواب طلبی کی ہو حضور قبلہ غزالی زماں رازی دوراں علامہ پیر سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی کہ جن کا ایک ایک لمحہ عشقِ رسول وخدمت مسلک کے لیے کٹا ہے۔ جنہوں نے دن کو تبلیغ و تدریس اور رات کو سجدے وسجود کرکے ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگی ہیں ہم نے حضرت کو اس کا صلہ کیا دیا ہے۔ اسی طرح آپ دوسرے حالات کو قیاس فرما لیں سنّی کانفرنس سلسلہ برائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہوئی یا ہو رہی ہیں مگر کیا عبدالقادر آزاد کو شاہی مسجد سے فارغ کیا گیا؟ نہیں۔ مجرم کیفر کردار کو پہنچے؟ نہیں جب تک ہم اللہ کے مقبول نبی پاکؐ کی آل واصحاب کے شیدائیوں کی عظمت کو منافقانہ نہیں مومنانہ محبت وپیار کے ساتھ قلوب میں جگہ نہ دیں گے۔ دربدر ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ حضرت علامہ اوکاڑوی مرحوم کے سلسلہ میں میں نے دیکھا ہے کہ ایک ہمارے بہت اچھے مولانا جنہوں نے زندگی میں انہیں عالم تک نہ مانا۔ اَن پڑھ جاہل تک کہتے رہے وصال کے بعد ٹی وی پر آئے اور پھر ان کے قصائد پڑھے۔ خدا کرے کہ یہ ان کے دل کی آواز ہو۔"

حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد چشتی نائب مہتمم ومدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوارالعلوم ملتان نے تحریر فرمایا۔

"حضرت علامہ خطیب پاکستان مرحوم ومغفور ہمہ صفت موصوف تھے۔ و سیاسی بصیرت بھی رکھتے تھے۔ خطابت میں لاثانی تھے۔ تحقیق مسائل کا ذوق انہیں خوب اجاگر تھا۔ وہ نہ صرف اکابر بلکہ اپنے اصاغر سے بھی مسائل پر گفتگو کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ ذوق مطالعہ نے ان کی تقاریر میں سلامت روانی کے ساتھ دلائل کی گہرائی وگیرائی بھی پیدا کر دی تھی۔ ان سے مرکزی مدر

Marfat.com

انوارالعلوم ملتان کے سالانہ جلسہ کے موقع پر تقریباً چودہ سال سے ملاقات کا سلسلہ جاری تھا۔ (مارچ ۱۹۸۴ء) سال گزشتہ اپنی وفات حسرت آیات سے پہلے بھی وہ ہمارے مدرسہ کے سالانہ جلسہ پر تشریف لائے انہوں نے حسب سابق سامعین کو اپنے علمی نورانی بیان سے مستفید فرمایا۔ وہ فضلاء انوارالعلوم کی خصوصی تقریب پر بھی شامل ہوئے اس میں بندہ بھی مدعو تھا۔ ہم دونوں ایک ساتھ بیٹھے تھے اس موقعہ پر بھی انہوں نے فارغ التحصیل ہونے والے حضرات کو بڑی قیمتی نصیحتوں سے نوازا۔ یہ ان سے بندہ کی آخری ملاقات تھی۔ وہ اب ہم میں نہیں ہیں لیکن ان کی علمی یادیں محبت بھری باتیں مسلک اہل سنّت کے لیے ان کی شب و روز ان تھک کاوشیں ہمیشہ یاد رہیں گی۔ اللہ تعالےٰ انہیں اپنی رحمتوں سے مالا مال فرمائے اور ان کی پیاری نشانیوں علامہ کوکب نورانی سلمہ ربہٗ اور ان کے دوسرے عزیزان کو زندہ و سلامت رکھے اور ان کے مقدس مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

اپنے دوسرے مکتوب میں حضرت مولانا ابوالمقبول غلام رسول گل نقشبندی (سمندری والے) رضوی ارقام فرماتے ہیں۔

"سلطان الخطبا امام المقرّرین الحاج علامہ مولانا مولوی مفتی پیر حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی سیرت کے سلسلہ میں ایک عظیم واقعہ سپرد قلم ہے ملاحظہ ہو۔ یہ اُس زمانے کی بات ہے جبکہ علّامہ حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی علیہ الرحمۃ پر شباب کا عالم تھا، آواز میں کڑک اور گلے میں بلا کا سوز تھا (جو بحمداللہ تعالےٰ آخری ایّام تک قائم و دائم رہا) آپ مسجد مہاجرین ساہیوال (سابقہ منٹگمری) میں خطیب تھے۔ غالباً ۱۹۵۴ء یا ۱۹۵۵ء کے عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے موقع پر آپ کو چک نمبر ۴۸۸ ج ب علاقہ ماموں کانجن ضلع فیصل آباد میں تقریر کے لیے دعوت دی گئی تو آپ نے مذکورہ بالا گاؤں والے احبابِ اہلسنت کی دعوت کو شرف قبولیت سے نوازا۔ اس دعوت سے قبل

Marfat.com

بھی آپ اس علاقہ کے مختلف دیہاتوں اور قصبوں میں وقتاً فوقتاً احباب اہلسنت کو اپنے عارفانہ خطابات سے نواز چکے تھے ان دنوں آپ خطبہ مسنونہ عربی تلاوت فرمانے کے بعد یہ نعت شریف پُرسوز لحن داؤدی کے ساتھ ضرور پڑھا کرتے تھے کہ ؎

نظر آتے ہیں ہر ذرے میں نظارے محمدؐ کے
قمر میں شمس میں ہر گل میں ہیں جلوے محمدؐ کے

چنانچہ حسب وعدہ آپ چک نمبر ۴۸۸ گ.ب میں جلوہ افروز ہوئے اور رات کو بعد از نماز عشاء جب حضرت کا بیان ذیشان شروع ہوا اور اپنے عربی خطبہ کے بعد یہ آیت ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَ الظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ تلاوت فرمائی اور مذکورہ نعت شریف شروع فرمائی۔ ابھی دو یا تین شعر ہی پڑھے ہوں گے کہ مجمع پر کیف وسرور کا عالم طاری ہو گیا۔ سینکڑوں عوام آج بھی اس بات کے شاہد ہیں کہ خواص تو خواص عوام نے بھی اس کیف وسرور کو محسوس کیا حتیٰ کہ ایک دوست رانا حبیب الرحمٰن خاں نامی جو اپنی زمین کے مربع میں پانی دے رہے تھے وہ حالت وجد میں ہی یارسول اللہ یا حبیب اللہ کے نعرے لگاتا ہوا دیوانہ وار اس مسجد میں جہاں جلسہ ہو رہا تھا، آئے اور رو رو کر بار بار یہی دریافت کرتے تھے کہ میرے حضور کہاں ہیں میرے حضور کہاں ہیں اس حالت میں بیہوش ہو گئے۔ ہوش آنے پر وہ چار یوم حالت استغراق میں رہے نہ کچھ کھاتے نہ پیتے تھے۔ پانچویں دن جبکہ انہیں کچھ قرار آیا تو بحالت گریہ گلوگیر آواز میں انہوں نے یہ بتلایا کہ بندہ جب اپنے کھیتوں میں پانی لگا رہا تھا تو فقیر نے علامہ اوکاڑوی کہ جن کی تقریر پہلے بھی سنی ہوئی تھی — شروع ہونے پر کان ادھر لگا لیے اور سوچا کہ پانی دے کر ابھی جاتا ہوں ورنہ سلام وصلوٰۃ تک تو حاضر ہو ہی جاؤں گا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عجیب پرکیف سماں ہے قبلہ کی طرف سے ایک نور پھیلتا ہوا چلا آ رہا ہے اور وہ نور جہاں مسجد میں محفل تھی وہاں مسجد کی چھت کی طرف آ رہا ہے۔ وہ مسجد کے مینار اور

Marfat.com

مسجد میں داخل ہو رہا ہے اور میرے کانوں میں آوازیں آرہی ہیں کہ

صلِّ علیٰ پکارو محبوب آگئے ہیں

آؤ اے غم کے مارو محبوب آگئے ہیں

اس نورانی نور پاک کا جلوہ و مشاہدہ کر کے مجھے کسی بھی ماسوا کی خبر نہ رہی سیدھا مسجد کی طرف گیا اور حضور کی تلاش میں پھرتا پھرتا بے ہوش گیا پھر جو کچھ خواب میں دیکھا وہ جلوے زباں بیاں کرنے سے قاصر ہے ہمیں محفل کے اختتام کے چار یوم بعد پتہ چلا کہ اس دن علامہ اوکاڑوی صاحبؒ کی تقریر میں حضور نے کرم فرماتے ہوئے جلوہ گری سے نوازا تھا اور عوام پر جو کیف و سرور اور خود مولانا پر جو حالت استغراق طاری تھی وہ اسی جلوہ گری کی وجہ سے تھی۔ یہ تھا علامہ اوکاڑوی کا عشق رسول اور جذبۂ صادق کہ ان کے خطاب میں عوام و خواص کے علاوہ محبوب کریم علیہ السّلام بھی جلوہ گر ہوا کرتے تھے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم، الحمدللہ فقیر نے توکل ٹریڈنگ کمپنی کراچی کی منزل میں علامہ صاحب کے ہاں کئی دعوتوں میں بوقت محرم الحرام کے تبلیغی پروگرام جو کہ کسی زمانے میں میمن حضرات کراتے اور پنجاب سے علماء کو پورے عاشورہ میں ذکر شہادت سننے کے لیے بلاتے تھے شمولیت کی ہے۔ علامہ اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ پنجاب آنے والے عام علماء کو عموماً اور خاص علماء کو خصوصاً اپنے گھر کھانے کی دعوت پر یاد فرمایا کرتے تھے چونکہ اس فقیر سے حضرت کے پرانے روابط تھے۔ ان روابط کی وجہ سے یہ فقیر کئی مرتبہ ان کے دولت کدہ پر حاضر ہوتا رہا ہے۔ ایک مرتبہ اہلسنت کے مرکزی دارالعلوم جامعہ غوثیہ رضویہ فیصل آباد کے موجودہ شیخ الحدیث اور یہ فقیر ساتھ ہی تھا دوسری مرتبہ عارف والا کے خطیب پیرزادہ علامہ مراتب علی شاہ صاحب اور یہ فقیر ساتھ ہی تھا۔ تیسری مرتبہ یہ فقیر اکیلا دعوت پر حاضر تھا لیکن یہ دعوت بظاہر تو کھانے کی ہوتی تھی مگر مولانا تاکید فرماتے کہ زیادہ سے زیادہ ٹائم انہیں دیا جائے اس ٹائم میں کیا ہوتا تھا۔ کبھی روح البیان شریف کی عبارت پڑھ کر عشقِ رسول

Marfat.com

کا مضمون شروع ہے اور خوب ذکرِ رسول ہو رہا ہے کبھی حجۃ اللہ علی العالمین کا مطالعہ شدہ حصہ دہرایا جا رہا ہے کبھی خصائص کبریٰ و جامع المعجزات سے معجزات مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا تذکرہ چھڑ رہا ہے۔ یہ تھے معمولات اس عاشقِ رسول کے سبحان اللہ کیا سماں ہوتا تھا کہ علمی مباحث ہوتے تھے۔ جب کبھی عشقِ رسالت مآب بیان ہوتا تو کئی کئی گھنٹے چشم پُرنم ہی رہتی اب ان کے اس دار فانی سے تشریف لے جانے کے بعد یہ کہنا پڑتا تھا کہ ؎

کیا لطف زندگی کا جب دل ہی بجھ گیا ہو

لیکن الحمد للہ سُنا ہے کہ "الولد سرٌ لابیہ" کے مطابق صاحبزادہ مولانا کوکب نورانی صاحب نے مسندِ خطابت و سجادگی کو سجا دیا۔ شکر الحمد للہ۔ اللہ کریم علامہ اوکاڑوی مرحوم کو لاتعداد رحمتوں سے نوازے اور عزیزی صاحبزادہ صاحب کو مزید برکتیں عطا فرمائے آمین ثم آمین اور اللہ تعالےٰ ان کے مرقد پاک پُر انوار و تجلیات کی بارش فرمائے۔

آمین ثم آمین

مذکورہ خطوط کی روشنی میں علامہ صاحب علیہ الرحمہ کے حالاتِ عشقِ رسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور تاثرات تھے۔ مولانا غلام رسول صاحب نے کافی قریب سے حضرت ممدوح کو دیکھا اور سُنا اس کے علاوہ لاتعداد علما سے حضرت کے گہرے تعلقات تھے۔ چند بطورِ نمونہ پیش کر دیئے ہیں۔ بندہ نے ویسے تو جلسوں میں کافی سنا ہے اور ایک عدد آٹوگراف یادگاری تحریر بھی ہے اور گھر پر بھی دو تین مرتبہ ملاقات ہوئی۔ ایک مرتبہ حضرت کے پاس کسی کام سے گیا تو چند طالب علم مولوی بھی موجود تھے۔ مسئلہ زیر بحث آگیا۔ نماز جنازہ میں درود شریف کا تو علامہ نے فرمایا اگر بھولے سے نہیں پڑھا تو نماز تو ہو جائے گی کیونکہ نماز جنازہ کی تین سُنتوں میں یہ بھی ایک سنت ہی ہے مگر عشقِ مصطفوی علیہ السّلام کا تقاضہ یہ ہے کہ محبوب علیہ السّلام پر درود شریف لازمًا پڑھا جائے۔

نہایت شفیق و مہربان اور انسان دوست شخصیت تھے گفتگو میں حلاوت اور

Marfat.com

انداز دلنشیں تھا۔ ہر وقت چاہے دسترخوان ہو یا ویسے بیٹھے ہوں دیکھا تو کسی نہ کسی مسئلہ کی تحقیق و تشریح ہوتی پائی میں تقریباً ۱۹۷۰ء سے علامہ کی زیارت کا شرف حاصل کرتا رہا ہوں کیونکہ میرے والد مولانا قاری اللہ دتہ چشتی ناظم آباد پاپوش نگر مسجد دارلعلوم میں امام تھے میں اس وقت چھوٹا سا تھا۔ ان دنوں قافلۂ نظام مصطفےٰ کے قائد و سالار خطیب پاکستان الیکشن کی سیاسی سرگرمیوں میں اور انتخابی امیدوار کی حیثیت سے بھی تشریف لاتے تھے۔ مسجد میں جب نماز کے لیے تشریف لائے تو والد صاحب نے بتایا کہ دیکھو یہ جو مولانا صاحب ہیں۔ یہ بہت بڑے عالم ہیں، مانے ہوئے ہیں۔ ہم لوگ ان کو ووٹ دے رہے ہیں۔ اور اسی زمانے میں وہاں بد مذہبوں مخالفوں نے قاتلانہ حملہ بھی کرنا چاہا لیکن اپنے آقا علیہ السّلام کے فضل و کرم سے مخالف کچھ نہ بگاڑ سکے۔ خائب و خاسر رہے۔ ؎

مخالف جس قدر چاہیں کریں کوشش گھٹانے کی
قیامت تک رہے گا بول بالا اہل سنّت کا

ووٹنگ کی گنتی کے مرحلے میں علامہ مرحوم کے ساتھ سخت دھاندلی ہوئی۔ مقدمہ میں بالآخر چار سال بعد حق واضح ہو گیا۔ باطل کا منہ کالا ہوا۔
فیصلہ عدالت کا علامہ کے حق میں ہو گیا۔ ساری عمر اللہ کے محبوب علیہ السّلام کی شان کے گُن گاتے رہے آخر صلہ ملا محبوب قائدِ اہلسنّت، کا۔ پیارے نبی کا متوالا اپنے نبی پر درود وسلام کے پھول نچھاور کرتا ہوا اس دارِ فانی سے رخصت ہو گیا۔ اسے حضور تاجدارِ مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدموں میں بلالیا اور یوں وہ عاشق صادق اپنے محبوب و مطلوب سے جا ملا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ میں چونکہ دارلعلوم امجدیہ کا طالب علم ہوں۔ علامہ مولانا محمد حسن حقانی صاحب نے حکم فرمایا جس کی وجہ سے عاشقِ رسول کے سفر آخر میں ہمیں خادم کی حیثیت سے خدمت کرنے کا موقع ملا۔ نشتر پارک جنازہ کے وقت بھر چکا تھا۔ پارک کے باہر بھی اندر بھی آدمی کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ ؎

Marfat.com

عاشق کا جنازہ ذرا دھوم سے نکلے

مسجد گلزار حبیب کے اطراف بھی سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ احاطے میں تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی۔ بمشکل کچھ لوگ آخری دیدار کر سکے ہجوم پر بے شمار پولیس بھی قابو نہ پا سکی۔ ایسا منظر پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ سولجر بازار اور اطراف کی ٹریفک بند تھی۔ ہر طرف لوگ ہی لوگ تھے۔ بہت کوشش کے باوجود میں آخری دیدار نہ کر سکا۔ مگر خطیب پاکستان کا متبسم چہرہ میری آنکھوں سے اوجھل نہیں تھا۔ میں وہاں سے صدر کے علاقے کی طرف چلا گیا۔ جگہ جگہ ان کی تقاریر کے ٹیپ گونج رہے تھے۔ یہی نقشہ ذہن میں رہا۔ رات کو جب سویا تو میں نے خواب دیکھا بہت بڑا اجتماع ہے اور اس اجتماع کے درمیان میں حضرت خطیب پاکستانؒ خطاب فرما رہے تھے اور سب اعلیٰ و ادنیٰ ہمارا نبی نعت پڑھ رہے تھے۔ سچ کہا کسی نے ؎

کون کہتا ہے اولیاء مر گئے۔ قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے!
جو دیئے زمیں کو دیئے گئے۔ جو دیئے فلک کو دیئے گئے!
اور جو تیرے دئیوں کو جلوے دیئے گئے وہ تیرے دیئے کے دیئے ہوئے
تیرے تن پہ ست یزید ادھر میرے من پرست شہید ادھر
وہ جیتے ہوئے بھی مرے ہوئے اور یہ مرے ہوئے بھی جیتے ہوئے

Marfat.com

ممتاز ادیب جناب محمد رئیس علوی کراچی

گمرہی میں عمر گریزاں کا گریبان پکڑنے کی کوشش کرنے والے ناکامیوں سے تھک کر آخر کار سفا کانہ بے نیازی کے سلوک سے اپنی محرومیوں کی تلافی کرتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی کوئی ایسا بے حساب و بیقرار الفت والا آجاتا ہے جس کی خوش الحانی سے ہزاروں کو سکون ملتا ہے۔ محبت کی مشعل سے پھوٹنے والی صداقت کی روشنی تنگ دلوں اور تاریک دماغوں کے لیے اکسیر کا کام کرتی ہے۔ غافلوں کو بیدار اور بھولوں کو ہشیار کر دیتی ہے۔ یہ روشنی دلوں سے دلوں تک سفر کرتی ہے یہ بیقراری کم ہی لوگوں کا مذہب ہے اور یہی وہ منصب ہے جو حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کو حضرتِ حق سے عطا ہوا تھا۔

خطابت شاید دنیا کے قدیم ترین فنون میں سے ایک ہے۔ یہ فن انسانی فطرت کی تفہیم اور اس پر غیر معمولی حالات میں ادائے بیان کے حوالے سے اختیار کی قوت کو ظاہر کرتا ہے۔ ؎

میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے۔

اردو زبان میں اس فن کے بڑے بڑے نامور پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان سے قبل تحریکِ آزادی میں ان تقریروں کے بے پایاں اثرات نظر آتے ہیں۔ یہ وہ

Marfat.com

زمانہ ہے جب ایک ماحول تھا، ایک جذبہ تھا، ایک جوش تھا، ایک جدوجہد تھی اور پالینے یا کھو جانے کا حوصلہ تھا۔ پھر اچانک وہ سیل تھم گیا۔ منزل ملی مسافر آرام کرنے لگے۔

اب کوئی ایسی تحریک نہ تھی۔ معاشرہ لطف کلام سے حاجت طعام و قیام کی طرف متوجہ ہو گیا۔ لیکن جلد ہی خواب بکھرنے لگے تو ختمِ نبوّت کی تحریک انہیں سمیٹنے کے لیے سامنے آئی اور اس تحریک نے سچائی خلوص اور تبلیغ حق کے ایک ایسے دور کا آغاز کیا جس کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ مولانا محمّد شفیع اوکاڑوی اسی سلسلے کی ایک ناقابلِ شکست کڑی تھے۔ وہ عشقِ رسول سے سرشار، سچائی کے علمبردار اور دین کے پرستار تھے۔

مولانا کی شخصیت ان چند علمارِ دین میں سے ایک تھی جن کو عوام و خواص دونوں میں یکساں مقبولیّت حاصل تھی۔ وہ ایک زبردست خطیب تھے وہ لفظوں کی برجستگی، فقروں کی طراری، لہجہ کے نشیب و فراز اور اپنے دل کے گہرے خلوص سے ہزاروں کے مجمع کو گھنٹوں سحر زدہ کیے رکھتے تھے۔

ان کی تقریروں میں حضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم سے اُلفت کے عطر بیز جھونکے آتے تھے۔ جس سے دلوں کی پراگندگی ہوا ہو جاتی تھی۔ مولانا عوام کو سمجھانے کا ڈھنگ جانتے تھے۔ انہیں منشار کے مطابق اٹھانے اور بٹھانے کا فن جانتے تھے۔ کم علم افراد سے لے کر عالموں تک حلیفوں سے لے کر حریفوں تک سب ان کے جذبۂ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہیں۔

مولانا کی تقریریں عوام کے جذبات و احساسات اور طرز استدلال کی تلاش کا بہترین نمونہ ہوتیں۔ وہ جانتے تھے کہ ہمارے معاشرہ کا عام آدمی کتنا جانتا ہے۔ کس ڈھنگ سے اور کس حد تک اس کے ذہن و دل میں بات اتاری جا سکتی ہے۔

Marfat.com

وہ تبلیغ اسلام کا علم لے کر اُٹھے تھے اور ویران دلوں میں اسلام کی عظمت اور رسولِ اکرمؐ کی محبت کی بستیاں بساتے تھے۔ انہوں نے افسردہ دلوں کو ایمان کی تازگی عطا کی۔ وہ لہو کو گرماتے اور اپنی طرز ادا کی سرشاری سے محفلوں کو بے خود کر دیا کرتے تھے۔

مولانا شفیع اوکاڑویؒ نے سچائی کے اظہار سے کبھی اجتناب نہیں کیا۔ وہ کسی کی قوت سے مرعوب ہونے کے قائل نہ تھے۔ وہ ایک شاندار شخصیّت کے حامل تھے۔ ان کی ذہانت اور حاضر جوابی میں مناظروں سے نپٹنے کی بھرپور صلاحیّت تھی۔ انہوں نے عالمانہ وقار کے ساتھ اپنی سادگی کو بھی ہمیشہ قائم رکھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان سے محبّت کرنے والوں کی تعداد کبھی کم نہ ہوئی۔

وقت گزرتا جائے گا اور ان کے علمی و عملی کاموں ان کی درویشانہ صفات، ان کے عشقِ رسول اور ان کے جذبہ و شوق کے تذکروں سے صاحبان دل کی انجمنیں فروزاں تر ہوتی رہیں گی۔

Marfat.com

مولانا محمد اعظم سعیدی کراچی

مبلغ عالم اسلام، خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرنے کا پہلی مرتبہ مجھے ۱۹۶۷ء میں موقع ملا۔ مدرسہ سراج العلوم خانپور کا پانچ روزہ سالانہ جلسہ عید میلاد النبی انعقاد پذیر ہے۔ راقم درجہ ثالث کا طالب علم ہے اور علماء کی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن درانی، مولانا غلام حیدر فریدی اور مولانا غلام نازک فریدی ہیں سے اول الذکر ہر دو حضرات مجھ سے سینئر تھے۔

۲۱ رجولائی ۱۹۶۷ء جمعہ کا دن ۱۲ ربیع الاوّل شام کو ۷ بجے بذریعہ خیبر میل خطیب پاکستان ملتان سے خانپور تشریف لاتے ہیں۔ اسی گاڑی میں مفکر اسلام مولانا محمد ہاشم صاحب فاضل شمسی شیخ الادب'' سابق '' اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور بھی نزول اجلال فرماتے ہیں۔ مولانا عزیز الرحمٰن درانی اور مولانا غلام حیدر فریدی فاضل شمسی مدظلہ العالی کو تانگے میں لے کر چلے جاتے ہیں جبکہ راقم اور مولانا غلام نازک فریدی خطیب پاکستان کے انتظار میں سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہیں۔ کئی باریش اور مولانا قسم کے لوگ آئے مگر کسی پر دل نہ مانا کہ یہی علامہ اوکاڑوی ہیں۔ پہلے کبھی دیکھا بھی نہ تھا۔ اچانک ایک پرکشش شخصیت پر ہماری نگاہیں ٹھہر گئیں۔ کڑھا ہوا سفید ململ کا کرتہ، سفید شلوار، صحافے کی طرز پہ گول کر کے سر پہ بندھا ہوا

Marfat.com

سفید رومال، ہاتھ میں چھوٹا سا سفری بیگ، دھیمے دھیمے قدم اٹھاتے، کشاں کشاں چلے آرہے ہیں۔ ہماری متجسس نگاہوں کو دیکھ کر ہماری طرف بڑھے اور ہم بھی آپ کی طرف بڑھے۔ میں نے عرض کیا حضرت آپ اوکاڑوی صاحب ہیں۔ فرمایا صاحب آگئے ہوں گے یا آرہے ہوں گے البتہ اوکاڑوی فقیر کو ہی کہتے ہیں بھئی میں نے تو تمہاری منتظر آنکھوں سے تمہیں پہچان لیا ہے اور تم ابھی تک مجھے کیوں نہیں پہچان رہے۔ ہم جھینپ گئے۔ بہرحال وہاں سے چلے اور سیدھے خان ابراہیم خان کے ڈیرے پہنچے۔

عشاء کی اذان ہوئی تو باقی علمائے کرام نے تو نماز وہیں ادا کی مگر اوکاڑوی صاحب نے مسجد مائی صاحبہ میں باجماعت نماز پڑھی اور پھر بہت دیر تک قبلہ مفتی محمد عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ذاتی اور مذہبی گفتگو فرماتے رہے۔ جب خان صاحب کے ڈیرے پر واپس آئے تو بانی ادارہ سراج اہلسنت مولانا حافظ سراج احمد صاحب اپنے چھوٹے فرزند صاحبزادہ خورشید احمد کے ساتھ لیے ملاقات کے لیے آئے ہوئے تھے۔ خطیب پاکستان نے خورشید احمد کو گود میں لے لیا اور کافی دیر تک اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے رہے اور فرمایا کہ یہ بچہ خاموش طبع اور ملنسار ہو گا۔

ملاقاتیں اور بڑوں کی باتیں ختم ہوئیں تو مجھے فرمایا کہ بھائی تم کیوں بیٹھے ہو میں نے عرض کیا کہ آپ کی خدمت میرے ذمہ ہے۔ فرمایا اچھا۔ تو پھر بتاؤ پڑھتے کیا ہو۔ میں نے عرض کیا۔ کافیہ، نورالانوار، کنز الدقائق وغیرہ۔ فرمایا کہ بتاؤ فقہ اور اصول فقہ میں کیا فرق ہے! اچھا پہلے یہ بتاؤ کہ نورالانوار اور کنز الدقائق میں سے فقہ کی کون سی کتاب ہے۔ میں نے بتایا تو بڑی شاباش دی اور حوصلہ افزائی فرمائی پھر خود ہی فقہ اور اصول فقہ کی تعریف بتائی اور اس کے ماخذ وغیرہ پہ روشنی ڈالی۔ پھر دریافت فرمایا کہ اور کیا کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ مدرسہ کی طرف سے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بطور رضا کار روہی کے علاقے میں خدمات سرانجام دی تھیں۔ رات کو پہرہ دیا کرتا تھا یا پھر گاڑیوں میں پینے کا پانی بالٹیوں سے بھرا

Marfat.com

کرتا تھا۔

ادھر جلسہ شروع ہو چکا تھا۔ پہلی نشست کا افتتاح غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ کے خطاب سے ہونا تھا اس کے بعد خطیب پاکستان مولانا اوکاڑوی کی تقریر دل پذیر تھی۔ دارالعلوم کا پنڈال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ لوگ اوکاڑوی صاحب کے منتظر تھے بالآخر سوا بارہ بجے بیں تانگے پہ خطیب پاکستان کو لے کر جلسہ گاہ پہنچا۔ لوگ اپنی سرائیکی روایت کے مطابق پروانہ وار ٹوٹ رہے تھے بالآخر آپ اسٹیج پر پہنچے اور مرحوم سراج اہلسنت سے ایک لیٹر پیڈ منگوایا اور اس پہ سرٹیفکیٹ کے الفاظ لکھوائے۔ ٹھیک ایک بجے اپنی تقریر سے پہلے مجھے رضاکارانہ خدمات پر یہ سرٹیفکیٹ عطا کیا۔ لوگوں نے نعرہ ہائے تکبیر و رسالت بلند کیا اور میں فرطِ مسرت سے جھوم رہا تھا۔

اس کے بعد ملاقاتیں تو ہوتی رہیں مگر جب میں تعلیم سے فارغ ہو کر ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۱ء احسن المدارس راولپنڈی میں پڑھانے گیا تو مجھے میرے استاد محترم مولانا محمد سلیمان صاحب رضوی المعروف رئیس المناطقہ اور صاحبزادہ سید محمد یونس کاظمی نے جمعیت علمائے پاکستان راولپنڈی و اسلام آباد کے جنرل سیکرٹری کا الیکشن لڑوا دیا اور کامیابی سے ہمکنار بھی کروا دیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی جو اس وقت پارلیمانی لیڈر تھے اور راولپنڈی میں ان کی سخت مخالفت کی جا رہی تھی ان کو اور مولانا اوکاڑوی کو انجمن روح الاسلام کی طرف سے احسن المدارس میں ایک عظیم کانفرنس سے خطاب کی دعوت دی گئی۔ قائد اہلسنت مولانا نورانی تو بوجہ نہ آسکے البتہ اوکاڑوی صاحب تشریف لائے اور بے دھڑک جمعیت کے نذر دیوان دھڑے کی درگت بنائی۔

یہی وہ جلسہ تھا کہ جس کے بعد مجھے مولانا اوکاڑوی سے کچھ قریب ہونے کا موقع ملا۔ پھر رفتہ رفتہ یہ قربتیں بڑھتی گئیں۔ ستمبر ۱۹۷۳ء میں سیر و تفریح کی غرض سے کراچی آیا تو مولانا غلام حیدر فریدی، مولانا غلام سرور شوق اور غالباً مولانا محمد یار گوہر کے ہمراہ حضرت اوکاڑوی صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کافی دیر گفتگو ہو

Marfat.com

رہی۔ پھر میرے تینوں ساتھیوں نے اصرار کیا کہ کراچی آجاؤ۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۳ء بروز بدھ میں مستقل کراچی آگیا تو قبلہ اوکاڑوی صاحب نے مجھے جامع مسجد فاروقی ڈرگ کالونی نمبر ۳ بھیج دیا۔

کراچی میں میرا پہلا رسالہ سیف سعیدیہ مفتی شفیع دیوبندی کے رسالہ سایۂ رسول کے رد میں چھپا تو خطیب پاکستان نے فرمایا کہ تحقیق اچھی ہے مگر زبان سخت ہے۔ پھر مجھے کئی ایک ہدایات دیں جن کا لب لباب یہ تھا کہ تحریر ایسی ہو جس کو دشمن بھی ہضم کر سکے۔ ایسی نہ ہو کہ پہلا صفحہ پڑھ کر ہی رکھ دے۔ بلکہ قلم میں وہ شگفتگی پیدا کرو کہ قاری کو پڑھنے میں مزہ آئے اور وہ ساری کتاب پڑھنے پر مجبور ہو جائے۔
اس کے بعد جب میں نے "آئینۂ اہل حدیث" لکھی تو اس کی کتابت و طباعت کے سارے انتظام کی نگرانی و سرپرستی خطیب پاکستان نے فرمائی۔ جب میں نے شکریہ ادا کیا تو فرمایا کہ نوجوانوں کی حوصلہ افزائی میرا مشن ہے کیونکہ مستقبل آپ لوگوں سے وابستہ ہے۔ جو لوگ نوجوانوں کو آگے آتا ہوا نہیں دیکھ سکتے وہ مذہب و ملت کو اپنے ساتھ ہی دفن کرنا چاہتے ہیں۔

جب میں نے "صور اسرافیل لذریتہ عزازیل" لکھی جو کہ رفع یدین کے عدم جواز پر تھی تو آپ نے یہ کتاب دیکھتے ہی فرمایا کہ اس کا نام صرف "صور اسرافیل" رکھو۔ کیونکہ غیر مقلدین نجدیوں کے علاوہ حنبلی اور شوافع بھی رفع یدین کرتے ہیں۔ غوث اعظم بھی رفع یدین کرتے تھے۔ کتاب جو کہ کتابت شدہ تھی آپ نے اس کو بالاستیعاب پڑھا اور پھر چھپوانے کی اجازت دی۔

اتنی تفصیل کا مدعا یہ ہے کہ مولانا اوکاڑوی کتنی وسیع القلب شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کا مشن اور زاویۂ فکر صرف یہ تھا کہ نوجوانوں کو تربیت دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ مستقبل میں قحط الرجال نہ ہو۔ کاش کہ ہمارے تمام اکابر کا یہی سوچ ہوتی تو آج اشتہار دے کر آدمی نہ ڈھونڈنے پڑتے۔ عہدوں کے لالچ نہ دینے پڑتے۔ خالی جگہ کو پُر کرنے کے لیے برسوں کی انتظار نہ کرنی پڑتی۔ اس

Marfat.com

میں کوئی شک نہیں کہ جماعت اہلسنت کا وجود و قیام خطیب پاکستان کی کاوشوں کا مرہونِ منت ہے۔ بعد میں اگرچہ انتظامیہ سے کنارہ کش ہو گئے مگر جماعت سے منسلک ضرور رہے لیکن اس وقت آپ کو بہت ہی قلبی دکھ پہنچا جب جماعت اہلسنت ان پڑھ علما کے زیرِ اثر آ گئی اور انہوں نے آپ کے نام کو استعمال کرنا بھی شروع کر دیا۔ جلسوں میں بلاتے اور آپ چپ چاپ چلے آتے۔ کئی بار مجھ سے فرمایا کہ میں نا اہل لوگوں کے بلانے پر اس لیے جاتا ہوں کہ شاید انہیں عقل آ جائے اور کھوٹا سکہ بھی چل پڑے۔ حضرت اوکاڑوی صاحب قبلہ کی سوچ پر دل و جان سے صدقے کہ وہ کیسے کیسے لوگوں کو اہل بنانے کی فکر میں تھے۔ نہ انہیں طعن و تشنیع کی فکر تھی اور نہ حسن صلہ کی پرواہ تھی۔ صرف ایک دُھن تھی ایک جذبہ تھا کہ ان پڑھ اگر ملک بن سکتا ہے تو اچھی تربیت کے بعد جماعت کو چلانے کا اہل بھی بن سکتا ہے۔

۱۹۸۲ء میں جب ہم نے جماعت اہل سنت میں باہمی مناقشات کو رفع کرنے اور اتحاد و یگانگت کی فضا قائم کرنے کے لیے تحریک چلائی تو کسی گاما قصائی کے نام سے غزالی زماں علامہ کاظمی صاحب صدر مرکزی جماعت اہلسنت کے خلاف ایک لاف گزاف بیان شائع ہوا جس کی اخبارات میں پُرزور مذمت کی گئی۔ سنی ایکشن کمیٹی نے اقصیٰ مسجد صدر میں علماء کا کنونشن بلایا ہوا تھا۔ کنونشن سے ایک رات قبل ہم دو آدمی اوکاڑوی صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ بہت ناراض تھے۔ فرمایا کہ مجھے جماعت اہل سنت سے سروکار نہیں اس کو بناؤ یا بگاڑو مگر جس نے غزالی زماں کے خلاف بیان دیا ہے اس سے مجھے شدید دکھ پہنچا ہے۔ اگر تم لوگ کوڑے کے ڈھیر نہ پھیلاتے تو یہ بدبو کبھی نہ اٹھتی۔ جب بڑوں کو تنقید کا نشانہ بنایا جائے ان کی عزت پر ہاتھ ڈالا جائے تو اس طرح کوئی بھی محسن کش قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ تم لوگ جاؤ جو کرنا چاہو کرو مگر اکابر کی ذوات کو مشقِ تنقید نہ بنانا۔

Marfat.com

ایک دفعہ ملیر میں جلسہ بسلسلہ یوم سیدنا صدیق اکبرؓ تھا اور خطیب پاکستان مدعو تھے پہلے فقیر کی تقریر تھی۔ دوران تقریر میں نے ایک عربی عبارت پڑھی۔ جب ترجمہ بھی کر چکا تو مجھے شک ہوا کہ میں نے عبارت غلط پڑھی تھی۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا میں نے تقریر جاری رکھی جب میں نے تقریر ختم کی اور آپ کا خطاب شروع ہوا تو آپ نے مختصر خطبۂ مسنونہ کے بعد میری حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے فرمایا کہ ابھی مولانا سعیدی نے جو حدیث پڑھی تھی اس کو پڑھتے ہوئے میں اپنی تقریر شروع کر رہا ہوں اور وہ مکمل حدیث اس طرح ہے۔

اگرچہ میں اسی وقت سمجھ گیا تھا مگر واپسی کے لیے جب ایک ہی گاڑی میں بیٹھے تو فرمایا کہ تم نے حدیث کس طرح پڑھی تھی۔ میں نے صحیح پڑھ کر سنائی اور عرض کیا کہ مجھے معلوم ہو گیا تھا مگر میں آگے نکل چکا تھا۔ فرمایا کہ میں نے صرف اس لیے اس حدیث کو دوبارہ پڑھا تھا کہ ایک تو تمہیں معلوم ہو جائے دوسرا اگر کوئی نجدی بیٹھا ہو تو اس کی بھی تصحیح ہو جائے اور اسے اعتراض کا موقع نہ ملے۔

یہ تھا حضرت مولانا اوکاڑوی کا انداز دوسروں کو سمجھانے کا۔ نہ تضحیک نہ تمسخر جیسا کہ اکثر اکابر کا وطیرہ ہے بلکہ طرز تفہیم میں اتنی شیرینی ہوتی تھی اور گفتگو میں ملاپ کا یہ انداز ہوتا تھا کہ سامع کو یہ محسوس بھی نہ ہوتا تھا کہ مجھ سے کوئی بزرگ کلام فرما رہے ہیں بلکہ وہ یوں سمجھتا تھا کہ جیسے کسی دوست یا ہمسر سے گفتگو ہو رہی ہے۔ میں نے بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھا جو ہم چو ما دیگرے نیست کا تصور رکھتے ہیں۔ انہوں نے عربی عبارت غلط پڑھی یا اردو کا جملہ غلط استعمال فرمایا یا سرے سے لفظ ہی غلط بولا تو قبلہ اوکاڑوی صاحب نے چند لمحات کے توقف کے بعد پھر اسی جملے اور لفظ کو کسی نہ کسی انداز میں اس طرح استعمال فرمایا کہ غلط بولنے والے کی تصحیح بھی ہو جاتی اور کسی طرح بھی اس کی سبکی نہ ہوتی۔

لطیف آباد حیدر آباد سے دو آدمی آپ کو جلسے کی دعوت دینے کے لیے حاضر ہوئے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ آپ کی پچھلی تقریر سے وہاں کے لوگ بڑے

Marfat.com

"متعصب" ہوئے ہیں۔ اس نے نادانی میں غلط لفظ استعمال کیا تھا۔ آپ نے تبسم فرمایا اور پوچھا کہ تم لوگ بھی میری تقریر سے "متاثر" ہوئے تھے یا نہیں۔ وہ فوراً سمجھ گیا اور کہا کہ لوگ بھی متاثر ہیں اور ہم بھی۔ اسی لیے تو دوبارہ آئے ہیں۔ ہر چہرہ کھلا ہی رہا کوئی جبیں شکن آلود نہیں ہوئی۔ یہ خصوصیت تھی ان کی گفتار اور کردار کی۔

کراچی و بیرون کراچی میں اہلسنّت وجماعت کی پہچان کا ایک سمبل اور مونوگرام ہے اور وہ ہے آیت درود۔ یعنی ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی الخ بعد نماز اختتام دعا پر کو سمٹتے ہوئے جب "علی النبی" پہ پہنچتے ہیں تو جملہ مصلیان بیک آواز "حق نبی" یا "برحق نبی" یا "یاحیات النبی" کہتے ہیں تو یہ جملہ درحقیقت مولانا اوکاڑوی صاحب علیہ الرحمۃ کی زبان سے نکلا ہوا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ پہچان یا مونوگرام ہمیں مولانا اوکاڑوی صاحب نے دیا ہے جو کہ اب اہلسنّت کی پہچان بن گیا ہے۔ مدرسہ چشتیہ نظامیہ حجازی مسجد جیکب لائن کے سالانہ جلسہ میں جب فقیر نے اس بات کا انکشاف کیا تو سب حیران رہ گئے۔ جب آپ نے خطاب شروع فرمایا تو اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے "حق نبی" یا "یاحیات النبی" کہنے کا لوگوں سے نہیں کہا البتہ میں خود کہتا تھا تو لوگوں نے بھی اس کو کہنا شروع کر دیا۔ پھر رفتہ رفتہ پوری کراچی و بیرون کراچی میں یہ اہلسنت کی علامت بن گیا۔

غرض کہ آج خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ ہم میں موجود نہیں ہیں مگر بعض ایسی یادیں چھوڑ گئے ہیں جنہیں ہم کبھی نہیں بھلا سکتے۔ مولانا اوکاڑوی صاحب علیہ الرحمۃ کی ایک خاص صفت یہ تھی کہ آپ نے کبھی کسی سے ذاتی مخالفت نہیں فرمائی۔ آپ کا اختلاف ہمیشہ اصولوں کی بنیاد پہ ہوتا تھا اور جس سے بھی اصولوں پہ مخالفت تھی کبھی اس کی ذات کو تنقید کا ہدف نہیں بنایا اور دشمن کی بھی دل آزاری آپ کو گوارا نہیں تھی۔ البتہ دشمن رسول سے کسی رعایت کو روا

Marfat.com

نہیں جلتے تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مرحوم و مغفور کے درجات بلند فرمائے اور اہلسنت کو تاابد ان کے روحانی فیوضات سے مستفید و مستفیض فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

Marfat.com

جناب ہادی عسکری کراچی

خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی شخصیت پر لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ یہ ناچیز الفاظ ان کی بلند پایہ شخصیت کا احاطہ نہیں کر سکتے کہ ان کی وفات سے ایسا خلاء پیدا ہوا ہے کہ جسے پُر نہیں کیا جا سکتا۔ آج اس فانی دنیا کے ساتھ ان کے جسم و جاں کے رشتے ٹوٹ گئے ہیں۔ جسد خاکی تو آنکھوں سے نہاں ہو گیا ہے لیکن ان کی شخصیت کے ہمہ گیر پہلو دنیا والوں کے سامنے روشن ستاروں کی طرح دمک رہے ہیں۔ ان کے کردار کی خوشبو ہر سو پھیلی ہوئی ہے۔ پُر بہار ثمر بار شجر سایہ دار وہ شخصیت موجود نہیں لیکن اس شخصیت کی گھنی چھاؤں اور ٹھنڈک ہر سو چھائی ہوئی ہے اور اس سے اہل عقیدت و محبت آج بھی فیض پا رہے ہیں۔

وہ زندہ ہیں اپنے کردار میں، اعمال میں، اقوال میں، اخلاق میں، سیرت میں خطابت میں، اپنی تصانیف میں، غرض اپنی ذات کے ہر پہلو میں ایک بلند مرتبہ شخصیت تھے۔ ان کی تقاریر فن خطابت کا شاہکار اور نادر نمونہ ہیں۔ فنِ خطابت میں وہ اپنے عروج پر تھے۔ لفظوں کی سحر آفرینی لہجے کی مٹھاس، انداز بیان کی خوب صورتی جوش جذبات کے ساتھ عالمانہ دلائل ان کی اعلیٰ صلاحیتوں کا نچوڑ ہوتے تھے۔

Marfat.com

فن خطابت کے وہ ایسے بے تیغ سپاہی تھے کہ جب خطابت کا آغاز فرماتے تو گھنٹوں اپنے موضوع پر بولتے اور سننے والے ہمہ تن گوش رہتے۔ ان کی تقریر محسوسات و جذبات پر ایسے اثر انداز ہوتی کہ ہمیشہ کے لیے دل کی گہرائیوں میں اتر جاتی کہ یہی ان کا کمال تھا۔

خطابت کے ساتھ ان کی تصانیف بھی ایسا شاہکار ہیں جن سے طالبان علم ہمیشہ فیض یاب ہوتے رہیں گے۔ خطیب پاکستان صرف فن خطابت میں ہی یکتا نہیں تھے بلکہ ان کی شخصیت کے اور پہلو بھی اتنی ہی شان سے جلوہ گر تھے کہ ان سے ملنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ باوجود اتنی بلند پایہ شخصیت کے وہ سادگی، محبت، اخلاص، عجز و انکساری، ایثار و قربانی کا پیکر تھے۔ ان کی ذات میں کہیں بھی فخر و غرور کی آمیزش نہیں تھی۔ انہوں نے محمدؐ اور آل محمدؐ کی محبت میں سرشار ہو کر اپنی تمام صلاحیتوں کو دین کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا۔

خداوند علی اعلیٰ بہ حق محمدؐ و آلِ محمدؐ مولانا مرحوم کے درجات عالی کو بلند فرمائے۔ آمین۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں!

Marfat.com

حاجی گلاب خاں کراچی

حضرت علامہ خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی شان بیان کرنے سے پہلے میں اپنے بارے میں چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے ایک غریب گھرانے میں آنکھ کھولی میرے باپ دادا زمینداری کر کے گزر بسر کرتے تھے اور میں بچپن میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب میں تیرہ ۱۳ چودہ ۱۴ برس کا ہوا تو ۱۹۳۹ء میں کراچی اپنے تایا کے پاس آگیا جو کہ کسٹم میں ملازم تھے۔ اور ۱۹۴۴ء میں انہوں نے مجھے کسٹم میں نوکر کروا دیا۔ ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان بنا تو مجھے بڑی خوشی ہوئی بلکہ ہر مسلمان کو خوشی ہوئی ۱۹۴۹ء میں کسٹم لائن کیماڑی کے چند مسلمان اکٹھے ہوئے اور چندہ جمع کر کے گیارہویں شریف کے جلسے کا اہتمام کیا۔ منتظمین نے تقریر کے لیے مولانا احتشام الحق تھانوی کو مدعو کیا اور شیرینی کے لیے لڈو لائے گئے۔ مولانا صاحب کی نظر جب شیرینی پر پڑی تو انہوں نے جلدی سے تقریر ختم کی اور بغیر ختم شریف و دعا پڑھے اٹھ کر چلے گئے۔ جب ہم لوگوں کو پتہ چلا کہ وہ بزرگوں کو نہیں مانتے تو ہم لوگوں کو بہت دکھ ہوا۔

ان ہی دنوں آرام باغ کی مسجد کی بنیاد رکھی جا رہی تھی اور اس میں بڑے بڑے علمائے اہلسنت پنجاب سے تشریف لائے تھے۔ جب راجہ منشی روڈ پر

Marfat.com

عید میلاد النبی ﷺ کا جلسہ ہوتا تو اس میں قاری احمد حسین صاحب فیروزپوری تشریف لایا کرتے تھے۔ جنہیں ایک میمن سیٹھ حبیب صاحب خاص طور سے ہر سال مدعو کیا کرتے تھے۔ جب ان کی تقریر شروع ہوتی تو میں بھی ان کی تقریر سننے کے لیے جایا کرتا تھا وہ حقیقت میں نہایت ہی سادہ اور فقیر قسم کے شخص تھے اور ان کے دل میں حضور کا عشق تھا۔ وہ نعت پڑھتے اور اسی پر قرآن و حدیث بیان کرتے تھے اور آخر میں فرماتے تھے کہ اے کراچی والو میں تم لوگوں کو ایک خوشخبری سناتا ہوں عنقریب تمہاری کراچی میں ایک نوجوان عالم مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب آنے والے ہیں۔ اگر قرآن کریم کی تفسیر سننا ہو تو ان سے سننا اور مناظرہ سننا ہو تو مولانا محمد عمر اچھروی سے سنو اور حضور کی نعت سننی ہے تو فقیر حاضر ہے۔ یہ ان کی باتیں ہوا کرتی تھیں اور فرماتے تھے کہ میں دعا کرتا ہوں کہ یارب العزت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی جیسے دو چار نوجوان اور پیدا کر تاکہ تیرے نبی کا دین چمکے اور چار چاند لگیں۔

کچھ عرصے بعد جب مولانا اوکاڑوی صاحب قبلہ پہلی مرتبہ کراچی تشریف لائے اور بولٹن مارکیٹ کے قریب کھوڑی گارڈن کے پاس تقریر کی تو پہلی تقریر میں ہی لوگوں کے دل موہ لیے۔ اس کے بعد آپ واپس چلے گئے اور تقریباً ایک مہینے کے بعد دوبارہ تشریف لائے۔ ہم لوگ آرام باغ میں مولانا محمد عمر نعیمی صاحب کے پیچھے نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ کراچی کے قیام میں مولانا محمد شفیع صاحب بھی وہاں ہی آکر مجمع میں بیٹھ جاتے تھے۔ جب مولانا محمد عمر نعیمی صاحب کی نظر ان پر پڑتی تو انہیں آگے بلاتے اور منبر پر کھڑا کر دیتے۔ اگلے جمعہ کے دن مولانا محمد شفیع صاحب قبلہ پھر دیر سے آئے اور مجمع میں بیٹھ گئے۔ جب مولانا محمد عمر نعیمی صاحب کی نظر ان پر پڑی تو فرمایا مولانا محمد شفیع صاحب آپ آگے تشریف لے آئیں مولانا محمد شفیع صاحب قبلہ نے مولانا محمد عمر نعیمی صاحب سے کہا کہ حضرت میں تو آپ کی تقریر سننے کے لیے آتا ہوں تاکہ آپ سے کچھ حاصل کر سکوں اور آپ

Marfat.com

مجھے منبر پر بلا لیتے ہیں۔ تو مولانا محمد عمر نعیمی صاحب نے کہا کہ ہم تو بوڑھے ہو چکے ہیں اب آپ کی ہی ضرورت ہے۔

چند دن کراچی میں رہ کر مولانا محمد شفیع صاحب پھر پنجاب چلے گئے۔ اور اب جب واپس آئے تو بولٹن مارکیٹ کی جامع مسجد میں امام و خطیب کی حیثیت سے آئے۔ اس اعلان پر اہل کراچی بہت خوش ہوئے اور آپ روزانہ میمن مسجد میں درس حدیث بھی دیتے اور نماز جمعہ سے قبل خطاب بھی کرتے تھے۔ بہت اجتماع ہوتا تھا۔ ہم لوگ بھی نماز جمعہ وہیں ادا کرتے اور مولانا صاحب کا بیان سنتے

اس وقت صدر سکندر مرزا کا دور حکومت تھا اور وزیر اعظم ایک شیعہ تھا جس کا نام قزلباش تھا اور اس کی وجہ سے شیعوں کا زور تھا۔ تو شیعوں نے پنجاب کے ایک گاؤں میں جس کا نام قزلباش تھا جلوس نکالا اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی۔ جب حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کو معلوم ہوا تو ان کو بہت دکھ ہوا۔ آپ نے جمعہ کے دن خاص طور سے حضرت عمر فاروق کی شان میں اللہ تعالےٰ نے جو آیتیں نازل فرمائی تھیں۔ ان کا بیان کرنا شروع کر دیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کیے اور زبردست جوش کے ساتھ تقریر کی جس پر مسجد کا صدر ڈر گیا اور اس نے التجا کی کہ حضرت آپ اس قسم کی تقریر نہ کریں اس طرح انتظامیہ کی قانونی گرفت ہو سکتی ہے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ میں تو وہ حق باتیں بیان کر رہا ہوں۔ جو اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں بیان کی ہیں۔ میں حق بات کہوں گا اور حق بات کہنے سے گریز نہیں کروں گا۔ اگر آپ لوگ حق سے ڈرتے ہو تو دوسرا خطیب و امام رکھ لو۔ میں وہاں پر نماز پڑھاؤں گا جہاں مجھے حق کی مکمل آزادی ہو گی اور اسی بناء پر حضرت شفیع صاحب قبلہ نے میمن مسجد چھوڑ دی اور عید گاہ میدان بندر روڈ میں نماز پڑھانا شروع کر دی۔ مگر وہاں کا انتظام بھی ٹھیک نہیں تھا۔ مگر تین سال کے عرصے تک نماز پڑھاتے رہے۔ پھر نور مسجد انتظامیہ کے اصرار پر وہاں تشریف لے گئے اور وہاں پر قرآن کریم کی باقاعدہ تفسیر شروع کر دی

Marfat.com

جہاں مثالی اجتماع ہوتا جو کہیں اور دیکھنے میں نہیں آیا۔ بارہ تیرہ برس وہاں مسلسل تفسیر قرآن بیان کرتے رہے۔ بڑے بڑے مشائخ بھی آپ کے خطبات سننے کے لیے وہاں آتے۔ حضرت پیر محمد فاروق رحمانی نے بھی برسوں تک وہاں خطیب پاکستان کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس کے علاوہ پورے ملک میں آپ کی تقاریر ہوتی تھیں اور کراچی کے ہر علاقے میں آپ کی دھوم تھی حضرت مولانا محمد شفیع صاحب قبلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے عاشق تھے کہ ان کی تقریروں اور صلوٰۃ وسلام سے نور ظاہر ہوتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ حضورؐ خود سنتے ہیں اور میرا ایمان ہے کہ نبی کریمؐ سنتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔ اور اس کے جلوے ظاہر ہوتے تھے۔ بہت سے لوگوں کو اس کا مشاہدہ بھی ہوا اور خود خطیب پاکستان پر دوران تقریر ایسی کیفیت ہوتی تھی جو یہ ظاہر کرتی تھی کہ ان کو براہ راست فیض مل رہا ہے اور وہ لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔

۱۹۶۲ء کا واقعہ ہے حضرت قبلہ اوکاڑوی صاحب قرآن و حدیث سے مکمل ثبوت پیش کرتے تھے۔ جب مخالف یعنی دیوبندی وہابی آپ کے پیش کردہ قرآن و حدیث کے دلائل سے لاجواب ہوئے تو انہوں نے غنڈوں کو کافی رقم دے کر آپ کو جان سے مارنے کے لیے کھڈہ مارکیٹ میں اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنایا یہ واقعہ ساری کراچی بخوبی جانتی ہے۔ حضرت پر دوران تقریر قاتلانہ حملہ ہوا چھ گہرے زخم آئے۔ لیکن اللہ تعالےٰ جس کو زندہ رکھنا چاہے اُسے کون مار سکتا ہے یہ اللہ تعالےٰ کا آپ پر کرم تھا۔ آپ کو غازی کا رتبہ عطا کیا۔ نبی پاکؐ بھی آپ سے خوش تھے۔ کیونکہ خود مولانا شفیع صاحب قبلہ نے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد میرے والد صاحب نے مجھے کہا کہ چلو بیٹا اوکاڑے واپس چلتے ہیں۔ میں نے والد صاحب سے کہا کہ میں تیار ہوں مگر جب میں رات کو سویا تو خواب میں نبی کریمؐ تشریف لائے اور فرمایا کہ "محمد شفیع تم ان لوگوں سے ڈر کر کراچی چھوڑ کر جا رہے ہو۔ یہ لوگ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ تم یہاں ہی رہو۔ میں تمہارے ساتھ

Marfat.com

ہوں" حضرت مولانا نے فرمایا اس بشارت و زیارت کے بعد ایک نئے جذبے سے میں نے مسلک حق کی تبلیغ و اشاعت تیز کردی اور کراچی سے جانے کا ارادہ بدل دیا۔ یہ یقیناً رسول اللہ کے خوش ہونے کا ثبوت تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جتنا میں ستایا گیا ہوں اتنا کوئی نبی نہیں ستایا گیا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی نے بھی نبی کریمؐ کی شان بیان کی۔ درود و سلام کے پھول برسائے تو مخالفوں نے پتھر مارے، چاقو مارے طرح طرح کی تکلیفیں دیں لیکن انہوں نے حق پر ثابت قدمی اختیار کی اور نبی کے دین کے لیے تمام تکلیفوں کو برداشت کیا اور ہر امتحان میں پورے ہوئے اور اپنے خدا و رسول کی رضا حاصل کی۔

میں اپنے خواب کے بارے میں بیان کرتا ہوں۔ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب مولانا صاحب عیدگاہ سے نور مسجد گئے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ مولوی مسافر خانہ عیدگاہ کے قریب میں جارہا تھا کہ چار پولیس والے مجھے پکڑ کر لے جاتے ہیں اور میں ان سے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کر رہا ہوں اتنے میں وہاں سے حضرت مولانا محمد شفیع صاحب کا گزر ہوا۔ ان کے ساتھ تین صوفی بھی تھے۔ آپ نے ان پولیس والوں کو روکا اور کہا کہ اسے کیوں پکڑا ہے اس کو چھوڑ دو۔ پولیس والوں نے کہا کہ ہم اس کو انچارج صاحب کے پاس لے کر جاتے ہیں اور انچارج صاحب ہی اس کو چھوڑ سکتے ہیں۔ آپ نے کہا تمہارا انچارج کہاں ہے چلو میں بھی چلتا ہوں۔ اور پولیس والوں کے ساتھ تھانے گئے۔ جب انچارج نے آپ کو دیکھا تو اٹھ کر آپ کے پاس آیا اور بولا کہ حضرت آپ نے کیوں تکلیف کی۔ آپ نے فرمایا۔ آپ کے سپاہیوں نے اسے پکڑ لیا تھا۔ یہ میرا خاص دوست ہے اور میں اسے اچھی طرح سے جانتا ہوں اسے چھوڑ دیں۔ تو پھر انچارج نے حکم دیا کہ اس کو چھوڑ دو۔ پھر حضرت مولانا شفیع صاحب مجھے

Marfat.com

اپنے ساتھ لے کر چل پڑے اور میری آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کو پچیس برس ہوگئے ہیں اور مجھے اس طرح سے یاد ہے کہ جیسے ابھی دیکھا ہو۔

ایک واقعہ کچھ اس طرح سے ہے۔ جس کو دس بارہ سال ہی ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کی تقریر حضورؐ کے علم غیب کے موضوع پر کیماڑی جامع مسجد کے پاس تھی۔ کیماڑی میں حزب اللہ والوں کی ایک پارٹی ہے۔ جس کا سرغنہ ڈاکٹر عثمانی ہے جو اولیائے کرام کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے اور داتا گنج بخش اور غوث اعظم جیسی ہستیوں کو کافر کہتا ہے۔ اس بے دین گروہ نے اپنا نام حزب اللہ رکھا ہوا ہے حالانکہ یہ لوگ حزب الشیطان ہیں۔ مولانا اوکاڑوی صاحب کی تقریر کے دوران ڈاکٹر عثمانی کے تین آدمی جو کہ پٹھان تھے بخاری شریف کی دوسری جلد اٹھا کر لائے اور شفیع صاحب قبلہ سے کہنے لگے کہ مولانا صاحب آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں نبی کا علم غیب ثابت کریں اور اس بخاری شریف کی کتاب میں سے حوالہ دیں۔ اس وقت حضرت خطیب پاکستان اسی واقعے کو بیان کر رہے تھے۔ ڈاکٹر عثمانی کے آدمیوں کا کہنا تھا کہ یہ حدیث بخاری شریف میں نہیں ہے۔ تو مولانا صاحب نے فرمایا میں اسی کتاب سے ثبوت دوں گا۔ مگر تم لوگ وعدہ کرو کہ ایمان لاؤ گے۔ کتاب لانے والا چونک گیا اور کتاب واپس لے جانے لگا۔ تو مولانا صاحب قبلہ نے فرمایا کہ اس کتاب سے فیصلہ ہوگا تب یہ ملے گی۔ چنانچہ کتاب جامع مسجد کیماڑی کے امام جناب قاری حبیب اللہ صاحب کو دی جو کہ حضرت مولانا صاحب کے قریب ہی بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کتاب کا فلاں صفحہ نمبر نکالو۔ جب مولانا صاحب نے صفحہ نمبر نکالا تو ان تینوں افراد سے بھی آپ نے کہا کہ میں حدیث کے الفاظ پڑھتا ہوں اور تم لوگ بھی اس پر نظر رکھو۔ الفاظ میں اگر غلطی ہو تو بتانا۔ جب آپ نے پوری حدیث پڑھ لی۔ تو پوچھا کیوں بھئی الفاظ درست تھے کہ غلط۔ اب بھی شک باقی ہے کہ نہیں۔ پھر ترجمہ کیا وہ تینوں لاجواب ہو گئے۔ ادھر بیٹھے ہوئے

Marfat.com

لوگوں کو جوش آگیا اور یہ لوگ ان کو مارنا چاہتے تھے۔ مگر آپ نے مداخلت کر کے لوگوں کو منع کیا تو لوگوں نے آپ کی بات مان لی۔ اس واقعہ کے ثبوت کے لیے جامع مسجد کیماڑی کے امام قاری حبیب اللہ صاحب موجود ہیں۔ اور ان کو کتاب کا صفحہ نمبر بھی یاد ہو گا۔ اور اہل کیماڑی بھی اس واقعے کو بھولے نہیں ہوں گے۔

میں نے چالیس برس کے دوران بڑے بڑے علمائے کرام کی تقریریں سنیں۔ وہ بھی سب قرآن کریم سے بیان کرتے تھے۔ مگر آپ جیسا کسی کو نہیں سنا۔ یہ اللہ تعالےٰ کا آپ پہ بڑا کرم تھا کہ آپ کا سینہ کھول دیا تھا اور آپ قرآن کریم کی مکمل اور صحیح تفسیر بیان کرتے تھے۔ یہ اللہ تعالےٰ کی عطا تھی اور وہ جس کو جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ آپ کے پاس علم کی جو روشنی تھی وہ صرف کراچی والوں کے لیے ہی نہیں تھی بلکہ وہ آپ نے افریقہ تک پہنچائی۔ آپ میں ایک نمایاں خوبی تھی جو کہ میں نے نوٹ کی۔ آپ سے اگر کوئی سوالات پوچھتا تو آپ وہیں پر ان سب سوالوں کے تسلی بخش جواب دیتے تھے اور دلائل سے دیتے تھے۔ جبکہ دوسرے علماء سے اگر کوئی سوال پوچھا جاتا تو وہ کہتے کہ فلاں جگہ پہ آؤ تو تسلی سے بیٹھ کر جواب دیں گے۔ مگر آپ فوراً مکمل جواب دیتے تھے ہر مسئلہ آپ قرآن و حدیث سے پیش کرتے اور ایسے انداز سے کہ ہر کوئی پوری طرح سمجھ جاتا تھا اور یہ صرف آپ کا ہی کمال تھا اور آپ نے اپنا لوہا منوا لیا۔ حضرت خطیب پاکستان اکثر کہا کرتے تھے کہ انسان جب زندہ ہوتا ہے تو اس کی کوئی قدر نہیں کرتا اور جب انسان دنیا سے چلا جاتا ہے تو پھر اس کی قدر ہوتی ہے اور یاد آتی ہے۔ مگر خطیب پاکستان جب ہمارے درمیان موجود تھے تب بھی ان کی بہت قدر تھی اور اب تو بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ اب کوئی ان جیسا نظر نہیں آتا۔ آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ اب میں بیمار رہنے لگا ہوں اور میرا کوئی بھروسہ نہیں اور میری خواہش ہے کہ میری قبر گلزار حبیب میں ہی ہو۔ یہ آ

Marfat.com

کی پیشین گوئی تھی۔ اور دوسرے ہفتے آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور دنیائے اسلام میں ایک بہت بڑا خلاء پیدا ہو گیا۔

اس خلاء کا پورا ہونا مشکل تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے کرم کیا اور حضرت مولانا اوکاڑوی صاحب کے فرزند جناب کوکب نورانی صاحب ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور کوکب نورانی صاحب نے اس آیت سے آگے قرآن کی تفسیر کا سلسلہ شروع کر دیا جہاں تک حضرت خطیب پاکستان بیان فرما گئے تھے اور درس قرآن کے علاوہ ملک بھر میں اسی طرح جرأت و ہمت کے ساتھ ان کی تقاریر کا سلسلہ بھی جاری ہے اور وہی جلوے نظر آنے لگے ہیں۔ یہ خطیب پاکستان کا ہی فیضان ہے۔

حضرت اوکاڑوی صاحب قبلہ کا ہاتھ ہر وقت کوکب نورانی صاحب کے سر پر ہوتا ہے۔ ان کا نوری مشن جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ انشاءاللہ۔ اور حاصل کرنے والوں کو نور حاصل ہوتا رہے گا۔

میں حضرت کا ان پڑھ جاہل خادم تھا۔ ان کی خدمت نہیں کر سکا۔ سرکاری غلامی کی وجہ سے بہت زیادہ ان کی مصاحبت سے محروم رہا۔ جس کا مجھے افسوس ہے۔

Marfat.com

علامہ سیّد نصیر الاجتہادی

رکن مجلس شوریٰ کی حیثیت سے حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی تقاریر ملک کی سلامتی اور دین کی ترویج کے لیے موثر کردار ادا کرتی رہی ہیں۔ وہ اچھے دوست اور مخلص انسان تھے۔ قرآن وحدیث پر ان کی نظر بہت وسیع تھی۔ خود مرحوم کی اپنی زندگی قرآن وسنت کی آئینہ دار تھی۔ شیعہ سنی اتحاد میں مرحوم کا کردار قابل صد ہزار تحسین رہا ہے عشق رسول اور حب آل رسول مرحوم کا شعار رہی ہے۔ مرحوم نے دشمنان رسول اور آل رسول کو کبھی معاف نہیں کیا۔ ان کی زندگی سے قوم کو بہت سبق ملتے ہیں۔ ان کی وفات سے ہم ایک منفرد خطیب عالم دین اور انسان دوست شخصیت سے محروم ہو گئے۔

Marfat.com

جناب سلمان الارشد سب رنگ ڈائجسٹ

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی بہت بڑے آدمی اور بہت اچھے انسان تھے۔ ان کے لیے صرف یہی کہوں گا کہ وہ ایسے کامیاب شخص تھے جن کے لیے کہا گیا ہے کہ "وہ آئے، انہوں نے دیکھا اور فتح کرلیا"۔ وہ یقیناً ہر کسی کے لیے محترم تھے اور ہر کوئی ان کے لیے آج بھی عقیدت و احترام کے جذبات ہی رکھتا ہوگا۔ مولانا محترم سے اتنا رابطہ نہیں تھا۔ ان کے فرزند جناب کوکب نورانی سے تعلق خاطر ایک عرصے سے ہے۔ وہ ایک عالم دین اور خطیب ہی نہیں باکمال ادیب بھی ہیں۔ کلاسیکی ادب اور فنون لطیفہ سے انہیں جو لگاؤ ہے اس سے ان کی شخصیت اور نمایاں ہوتی ہے۔ خوش ذوق اور صالح نوجوان ہیں اور نہایت مستعد بھی۔ بعید نہیں کہ وہ حضرت مولانا کی طرح بلکہ ان سے زیادہ محبت و مرتبت پائیں۔ اللہ کرے اور زیادہ۔

Marfat.com

جناب صوفی حبیب الرحمٰن شفیعی کراچی

محترم و مکرم حضرت سیدی و مرشدی عاشق رسولؐ مجدد مسلک اہلسنت خطیب عالم الحاج مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ جو بے بدل عالم دین، بے مثل خطیب، بے نظر محقق، مایہ ناز ادیب اور انسانی محاسن و محامد کا مرقع حسین تھے۔ اب اپنے جسمانی وجود کے ساتھ ہمارے درمیان نہیں رہے لیکن اپنی روحانیت اور نورانیت کے ساتھ آج بھی اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور تاج دار کائنات حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت و رحمت سے ہر سنی مسلمان کے دل کی دھڑکن ہیں۔ دنیا بھر کی بیشتر مسلمان آبادیوں میں انہوں نے لوگوں کو عشق رسول سکھایا اور دیوانہ بنایا وہ تمام عمر یہی کام کرتے رہے۔ یہ گنہ گار عاجز و ناتواں اتنی اہمیت نہیں رکھتا کہ ان کی علمی عظمت اور فقہی بصیرت پر کچھ کہہ سکے۔ مجھ بے مایہ کے پاس ان کی محبت کے سوا کچھ بھی نہیں۔ میں محبت کو ہی سرمایۂ نجات سمجھتا ہوں۔ مجھ سے کتنے ہی ایسے ہیں جنہوں نے دین اسلام کو انہی کے مواعظ حسنہ سن کر سمجھا اور راہ ہدایت اختیار کی۔ مسلمانان پاکستان جنوبی افریقہ پر بالخصوص اور باقی امت مسلمہ پر بالعموم ان کے احسانات ناقابل فراموش ہیں۔ آج اہلسنت کو

Marfat.com

جو افتخار و اکرام حاصل ہے اس کے لیے اہلسنت کے اس عظیم رہنما نے پتھروں اور خنجروں کے وار سہے، اس گلشن اسلام کے لیے اپنا خون بہایا، اپنا سکھ چین اور آرام چھوڑ کر کٹھن اور راستھک سفر کیے۔ بلاشبہ ان کا ہر نفس، ہر لمحہ اپنے خدا اور رسول کے لیے تھا۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ بدعقیدگی کا مطلع جو اس مرد خدامست نے صاف کیا اور فیض نور نبوت سے دلوں میں ایمان کی جوت جگائی۔ آج انہی کی بدولت اہلسنت کے درخشندہ و تابندہ ستاروں کی جگمگاہٹ ہمیں نظر آرہی ہے۔

امیر اہلسنت و جماعت نے ناموس رسالت، ناموس صحابہ و اہل بیت اور ناموس اولیاء اللہ کے لیے جو جہاد کیا وہ بالیقین اللہ کی بارگاہ میں مقبول و منظور ہیں اور یہ ان پاک ناموں کا ہی فیضان تھا کہ خطیب پاکستان کو ہر جگہ وہ مثالی اور باقی رہنے والی مقبولیت حاصل ہوئی جو نہ صرف شہرۂ آفاق ہے بلکہ قابل رشک ہے۔

ایک واقعہ اور خواب جو میں نے ایک محفل میں خود ان کی زبانی سنا وہ ان کے محبوب بارگاہ ختم المرسلین ہونے کی دلیل و نوید ہے۔

حضرت سیدی و مرشدی و مولدیٔ قبلہ اوکاڑوی صاحب علیہ الرحمۃ نے بتایا کہ "ایک سال میں نے ماہِ صیام و قیام مدینۃ الرسولؐ میں گزارا۔ انوار و برکات کی برسات سے لطف اندوز ہوا۔ عید کی نماز ادا کر کے قاسم عطاء الٰہی صاحب الجود والکرم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں ہدیۂ صلوٰۃ وسلام پیش کرنے چہرۂ مصطفےٰؐ کے سامنے گیا۔ یہ پہلی عید تھی جو اپنے گھر والوں اور والدین سے دُور آئی تھی۔ مگر مدینہ منورہ میں عید کرنے کی خوشی بہت زیادہ تھی۔ ابھی سلام پیش ہی کیا تھا کہ دل بھر آیا اور ہچکیاں بندھ گئیں۔ عرض کی حضور! ماں باپ آج کے دن نالائق اولاد کو بھی معاف کر دیتے ہیں، عیدی دے دیتے ہیں، محروم نہیں رکھتے۔ آپ

Marfat.com

تو ہزار ماں باپ سے بڑھ کر مومنوں پر رؤف و رحیم ہیں ۔ میں کتنا ہی نالائق سہی ، آپ تو کریم ہیں اور کرم ہی آپ کی شان ہے ۔ مجھے بھی آج عیدی عطا کیجیے ۔ یہی التجا جنۃ البقیع میں سیدنا عباسؓ اور جبل اُحد سے متصل سیدنا حمزہؓ عمین مصطفےٰ رضی اللہ عنہما کے مزاروں پر کی اور ان سے سفارش کے لیے کہا ۔ والد رسول اللہ حضرت سیدنا عبداللہ کی بارگاہ میں بھی سفارش کی گزارش کی ۔

میرا قیام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شیخ ضیاء الدین احمد قادری کے ہاں تھا جو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے خلیفۂ مجاز تھے اور قادری شاذلی اشرفی اور دیگر سلاسل طریقت میں اجازت و خلافت رکھتے تھے ۔ اس رات جب میں سویا تو خواب دیکھا کہ ایک مستطیل نما نہایت سنہری لوح ہے ۔ اچانک ایک خوبصورت ہاتھ نمودار ہوا اور اس نے ایک ایک حرف کی نمایاں الگ الگ خطاطی کرتے ہوئے میرا نام اس لوح پر کندہ کیا ،، محمد شفیع ،، میں دیکھ کر مسرور ہوا ۔ میری آنکھ کھلی تو قریب ہی حضرت شیخ العرب والعجم مصلےٰ بچھائے وظائف میں مشغول تھے ۔ میں نے حضرت کو خواب سنایا ۔حضرت نے قریب بلایا اور سینے سے لگا لیا ۔ پوچھا ۔ کیا آج بارگاہِ مصطفےٰ ﷺ سے کچھ مانگا تھا ؟ عرض کی جی ہاں عیدی مانگی تھی ۔ فرمایا مولانا مبارک ہو ۔آپ کو عیدی مل گئی ہے ۔ بتایا کہ حضور کا فرمان ہے اللہ تعالےٰ نے مجھے ایک سنہری لوح دی ہے ۔ جس پر اپنے مقرب اور محبوب غلاموں کا نام لکھ لیتا ہوں ۔ مولانا ! آج آپ کا نام محبوبوں میں شامل ہو گیا ہے صبح ہوئی تو حضرت نے تمام سلاسل عالیہ میں مجھے خلافت و اجازت عطا فرمائی میں نے عرض کی میں گنہ گار و نالائق ہوں ۔ اس نعمت کا خود کو اہل نہیں سمجھتا حضرت نے فرمایا ، مولانا یہ ہماری طرف سے نہیں اس کا بھی ہمیں حکم ہوا ہے ہم تو تعمیل ارشاد کر رہے ہیں ۔"

Marfat.com

حضرت خطیب پاکستان عالم ربانی اور مرشد روحانی تھے۔ متعدد کرامات کا ظہور ہوا لیکن ان سب سے بڑھ کر حق پہ آپ کی استقامت تھی جس کے دشمن بھی مداح ہیں۔ آپ کی حق پر عزیمت و استقامت نے ایوان باطل کو لرزہ بر اندام کر دیا۔ تائید الٰہی، فیضان مصطفوی اور نگاہ اولیاء ہر دم آپ کے شامل حال ہوتی۔

بیان کا سحر اپنی جگہ، جس کسی نے ایک جھلک خطیب پاکستان کو دیکھا وہ والہ و شیدا ہو گیا۔ آپ کی صورت دیکھ کے خدا یاد آتا۔ حسین و جمیل نورانی چہرہ جس کی تابانی سے دل اجلے ہوتے۔ گفتار ایسی کہ ہر کوئی ہمہ جاں ہو کر سنتا۔ اخلاق و عادات کا یہ حال کہ اسوۂ حسنہ کا بہترین نمونہ، ہر ملنے والا گرویدہ اور پروانہ بن جاتا۔

صدقات جاریہ کے اتنے اور ایسے کام کیے کہ لاکھوں کروڑوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ تصانیف، تقاریر، تعمیر مساجد، مدارس، فلاحی ادارے، قوانین وغیرہ اور نیک اولاد، یہ سب آپ کی یادگار ہیں اور آئندہ نسلوں کے لیے مشعل راہ بھی۔

حضرت خطیب پاکستان کے جانشین، آپ کے فرزند ارجمند، ثانی خطیب پاکستان صاحبزادہ مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی جو شکل و صورت اور گفتار و کردار میں حضرت سیدی و مرشدی کے مشابہ ہیں وہی نصب العین اپنائے ہوئے رواں دواں ہیں۔

اللہ تعالےٰ جل شانہٗ حضرت خطیب پاکستان کے درجات و مراتب بلند فرمائے اور ان کے مرقد انوار پر ہر دم کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے اور ہم سب کو ان کے متقین کیے ہوئے راستے پر چلتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچائے! آمین۔ بحرمتہ سید المرسلین صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و بارک وسلم اجمعین۔

Marfat.com

جناب پروفیسر ایس آئی اے سبزواری

پرنسپل گورنمنٹ کامرس کالج کراچی

خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان مقتدر ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی زبان اور قلم کے ساتھ مسلک اہلسنت کی بے مثل تشہیر اور ترجمانی فرمائی۔ بیرونی ممالک میں عموماً اور پاکستان میں خصوصاً آپ نے اہل سنت وجماعت کے فروغ کے لیے جو عظیم الشان خدمات انجام دیں انہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ آپ جیّد عالم دین، محقق و مصنّف، ادیب اور شعلہ بیان مقرر تھے۔ مجھے آپ کی چند تقاریر سننے کا شرف حاصل ہوا آواز و انداز نہایت دل نشین، بیان عالمانہ، محققانہ اور استدلال و استنباط سے مزین ہوتا۔ یہ کہنا درست ہوگا کہ وہ اپنی طرز خطابت کے موجد تھے اور خطیب پاکستان کے لقب کے مستحق بھی۔ اسی طرح آپ کی ۲۵ عدد تصانیف بھی عام و خاص میں یکساں مقبول ہیں۔ یہ تصانیف اور آپ کی تقاریر کے بے شمار کیسٹ امت مسلمہ کا عظیم سرمایہ ہیں۔

اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں بھی ان کی طرح کامیاب زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

پروفیسر نظام الحسن شعبہ فارسی جامعہ کراچی

خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نہایت پرکشش شخصیت کے مالک تھے۔ ان کا انداز بیان بہت عمدہ اور دل کش تھا۔ مسائل بیان کرنے اور دل نشین کرنے میں انہیں جو مہارت تھی وہ انہیں دوسرے بہت سے نامور اہل علم میں ممتاز کرتی ہے۔ اپنی زندگی میں انہوں نے جس قدر دین و ملت کی خدمت کی ہے، اس کیلئے ہم سب کو ان کا شکرگزار ہونا چاہیئے اور اپنے اس عظیم محسن کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہیئے۔ انہوں نے مختلف مکاتب فکر کو جس طرح اتحاد و اتفاق کی دعوت دی اور اس کے لیے جو کام کیے ہیں چاہیئے کہ ان کے بتائے ہوئے ان زریں اصولوں کو اپنا رہنما بنائیں اور نفرتوں کو محبتوں سے بدل دیں۔

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر سیّد اقبال احمد

رئیس کلیہ فارمیسی جامعہ کراچی

میرے محدود مطالعے اور معلومات کے مطابق حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کا مرتبہ و مقام محققانہ تصنیف و تالیف، درس و تدریس اور بے مثال خطابت کے ذریعے احیاء اسلام اور فروغ عشق رسول کے لیے بہت نمایاں ہے۔ ان کی زندگی کے شب و روز اور تمام توانائیاں دین ملّت کے لیے ان تھک جدوجہد میں صرف ہوئیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور ان کی یادگاروں کو باقی رکھے۔

ان کے بارے میں شائع ہونے والی کتاب ان کی شخصیت اور کارہائے نمایاں سے آئندہ نسلوں کو متعارف کروانے میں اہم ثابت ہو گی۔ ان کے فرزند محمد سبحانی ہمارے کلیہ کے ہونہار طالب علم ہیں۔ دعا ہے کہ یہ بھی اپنے والد بزرگوار کی طرح کامیاب زندگی گزاریں۔

Marfat.com

محترمہ شاہدہ پروین احمد جامعہ کراچی

برِصغیر میں اسلام مسلم حکمرانوں اور صوفیائے کرام کے توسط سے آیا اور دیکھا جائے تو اس خطے میں اسلام کے فروغ و اشاعت میں جو کردار صوفیائے عظام اور اولیائے کرام نے ادا کیا ہے اتنا مسلم حکمرانوں نے ادا نہیں کیا۔ صوفیائے کرام کا عوام الناس سے براہ راست رابطہ تھا۔ انہوں نے اپنی انسان دوستی، خوش خلقی بلندیٔ کردار، حسن گفتار اور حسن سلوک سے لوگوں کا دل موہ لیا اور اس طرح نہایت قلیل عرصے میں توحید و رسالت کے پیغام کو عام کیا۔ صوفیائے کرام نے جس پودے کو اپنے مبارک ہاتھوں سے لگایا تھا۔ اسے علمائے حق نے پروان چڑھایا اور آج اس خطے میں اسلام کا وہی پودا ایک تناور درخت کی طرح لہلہا رہا ہے۔

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کا شمار بھی انہی علمائے دین حق میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے اپنی ساری زندگی اسلام کی سربلندی غلبۂ دین کے لیے وقف کردی۔ آپ بلند پایہ خطیب تھے، مصنّف تھے، خطیب کی حیثیت سے آپ کی مقبولیت عوام کے دل میں گھر کر چکی تھی۔ آپ کے قلم سے بے شمار کتابیں تصنیف ہوئیں۔ لادینی اور ملحدانہ نظریات کے بتوں کو پاش پاش کرنے

Marfat.com

کے لیے آپ نے جو بے پایاں خدمات انجام دیں وہ آپ کی یاد کو باقی رکھنے کے لیے بہت کافی ہیں۔

حضرت مولانا کی شخصیت نہایت دل آویز اور آپ کی تقریر مسحور کُن تھی محرم الحرام کا مہینہ ہو یا جشن عید میلادُالنبی کی محفلیں، آپ کے خیالات سے استفادے کے لیے دُور دُور سے لوگ آتے اور جب تک آپ تقریر فرماتے سننے والے ہمہ جاں ہوکر سنتے رہتے تھے۔ آپ کی رحلت سے دنیائے خطابت میں جو کمی واقع ہوئی ہے وہ ہمیشہ محسوس ہوتی رہے گی۔ خدا آپ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور آپ نے اسلام کی جس تندہی سے خدمات انجام دیں اسے قبول فرما کر اس کا اجر آپ کی صالح اولاد اور ملت اسلامیہ کو عطا کرے۔

Marfat.com

جناب ڈاکٹر ممتاز عالم شعبہ فارسی جامعہ کراچی

حضرت قبلہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی سے میری شناسائی ۱۹۶۱ء سے شروع ہوئی جب وہ کراچی کی سب سے بڑی نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ کے خطیب و امام تھے۔ یہی وہ زمانہ تھا جب سے میں نے مولانا کی امامت میں باقاعدگی سے نماز جمعہ پڑھنا شروع کی۔ میمن مسجد کے بعد عقیدت مندوں کی درخواست پر مولانا نے پرانی عیدگاہ ایم اے جناح روڈ میں نماز جمعہ کی خطابت اور امامت شروع فرمائی۔ پھر جوبلی سینما کے پاس مسجد نور میں۔ اس کے بعد چونکہ میں خود بھی برسوں ملک سے باہر رہا اس لیے ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔

حضرت مولانا کا خطاب خواہ کہیں بھی ہوتا۔ نبی کے پروانوں کے لیے ایک عجیب سرور رکھتا تھا۔ لوگ بڑی دور دور سے ان کا خطاب دل نواز سننے آتے۔ مولانا نے جب پرانی عیدگاہ میں جمعہ کی خطابت شروع فرمائی تو اس کے کھلے صحن میں اور تپتی دھوپ میں بھی ان کا بیان سننے کے لیے عقیدت مند دور دور سے آکر جمع ہوتے اور نہایت توجہ اور محبت سے سنتے۔ پھر نماز کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا اور اس کے بعد سیکڑوں کی تعداد میں مولانا کے پرستار ان سے مصافحہ کرنے کے لیے جمع رہتے۔ مولانا تقریباً ہر نمازی سے جو آپ

Marfat.com

سے مصافحہ کرنے آتا مصافحہ فرماتے تھے۔ لوگوں سے صرف مصافحہ کرنے میں ہی کم از کم ایک گھنٹہ لگ جاتا تھا۔ مولانا کے خطابات عالمانہ، عارفانہ اور محققانہ انداز میں سرکار دو عالم کی محبت سے سرشار ہوتے تھے۔ مولانا کا مشن ہی یہ تھا کہ وہ مسلمانوں میں سرکار دو عالم کی محبت اور والہانہ عقیدت پیدا کریں۔ مولانا کے ان گنت جلسوں اور مجالس میلاد میں شرکت کا موقع ملتا رہتا تھا۔ ہر جلسہ ہر بیان دل پر ایک بڑا ایمان افروز اثر چھوڑتا تھا۔ اس ناچیز کو بھی کئی بار مولانا کے جلسے منعقد کرانے کا اتفاق ہوا۔ جس کے لیے مولانا کی مصروفیات کے سبب بہت پہلے سے تاریخ کا تعین کرانا پڑتا تھا۔

مولانا اپنی ذات میں خود ایک مکتب ایک ادارہ تھے۔ اُن کے نام پر جو ٹرسٹ قائم ہوا۔ وہ مولانا کی خدمات کو انشاءاللہ احسن طریقہ سے محفوظ رکھے گا۔ یہ چند سطریں بہ طور عقیدت شمع رسالت کے اس پروانے کے لیے ہیں کہ جس نے مجھے سرکار دو عالم کی حقیقی محبت سے سرشار کرایا۔ اللہ تعالےٰ حضور ﷺ رحمت للعالمین کے صدقے ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

Marfat.com

جناب محمد صلاح الدین مدیر ہفت روزہ تکبیر کراچی

محترم ارکان مولانا اوکاڑوی اکادمی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کا خط ملا۔ مولانا اوکاڑوی مرحوم پر زیر ترتیب کتاب کے لیے مجھ سے بھی تاثرات بھیجنے کی فرمائش کی ہے۔ مجھے مولانا کی تقاریر براہِ راست سننے کا بہت کم اتفاق ہوا ہے۔ ان کی بعض تقاریر ریڈیو پر سنی ہیں۔ میں صرف اتنا ہی عرض کر سکتا ہوں کہ مولانا اوکاڑوی بحیثیت مقرر سیرت ایک خاص انداز کے موجد ہیں، جس کی دل نشینی اور دل آویزی منفرد ہے۔ اس اندازِ خطابت کو دوسرے سیکڑوں مقررین نے اپنانے کی کوشش کی ہے، اور اس طرح یہ ایک مدرسۂ فکر کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اس سے زائد عرض کرنا میرے لیے ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے مرحوم مولانا سے کبھی قرب حاصل نہیں رہا۔

اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کا بہترین اجر انہیں عطا فرمائے اور ان کی طرح ہمارے سینوں میں بھی عشقِ رسالت کی شمع روشن کرے آمین۔ والسلام

Marfat.com

جناب بشیر حسین ناظم وزارت مذہبی امور اسلام آباد

ریڈیو اخبارات اور ٹیلی وژن پر حضرت العلام، عاشق خیر الانام، مبلغ دین اسلام، رونق کشور سنیاں، شکوہ ملک عالماں، نازش زاہداں، صاحب شان رفیع اپنے پیارے برادر علامہ الحافظ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خبر ارتحال سنی، پڑھی دیکھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وہ بلاشبہ اہل خاندان کے لیے مرکز ثقل، دودمان کے لیے نشان عظمت اہل علم کے لیے علم مجد و شرف، اہل عرفان کے فرد فرید، مبلغین دین اسلام کے مبجل و مفضل سرخیل۔ شان فضیل و بدیل، حلقۂ احباب میں حرز پرنیاں اور دشمنان اسلام کے لیے صمصام و سیف مسلول تھے۔

انہوں نے جیسا کہ مجھے علم ہے نہایت نامساعد حالات میں جس محنت لگن، محبت، والہیت، للہیت، خلوص، سوز جاں اور جذبۂ صادق سے ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کے بھروسے پر میدان عمل میں قدم اور ملک وملت کی جو ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں وہ تاقیامت صفحہ جاں پر رقم رہیں گی اور انہیں ان کا اجر عظیم برزخ و عقبیٰ میں ملتا گا۔ آپ بحیثیت مصلح عقیدہ ایسے ذروہ اور مقام اعلیٰ پہ فائز تھے جس

Marfat.com

اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جنہوں نے مستحکم عقیدے کی رحیق سے اپنے اپنے کام و دھن کی تواضع کی ہو۔

مرحوم خوبیوں، کرامتوں، رفعتوں اور عظمتوں کی ایک کہکشاں تھے ان کا تبسم، ان کا تکلم، ان کا استدلال، اُن کی محبت و جاں نثاری قابل تقلید اور قابل ستائش ہیں۔

میری دعا ہے کہ رب العزت ان کو اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے اپنے انعام و اکرام کے ظل ہمایوں میں رکھے اور آپ کو اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

جناب ڈاکٹر سید مطلوب حسین صاحب اور جناب پروفیسر کرم حیدری صاحب کی طرف سے دلی افسوس ہے۔ یہ دونوں حضرات ان کے زبردست مداحوں اور احباب میں شامل ہیں۔

Marfat.com

مولانا محمد فاروق قادری کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدت اللہ حمداً لا فناہٗ　　　　وحمد الحمد لا یحلم سواہٗ
نصلی ثم بعد الحمد صدقاً　　　　علی خیر البریۃ مصطفاہٗ

ہرگز نمیرد آنکہ دِلش شد بعشق
ثبت ہست بر جریدۂ عالم دوام ما !

خطیب العصر علامۃ الدہر فخر المعاصرین ابوالکوکب حضرت الحاج مولانا محمد شفیع اوکاڑوی قدس سرہ العزیز کے متعلق میرے تاثرات فرمائے گئے ہیں ان میں مجھے ہمعصر تصور کیا گیا ہے۔ اس والاصفات ہستی کا خادم بھی گنا جاؤں تو دارین کی سعادت ہوگی۔ معاصرین میں تو اور بڑی بڑی محترم ہستیاں شامل ہیں۔ مجھے صرف وصرف خادمین میں شمار کیا جائے تو زہے نصیب۔ یہ تو فاضل اجل جگر گوشہ خطیب پاکستان کی میرے ساتھ انتہائی شفقت ہے کہ مجھے بھی اپنے عظیم والد اور سرمایۂ ملّت کا ہمعصر سمجھا ورنہ ہم جیسے لاکھوں ان کے غلاموں پروانوں میں شمار ہونا اپنی خوش بختی سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

من کیستم کہ با او لاف دوستی زنم

اس ارشاد نے عجیب کیفیت و حیرت میں مبتلا کر دیا ہے کہ تاجدار مدینہؐ کے سچے عاشق مدّاح اور خدا کے مقبول بندے کی ان گنت خوبیوں میں سے کون سی خوبی قلم بند کروں ۔ اس لاثانی محبوبؐ کے لافانی عاشق رحؒ کے اوصاف و کمال اور ان کے حسن خصائل و جمال کو مجھ جیسے محب تہی داماں و تہی علم و عقل سے یہ ممکن بھی ہے کہ حروف و الفاظ کی قیود میں لا کر ہدیہ ناظرین کر سکوں اور یہ حقیقت بھی سامنے ہے کہ اصحاب حال کے احوال و مقامات سے ارباب قال کو کیا خبر کیونکہ اصحاب حال نہاں خانوں کے شناسا ہوتے ہیں اور ارباب قال کو صاحبان حال سے کیا نسبت . ان کی عقل کی پہنچ وہاں تک ممکن نہیں سوا ادراک تو اس کا کیا امکان!

خرد سے راہ روشن بصر ہے — خرد کیا ہے چراغ راہ گزر ہے

درون خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا — چراغ راہ گزر کو کیا خبر ہے

مگر تعمیل ارشاد بھی تو لازم ۔ لیکن اس راہ میں کم علمی کوتاہ دامنی بھی سدّ راہ ہے جس کا اعتراف لازمی ہے ۔ ذکر ایاز سے اوصاف محمود کا تصوّر بھی ضروری ہے ۔ آخر کیسے اس ہستی کا ذکر شروع کروں جسے عشق نبی کی دولت حاصل ہے ۔

ہر کہ عشق مصطفٰے سامان اوست — بحر و بر در گوشۂ دامان اوست

بعد اعتراف بضاعتی تعمیل ارشاد سے پہلے ایک شعر کو بطور نذرانہ پیش کرتا ہوں تاکہ میرے اس مقالہ میں باطنی امداد فرمائیں اور دعا دیں کہ میں تاثرات کو الفاظ میں پیش کر سکوں ۔

ہاں گروہے کہ از عشق مصطفٰے مستند — سلامے ما برسانید بہ کجا ہستند

انکساری ، تواضع ، مہمان نوازی و سخاوت :۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے شیخ اعظم حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور میں ایک سفر میں تھے ۔ دریا کو پار کرنے کے لئے کشتی میں بیٹھے ۔ وسط دریا میں جب پہنچے تو دریا کی موجوں نے کشتی کو ہلا کر

Marfat.com

رکھ دیا اور حضرۃ عزقابی پیدا ہوا تو میں نے شیخ اعظمؒ کے وجود کو غنیمت جانتے ہوئے اس وقت ان سے وصیت و نصیحت کی درخواست کی۔ حضور نے فرمایا کہ اے سعدی پوری زندگی کا حاصل اور فقر کا نچوڑ تمہیں بتا رہا ہوں۔ اس پر عمل کرو گے تو بہت ہی منزلیں اور مقامات اس کی برکت سے حل ہوں گے۔ مجھے دو وصیتیں اور نصیحتیں فرمائیں۔

۱۔ یکے آنکہ بر خویش خود بیں مباش

۲۔ دگر آنکہ بر غیر بد بیں مباش

خدا رسائی اور فقر و درویشی کے لیے یہ ہدایات کلیدی حیثیت کی حامل ہیں۔ یعنی خود کو اچھا نہ سمجھو اور دوسرے کو برا نہ دیکھو۔ ان نصائح میں جو لذت و چاشنی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ اصل میں انکساری و تواضع کا ایک بہت بڑا درس ہے۔

میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ یہ دونوں صفات کے حامل حضرت خطیب پاکستان تھے۔ ان میں یہ دیکھی ہیں اور بڑے بڑے ہمعصر فضلاؔ و خطباؔ اور علمبرداران پارسائی سے صرف نئی ہیں۔ چوں بخلوت میروند کار دیگر میکنند (الا ما شاء اللہ) درس تو ضرور انکساری و تواضع کا دیتے ہیں لیکن عملی تصویر اپنے وجود گرامی سے دکھانا شاید باعث شرم محسوس فرماتے ہیں۔ لیکن حضرت خطیب پاکستان کی انکساری و تواضع و کسر نفسی اپنے معاصرین و خدام سے ضرب المثل تھی کیونکہ وہ اسلاف کی نصائح پر عمل کو ترجیح دیتے تھے اور ہم صرف نقل پر قانع ہیں عمل سے کوسوں دور حضرت کی عظمت میں روز افزوں برکتوں اور اضافے کا سبب یہ صفات بھی تھیں۔ تواضع کند ہوش مند گزیں * نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں

حضرت خطیب پاکستان کی مہمان نوازی بھی مثالی تھی اور سخاوت بھی آپ کی مشہور تھی۔ کسی سائل کی امداد کے لیے یا مسجد و ادارہ کے مالی تعاون کی اپیل فرماتے وقت سب سے پہلے خود اس میں حصہ لیتے اور نقد امداد کرتے اور چندے کے

Marfat.com

اعلان کے بعد سب سے پہلے معاونت میں پہل آپ کی طرف سے ہونا اہم بات ہے۔ تاکہ اس قرآنی زد سے بچا جائے جس میں اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے کہ لم تقولون مالا تفعلون ۔ ہر آنے والے ملاقاتی سے اس کی استعداد کے مطابق اور کبھی بڑھ کر اس کی خاطر تواضع اور احترام کرتے اور بغیر کچھ کھلائے پلائے ایسے خالی واپس نہ ہونے دیتے۔ اگر کھانے کے وقت مہمان یا ملاقاتی آ گیا تو اس کو حتی الامکان وہی کھلاتے جو خود خطیب پاکستان تناول فرما رہے ہوتے یا اپنے ساتھ شریک فرمالیتے ۔ یہ صفات بھی موجودہ دور میں بہت کم شخصیات میں ملیں گی ۔ یہی سنّت خیر البشر ہے۔ حضور نے فرمایا جو خود کھاؤ۔ مہمان کو بھی وہی کھلاؤ لیکن آج تو فرائض سے غفلت برتی جاتی ہے ۔ سنّت تو دور کی بات ہے۔ اب ان جیسی شخصیات اس قحط الرجال دور میں کہاں ۔ سے

حریفاں بادہ ہا خوردند و رفتند
تہی خم خانہا کردند و رفتند

ایک دفعہ بعد دوپہر ایک جماعتی ضروری کام کے لیے حاضر ہوا ۔ حضرت کے گن مین سے پتہ چلا کہ آپ اندر ہیں۔ غالباً کھانا تناول فرمانے گئے ہیں ۔ لیکن میں نے اطلاع دینے پر اصرار کیا تو آپ کو مطلع کیا گیا۔ کھانے پر غالباً آپ بیٹھ گئے تھے یا بیٹھنے والے تھے ۔ فوراً حجرہ میں تشریف لے آئے اور جس بے تکلفی سے کھانے کو بھی ساتھ اٹھا لائے وہ منظر مجھے نہیں بھول سکتا۔ اس پر مجھے ایک عجیب وجدانی کیفیت محسوس ہوئی ۔ آتے ہی فرمایا آؤ مولانا کھانا میرے ساتھ کھاؤ ۔ میں نے ادباً تکلف سے کام تو لیا لیکن دل میں سوچا کہ ایک آدمی کا کھانا جو دو تین روٹیوں مشتمل ہے مجھ جیسے دوسرے کے لیے کیسے مکتفی ہوگا کیونکہ بھوک لگی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا بابر دو تم کھالینا ایک روٹی میں کھالوں گا ۔ شیخ سعدیؒ کی نیم نان تو زیادہ ہے نا ۔

نیم نان گر خورد مرد خدا
بذل درویشاں کند نیمے دگر

Marfat.com

غالباً دو اور روٹیوں کا بھی ارشاد فرمایا لیکن میرے خیال میں لنگر مست تھا۔ کافی وقت گزر چکا تھا۔ بچے سو چکے تھے۔ چنانچہ انہی پر حضرت نے قناعت کی اور میں نے خوب ہاتھ دکھائے گوشت و ساگ مشترکہ پکا ہوا تھا اس میں سے بوٹیاں میں اڑا رہا تھا اور میری زد سے جو دور تھیں وہ خود حضرت اٹھا اٹھا کر مجھے کھلاتے رہے ایک میں ہی بن بلایا ناگہانی مہمان تھا جو ظاہراً ادب و احترام کی منازل بھی طے کرتا رہا اور رہنہیں نہیں حضرت کا تکلف بھی جاری رکھا۔ خدا گواہ ہے اس رزق حلال کے لقموں میں جو کام و دہن نے لذت حاصل کی اور آپ کے خلوص کی جو شیرینی محسوس ہوئی تا عمر بھلائی نہیں جا سکتی۔

بڑے بڑے فضلاء و تقویٰ و طہارت کے دعویداروں کے ہاں ایسے وقت جانے کا کسی نہ کسی کو ضرور اتفاق ہوا ہو گا۔ اور مجھے تو اس دشت کی سیاحی میں مدت بیتی ہے۔ حضرت سو گئے ہیں، ان کے آرام کا وقت ہے، کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ اس وقت ملاقات نہیں ہو سکتی لیکن اس مرد حق آگاہ درویش صفت خطیب پاکستان کے ہاں یہ سارے تکلفات معدوم تھے۔ پھر کیوں نہ کہیں

ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ
شنیدہ کے بود مانند دیدہ!

یہ ہے ان کی عام خدام و معاصرین سے تصویر کا رُخ اور خواص کا تو حال میں نہیں بتا سکتا کہ اُن سے حضرت کا خلوص کتنا تھا اور کیا تھا۔ عام سے جو محبت و رواداری بے تکلفی اور مہمان نوازی تھی اسی سے خواص علماء و فضلاؤ اکابر حضرات سے ان کی مہمان نوازی و سخاوت و احترام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

یہاں یہ بھی وضاحت ضروری ہے کہ حضرت کے ہاں کبھی کوئی دربان متعین نہیں رہا۔ گن مین جس کا ذکر آیا وہ گورنر سندھ جنرل صادق الرشید محمد عباسی نے بہ اصرار مقرر کیا تھا۔ ان دنوں الذوالفقار اور ایک خارجی گروہ کے افراد ٹیلی فون اور خطوط کے ذریعے قتل کی دھمکیاں دے رہے تھے۔ حضرت نے گورنر صاحب بلکہ

Marfat.com

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق سے برملا فرما دیا تھا کہ میں ان دھمکیوں سے نہیں ڈرتا۔ میرا ایمان اللہ پر مستحکم ہے۔ جو رات قبر میں آنی ہے وہ آپ کی تمام تر قوت و طاقت کے زور مدافعت اور تمام تر محافظت کے باوجود آ کے رہے گی اور یہ جان تو رسول اللہ کے دین کے لیے وقف ہے۔ میری زندگی کا ہر لمحہ ان کے نام وقف ہے۔ مجھے موت کا کوئی خوف نہیں۔ یقیناً صدر مملکت نے بھی جان لیا تھا کہ خطیب پاکستان کو اپنے خدا اور رسول پہ کامل یقین ہے اور ایسی دھمکیاں ان کی استقامت متزلزل نہیں کر سکتیں۔

سادگی، بے تکلفی، ظرافت:۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ خطیب پاکستان قدس سرہٗ میں جہاں اور بے شمار خوبیاں تھیں وہاں سادگی بے تکلفی، ظرافت جیسی خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں یہ صفات بتدریج لوگوں کے علم میں آتی تھیں۔ آپ کی سادگی قرون اولی کی یاد دلاتی تھی۔ معاصرین سے سادہ گفتگو خدام، معتقدین اور حاضرین سے بے تکلفی، دوستوں سے ظرافت میں آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ اس سے سخت سے سخت دل والا بھی ان کا گرویدہ ہو جاتا اور پھر آپ کی خدمت میں کثرت سے حاضری دینے کو معمول بنا لیتا تھا۔ ہر بڑے چھوٹے عالم، خطیب اور امام بلکہ مؤذن تک کو مولانا کہہ کر مخاطب ہوتے دوران گفتگو متانت و سنجیدگی سے بھرپور ظرافت و بے تکلفی کا یہ عالم تھا کہ حزن و ملال و مایوسی سے پُر اور کبیدہ خاطر اور رنجیدہ طبع شخص جب آپ سے رخصت ہوتا تو مسکراتا ہوا حیرت انگیز احساس برتری سے مالا مال چہرہ لے کر بامراد واپس لوٹتا۔ سخت سے سخت بات کرنے والے کو نہایت خودداری میں رہ کر نرمی اور خوش گفتاری سے مناسب جوابات مرحمت فرماتے گویا رموز بندہ پروری و بندہ نوازی سے خوب واقف تھے۔ ہلکی سی مسکراہٹ سے موافق کیا مخالف تک کا دل موہ لینا ان کے حسن اخلاق کا کمال تھا۔

نگاہ بلند سخن دلنواز جاں پُر سوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

Marfat.com

آپ کی محفل میں آنے والا شخص آپ کے اخلاق آپ کی بے تکلفی، سادگی اور شفقت و کرم سے فیض یاب ہونے پر یہ گمان کرتا کہ یہ سب کچھ میرے ساتھ ہی مخصوص ہے لیکن آنے جانے پر یہ راز کھلتا کہ یہ کرم اور خوش اخلاقی و بندہ پروری کسی ایک سے مخصوص نہیں بلکہ یہ انسانیت، احترام انسانیت کے تحت ہر انسان کو انہی حیثیات سے فیض یاب فرماتی ہے۔ کوئی تہی داماں زمانہ کا ستایا، حاکم کا دکھایا فریاد لے کر آتا تو اس کو تسلی تشفی دیتے اور حتی المقدور فون کر کے اس کی سفارش فرماتے یا خلف الرشید حضرت صاحبزادہ کوکب نورانی صاحب سے فرما دیتے کہ اس کی مدد کرو اور کل اس کو ساتھ لے جا کر فلاں فلاں افسر سے اس کے دکھ کا علاج کرا دو۔ بعض حالات میں سائل کی تسلی کے لیے خود بھی تشریف لے جا کر اعلیٰ افسران تک اس کی فریاد پہنچانے میں قطعی عار نہ فرماتے۔

ہر کہ آمد بر درت خالی نرفت

گرچہ خالی باشد از روز است

جن جن خوبیوں کا ذکر ہوا ہے۔ علم تصوف رکھنے والے اصحاب جانتے ہیں کہ یہی خوبیاں فقر و درویشی اور مردِ خدا ہونے پر دلیل کامل ہے۔ آپ کی ان خداداد صفات سے بعض لوگ ناجائز فائدہ اٹھاتے تھے۔ اور ان سے تکلف آمیز اور ذو معنی الفاظ اور مشکل مسائل پیش کر دیتے۔ لیکن جب آپ متوجہ ہو کر جواباً فرماتے تو بڑے بڑے خطباً فضلاً، نکتہ ور اور مفکر عالم حیران رہ جاتے اور آپ کی نکتہ سنجی، تبحر علمی، عالی ظرفی اور عمیق نظری، وسعت مطالعہ، قوت حافظہ، قدرت دلائل و طاقت مواخذہ کی داد دیئے بغیر نہ رہتے اور تسلیم کرنا پڑتا کہ علم کا ایک دریا ہیں۔ دریا کی خاموشی پر اس کی موجوں اور طوفانوں سے بے خوف ہونا حماقت و جہالت ہے۔

مجھے یاد ہے کہ ایک بہت بڑے پیر اور عالم مسلم کی آمد پر انہیں خود ملنے گئے اور انتہائی ادب و احترام بجا لاتے ہوئے بے حد انکساری اور سادگی

Marfat.com

سے کام لیا۔ اس نیاز مندی و سادگی کا مطلب پیر صاحب نے غلط سمجھا اور علمی مقام میں خود سے کمتر جانا اور پیرانہ جلال اور فاضلانہ رعب سے حضرت خطیبؒ پاکستان سے ایک حدیث پاک کا ذکر کیا جس میں خضاب کی ممانعت ہے حضرت نے شکریہ ادا کیا۔ پیر صاحب نے اس سے بھی مراد ان کی کمزوریٔ علم کو لیا اور حدِ اعتدال سے تجاوز اور ان کی سادگی و خاموشی و بے تکلفی سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا اس پر خطیب پاکستان کا دریائے علم جوش میں آگیا۔ مقابلتہً حدیث پاک پیش فرمائی اور ان کی پیش کردہ حدیث پر ایک عالم و فاضل فقیہ و محدّث کی حیثیت سے جرح شروع فرمائی اور دلائل پر دلائل دینا شروع کر دیئے۔ پیر صاحب پر حضرت کا مقام کھل گیا تھا۔ جسے وہ صرف ایک خوش گلو واعظ سمجھ رہے تھے وہی ایک زبردست عالم و فاضل ثابت ہو رہا تھا چنانچہ پیر صاحب قبلہ قطعی لاجواب ہو گئے اور سکوت اختیار فرمانے کے علاوہ انہوں نے کوئی چارہ نہ پایا کیونکہ خطیب پاکستان کی فصاحت و بلاغت اور عمق مطالعہ اور علم حدیث پر عبور روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا تھا۔ پیر صاحب پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ اِنّی اتوبُ کا ورد دل ہی دل میں پڑھنے لگے۔ ؎

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی ست
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

اس واقعہ کے بعد خود مجھ پر اور معاصرین پر گہرا اثر ہوا۔ میں نے تو پھر کبھی بھی حضرت کی بے تکلفی پر بھی حضرتؒ سے بے تکلف ہونا خلاف ادب سمجھا اور جب بھی کسی مسئلہ کے بارے میں مجھ سے دریافت فرمایا تو میں نے خود سائل بننے میں عافیت سمجھی۔ پھر آپ فرماتے کہ میری تو یہ رائے ہے۔ میرے غور کرنے پر ان کی رائے اسلاف کی تحقیق کے مطابق پائی جاتی تھی واہ کیا مقام تحقیق تھا۔

آپ میں ظرافت بھی بے پناہ تھی۔ اکثر میرا معمول تھا کہ جب بھی حاضر ہوتا کچھ نہ کچھ ضرور پیش کرتا اور آپ ہمیشہ یہ فرماتے مولانا کیوں تکلیف فرمائی۔ ایک

Marfat.com

دفعہ میری حاضری پر اور کچھ پیش کرنے پر حسب عادت پھر وہی جملے دہرائے تو ہیں نے آپ کی طبع ظرافت کو چھیڑنے کے لیے عرض کیا کہ حضور آپ کے سوا اور کون خوش قسمت اس گئے گزرے دور میں ہو سکتا ہے جو اپنے معاصرین سے نفرت و حسد کے بجائے نذرانے اور ہدیئے وصول کرتا ہے۔ حیرت ہے کہ ہم ساری عمر لینے والے بھی یہاں کچھ دے کے جان چھڑاتے ہیں۔ اس بے تکلفی پر آپ بہت ہی ہنسے اور پھر دعائیں دیں اور اس کے ساتھ ہی وہ لطیفے سنائے اور ظرافت کے وہ موتی بکھیرے کہ وقت کی خبر بھی نہ رہی اور اذان نماز نے وقت کا احساس دلایا۔ کاش وہ نماز بھی ان قدسی صفات شخصیات کے صدقے نصیب ہو جو قیام تو رکھتی ہے لیکن اذان سے بے نیاز ہے۔ یہ ہے عشق و مستی کی نماز جو خطیب پاکستان اپنے آقا و مولا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم سے نعت خوانی کے دور سے شروع فرما کر اسمبلی کے ایوان تک ادا کرتے رہے۔ حکیم امت علیہ الرحمۃ نے اسی نماز کے قیام کے وقت کو دریافت کرنے پر زور دیا ہے۔

تو خود وقت قیام خویش دریاب
کہ نماز عشق و مستی را اذاں نیست

ملک و ملت سے سچی محبت، وحدت امہ کا تصور

حضرت خطیب پاکستان کی حب ملت و ملک شکوک و شبہات سے پاک ہے۔ اس ملک سے وفاداری قیام پاکستان سے قبل ۱۹۴۶ء میں سنی کانفرنس بنارس کے انعقاد کے دن سے اپنے اسلاف بزرگوں سے ورثہ میں پائی تھی۔ جس کانفرنس کی قراردادوں کی بدولت اور اس میں شامل مشائخ و علماء کرام (حضرت محدث اعظم کچھوچھہ شریف کی دعوت پر) محدث اعظم علی پوری سرکار اور شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی اور مجاہد اسلام خواجہ عبدالرحمٰن بھرچونڈوی اور ہزاروں کی تعداد میں علماء و مشائخ عظام کی مساعی اور دعاؤں کے صدقے سے پاکستان عالم وجود میں آگیا۔

Marfat.com

حضرت اوکاڑوی صاحب ۔ ملک و ملت کے نہ صرف لفظی دعویدار تھے بلکہ انہوں نے عملی میدان میں وعظ و تقاریر اور تصانیف کے ذریعہ جو کارنامے انجام دیئے ہیں اس پر روز آخر تک عوام پاکستان کی طرف سے خراجِ تحسین وصول کرتے رہیں گے ۔ یہی وجہ تھی کہ جب الیکشن میں حصہ لیا تو عوام نے ایوان تک پہنچانے میں بھرپور تعاون کا مظاہرہ دکھایا اور جب سلیکشن کا وقت آیا تو عالی جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب صدر مملکت پاکستان کی حقیقت بیں نگاہوں میں یہ ملت اسلامیہ پاکستان کا عظیم دینی رہنما و خطیب، علاقائیت و وطنیت و لسانیت و لادینیت کے بھوت اور مرتدین رسالت و نبوت کے انداد اور فرقہ واریت کے بتوں کے خلاف علم بردار دیکھا گیا اور وحدت امہ کے پیام کا حامل اوکاڑوی ہوتے ہوئے بھی ملت کے دشمنوں اور وطن کے باغیوں اور وحدت پاکستان کے غداروں سے نہ صرف کراچی کے گلی کوچوں بازاروں میں بلکہ یہاں سے بڑھ کر بلوچستان و سرحد کے پہاڑوں اور پنجاب و سندھ کی وادیوں اور فضاؤں ہواؤں ملک کے چپہ چپہ میں بیرون ملک اندرون ملک ہر قسم کے تخریب کاروں سے اپنی خداداد صلاحیت خطابت و جوہر بیان سے نبرد آزما دیکھے گئے تو خراجِ تحسین کے طور پر مجلس شوریٰ کا محترم رکن نامزد فرمایا ۔

آج خطیب پاکستان کی مساعی جمیلہ کی بدولت ۳۰/۳۱ جنوری ۱۹۸۱ء نفاذ اسلام کنونشن اور اس میں قائم کردہ اور کمیٹیوں کے علاوہ وحدت امہ کمیٹی کے قیام کو بھی مجھے اپنی آنکھوں سے خدا تعالیٰ نے دکھایا ۔ اس کمیٹی کے چیئرمین علامہ سید محمد رضی صاحب مجتہد رکن مجلس شوریٰ پاکستان ہیں اور ان کمیٹیوں میں مختلف مکاتب فکر کے علماء و فضلاء جمع ہو کر تصور وحدت امہ کی عملی تصویر بنے نفاذ اسلام اور اصلاح معاشرہ اور رفاہیت عامہ اور بحالی عظمت رفتہ مساجد و مدارس پر اہم تجاویز مرتب کر رہے ہیں ۔ یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے میں ایک کمیٹی وحدت امہ کے رکن کی حیثیت سے دیکھ رہا ہوں ۔ کیا یہ سراب

Marfat.com

ہے۔ ہرگز نہیں یہ ایک حقیقت ہے۔ لیکن آخر یہ سوچ یہ انداز فکر یہ انقلابی ذہن کس نے دیا اور کہاں سے آیا۔ یہ سب لوگ تو دست بگریباں تھے۔ لڑانے والی فتنہ پرداز قوتیں کہاں فنا ہوگئیں اور کس کی ہمت و ارادے سے یہ سب ممکن ہوا۔ حیرت تھی لیکن جب اس وحدت اُمّہ کے سب سے بڑے خطیب حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کے کردار و عمل اور اتحاد امت، نفاذ اسلام اور اصلاح معاشرہ کے لیے ان کے جہد مسلسل اور مساجد و مدارس اسلام کی عظمت رفتہ کی بحالی کے لیے ان کے عزم بالجزم پر نظر پڑی تو حیرت جاتی رہی۔

بلا شبہ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس میں جہاں صدر پاکستان کی ذاتی فطرت اور خلوص کا عمل دخل ہے اور ان کے وزراء اور پھر پاکستان کے مشائخ اور علماء فضلاء کا زبردست تعاون اور محنت کارفرما ہے وہاں خطیب پاکستان حضرت علامہ اوکاڑوی کی اس سلسلہ میں انتھک لگن اور سوچ بھی ناقابل فراموش ہے۔

اہل کراچی کو خوب یاد ہے کہ سنی شیعہ نزاع پر مساجد نذر آتش کی گئیں۔ عبادت گاہوں پہ حملے ہوئے اور ان کا تقدس پامال ہوا کئی عزیز جانیں تلف و شہید ہوئیں۔ کئی گھر اجڑ گئے کئی بازار جل گئے کئی آشیانے ویران ہو گئے۔ لیکن ابھی اس کی انتہا کچھ آگے تھی۔ تخریب کار، وحدت امّہ کے دشمن وطن کے بدخواہوں کے خوابوں کی تعبیر ابھی شاید پوری نہیں ہو رہی تھی کہ سننے میں آیا کہ ۲۵ مارچ ۱۹۸۳ء کا جمعہ قیامت خیز ثابت ہوگا۔ عبادت گاہوں پر قبضے ہوں گے اور مساجد کے تقدس کو پھر پامال کیا جائے گا۔ بھائی کا گلا بھائی کاٹے گا۔ پاکستان سے ایران تک ایک زلزلہ محسوس ہونے لگا۔ ہر لحظہ ایک نئی شر انگیز اور دہلا دینے والی خبر اڑتی۔ گویا یہ تخریب کاروں کی آخری کوشش اور جان پاکستان پہ کاری وار تھا۔ ہر مخلص وطن غمزدہ اور انتظامیہ الگ پریشان تھی۔ ہر طرف سے الامان والحفیظ کی صدائیں آرہی تھیں۔ ایک دن قبل ۲۴ مارچ جمعرات کے دن علی الصبح حضرت نے نہایت عجلت میں درِ اقدس پر پہنچنے کو فرمایا۔ بندہ بسرعت تمام آپ کے

Marfat.com

آستانے پر پہنچا۔ تاخیر سے آنے پر ہمدردانہ گرفت فرمائی اور پھر آنے والی مصیبت کے بارے میں فرمایا اور تخریب کاروں اور ملک دشمن عناصر کی تباہ کن سازش سے آگاہ فرمایا اس پر میرے ہوش اڑ گئے۔ عرض کیا حضور کیا ہوگا۔ فرمایا اللہ تعالےٰ اس ملک کا ضامن ہے۔ سرکار مدینہ کی نگاہ کرم ہے۔ کچھ نہیں ہوگا۔ انتظامیہ ہشیار اور فعال ہے اتنی فکر کی بات نہیں لیکن منصوبہ ضرور خطرناک اور آنے والا منظر ہولناک ضرور بنایا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم اپنے فرض سے بے خبر نہیں۔ انشاءاللہ میں نے ایک کانفرنس بلائی ہے۔ اگر قومی اخبارات کے ذمّہ دار نمائندگان نے احساس فرمایا اور اس مختصر نوٹس پر میرے گھر آگئے تو دشمنوں کے منصوبہ پر وہ پانی پھیروں گا کہ اس بھڑکتی آگ کا نام و نشان بھی نہ ملے گا۔ اس سلسلہ میں غیر معمولی جدوجہد سے حضرت کے صاحبزادگان محترم علامہ کوکب نورانی صاحب، محترم محمد سبحانی صاحب اور محترم حامد ربانی صاحب ان کے علاوہ برادرم مولانا غلام رسول چشتی صاحب نے جس سبک رفتاری اور جاں سوزی سے بھاگ دوڑ کی اور کانفرنس کو کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کیا وہ انہی کا ہی حصّہ تھا ورنہ اتنے مختصر وقت میں اتنی اہم کانفرنس کا اہتمام اور کامیابی غیر یقینی تھی۔ صحیح ہے کہ الولد سرا بیہ

وقت مقررہ پر نمائندگان آگئے۔ حضرت نے قومی اخبارات کو اپنا تحریری بیان جو قوم کے نام ایک دردمندانہ امن کی اپیل پر مشتمل تھا، ان کے حوالے کیا اور پھر ان کو کل آنے والے جمعہ کی نزاکت احوال سے بھی باخبر فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضرت کی دردمندانہ پُرخلوص اپیل کارگر ہوئی تمام اخبارات نے حضرت کی اپیل کو شہ سُرخیوں سے شائع کیا جس کی بروقت اشاعت سے محبّ وطن عوام حقیقت احوال سے باخبر ہوگئے اور سازشیوں کے آلہ کار بننے کے گناہ میں شریک نہ ہوئے۔ اس صورت حال سے تخریب کاروں کے حوصلے پست ہوگئے اور وہ جمعہ ۲۵ مارچ کو ملک و قوم کی جانوں سے نہ کھیل سکے۔ بھائی سے بھائی کا جان و مال

Marfat.com

محفوظ رہا وہ جمعہ دو عیدوں کی خوشی ثابت ہوا۔ یہ تھی حضرت کی سیاسی بصیرت، قوم و وطن سے محبت کے جذبے نے ایک زبردست طوفان کو کراچی کے گلی کوچوں بازاروں سے بلکہ پاکستان سے ایران تک ہلا دینے والے زلزلے اور لہروں کے رخ کو نہ صرف موڑ دیا بلکہ اس کی سرکشی ختم کردی۔ (اس یادگار کانفرنس کا ریکارڈ میرے پاس محفوظ ہے) جو حضرت نے فرمایا تھا وہی ہوا۔

ارادے جن کے پختہ ہوں یقیں جن کا خدا پر ہو
تلاطم خیز طوفاں میں وہ گھبرایا نہیں کرتے

ہائے افسوس ایسی شخصیت اور صاحب بصیرت ہستی اتنی جلدی ہم سے بچھڑ گئی، آہ! وہ ہم سب کو منجدھار میں چھوڑ کر چل دیئے۔

از تب و تابش نصیب خود بگیر
بعد ازیں ناید چو ایں مرد فقیر

یہ ان کی جامعیت کاملہ اور مقبولیت تامہ ہی تھی کہ آپ کے وصال پرملال پر بلا امتیاز مسلک و مذہب اور رنگ و نسل ہر عام و خاص چشم پرنم لیے تصویر غم بنا ہوا تھا۔

کاروانِ ناقہ و دشت و نخیل
ہر چہ بینی نالد از درد رحیل

<u>پاس دوستی و یاری اور خدمت مسلک</u>:- ایک دن علی الصبح میں نے حضرت سے مسجد اللہ والی کے زیر قبضہ ایک پلاٹ کی غلط الاٹمنٹ کی شکایت کی اور عرض کیا کہ محترم جناب بھوپالی مرحوم (شہید وطن) کی ان تھک کوششوں سے KDA یہ پلاٹ مسجد کو دینے پر راضی ہو گیا تھا اور ہمارا اس پر کافی خرچہ بھی ہو گیا تھا۔ میری عدم موجودی سے جو حج بیت اللہ و زیارت و حاضری بارگاہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کی وجہ سے تھی، فائدہ اٹھا کر چند مفاد پرستوں نے جناب گورنر صاحب سندھ سے مل کر بالا بالا وہ پلاٹ الاٹ

Marfat.com

کرالیا ہے۔ اس پلاٹ پر مرکز علوم القرآن کی بنیاد ڈالی جانے والی تھی۔ اس پر حضرت خطیب پاکستان کی رگ حمیت پھڑک اٹھی اور فرمایا کہ انشاءاللہ ایسا نہ ہوگا یہ پلاٹ ادارہ کو ہی ملے گا۔ ابھی ابھی کچھ دیر کے بعد میں گورنر صاحب سندھ سے اس بارے میں ٹائم لے کر ملنے کی تیاری کرتا ہوں تم بھی فوری گورنر ہاؤس پہنچ کر میرا انتظار کرو اور مکمل فائیل ساتھ لانا۔ اس پر میں نے صدر انتظامیہ مسجد مرد حق آشنا پیر سید زمان شاہ اور جناب ماسٹر غلام فرید صاحب کو مطلع کیا وہ بہت خوش ہوئے اور حضرت کی اس سرعت سے حمایت پر شکر گزار بھی۔ میں جلدی جلدی گورنر ہاؤس پہنچا حضرت غالباً دس بجے تشریف لائے اور مجھے ساتھ لے جا کر گورنر صاحب کے دفتر کی طرف بڑھنے لگے۔ گورنر صاحب کے اے، ڈی، سی نے آپ کو دیکھا، احتراماً کھڑے ہو گئے، استقبال کیا اور آپ سے عرض کیا کہ صرف آپ ہی ملاقات انفرادی طور پر کر سکتے ہیں باقی لوگوں کی اجازت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ملاقات میں میرے ساتھی ساتھ رہیں گے۔ یہ میرے دوست ہیں، ان کو چھوڑ کر میں ملاقات نہیں کر سکتا، یہ ان کی عزت کے خلاف ہے۔ عالم دین ہیں، میں ضرور ساتھ رکھوں گا۔ آخر آپ کا اصرار کامیاب رہا اور اس ذرہ ناچیز کو ساتھ لے گئے اور احساس کمتری سے ہمیشہ کے لیے محفوظ فرمایا۔ گورنر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میرا کیس پیش فرمایا۔ بحمداللہ حضرت کی جدوجہد سے اس میں ہمیں کامیابی ہوئی۔

ہم اس مشفق و مہربان کو کیسے فراموش کر سکتے ہیں جن کی سرپرستی و تعاون اور دعاؤں کے صدقے اور مشورے پر عمل کرنے سے جامع مسجد اللہ والی اور مرکز علوم القرآن کی بنیادیں مضبوط ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور ان کی معاونت خاصہ سے یہ مقام اسلامی مرکز کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اس ایک مسجد و دارالعلوم کا ذکر کیا پورے پاکستان کے سنی دارالعلوم و مساجد و خانقاہیں خطیب پاکستان علیہ الرحمۃ کی ممنون و مشکور ہیں۔

ایک دفعہ باتوں باتوں میں بندگان اغراض ابناالاوقات کا ذکر چھڑے

Marfat.com

بیٹھے تھے اسی اثنائیں میں بھی حاضر ہوگیا۔ نیاز و آداب پیش کر کے بیٹھ گیا۔ آپ نے روئے سخن روئے حسن سمیت میری طرف پھیر لیا اور فرمایا کہ مولانا قادری صاحب بتاؤ کہ کوئی بے غرض دوست، مرید یا تعلق دار بھی آپ نے پایا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور ابھی تک تلاش میں ہوں لیکن کامیابی کے لیے خطیب پاکستان کی دعا کا طالب ہوں یہ چند جملے میں نے آمیزش ظرافت سے عرض کیے۔ تاکہ حضرت بھی کوئی ظرافت سے بھرپور واقعہ سنائیں۔ ویسے مجھے محسوس ہوا کہ اس دن آپ کا دریائے کرم جوش میں تھا لیکن ہم اہل محفل بے ہوش تھے ورنہ وہ کرم نوازئے کے فیض کرم سے ضرور خیرات دے دیتے۔ یہ راز مجھ پر بعد میں فاش ہوا کہ ان پر کسی باطنی کیفیت کا غلبہ تھا جس کا وہ اظہار کرنا چاہتے تھے لیکن تنگیٔ داماں کے شکار ہم جیسے لوگ دامن نہ بڑھا سکے اور فیض باطنی سے محروم رہے۔ ہماری نگاہ ظاہری دسترخوان پر رکھی کیتلی اور لڈوؤں کی تھالی پر مرکوز رہی اور دامن شکم اس سے پُر کرتے رہے اور حضرت کے احوال معنوی سے بے خبر رہے۔ مادی مٹھائی سے دامن کو بھر لیا۔ اب مزید گنجائش ہی نہ رہی تھی جس سے دامن کی تنگی کا شکوہ پیدا ہوا لیکن ہوش میں ہوتے تو اس تنگیٔ داماں کو وسعتِ داماں سے بدل لیتے لیکن ہم تو چند لڈوؤں پر قانع ہو چکے تھے۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگیٔ داماں بھی تھا

بہرکیف حضرتؒ نے کلام کو جاری رکھا اور فرمایا کہ حیرت تو اس بات کی ہے کہ میرے چاہنے والے بھی اور مدتوں کے دعوتی بھی بے غرض نہیں ملے "اِلَّا ماشاءاللہ" آپ نے فرمایا ابن الوقت اور صاحب غرض قریب بھاگا بھاگی ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور بے غرض دعوتی کی تعریف کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تصوف والوں کے نزدیک تو تعریف بے غرض کی کچھ اور ہے اور پھر بہت وسیع ہے۔ یعنی جس کا عمل ہو بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے۔

Marfat.com

اور میرے نزدیک بے غرض دعوتی وہ ہے جو مجھے دعوت کر کے لے جا کر کھلائے پلائے اور آرام کرائے، تقریر سے مجمع کو خوش کرنے کی شرط نہ رکھے اور تاجدار مدینہ علیہ التحیۃ والثنا کا ادنیٰ غلام و مداح خواں سمجھ کر محبت کرے اور جلوت کے بجائے خلوت میں اللہ تعالےٰ کے بندوں کی حکایات سنا کر مجھے گھر چھوڑ جائے تو یہ ہوگا بے غرض دعوتی لیکن ایسا کہاں جو بھی آتا ہے کہتا ہے حضرت مجمع کو خوب خوش کریں اور میری اس ہمت پر لوگوں سے داد دلائیں۔ میرے ساتھ اول و آخر میں فوٹو کشی کرائیں تاکہ صبح کو اخبارات میں میرا نام ونشان روشن ہو وغیرہ وغیرہ۔ مگر کچھ بندے اب بھی ایسے ہیں جو کسی غرض کے بغیر درویشوں فقیروں کی خدمت کرتے ہیں۔ زمانہ خالی نہیں لیکن قحط کے آثار ضرور ہیں۔

نماز عصر کا وقت آ گیا، ہم نے بعد نماز اجازت لینا چاہی لیکن مغرب تک بیٹھنے کو فرمایا۔ مغرب کی امامت مجھ سے کرائی۔ پھر بھی سب کو اجازت دے دی مجھے بیٹھنے کا حکم دیا۔ جب سب چلے گئے اور میں تنہا رہ گیا تو قرأت میں خفیف سہو سے علیحدگی میں آگاہ فرمایا اور پھر معذرت بھی فرمائی۔ اس پر میں نے شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ آپ کے آگے نماز میں ہونا میرے لیے سخت ہے لیکن آئندہ میں آپ کی موجودگی میں امامت نہیں کراؤں گا۔ پھر کہیں سہو نہ ہو جائے۔ ہلکی سی مسکراہٹ فرما کر فرمایا چلو سہو ہوگا لیکن محو تو نہیں۔ اس پر میں زور سے ہنس پڑا میرے احساس کو شفقت سے بدل دیا۔ کوئی اور ہوتا تو اختتام نماز سے قبل ہی میرے سہو پر مجھے دھر لیتا اور بعد نماز تو کم از کم تھانے پہنچا دیتا اور لوگوں کے سامنے خوب میری گت بھی بناتا لیکن اس مقام پر حضرت خطیب پاکستان دوسرے اصحاب مکتب و مسجد سے انوکھے نظر آ رہے ہیں۔ ہم عصر کی سبکی برداشت نہیں یا رہ کی ذلت گوارہ نہیں۔

در دل عارف بود مہر و وفا
کارِ او پیوستہ باشد با صفا

Marfat.com

عشار کی نماز تک میں اپنی جامع مسجد پہنچ چکا تھا لیکن حضرت کا اخلاق
اور پردہ داری اور بندہ نوازی کا دل پر جو اثر ہوا وہ بیان سے قاصر ہوں۔ چند
دنوں تک حضرت" کی کچھ باتیں بھول گئیں اور ایک بات بے غرض دعوتی، کو یاد
رکھا اور دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ حضرت قبلہ خطیب پاکستان کو بے غرض دعوت
ضرور انشاءاللہ دوں گا۔ اپنی جماعت کے صدر حضرت سید پیر زمان شاہ صاحب
اور باقی خواص حضرات سے مشورہ لے کر حضرت کی دعوت کا پروگرام مرتب کر لیا۔ چند
دنوں کے بعد حاضر ہوا اور دعوت پیش کر دی۔ فرمایا۔ جلسہ ہے۔ عرض کی نہیں،
فرمایا کہ پھر کیسی دعوت ہے۔ عرض کی بے غرض دعوت کا دعوتی ہوں کوئی تقریر
کوئی مجمع کوئی تکلف بازی نہ ہو گی۔ بس ماحضر پیش کروں گا۔ بٹھاؤں گا، باتیں
کروں گا۔ آپ کی مرضی پر جو وقت طے ہو گا پھر واپس پہنچا دوں گا۔
میرا یہ پروگرام سن کر بہت ہی مسکرائے اور فرمایا کہ اس قسم کی دعوت
کا اہتمام کرنے کو آپ سے تو نہیں کہا تھا۔ آپ تو میرے دوست اور عزیز ہیں
میں نے تو اس دن آج کل کے زمانے کے عام لوگوں کے متعلق بات کی تھی اور تم
نے سمجھ لیا کہ دعوت لینے کی سکیم بنا رہا ہے اور وہ بھی تم سے۔ اس پہ آپ
ایک بزرگ کا واقعہ سنایا کہ اس کی پوری عمر ایک شہر میں بیت گئی۔ آخری دن قر
آن پہنچا تو فرمایا کہ افسوس اس شہر کا کوئی شخص بھی بلاغرض ولالچ میرا مریدیں
اور اللہ تعالٰے اور رسول اللہ کی خاطر میرے پاس کوئی نہ آیا۔ بس جو بھی آیا الحب
یا البغض کے لئے یا دوکان میں برکت یا مکان میں آسیب سے نجات کے
یا بیوی یا اولاد کی دعا کرانے کے لیے آیا۔ کوئی بھی ایسا نہ آیا جو یہ آکر کہتا کہ
اللہ سے ملوا دو اور تاجدار مدینہ کی زیارت سے مشرف ہونے کا وظیفہ بتا
جو بھی دیکھا بندۂ غرض دیکھا اور فانی اغراض کے پیچھے مبتلا دیکھا۔ فنا کے س
سب نے خریدے بقا کا سودا کسی نے نہ خریدا۔ پھر پڑھنے لگے۔ ے

Marfat.com

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگ لاتخف

اگر کوئی شعیب آئے میسّر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

دونوں بالا اشعار آپ نے پڑھے اور خود بھی رو رہے تھے اور مجھے بھی رُلا رہے تھے یہ واقعہ اس کیفیت و وجدانیت سے اپنے مخصوص انداز سے سنایا کہ کچھ دیر کے لیے دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گیا۔ آخر میں آپ نے میری بے غرض دعوت کو قبول فرمایا اور اس کو یوں مشروط فرمایا کہ میرے یار کو بھی بلاؤ گے اور مچھلی بھی کھلاؤ گے۔ میں نے قبول کر لیا۔ آپ کے یار کے متعلق عرض کیا حضور آپ کے یاروں کی فہرست طویل ہو گی، اس یار سے کون سا یار مراد ہے۔ آپ مسکرائے اور فرمایا وہ یارِ بے خار ہے اور اگر میرے حوالے سے بلاؤ گے دعوت پیش کرو گے تو آنے میں کوئی عار محسوس نہ کریں گے چنانچہ میں نے پتہ معلوم کر کے آپ کے اس مخلص دوست کو اور محترم یار کو بھی اس پروگرام میں مدعو کر لیا۔ حضرت خطیب پاکستان کے حوالے سے دعوت قبول فرما لی اور حضرت قبلہ نے اس بے غرض دعوت میں اپنے یار سمیت قدم رنجہ فرمایا۔ بڑی ہستیوں کے یار بھی تو بڑے ہوتے ہیں۔ وقت کے اعتبار سے اہم عہدہ پر فائز تھے (اور بحمد للہ ہیں) یہ شخصیت اپنے اہم عہدہ و منصب کو کبھی بھی درویش و علماء کی عزت و محبت میں حائل نہیں ہونے دیتے۔ کھانا یارِ بے خار کی خاطری کے باعث شام کو ۴½ بجے تناول فرمایا۔ ۲ بجے دن سے تقریباً ۶½ بجے شام تک آپ ہمارے ادارہ میں رہے تیسری بار اس مسجد و ادارہ مرکز علوم القرآن کو دیکھا تھا۔ بہت خوش ہوئے فرمایا کہ مولانا دل لگا کر کام کرو ان شاء اللہ کامیابی ہو گی اور ایک دن اسلامی مرکز کا یہ مقام بدل جائے گا۔ آخر میں کتاب الآرا طلب فرمائی اپنے ہاتھ سے بے داغ

Marfat.com

تحریر سے ہمیں نوازا اور خوب دعائیں دیں۔ مرآج وہی تحریر میرے لیے اور میری جماعت کے ہر فرد کے لیے ایک عظیم سرمایہ ہے اور امام ضامن کی مانند اثر کی حامل ہے۔ اس بے غرض دعوت کی تیاری میں میرے برادر محترم فاضل جلیل علامہ غلام فرید چشتی صاحب نے اپنی اہلیہ صاحبہ اور سالی محترمہ سمیت نمایاں حصہ لیا اور حضرت خطیبؒ پاکستان کی خواہش کے مطابق مچھلی جس طریق پر تیار کی وہ حضرتؒ کی مزید خوشی کا باعث ہوئی۔ یہ دعوت ۱۳ فروری ۱۹۸۲ء کو تھی۔ اس کے چند ہفتوں بعد حضرت خطیب پاکستان ہم سب کو داغ مفارقت دے گئے اور فلنحیینّہ حیوٰۃً طیبۃ کے مقام کو پا گئے۔ ؎

موت کو سمجھا ہے غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

ایک بار حاضر ہوا تو کافی خوش و خرم اور ایک فارسی کی کتاب کا جو تصوف پر تھی، مطالعہ فرما رہے تھے۔ میرے جاتے ہی وہ کتاب مجھے دے دی اور زور سے پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے فضائل پر وہ صفحات جو میں پڑھ رہا تھا مشتمل تھے۔ کافی دیر اس ذوق میں رہے پھر لوگ بھی ملاقات کرنے آتے گئے اور علماء و فضلاء اور معززین شہر اور مشائخ تشنگی علم بجھانے در خطیب اعظم قدس سرہ پر حاضر تھے۔ جیسے شمع کے گرد پروانوں کا ہجوم ہو۔

علی الصباح چوں مردم لکاروبار روند
بلاکشان محبت در کوئے یار روند

خواب میں تشریف لانا

آپ کے پاس ایک انگوٹھی چاندی کی تھی۔ آپ نے اس کی بہت تعریف فرمائی اور اس میں کندہ نقش کو بہت نفع مند بتایا اور میرے خیال میں اس میں رنگ کا نگینہ بھی تھا۔ کافی ترغیب و تحریص سے اس کی تعریف فرما رہے تھے

Marfat.com

اس کے علاوہ دوسری انگوٹھیاں بھی اس سے قدرے کم تھیں لیکن فوائد ان کے بھی بیان فرما رہے تھے۔ کافی حاضرین نے وہ خریدیں۔ اتفاق سے جیب خالی تھی وعدۂ ادائیگی پر خرید نا شرمندگی سی محسوس ہوئی۔ خاموش رہا اور آپ کا روئے سخن میری جانب ہوا اور فرمایا کہ جس دوست کے پاس نقدی نہ ہو تو شرم نہ کرے۔ لے لے ہدیہ بعد میں ادا کر دے۔ غالباً ان کا یہ اشارہ میری طرف تھا لیکن میں نے نہ خریدی خاموشی سے مجلس برخاست ہونے پر اجازت لے کر واپس آیا لیکن تمام سفر میں انگوٹھی نہ لینے پر افسوس کناں رہا اور اسی افسوس سے ادارہ میں پہنچا۔

نماز عشاء سے فراغت کے بعد سو گیا۔ آپ کو خواب میں دیکھا کہ تشریف لائے اور انگوٹھی ساتھ لائے اور مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا کہ لو پہن لو اگر لے لیتے تو مجھے تکلیف نہ کرنا پڑتی اور تم بھی افسوس سے محفوظ رہتے۔ صبح ہوئی اور بعد نماز صبح اپنے ایک مخلص عالم دین سے اس کو بیان کیا انہوں نے مبارک باد دی کہ خواب اچھا ہے۔

بعد میں اس کی برکات کا ظہور تدریجاً بتدریجاً ہوتا رہا ہے۔ خوابوں کی حقیقت پر کوئی یقین کرے یا نہ کرے لیکن مسلمان کے لیے یہ کافی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے خوابوں کی تعریف فرمائی ہے اور رویائے الصالحۃ کو بشارت کہا گیا ہے۔ اس خواب سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت کی اپنے چھوٹے خدام سے کتنی محبت ہے اور ان کی شفقت کسی ایک عالم تک محدود نہیں۔ اس کے بعد حضرت کی عظمت میرے دل میں اور بڑھی اور کثرت سے ان کی خدمت میں حاضری کی سعادت سے فیض یاب ہوتا رہا اور ان کی شفقت و توجہ میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔ یہ میری بدنصیبی ہے کہ ایسے مشفق و مصلح اور رہنما سے جلدی ہی مفارقت کا داغ اٹھانا پڑا۔

ع بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

میرے محسن خطیب پاکستان گویا ایک دریائے کرم تھے جیسے دریا کا کرم اور سخاوت عام ہوتی ہے اور چھوٹا بڑا اور ہر بھلا برا اس کے کرم سے اور

Marfat.com

سخاوت سے فیض یاب ہوتا ہے اور ہر ایک کو تہہ داماں وزیر کرم اور داخل اماں رکھتا ہے۔ یہی حال حضرت خطیب پاکستان کا اپنے غلاموں خداموں دوستوں سے تھا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

تتمہ

الغرض۔ خواجہ کونین کے عاشقِ صادق کے کون کون سے گوشے زیر بحث لاؤں مضمون طویل ہو رہا ہے پھر داستاں بڑھ جائے گی، تعمیل ارشاد مطلوب ہے۔ غرضیکہ بلا مبالغہ ہمارے لئے خزاں میں بہار تھے۔ قالہ میں مرد حال تھے مگر اب تو بہار روٹھ گئی وہ چلے گئے، ہمیں روتا چھوڑ گئے۔

ع وہ کیا گئے روٹھ گئے دن بہار کے

خلاصۂ کلام:۔ وہ ہر صفت موصوف انسانیت کی حد تک وہ کاملیت جامعیت کے مالک تھے۔ ہاں ہاں وہ بے باک ایسے کہ مصلحت بینی نام کو نہ تھی۔ عالم ایسے کہ عالم فیض یاب، واعظ ایسے کہ مجمع رقص کناں، مدلل ایسے کہ خود دلائل نازاں ظریف ایسے کہ غمزدہ و افسردہ لب بخنداں مشفق ایسے کہ گویا فضل رحماں، خلیق ایسے کہ خلق یزداں، خطیب ایسے کہ ہزاروں خطباء و محراب و منبر کے ورثا اور خانقاہوں کے نقباء ان کے خطبات کی بدولت اپنے اپنے چراغ جلائے بیٹھے ہیں۔ خوش گلو ایسے کہ ہر خطیب ان کی آواز اور ہر واعظ ان کے بیان کی طرز و ڈھنگ اختیار کرنا کامیابی سمجھتا ہے اور اپنی اپنی دکان سجائے بیٹھا ہے۔ مقبول ایسے کہ جس کی مقبولیت کا اندازہ ان کی آواز میں موجود دنیا میں کیسٹس سے لگایا جا سکتا ہے سخی ایسے کہ ان کی سخاوت ایک "باب" تحریر و تصنیف کی خیرات سے اکثر خطیب واعظین کسی اور دروازہ کو کھٹکھٹانے کی ضرورت سے بے نیاز و مستغنی نظر آتے ہیں۔ ے

Marfat.com

سالہا در کعبہ و بت خانہ مینالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

اس لیے میرا عقیدہ ہے کہ ان صفات کی مالک شخصیت فنا سے پاک ہے ان کی فنا کو فنا آ گئی ہے ان کی موت کو موت آ گئی ہے۔ میرے قبلہ او کاڑوی فانی نہیں ہو سکتے کیونکہ میرے شیخ السید عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی فرما رہے ہیں الذَّاکِرُ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ حَیٌّ اَبَدًا اور خدا کا اس سے زیادہ ذاکر اور کون ہو سکتا ہے جس کی زندگی کی راتیں عشاء سے رات گئے قال اللہ و قال الرسول کہتے گزر گئیں۔ ؎

ہے حقیقت بیں نظر میں موت بھی اک زندگی
جو فنا فی اللہ ہوا اس کی فنا ممکن نہیں !

Marfat.com

جناب عاشق حسین اوکاڑا

حمد بے حد مر خدائے پاک را | آنکہ ایماں داد مُشت خاک را
بعد ازیں گویم نعتِ مصطفےٰ | آنکہ عالم یافت از نورش صفا

خطیب پاکستان حضرت قبلہ مولانا حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کے متعلق میرے جیسے کم علم و کم فہم شخص کا کچھ کہنا ایسے ہی ہے، جیسے ذرہ آفتاب کی بات کرے بہر حال ذکر الصالحین عبادۃ اللہ کے نیک بندوں کا ذکر سعادت اور کار ثواب ہے۔ اسی کے پیش نظر چند سطور رقم ہیں۔

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کے ساتھ میرے تعلقات ۱۹۵۳ء میں قائم ہوئے۔ آپ اس وقت خطیب و ادیب اور تاجر ہونے کے ساتھ اوکاڑا کے ایک ہائی سکول میں ٹیچر تھے اور میں ایک دفتر میں کلرک تھا۔ ہماری رہائش ایک ہی محلہ بلکہ ایک ہی گلی میں تھی۔ ہر شام ان کے مکان پر نشست ہوا کرتی تھی۔ ہمارے ساتھ مولانا نصیر الدین صاحب چشتی فریدی بھی روزانہ تشریف رکھتے تھے۔ جو مولانا یار محمد صاحب چشتی فریدی بہاولپوری کے خلیفہ تھے۔ محترم حافظ محمد شفیع صاحب قبلہ تمام وقت نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم، ذکر اولیاء خصوصاً شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری اور کتب دینیہ میں صرف کرتے تھے۔

Marfat.com

آپ کے والد ماجد میاں کرم الٰہی صاحب مرحوم و مغفور بھی اکثر ہمارے پاس تشریف رکھتے تھے۔ آپ مجھ پر بچوں کی طرح شفقت فرمایا کرتے تھے۔ مجھے کئی بار حضرت کے ساتھ سفر کرنے کا موقع بھی ملا۔ بارہا ہم نے صبح سے شام اور پھر شام سے صبح تک اکٹھے وقت گزارا۔ میں نے ہر صورت آپ کو یاد الٰہی اور ذکر حبیب میں مشغول پایا۔ گویا یہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ آپ رات ایک یا دو بجے وعظ و نصیحت کی محفلوں اور جلسوں وغیرہ سے فارغ ہو کر گھر تشریف لاتے۔ اس وقت بجائے آرام کرنے کے تہجد کے نوافل ادا فرماتے۔ اس کے بعد مختلف کتب کا مطالعہ فرماتے یہاں تک کہ نماز فجر کا وقت ہو جاتا۔ نماز فجر ادا فرماتے اور اس کے بعد کچھ دیر کے لیے آرام فرماتے، پھر غسل کرتے، ناشتہ کرتے اس کے بعد یا کوئی کتاب لکھنے میں مصروف ہو جاتے یا پھر مطالعہ فرماتے۔ اسی دوران ملنے والے حضرات بھی آتے جاتے رہتے۔ شام تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔ وہ ہر وقت کتابوں اور لوگوں میں گھرے رہتے۔ ان سے ملنے اور ان کی تقریر سننے لوگ دور دور سے آتے۔

۱۹۵۲ء میں جب تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا تو آپ نے اس میں بھرپور حصہ لیا جو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ حکومت نے آپ کو (منٹگمری) ساہیوال جیل میں نظر بند کر دیا۔ یہ بڑا سخت امتحان تھا۔ اکثر لوگ جن میں بڑے بڑے مولوی حضرات شامل تھے۔ معافی مانگ کر جیل سے رہائی حاصل کر رہے تھے۔ لیکن آپ نے معافی مانگنے سے انکار کر دیا کیونکہ آپ کا کہنا تھا کہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ ناموس رسالت کا تحفظ میرا دینی و ایمانی فریضہ ہے۔ اسیری کے دوران آپ کے دو صاحبزادے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اس شدید سانحے کے باوجود آپ کے پائے ثبات میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپ نے اللہ کے حکم "اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ" پر عمل کیا اور "اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ" کا مقام حاصل کیا۔ آپ پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اتنی رحمت فرمائی کہ سارے ملک میں بلکہ بیرون ملک میں بھی آپ کا مقام بلند ہو گیا۔ آپ جب پہلی بار ۱۹۵۵ء میں کراچی

Marfat.com

تشریف لے گئے تو یہ ناچیز بھی ہمراہ تھا حضرت مولانا غلام علی صاحب دامت برکاتہم العالیہ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ مسجد آرام باغ کے قریب مقیم تھے۔ پہلے وعظ سے ہی مقبولیت کا وہ درجہ ملا کہ اہل کراچی دیوانے ہو گئے بلا ناغہ ہر رات کراچی میں کسی نہ کسی علاقہ میں آپ کا وعظ ہوتا تھا اور مجمع بہت ہوتا۔ تقریباً ایک ماہ گزارنے کے بعد واپس اوکاڑا آ گئے۔ کراچی والوں نے بڑے خلوص اور محبت کا ثبوت دیا۔ اس لئے بعد ازاں آپ ان کی دعوت کو قبول فرماتے اور دو تین تین ماہ کراچی میں گزارتے۔ اس کے بعد آپ نے اہل کراچی کے شدید اصرار پر اور غوث زمانہ حضرت کرماں والے کے ارشاد کے مطابق مستقل رہائش وہیں اختیار کر لی۔ اہل پنجاب کو بالعموم اور اہل اوکاڑا کو بالخصوص آپ کی جدائی کا بڑا صدمہ ہوا۔ یہاں تک کہ اہل منٹگمری ریل کی پٹڑی پر لیٹ گئے تھے کہ ہم نہیں جانے دیں گے۔ ایسے بہت سے مناظر جو دیکھنے میں آئے وہ یہی بتاتے تھے کہ حضرت صاحب لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے ہیں۔ لیکن یہ سوچ کر کہ کراچی پاکستان کا مرکز ہے وہاں تبلیغ کی زیادہ ضرورت ہے۔ ہم نے آپ کی جدائی کا غم برداشت کیا۔ کراچی میں آپ نے جس طرح دین اسلام کی بالعموم اور سنیت کی بالخصوص خدمت کی ہے وہ کسی بیان کی محتاج نہیں۔ آج ہر طرف جو سنیت کا چرچا ہے وہ حضرت صاحب ہی کی خدمات کا نتیجہ ہے۔ پچھلے دور میں ایسی اور اتنی مقبولیت کسی خطیب و عالم کے حصے میں نہیں آئی وہ بلاشبہ اہل سنت کے محسن اعظم تھے۔

آپ نے ۱۹۵۸ء میں حج بیت اللہ کا قصد فرمایا۔ مجھے کراچی سے خط لکھا کہ عاشق حسین حج کی تیاری کرو۔ مجھ پر حج فرض نہ تھا لیکن بچپن ہی سے دیار حبیب کی بڑی تمنا تھی اور یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس کی حاضری دوں گا اس کے بعد شادی کراؤں گا۔ والدہ صاحبہ نے شادی کا ذکر کیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کے پاس جو پیسے ہیں دے دیں۔ میں حج کے لیے درخواست دے رہا ہوں۔ شادی کے بارے میں پھر دیکھا جائے گا۔ وہ مان

Marfat.com

گئیں اور میں نے حج کے لیے درخواست بھیج دی۔ مولانا محمد شفیع صاحب قبلہ کے والد صاحب اور والدہ صاحبہ نے بھی حج کی درخواست دی تھی قرعہ اندازی میں ہم میں سے کسی کا نام نہ نکلا۔ آپ نے پھر مجھے کراچی سے خط لکھا کہ عاشق حسین فکر مت کرو۔ تم تیار ہو کر آجاؤ اور میرے والد صاحب اور والدہ صاحبہ کو ساتھ لیتے آؤ۔ چنانچہ ہم کراچی پہنچ گئے۔ آخری بحری جہاز میں کچھ نشستیں خالی تھیں۔ حج بکنگ آفس کراچی میں ان کی قرعہ اندازی ہوئی۔ ان نشستوں کے لیے بڑی بڑی سفارشیں بھی تھیں۔ اسکندر مرزا کا زمانہ تھا۔ قدرت اللہ شہاب صاحب جو ان کے معتمد تھے انہوں نے بھی حضرت کے کہنے پر سفارش کر دی۔ حج آفس والوں نے بھی تسلی دی۔ قرعہ اندازی میں لوگوں نے ہر نام کی بہت سی پرچیاں ڈال دیں۔ ہم سب بھی مجمع میں شامل تھے۔ نصف سے زائد افراد کا قرعہ نکل آیا تھا اب چند نام باقی تھے حضرت صاحب ہجوم سے نکل کر ایک طرف کو گئے اور بڑی رقت کے ساتھ رو پڑے۔ اپنے پیرو مرشد کو یاد کیا اور دعا کی۔ ادھر حضرت صاحب دعا کر رہے تھے ادھر اللہ کے کرم سے ہمارا نام پکارا گیا مگر چار کی بجائے تین افراد کا قرعہ نکلا۔ میں چونکہ اوکاڑا سے حج کے لیے تیار ہو کر گیا تھا اور یہی چاہتا تھا کہ حج کر کے ہی واپس اوکاڑا جاؤں۔ میری حالت ناگفتہ بہ تھی۔ حضرت صاحب قبلہ نے اس وقت مجھ پر یہ احسان کیا کہ اپنی جگہ مجھے اپنے والدین کے ساتھ بھیج دیا۔ اور فرمایا تم چلے جاؤ۔ میں اگلے سال چلا جاؤں گا۔ ان کی والدہ نے بھی اس ایثار اور وفا کیشی کو سراہتے سات حجوں کی دعا دی۔ اللہ کے فضل سے حافظ صاحب پھر پندرہ بیس برس مسلسل حرمین شریفین کی حاضری سے شرف یاب ہوتے رہے۔ یہی نہیں انہوں نے مدینے والے تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی کئی بار حاصل کیا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ دردوسوز ایثار اور صبر و رضا کے پیکر تھے۔ آپ کی طبیعت میں

Marfat.com

ظرافت، شگفتگی مگر شائستگی کے ساتھ اور حد درجہ خوش خلقی تھی۔ سادگی اور تواضع و انکساری اعلیٰ مرتبت کے بعد بھی آخر وقت تک رہی وہ بلاشبہ ولی کامل اور پیکر شریعت و سنت تھے۔ آپ پر مولانا رومؒ، ڈاکٹر اقبالؒ اور خواجہ غلام فریدؒ کا رنگ نمایاں تھا۔ یہ نامور فرزند اسلام، عاشق خیر الانام، سرمایۂ ملت، محسن اہلسنت مجدد دین وملت تمام زندگی دین اسلام کی خدمت کرنے کے بعد "کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْت" کے تحت ۲۴/اپریل ۱۹۸۴ء کو ہمیشہ کے لیے ہم سے جدا ہو گئے۔ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن" اللہ تعالےٰ ان کے مرقد کو بقعہ نور بنائے اور تاقیام قیامت وہاں رحمتوں کا نزول رکھے۔ آمین۔

Marfat.com

الحاج صوفی محمد ریاض قادری ڈ ینوال

مجدد مسلک اہل سنت خطیب بے نظیر عالم شہیر ثناخوان و عاشق رسول مقبول مجاہد دین و ملت فخر اہلسنت پیر طریقت حضرت خطیب اعظم پاکستان الحاج الحافظ القاری مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان شخصیات میں ہوتا ہے جو زمانہ ساز ہوتی ہیں۔ ان کا وجود ملک و ملت کے لیے ہی نہیں بلکہ پورے عہد کے لیے باعث افتخار تھا اور آج ان کا نام ان کی یاد ان کی خدمات کے حوالے سے لاکھوں مسلمانوں کے لیے قرار جاں ہے۔ انہوں نے مسلک اہل سنت کے لیے جو عظیم الشان خدمات انجام دیں وہ انہی کا حصّہ تھیں اس لحاظ سے بلا شبہ وہ محسن اہلسنت ہیں۔ ان کے احسانات ناقابل فراموش ہیں۔ ملک بھر میں خصوصاً اور افریقہ تک بالعموم آج سنیت کا جو چرچا اور مرتبہ و مقام ہے یہ حضرت مولانا اوکاڑوی صاحب کا ہی فیضان ہے۔ وہ ہر مسلمان کے لیے محبوب و محترم تھے، ہیں اور ان شاء اللہ رہیں گے۔

میرے ان سے مراسم دیرینہ اور نہایت دوستانہ تھے۔ اکثر محافل میں جہاں کہیں اکٹھے ہوتے وہ نہایت شوق سے مجھ سے نعت شریف سنانے کی فرمائش کرتے۔ جب کبھی کراچی جاتا ان کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کرتا تو خصوصی

Marfat.com

الفاظ میں میری حوصلہ افزائی کرتے اور نعت شریف سنتے، تقاریر کی محفل میں ساتھ لے جاتے۔

اہل خانیوال انہیں کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ اس شہر میں ان کی تقاریر کے اجتماعات مثالی ہوتے۔ وہ یہاں کے علماء و عوام میں بہت مقبول تھے ہر کوئی ان کی عزت کرتا اور محبت رکھتا تھا۔

ان کے جانشین اور فرزند اکبر علامہ صاحبزادہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے مجھے اپنی یادداشتیں لکھنے کو کہا ہے۔ سب کچھ لکھنے بیٹھوں تو شاید پوری کتاب بن جائے اور پھر یہ احساس بھی ہے کہ میں کوئی ادیب نہیں تاہم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے تحت چند سطریں حاضر ہیں۔

حضرت خطیب پاکستان عالم و محقق اور مصنف تھے مگر ان کی خطابت ان کی وجہ شہرت تھی کیونکہ وہ اپنی طرز خطابت کے موجد اور امام تھے۔ نہایت دقیق مسائل عام افراد کے سامنے اس طرح بیان کرتے کہ جاہل شخص بھی سنتا تو بات دل نشیں ہو جاتی۔ آواز اور انداز کا یہ عالم تھا کہ ہزاروں کا مجمع گھنٹوں ان کو سنتا اور بار بار سنتا۔ تقریر میں قرآن و حدیث اور مفسرین و محدثین کی مستند کتابوں کے حوالوں سے دلائل کا انبار لگا دیتے۔ ہر موضوع میں چاشنی اور دلچسپی ان کا ذاتی کمال تھا۔ ہر موضوع پر سیر حاصل گفتگو کرتے اور مجمع کے ہر فرد پر ان کی گرفت اس قدر ہوتی کہ کوئی بھی تشنہ نہ اٹھتا۔ بات میں اتنا اثر ہوتا کہ سب قبول کرتے۔ ان کی طبیعت میں درویشی تھی۔ اولیائے کرام سے انہیں والہانہ عقیدت تھی۔ ان کا بیان عالمانہ، عارفانہ اور صوفیانہ ہوتا۔ استدلال و استنباط میں انہیں خاص مہارت تھی۔ ان کی تقاریر ان کے وسیع مطالعہ اور ان کی نسبت کاملہ کے فیضان سے اس قدر جامع اور عمدہ ہوتیں کہ دوسرے مقرر اور علماء بھی ان سے استفادہ کرتے اور آج تک کر رہے ہیں۔

اوائل عمر میں حجرہ شاہ مقیم علیہ الرحمۃ ایک جلسے میں تشریف لائے۔ پنجاب

Marfat.com

کے ایک خوش الحان مقرر بھی شریک جلسہ تھے۔ ان کا اصرار تھا کہ پہلی تقریر وہ کریں گے۔ حضرت خطیب پاکستان نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اجازت دی صاحب مزار کو سلام پیش فرمانے کے بعد آپ اسٹیج پر آگئے۔ دوسرے مشہور مقرر نے تقریر شروع کی مگر صرف دس منٹ تقریر کر سکے۔ اس کے بعد خطیب پاکستان کا خطاب شروع ہوا۔ آپ نے اس مقرر کی تعریف فرمائی یہ حوصلہ افزائی آپ کی عادت تھی۔ اس کا گلہ بھی کیا کہ انہوں نے صرف دس منٹ خطاب کیا۔ پھر آپ نے اپنے موضوع پر دو گھنٹے تک ایسی پُر تاثیر تقریر کی کہ اجتماع پہ وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ ان کے لیے مشہور تھا کہ جس اسٹیج پہ خطیب پاکستان موجود ہوں وہاں وہی مردِ میداں ہوتے ہیں اور اپنے بیان ذی شان سے ہر کسی کا دل جیت لیتے ہیں۔

عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کشتہ تھے اور ان کی ہر کاوش کا مقصد یہی تھا کہ یہی عشق رسولؐ ہر کسی کی زندگی ہو جائے۔ وہ خدمت دین اور درس عشق رسول کے سبب مشائخ عظام کے محبوب تھے۔ میں نے بچشم خود اس حقیقت کا جلوہ کیا ہے۔ ظاہری حیات رکھنے والے بزرگان دین کے علاوہ انہیں وصال فرمانے والے بزرگ بھی خصوصی توجہ اور فیض سے نوازتے تھے۔

اپنے بیان میں اصلاح عقائد کے ساتھ ساتھ اصلاح اخلاق و اعمال کے لیے نہایت موثر پیرائے میں لوگوں کو ترغیب و تحریص دلاتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مرکزی جامع مسجد خانیوال میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے عرس مبارک کے جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے۔ اجتماع کثیر تھا۔ ایک نوجوان نے ذوق و شوق اور ولولہ و جوش کے عالم میں نعرہ تکبیر و رسالت بلند کیا تو اس پر نگاہ فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا ذکر رسول پر خوش ہو کر نعرے لگاتے ہو تو رسول اللہ کو خوش کرنے کے لیے داڑھی بھی رکھو۔ ان کی سنت کے پابند بنو۔ ان کلمات نے اس پر ایسا اثر کیا کہ اس نوجوان نے داڑھی رکھ لی اور شریعت و

Marfat.com

سنت کی پیروی کو لازم کر لیا۔ یہی نہیں لاکھوں افراد ایسے ہیں جن کے عقائد و اعمال کی اصلاح آپ کے خطابات کے ذریعے ہوئی۔ آپ کی تصانیف نے کتنے اختلافات کے دروازے بند کیے اور یہ سلسلہ فیضان اب بھی جاری ہے اور انشاءاللہ جاری رہے گا۔

۱۹۶۸ء میں سفرِ پنجاب میں خانیوال آئے۔ میرے ہاں قیام تھا۔ یہ عادت کریمہ تھی کہ خانیوال یا گرد و نواح میں کسی پروگرام پر تشریف لاتے تو اس فقیر کے غریب خانہ پر ہی قیام فرماتے۔ طبیعت میں تکلّف ہرگز نہ تھا۔ ہمیں ان کی مہمانی کرنے میں کوئی دشواری نہ ہوتی۔ ان دنوں انہیں بواسیر کی شکایت ہو گئی تھی۔ سفر سے آئے تھے۔ پیاس تھی، میں نے عرض کی کہ لسی پیش کروں؟ تو فرمایا ضرور۔ لاؤ پھر خوب لسّی پی۔ لسّی نوش کرنے کے بعد بڑی محبت سے یہ واقعہ سنایا کہ ابھی خطابت کا آغاز ہی تھا کہ حضرت ثانی صاحب قبلہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک سفر میں گیا۔ گرمی کا موسم تھا۔ حضرت نے فرمایا حافظ محمد شفیع کو لسّی پلاؤ۔ لسّی پیش کی گئی تو برتن بھرا ہوا خود تھام لیا اور مجھے گلاس بھر دیا۔ گلاس تھا نصف سیر سے زیادہ کی اس میں گنجائش تھی۔ مجھے شدید پیاس تھی میں فوراً پی گیا۔ حضرت نے دوسرا گلاس دیا میں وہ بھی پی گیا۔ حضرت نے تیسرا گلاس دیا میں آہستہ آہستہ وہ بھی پی گیا۔ حضرت نے چوتھا گلاس بھر دیا تو بمشکل وہ بھی پی لیا۔ حضرت نے پانچواں گلاس بھر دیا اب گنجائش نہیں تھی۔ مگر دل گواہی دے رہا تھا کہ یہ مئے عرفاں ہے صرف لسّی نہیں اس لیے انکار نہیں کیا۔ پانچواں گلاس تھام لیا۔ قطرہ قطرہ کر کے وہ بھی کسی طرح پی ہی لیا۔ حالت یہ تھی کہ ناخنوں تک سیراب ہو چکا تھا۔ جب پانچواں گلاس ختم کیا تو حضرت ثانی صاحب قبلہ مسکرا رہے تھے۔ فرمایا بس، اتنا بہت ہے۔ حضرت مولانا یہ واقعہ سنا رہے تھے ان کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ چہرہ مثل گل خنداں تھا۔ یقیناً وہ منظر ان کے منظر تھا۔ فرمایا کہ اس رات پھر جب تقریر ہوئی تو حضرت ثانی صاحب قبلہ

Marfat.com

یہ الفاظ تھے۔ الحمدللہ ہمیں اب کسی اور کی ضرورت نہیں ہمارے لیے حافظ محمد شفیع کافی ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ اب حافظ محمد شفیع علامہ کاظمی صاحب کی طرح تقریر کر لیتا ہے۔ حالانکہ کہاں علامہ کاظمی صاحب قبلہ اور کہاں میں مگر یہ ان کی شفقت و عنایت تھی اور آج جس لائق ہوں یہ محض ان کی توجہ اور فیضان ہے۔ حضرت خطیب پاکستان قبلہ کو اپنے پیر و مرشد سے والہانہ محبت تھی اور ان کے پیر و مرشد کو اپنا یہ مرید بہت محبوب تھا۔ اپنے پیر خانے کے لیے جو منظوم کلام حضرت نے لکھا اس سے شیفتگی و وارفتگی کا اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت مولانا صاحب کی ذات میں بہت سی خوبیاں تھیں ان کا کماحقہ احاطہ کرنا میرے لیے بہت مشکل ہے۔ وہ مشائخ میں، علماء میں، طلبہ میں، خاص و عام میں، اپنوں بلکہ بیگانوں میں اپنی انفرادی خصوصیات کے سبب ممتاز و مقبول تھے۔ انہیں تمام سلاسل طریقت میں متعدد مشائخ سے اجازت و خلافت بھی حاصل تھی۔ وہ صاحب کرامات بھی تھے۔ اپنے وصال کی خبر بھی سال بھر پہلے ہی انہوں نے دے دی تھی۔ شرقپور شریف میں عرس حضرت شیر ربانی کے موقع پر، ملتان انوار العلوم کے سالانہ جلسے کے موقع پر اور باغبانپورہ لاہور جہاں ہر سال میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان جلسہ میاں سید محمد صاحب مرحوم کے فرزند کیا کرتے تھے اور حضرت خطیب پاکستان ایک مدت سے ہر سال وہاں خطاب فرمایا کرتے تھے۔ وہاں بھی آپ نے جلسے کے اختتام پر فرمایا آئندہ سال ہم آپ کے جلسے میں نہیں آئیں گے۔ احباب نے پوچھا ہم سے کوئی کوتاہی ہوئی فرمایا نہیں بس آئندہ سال ہماری یہاں حاضری نہیں ہوگی۔ آپ کسی اور سے وعدہ لے لیں۔ کوئی نہیں جان سکا کہ یہ رخصت کی اطلاع ہے۔

مجلس شوریٰ میں شرعی قوانین کے مسودے تیار کرنے میں وہ ہمہ جاں

Marfat.com

ہو کر مصروف تھے۔ ملک میں نظام مصطفےٰ کے نفاذ اور مقام مصطفےٰ کے تحفظ کے لیے ان کی کوششیں بار آور ثابت ہو رہی تھیں۔ وہ سنیت کا عظیم سرمایہ تھے بلکہ سنیت کی جان تھے۔ ابھی ان کی بہت ضرورت تھی مگر ۲۴/ اپریل کی صبح اس الم ناک خبر کے ساتھ طلوع ہوئی کہ سپہر سنیت کا درخشاں آفتاب اہل محبت کا ماہتاب خطیب بے بدل ہمیشہ کے لیے ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ لوگ دھاڑیں مار کے روئے، آنکھیں ہی نہیں دل روئے۔ جہاں کہیں ان کی آمد کا اعلان ہوتا ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع ہوتے اب ان کا سفر آخر تھا۔ آسمان کراچی شاہد ہے ایسا جنازہ، ایسا ہجوم بھی ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ حضرت نے گلزار حبیب تعمیر کیا تھا وہ باغ حبیب خدا کے مہکتے ہوئے پھول تھے۔ گلزار حبیب ہی ان کی آخری آرام گاہ بنی۔

سوئم کی فاتحہ کے لیے خانیوال کی مرکزی جامع مسجد میں اس فقیر نے اہتمام کیا۔ قرآن خوانی ہوئی۔ کثیر اجتماع تھا۔ شہر بھر کے خطبا اور دیگر عمائدین شریک ہوئے۔ مولانا محمد اشفاق احمد، مولانا محمد ایوب الرحمٰن حامدی، مجاہد اہلسنت صوفی عبدالحق، سید قمر الدین شاہ، مولانا اللہ بخش چشتی، مولانا محمد اکرم مولانا عبدالحمید اور مولانا غلام فرید صاحبان اور دیگر علماء نمایاں تھے۔ سب نے اپنے اپنے طور پر خراج محبت پیش کیا۔ فقیر نے بھی نذرانہ عقیدت پیش کیا ایصال ثواب اور تقسیم تبرک کے بعد اسی رات خواب میں مرکزی جامع مسجد کے دروازے پہ ہی زیارت ہوئی۔ سفید لباس میں ملبوس نورانی چہرہ اس پہ سیاہ زلفیں عجیب بہار دے رہی تھیں۔ بہت خوش تھے اور نہایت ہشاش بشاش، میں رونے لگ گیا تو فرمایا روتے کیوں ہو میرے پاس بہت اطلاعات آئی تھیں اس لیے تم سے ملنے آیا ہوں۔

میرا ایمان ہے وہ ریاض جناں میں شاداں و فرحاں ہیں اور حبیب ولبیب جہاں کے دیدار پر انوار سے ہمہ وقت فیض یاب ہوتے ہیں اور یہاں ہر طرف

Marfat.com

ان کی صدائیں گونجتی ہیں۔ ان کی یاد ہوتی ہے۔ ان کا گلزار حبیب آباد ہے۔ ان کی محنتیں رنگ لا رہی ہیں۔ ان کا کوکب نورانی انہی کے طریق پر فروغ عشقِ رسول کا علم بلند کئے رواں دواں ہے۔ اللہ کرے کہ خطیب پاکستان کی یادگاریں اسی آب و تاب کے ساتھ تا قیامِ قیامت باقی رہیں۔

Marfat.com

جناب مولانا محمد اسلم نعیمی کراچی

کراچی جیسے مادرِ علمی شہر میں ہر فن کی باکمال شخصیتیں گزری ہیں۔ چنانچہ ماضی قریب میں خطابت کے میدان میں تین شخصیتیں قابلِ ذکر ہیں۔ علمائے دیوبند میں مولانا احتشام الحق تھانوی اور اہلِ تشیع میں علامہ رشید ترابی جبکہ اہلسنت میں آفتابِ خطابت بن کر چمکنے والی ہردلعزیز شہرہ آفاق شخصیت کا نام نامی اسم گرامی خطیبِ پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی علیہ الرحمۃ ہے۔ جو نہایت سنجیدہ بردبار خوش طبع، خوش خلق، خوش گلو، خوش گو منکسر المزاج سادہ فقیر طبیعت لیکن فنِ خطابت کے منفرد شہسوار تھے۔

یوں تو آپ کی ذات والا صفات بے شمار اوصاف جمیلہ کی حامل تھی لیکن راقم کے نزدیک ان کا بہترین عمل عشقِ رسول تھا۔ جس کا وہ اپنی تحریر و تقریر کے ذریعے تمام عمر درس دیتے رہے اور ثابت کرتے رہے کہ عشق رسول ہی مومن کی میراث ہے۔

شہبازِ خطابت :- آپ جب ہزاروں کے مجمع میں سحر انگیز خطاب شروع فرماتے تو حضارِ جلسہ دم بخود ساکت وصامت ہو جاتے تھے۔ مجمع ہمہ تن گوش ہو جاتا تھا۔ فضائل وخصائل وشمائل نبوی دلائل وبراہین کی روشنی میں بیان کرتے۔ یہ

Marfat.com

آپ ہی کا خاصہ تھا۔ آپ کے تحقیقی و تدقیقی دلائل اس قدر راسخ ہوتے کہ کسی کو رد کرنے کی جرأت و مجال نہ ہوتی تھی۔ تقریر مستند حوالہ جات کا مجموعہ ہوتی تھی اکثر علمائے کرام وہ حوالے اپنی بیاض میں نقل کر لیتے تھے۔ عربی عبارات صحت اعراب کے ساتھ پڑھتے۔ کبھی کبھی خوش طبعی بھی فرماتے۔ ان کی علمی تقاریر علمی محافل میں سننے سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ جب احادیث نبویہ کا ترجمہ عارف رومی اور امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی اور علامہ اقبال اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی کی زبان میں فرماتے اور اپنی لحنِ داؤدی، سوز و گداز اور جذب کیف والی آواز میں فرماتے تو مجمع پر وجد و سرور طاری ہو جاتا تھا حاضرین مجلس اش اش کر اٹھتے تھے اور وہ خود بھی عشق و محبت میں مستغرق ہو جاتے تھے۔ بسا اوقات تو عالم محویت میں خود بھی روتے اور حاضرین کو بھی رلاتے تھے

اپنی کہاں مجال کہ ان تک پہنچ سکیں
ہم ذرہ ہائے خاک ہیں وہ آفتاب تھے

مجھے بارہا اندرون سندھ ان کی معیت میں جانے کا اتفاق ہوا۔ اہل دیہات جو اردو زبان بہت کم جانتے ہیں۔ لیکن ان کی تقریر دل پذیر اور پر تاثیر ان کے دلوں پر بھی اترتی چلی جاتی تھی۔ ہر موضوع کو اپنے محل میں ادا کرتے تھے۔ آپ میں عوام کو سمجھانے کا خدا داد ملکہ تھا۔ بلکہ پہلے عوام کے مزاج پہچانتے اور پھر انہی کے مزاج پر خطاب فرماتے تھے۔ میں اگرچہ یہ کہوں مبالغہ نہ ہوگا کہ وہ قوم کے بہترین نباض اور مزاج شناس تھے۔ اپنی دلعزیز خطابت سے عوام کے دل جیت لیا کرتے تھے۔

بارگاہ نبوی میں مقبولیت

نشتر پارک کراچی میں ۱۹۷۵ء، عرس اشرفی کے موقع پر فرمایا

میں مواجہہ شریف کے سامنے مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ عید کا پُر مسرت دن تھا۔ معاً دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ بارگاہ رسول سے عیدی مانگوں

Marfat.com

مانگیں گے مانگتے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

بس سنہری جالیوں کے آگے تصوّر باندھے کھڑے عرض کی میرے رؤف ورحیم آقا آج عید کا دن ہے۔ آج کے دن ماں باپ اپنی نکمی سے نکمی اولاد کو بھی عیدی دیتے ہیں اور مایوس نہیں کرتے۔ لہٰذا مجھ فقیر بے نوا کو بھی عیدی دیجئے۔ چنانچہ اسی رات ایک نورانی خواب دیکھا کہ پہلے ایک سنہری تختی ظاہر ہوئی اور پھر غیبی ہاتھ جس میں قلم تھا نمودار ہوا۔ اور اس قلم نے باقاعدہ اس تختی پر لکھنا شروع کر دیا۔ پہلے م۔ پھر ح۔ م د اس کے بعد ش۔ ف۔ ی۔ ع۔ یعنی محمد شفیع لکھا۔ لبعدہ میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے یہ خواب حضرت ضیاء الملت والدین شیخ المشائخ مولانا ضیاء الدین مدنی سے بیان کر دیا۔ آپ نے اس نورانی خواب کی تعبیر بیان کی کہ مولانا آپ کو تو عیدی مل گئی ہے مبارک ہو۔ تم خوش بخت ہو کہ رحمت اللعالمین آقا نے اپنے خصوصی دفتر میں آپ کا نام لکھ لیا ہے اور عیدی جیسی سوغات دی ہے۔ اسی موقع پر مدنی صاحب نے جملہ سلاسل کی اجازت وخلافت مرحمت فرمائی تھی۔

انتقال پُرملال

عجب اتفاق ہے کہ ۲۰ اپریل ۱۹۸۴ء کی صبح دہلی ریلوے اسٹیشن بھارت میں تھا کہ روزنامہ جنگ کراچی نظر سے گزرا جس میں خطیب پاکستان مرحوم کے آخری جلسے نشتر پارک کراچی کی تصویریں شائع ہوئیں تھی۔ دیارِ غیر میں اخبار کے ذریعے تصویریں اور مقبولیت عام کو دیکھ کر بے حد مسرور ہو رہا تھا۔ لیکن کیا معلوم کہ یہ ان کے جلسے میں خطاب کی آخری تصویریں تھیں۔

چنانچہ ۲ مئی ۱۹۸۴ء کی صبح ہندوستان کے شہر اٹاوہ اسلامیہ کالج کے بالمقابل اپنے والد ماجد قبلہ حاجی فضل حسین قریشی کے ہمراہ قبلہ او کاڑ

Marfat.com

صاحب کی ذات والی صفات میں رطب اللسان تھا۔ ہم کہہ رہے تھے کہ مولانا اوکاڑوی اہلسنت کے عالم بے بدل و بے مثال خطیب ہیں خطابت کے آفتاب ہیں بلکہ اس فن میں آپ کا کوئی ہمسر نہیں! اچانک ایک گھنٹہ بعد کراچی سے دستی خط موصول ہوا۔ حامل رقعہ اٹاوہ کے باشندے تھے۔ مجھے خط دیتے ہوئے فرمایا کہ نعیمی صاحب آپ کے کوئی مولانا اوکاڑوی کراچی میں تھے۔ ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ کراچی میں سیاحی کے لیے آنے والے اجنبی شخص کی زبانی سن کر تعجب سے کہا۔ کیا تم مولانا اوکاڑوی کو جانتے ہو کہا نہیں البتہ ان کے سفر آخرت میں شریک تھا اور ان کا جنازہ لاکھوں مسلمانوں کے درود و سلام کی گونج میں آخری منزل کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ جس سے میں نے جان لیا تھا کہ یہ بہت بڑے عالم دین کا سفر آخرت تھا۔

خبر انتقال سنتے ہی زمین پاؤں سے نکل گئی۔ غم فراق میں مبتلا ہو گئے آنکھیں غم ناک و اشکبار اور پرنم ہوگئیں۔ آہ! اہلسنت کے مایۂ ناز خطیب ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ برجستہ یہ الفاظ نکلے۔

وہ کیا گئے بہاریں چمن سے روٹھ گئیں
کیا بات ہے کہ سارا چمن سوگوار ہے

انہیں کی ذات سے قائم تھا رنگ و بو کا وقار
کیا قید زندگی کوئی چھوٹ رہا ہے آج

کچھ لوگ بچھڑ جائیں تو یاد یں نہیں جاتیں
دیواریں بھی گر جائیں تو سایہ نہیں جاتا

Marfat.com

جناب مولانا محمد صدیق کراچی

رہبر شریعت، بدر طریقت، امیر اہلسنت، خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو کتاب لکھی جا رہی اس کے لیے اپنی تمام یادداشت لکھوں تو تحریر کی طوالت شاید پوری کتاب کا متن بن جائے گی اور حق پھر بھی ادا نہیں ہو گا۔ حصول برکت کے لیے مختصراً کچھ لکھ رہا ہوں۔ کیونکہ لاکھوں برادران اہلسنت کی طرح میں بھی حضرت خطیب پاکستان کا ایک عقیدت مند مرید اور شاگرد ہوں۔ مجھے علم دین حاصل کرنے کا شوق بھی انہی کے سبب ہوا اور آج جس قابل ہوں محض ان کی توجہ اور شفقت کا نتیجہ ہے۔

استاد مکرم حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی ایک عظیم مجتہد بے نظیر اور ممتاز عالم دین، محقق، مصنف اور بے بدل خطیب و مبلغ تھے۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت میں نمایاں حصہ لیا اور گرفتار ہوئے مگر اسیری کی صعوبتیں آپ کے پائے استقلال میں لرزش و لغزش پیدا نہ کر سکیں۔ آپ نے ناموس رسالت کے تحفظ کو اپنا مشن بنا لیا تھا اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا مقصد حیات ہو گیا تھا۔ محبت و عشق رسول آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ آپ بلاشبہ فنا فی الرسول تھے۔ حضرت استاد مکرم نے سیکڑوں موضوعات پر تقاریر کے علاوہ تبلیغ دین کے اور بہت سے کام بھی کیے۔ دو درجن سے زائد علمی اور تحقیقی کتابیں تصنیف

Marfat.com

کیں۔ مساجد اور درس گاہیں قائم کیں۔ جماعت اہلسنت بنائی اور کتنے ہی ادارے بنائے۔ مسجد غوثیہ ٹرسٹ، گلزار حبیب ٹرسٹ بھی ان کی بہترین یادگاریں ہیں۔ ان کی تحریر و تقریر کی مقبولیت قابل رشک ہے۔ وہ خالق و مخلوق کی محبوب شخصیت تھے اور امت مسلمہ کے لیے قابل صد احترام بھی۔ آپ نے تحریک پاکستان میں بھی بھرپور حصہ لیا اور وطن عزیز بن جانے کے بعد اس کے تحفظ و استحکام کے لیے ہر میدان میں سرگرم عمل رہے۔ اس لحاظ سے آپ دین و ملت اور ملک و قوم کے عظیم محسن بھی ہیں۔

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں آپ نے جہاد کے موضوع اپنی تحریر و تقریر سے پوری قوم میں ایک ولولہ انگیز نئی روح پھونک دی۔ اگلے مورچوں پر جاکر مجاہدین میں تقریریں فرمائیں اور انہیں جذبۂ شہادت سے سرشار کیا۔ جہاد کے متاثرین میں آپ نے ہدیئے، تحائف اور عطیات بھی تقسیم کیے۔ سوشلزم کا شور ہوا تو عظمت اسلام کے لیے قومی اسمبلی کے لیے الیکشن میں حصہ لیا اور کامیاب ہوئے پھر مجلس شوریٰ کے رکن ہو کر نفاذ اسلام میں تعاون کیا۔ غرض یہ کہ آپ نے ہر طرح ملک و قوم اور اسلام کی خدمت کی اور کچھ اس طرح کہ حکومت و عوام سب معترف ہیں۔ اسی اعتراف میں صدر مملکت نے آپ کو ملک کا ایک قومی اعزاز بھی عطا کیا۔

میں ایک عرصے سے حضرت کی شہرت سن رہا تھا اور حضرت سے ملاقات کا اشتیاق بڑھتا جا رہا تھا مگر خود ملنے کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔ کینٹ اسٹیشن کی مسجد کے پیش امام جناب محمد حمزہ صاحب حضرت قبلہ کے ملاقاتیوں میں سے تھے۔ آرام باغ مسجد میں ایک جلسہ ہونا تھا۔ جناب حمزہ صاحب نے مجھ سے ذکر کیا کہ حضرت مولانا اوکاڑوی صاحب قبلہ کی تقریر ہے تم چلو گے میں فوراً تیار ہو گیا۔

رجب کی ستائیسویں شب تھی اور استاد مکرم تقریر فرما رہے تھے۔

Marfat.com

نورانی محفل تھی۔ بہت بڑا جلسہ تھا۔ میں نے جو سُنا تھا۔ اس سے کہیں زیادہ پایا۔ حضرت قبلہ کی آواز، لب و لہجہ اور انداز ایسا مسحور کُن تھا کہ مجھ پہ رقت طاری ہوگئی۔ حضرت نے پنجابی زبان کے چند اشعار پڑھے۔ وہ اشعار اپنی جگہ خوب تھے۔ مگر استاد مکرم نے جس طرح پڑھے وہ ترنم اور انداز آج بھی یاد آتا ہے تو روح و دل جھوم جاتے ہیں۔ مجمع بے خود ہوکر محو سماعت تھا اور حضرت گویا محبوب دو عالم کے جمالِ باکمال کے جلوؤں میں گم تھے۔ تقریر کے بعد حضرت صاحب قبلہ نے ذکر کروایا۔ مجمع پر ایسا وجد و کیف طاری ہوا کہ کسی کو اپنی خبر نہ رہی۔

ان تمام باتوں کا مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ میں آپ سے ملاقات کرنے کے لیے بے چین ہوگیا۔ معلومات حاصل کرتا ہوا کمبئی بازار، اچھی قبر کے قریب سلطان مینشن آپ کی قیام گاہ پہنچا۔ آپ سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ آپ نہایت شفقت و محبت سے ملے۔ آپ سے مل کر مجھے جو خوشی ہوئی وہ بیان کرنا مشکل ہے۔ پھر میرا آپ کے ساتھ جلسوں میں جانا معمول بن گیا۔

آپ کمبئی بازار سے نقل مکانی کرکے سوسائٹی تشریف لے آئے۔ سوسائٹی کے علاقے میں آپ نے تین بار قیام گاہ تبدیل کی۔ ۱۹۷۱ء سے آپ تادم آخر موجودہ مکان ہی آپ کی قیام گاہ رہا۔ میں گاہے گاہے حاضری دیتا رہا اور فیض یاب ہوتا رہا۔ اس دوران کے بے شمار واقعات ہیں۔ اگر ہر ایک کا ذکر کروں تو تحریر بہت طویل ہوجائے گی۔

آپ کے سفرِ حج پر تشریف لے جانے سے پہلے عثمان آباد میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں آپ کے سامنے مجھے پہلی مرتبہ نعت پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ تقریر ختم ہونے کے بعد راستے میں آپ نے مجھے فرمایا اسی طرح پڑھتے رہو آگے خود بخود سب آجائے گا۔ پڑھنا نہ چھوڑنا۔ میں نے ان کے اسی ارشاد مبارک کو اپنے ذہن میں محفوظ کرلیا۔ آج میں جو کچھ ہوں یہ سب ان

Marfat.com

کے اسی ارشاد مبارک کا صدقہ ہے۔

سفر حج سے واپس آنے کے بعد کراچی اور ملک بھر میں حسب سابق حضرت صاحب قبلہ کے بے شمار جلسے ہوتے رہے۔ آپ نے شب و روز دین کے لیے وقف کیے ہوئے تھے۔ آپ کی تقاریر سے خوابیدہ لوگ بیدار ہوئے۔ انہیں دین و مذہب سے آگہی کے ساتھ ساتھ محبت رسول سے سرشار کرنے والی حضرت قبلہ ہی کی ذات ہے۔ حضرت کی آواز صرف کراچی ہی نہیں پورے پاکستان اور پھر پوری دنیا میں ایسی گونجی کہ آپ کو خطیب پاکستان اور مبلغ اعظم اہلسنت کے خطاب سے یاد کیا جانے لگا۔ آپ کے چاہنے والے ہر سمت میں تھے۔ آج دینی مجالس اور اسلامی تہواروں کی تقریبات میں جو رنگ اور جوش و جذبہ پایا جاتا ہے۔ یہ استاد مکرم کی محنتوں کا نتیجہ ہے اور انہی کا فیضان ہے۔ جب حضرت صاحب خطاب فرماتے تھے اس وقت جلسہ گاہ پہ ایسا نور پھیلا ہوتا تھا کہ جسے الفاظوں میں بیان کرنا میرے لیے مشکل ہے۔ مجمع میں شامل کوئی فرد تشنہ نہیں جاتا تھا۔ ایسا ہی ایک واقعہ لالوکھیت (لیاقت آباد) میں پیش آیا۔

استاد مکرمؒ نور کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے۔ دو روزہ جلسہ تھا۔ جلسہ کا پہلا دن تھا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ہر طرف نور ہی نور ہے نورانیت اور روحانیت کی ایسی بارش ہو رہی تھی کہ ایک عجیب سماں تھا اس بات کی تصدیق استاد مکرم نے دوسرے دن خود اپنی زبان مبارک سے فرما دی۔ آپ نے مجمع عام سے فرمایا کل رات جو نور کی بارش اور روحانی سماں تھا وہ رات ہی تھا اور نور والے آقائے نامدار مدنی تاجدار کا خصوصی کرم تھا۔ استاد مکرم کا بیان سن کر ہر کوئی بہت خوش ہوتا۔ میں لوگوں سے کہا کرتا تھا کہ اگر آپ اپنی تمام دولت بھی نچھاور کر دیں تو شاید کسی ایک جلسے کا بدل نہ ہو سکے۔ یہ وہ دولت ہے اور وہ نعمت ہے جو ہر کسی کو عطا نہیں ہوتی۔ میرے حضرت قبلہ کو یہ عظمت اور مرتبت ان کے بزرگوں کی دعا اور نظر کرم سے ملی تھی حضرت

Marfat.com

خود بھی ایسے فیضان اولیاء فرماتے۔ ان کی پیدائش سے قبل ہی ان کے مرشد کامل غوث زمانہ نے ان کے فضل و کمال کی بشارت دے دی تھی۔ ان کے والدین نے مبارک خواب دیکھے اور ان کے ہم عصر مشائخ عظام نے بھی حضرت کے محبوب و مقبول ہونے کا مژدہ بارہا سنایا۔ آپ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا بے پناہ کرم تھا۔ لفظ کرم کا ساتھ بھی خوب رہا۔ والد کا نام حضرت کرم الٰہی تھا۔ آپ کے ایک مرشد حضرت کرماں والے۔ اس طرح لفظ کرم بھی شامل زندگی رہا۔

آپ کی زبان مبارک سے جو بات نکلتی وہ پوری ہو جاتی۔ ایسے موقعوں پر آپ مسکرا کے فرماتے۔ اگر کوئی پیر ہوتا تو یہ اس کی کرامت بن جاتی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ گوکیار کے علاقے میں جلسے سے خطاب فرما رہے تھے کہ اچانک بادل آئے اور بارش شروع ہو گئی۔ لوگ منتشر ہونے لگے فوراً بارش تھم گئی۔ تھوڑی دیر بعد پھر بادل آئے اور پھر بارش ہونے لگی۔ آپ نے فرمایا یہ جو بادل آئے ہیں۔ اس کے بعد اور بادل نہیں آئیں گے اور نہ ہی بارش ہو گی۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے تھے کہ حقیقت میں پھر بارش نہیں ہوئی اور آپ دیر تک بیان فرماتے رہے اور لوگ سنتے رہے آپ کا وہ مقام تھا اور وہ شان تھی جسے مخالفین بھی مانتے ہیں اور آپ کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں۔

کچھ بدعقیدہ افراد ایک مقام پر آپ کی ٹیپ شدہ تقریر سن رہے تھے انہوں نے برملا کہا کہ اوکاڑوی صاحب کی تقریریں سن کر ان سے اختلاف مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ ایک بار ضرور ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔ یہ آپ کی خصوصیت تھی کہ ہر کسی کے سوال کا جواب ضرور دیتے اور کچھ اس طرح کہ ٹھوس دلائل سے اپنا موقف ثابت کرتے اور سائل کی ہر طرح تسلی کرتے۔ اپنے موضوع پر دلائل کے انبار لگا دیتے تھے۔ انحراف کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتے تھے۔ یہ آپ کا ہی کمال تھا۔ ایک ہی موضوع پہ آپ کی ہر تقریر منفرد اور جامع ہوتی۔

Marfat.com

نئے نکات، مسائل اور ایک ایک آیت کی کئی کئی تفسیریں بیان کرتے۔ نئے نئے دلائل دیتے۔ ہر قرآنی لفظ سے بے شمار مسائل ثابت کرتے کیونکہ آپ کا مطالعہ بھی بہت وسیع تھا اور آپ کو علم لدنی بھی حاصل تھا۔ ہر بار آپ کی تقریر میں علوم کی بھرمار دیکھی۔ خطابت میں آپ کا کمال مسلمہ تھا جس کا بیگانے بھی اعتراف کرتے آپ کا طرز خطابت کامیابی کی دلیل ٹھہرا چنانچہ سیکڑوں نے اسے اپنایا اور کامیاب ہوئے۔ محرم کی مجالس کی اصل کامیابی کا سہرا بھی آپ کے ہی سر ہے۔ شب عاشورہ میں ایسا اجتماع کہیں اور دیکھنے سننے میں نہیں آیا جیسا کہ آپ کے خطاب میں دیکھا سنا گیا۔ آپ کی اس مقبولیت اور عظمت کے سبب علماً آپ سے حسد بھی کرتے تھے مگر آپ اپنی دھن میں مگن پیارے رسول کی محبت سے سرشار شب و روز مشغول رہتے تھے۔

آپ کی طبیعت نہایت سادہ تھی۔ آپ کی عادات دل موہنے والی تھیں اور صورت دیوانہ کر دینے والی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے ہر خوبی سے نوازا تھا۔ آپ اپنے بڑوں چھوٹوں کا ہر طرح خیال رکھتے۔ میں جب کبھی آتا جو پوچھتا ہر طرح میری تسلی کرتے۔ مجھے مسائل سمجھاتے اور میری تشفی فرماتے۔ چھوٹے اور نئے علماً کی حوصلہ افزائی آپ کی عادت تھی مگر اصلاح اخلاق و اعمال پہ زور دیتے اور عالم باعمل بننے کی تلقین کرتے۔ حضرت استاد مکرم نہایت بے باک، حق گو اور مجاہد تھے۔ آپ کی ذات اللہ کی بہت بڑی نعمت تھی۔ ابھی تو انہیں جی بھر کے دیکھا اور سنا نہیں تھا، ابھی تو بہت سے ارمان پورے ہونے تھے مگر ۲۱ رجب ۱۴۰۷ھ کی صبح وہ درود و سلام پڑھتے ہوئے اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ کیونکہ یہاں ہر آنے والے کو لوٹ کر جانا ہے۔ وہ اپنی بہترین یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں قائم و دائم رکھے اور ہمیں ان کے نقش قدم پہ چلنے اور فلاح و کامیابی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

حضرت صاحبزادہ خیر محمد نقشبندی بھور شریف

خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رح سے میری ملاقات ۱۹۶۲ء میں کراچی میں ہوئی تھی جبکہ مولانا مرحوم "نور مسجد میں نماز جمعہ کا خطبہ دیا کرتے تھے۔ اس کے بعد میری ملاقات اکثر ہوتی رہتی تھی۔ جب کبھی آپ پنجاب کے دورے پر تشریف لے آتے تو مجھے مطلع فرماتے میں بھی حاضر ہوتا رہتا۔ عرس مبارک بھور شریف پر آپ ہر سال تشریف لاتے۔ دربار نقشبندیہ فتحیہ بھور شریف کے ساتھ آپ کا ایک خاص قلبی لگاؤ تھا۔ عرس مبارک کے موقع پر ہمیشہ دو تقاریریں ہوا کرتی تھیں خاص قسم کی کیفیت سامعین پر طاری ہوتی۔ آپ جب مولانا جلال الدین رومی" کا یہ شعر پڑھتے۔ "قال را بگذر مرد حال شو۔ تو بس مجمع پر حال کی کیفیت طاری ہوتی۔

میں نے حضرت" کو بڑے قریب سے دیکھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر بہت سی خوبیاں پیدا کی تھیں۔ آپ کی زندگی کس قدر مبارک تھی رات دن عشقِ مصطفےٰ ؐ کا درس دیا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے ذکر مصطفےٰ ؐ اب تو میری روحانی غذا بن چکا ہے۔ دن میں تین تین تقریریں فرمایا کرتے تھے

Marfat.com

کوئی تھکاوٹ محسوس نہیں کرتے تھے۔ ۱۹۸۳ء میں آپ جب مجلس شوریٰ کے اجلاس کے لیے اسلام آباد تشریف لاتے تھے تو میں حاضر ہوتا۔ دن بھر مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت۔ جب شام ہوتی تو کسی دن سیالکوٹ تقریر کرنے جا رہے ہیں۔ کسی دن گوجرانوالا، گجرات جا رہے ہیں۔ تقریر کے بعد تین چار بجے واپس اسلام آباد پہنچنا اور پھر دن کو اجلاس میں شرکت دو دو تین تین دن نہ سونا تو حضرت کا معمول تھا۔ یہ سب کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے گہرا رابطہ و تعلق کی وجہ سے تھا۔ تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں اور بارہا دفعہ خواب میں سرکار کے گیسوئے مبارک پر کنگھی کی ہے۔ حضرت نے اپنی زندگی میں عشق و محبت و عرفان کے منازل کے حصول کے لیے اس راہ میں بڑی صعوبتیں اور برداشتیں جھیلی ہیں۔ قاتلانہ حملے بھی ہوئے۔ کوئٹہ، بلوچستان کے ایک دیہات میں حضرت تقریر فرما رہے تھے کہ گستاخان رسول نے پتھر برسائے۔ تو آپ نے فرمایا آج سرکار کی اس سنت پر بھی عمل ہو گیا۔ کیونکہ سرکار دو عالم کو بھی تبلیغ دین کے دوران وادی طائف میں پتھروں سے زخمی کر دیا گیا تھا۔

حضرت کا جب انتقال ہو رہا تھا اس وقت مجھے یہ خواب آیا کہ ایک نوجوان کو میں دیکھتا ہوں جو پریشان کھڑا ہے میں پوچھتا ہوں عزیز کیوں پریشان کھڑے ہو۔ وہ کہتا ہے بہت بڑا سانحہ ہونے والا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک گاڑی آتی ہے جس پہ لکھا ہوا ہے علم علم اور کہا جا رہا ہے علم جا رہا ہے۔ علم جا رہا ہے۔ وہ گاڑی ایک مسجد کے قریب رکتی ہے وہ بلاشبہ علم کا ایک بحر بیکراں تھے اور لاکھوں ان سے فیض یاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور ان کا فیضان جاری و ساری رکھے اور ان کی یادگاروں کے ذریعے ان کا مشن ہر نئے دن ترقی کرتا رہے۔

Marfat.com

جناب شیخ محمود احمد راولپنڈی

یوں تو ہر دور میں علمائے کرام اس دنیا میں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور لوگوں کو نیکی و بھلائی کی تلقین کرتے رہے ہیں۔ یہ ان کی موجودگی کی ہی برکت ہے کہ شمع حق فروزاں ہے۔ جس دن یہ اولیائے کاملین اور علمائے ربانیین اس دنیا میں نہ رہے اس دن قیامت قائم ہو جائے گی۔ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو سلامت رکھے اور ان کی بدولت حق کا بول بالا فرمائے۔ آمین

پاکستان بھر میں بلکہ دنیا کے بیشتر ممالک میں خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ ایسی یگانۂ روزگار ہستی صدیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ حضرت ممدوح کی وجہ شہرت اعلائے کلمہ حق اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کی خطابت بے نظیر تھی میری معلومات کے مطابق کسی مذہبی خطیب کو اتنی مقبولیت اور شہرت حاصل نہیں ہوئی جو خطیب پاکستان کا امتیاز رہی۔ ان کی آواز اور انداز کا جادو چہار سمت لوگوں کے دلوں میں گھر کرتا رہا۔

حضرت مولانا محترم کاروان اہلسنت کے امیر اور عظیم قائد تھے۔ ملت اسلام کے لیے ان کی خدمات بے شمار ہیں اور ملک بھر میں اہلسنت وجماعت کو آج

Marfat.com

مرتبہ مقام حاصل ہے یہ خطیب پاکستان کی محنتوں کا ثمرہ ہے۔ وہ بہت بڑے عاشق رسول اور دین و ملت کے بہت بڑے محسن تھے۔ اس وطن عزیز کے لیے ان کی ذات بہت بڑا سرمایہ تھی۔ ان کی کمی ہمیشہ محسوس کی جاتی رہے گی۔ پاکستان میں ہر شخص ان کا مدح ہے ان کا والہ و شیدا ہے۔ وہ جب تک جیے اپنے نبی کے ترانے گاتے رہے آج خلق خدا ان کے ترانے گا رہی ہے۔

حضرت مولانا کی اہلیہ کا تعلق بستی تاج سرور الموسوم چشتیاں شریف سے ہے اور میری ننھیال بھی چشتیاں شریف سے متعلق ہے۔ حضرت علامہ مرحوم کا تعلق ہماری برادری سے ہی ہے اور پوری برادری اس نسبت و تعلق کو اپنا افتخار سمجھتی ہے

میرے نانا جان الحاج شیخ محمد حسین صاحب کو حضرت مولانا محترم سے خصوصی تعلق تھا۔ مولانا صاحب جب کبھی چشتیاں تشریف لاتے میرے نانا جان سے ضرور ملتے۔ اس طرح مجھے بھی ان کی زیارت کرنے اور دعائیں لینے کا موقع ملتا میرے والدین راولپنڈی مقیم ہو گئے اور چشتیاں کی نسبت مولانا صاحب راولپنڈی زیادہ آتے۔ حضرت مولانا محمد عارف اللہ شاہ میرٹھی، مولانا حسین الدین شاہ، مولانا صاحبزادہ فیض علی فیضی اور پیر صاحب دیول شریف وغیرہ انہیں اکثر مدعو کرتے۔ راولپنڈی میں مولانا صاحب کے جس جلسے کی اطلاع ملتی میں ضرور جاتا۔ اہلیان پنڈی بھی مولانا کے بہت عقیدت مند ہیں۔ اتنا اجتماع دوسرے علمائے کرام کے جلسوں میں نہ ہوتا۔ اجتماع میں آخری خطاب حضرت مولانا اوکاڑوی صاحب کا ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہوتی کہ لوگ آپ کی تقریر دل پذیر سننے کے لیے بیٹھے رہتے اگر آپ کو پہلے موقع دیا جاتا تو لوگ آپ کو سن کر چلے جاتے اور باقی علماء کو کوئی نہ سنتا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا صاحب کے استاد محترم مولانا غلام علی صاحب اوکاڑوی کا خطاب کا ہونا تھا۔ منتظمین نے استاد کا خطاب پہلے رکھا۔ یہ محض خطیب پاکستان کی خصوصیت اور انفرادی عظمت تھی جو یقیناً سب کے لیے قابل رشک تھی۔ حضرت خطیب پاکستان جب خطاب فرماتے تو لوگوں پر رقت طاری ہو جاتی اور آنکھیں

Marfat.com

اشک بار ہو جاتیں ۔ مولانا علم کا سمندر تھے انہیں ہر موضوع پر بے تکان گھنٹوں جامع اور مدلل بیان کی قدرت حاصل تھی اور بات دل نشین کرنے کا ملکہ بھی ۔

حضرت مولانا کی بیعت شرقپور شریف کے تاج دار حضرت ثانی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ سے تھی ۔ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ خطیب پاکستان کے پیرو مرشد بھی اپنے اس محبوب مرید بلکہ مراد پر فخر کرتے اور نہایت اشتیاق سے ان کا خطاب سنتے ۔ گزشتہ برس حضرت خطیب پاکستان اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے ۔ اللہ تعالےٰ ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے آمین ۔ ان کی رحلت عالم اسلام کا بہت بڑا سانحہ ہے دنیا بھر میں حضرت کے معتقدین کے لیے تو دنیا ہی اندھیر ہو گئی ہے ۔ قدرت کا قانون اٹل ہے اور ہر ذی نفس کے لیے موت کا ذائقہ لازمی ہے ۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس عظیم نقصان پر صبر جمیل عطا فرمائے اور ہماری عقیدت کا اصل تقاضا تو یہ ہے کہ ہم ان کا مبارک مشن جاری رکھیں اور ان کی سیرت و تعلیمات کو اپنا راہنما بنائیں ۔

یہ جدید ایجادات کی دنیا ہے ۔ آڈیو وڈیو کیسٹس کا رواج عام ہے ۔ حضرت کی سینکڑوں موضوعات پر مبنی تقاریر دستیاب ہیں لوگ آج بھی سنتے ہیں اور قلب و روح کی تسکین کا سامان کرتے ہیں ۔ ان کی آواز سن کر یہی احساس ہوتا ہے کہ حضرت اب بھی ہم میں موجود ہیں اور بلاشبہ وہ اپنی روحانیت کے ساتھ ہم میں موجود ہیں اور ان شاءاللہ رہیں گے ۔

Marfat.com

جناب بنّے میاں قادری کراچی

محترم و مکرم قبلہ و کعبہ سیّدی و مرشدی رہبر شریعت پیر طریقت مبلّغ اعظم
جدد مسلک اہلسنت خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی
ۃ اللہ علیہ و نور اللہ مرقدہٗ خطابت کا آفتاب تھے۔ خطیب پاکستان کا لفظ اُن
صادق تھا۔ ملک کا کون سا شہر یا کوچہ ایسا ہے۔ جہاں انہوں نے پیارے نبی
یغام حق نہ پہنچایا ہو۔ آپ آسمان خطابت کے رخشندہ آفتاب تھے خطیب پاکستان
مہ اوکاڑوی نے ساری زندگی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میں
ی۔ آپ فی الحقیقت سچے عاشق رسول تھے۔ آپ خلفائے راشدین صحابہ کرام سے
د عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ حضرت علامہ اوکاڑوی اللہ کے نیک برگزیدہ بندے
۔ آپ کے عاشقِ رسول ہونے آپ کی خلفائے راشدین صحابہ و اہل بیت رسول اور
ئے کرام سے سچی عقیدت و محبت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ۱۷ رجب شریف
۱۹ بروز جمعہ کے آخری خطاب سے خطیب پاکستان مولانا اوکاڑوی فرما رہے
و رجب شریف کا مبارک مہینہ ہے۔ اس مبارک مہینہ میں بڑے بڑے ولی اللہ
دگان دین کا وصال ہوا ہے اور اس کے ساتھ ہی حضرت نے فرمایا کہ اب
رجب شریف کا یہ مبارک مہینہ کس کو نصیب ہوتا ہے اور کون کون ولی

Marfat.com

اللہ اور بزرگان دین اس ماہ میں اس دُنیائے فانی سے رخصت ہوں گے۔ کسے
معلوم تھا کہ ان کا اشارہ کس کی طرف ہے۔ چنانچہ رجب شریف کے اسی مہینہ کی
۲۱ تاریخ کو نمازِ فجر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور
اہل سنت کے محسن اعظم حضرت قبلہ خطیب پاکستان مولانا اوکاڑوی کا وصال
ہو گیا۔ یہ بھی اللہ کے نزدیک برگزیدہ بندے اور اللہ والے ہونے کی دلیل ہے
اور اللہ والوں کی یہ ہی شان ہے کہ جو ان کی زبان حق ترجمان سے نکل گیا۔ وہی
ہو گیا۔ اللہ والوں کو اللہ کی عطا سے ہونے والے واقعات کی پہلے سے ہی
خبر ہو جاتی ہے۔ حضرت خطیب پاکستان اکثر جو فرماتے وہی ظہور میں آتا۔ یہ
اعلان بھی آپ کے ہماری آنکھوں سے پردہ کر جانے کی قبل از وقت سچی خبر تھی
ایسے بزرگانِ دین اللہ والوں کے لیے اللہ تعالٰی خود فرماتا ہے۔ جو میرا ہو جاتا ہے
میں پھر اس کا ہو جاتا ہوں اور جو میرا ذکر زمین پر کرتا ہے پھر میں اس کا ذکر
آسمانوں پر کرتا ہوں۔ یہی شان خطیب پاکستان حضرت اوکاڑوی صاحب قبلہ کی
تھی۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اللہ اور اللہ کے رسول کے لیے وقف کر دی
جس کی وجہ سے خطیب پاکستان کو اللہ تعالٰی نے بڑی عزت و عظمت بخشی جو
باقی رہے گی۔

علامہ اوکاڑوی کے مزار اقدس پر روزانہ ہزاروں آدمی حاضری دیتے
بے مراد آتے ہیں اور بامراد ہو کر جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالٰی کا کرم ہے اور
اکرم کی رحمت و عنایت ہے۔ خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی
کا وصال بھی بروز منگل کو ہوا اور حضرت علامہ اوکاڑوی کا وصال بھی بر
منگل کو ہوا۔ یہ حضرت کی خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
بے پناہ عقیدت و محبت کی علامت ہے۔ آپ حقیقت میں چاروں خلفائے را
سے بے حد عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے وصال
کا ہندسہ چار مرتبہ آیا ہے۔ کچھ اس طرح ہے کہ نئی صدی ہجری کا چوتھا سا

Marfat.com

اپریل کا چوتھا ہفتہ تھا ۔ عیسوی حساب سے اپریل سال کا چوتھا مہینہ ہے ۔ عیسوی سن ۱۹۸۴ تھا جس کا آخری ہندسہ بھی چار ہے ۔ اور ۱۹۸۴ کے جمع کا حاصل عدد بھی چار ہے ۔ یہ چاروں یاران نبی سے ان کی نسبتِ کاملہ کی میری عقیدت کے لحاظ سے ایک علامت ہے ۔ وہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۔ ؎

چار رسل فرشتے چار ، چار کتب ہیں دین چار
سلسلے دونوں چار چار ، لطف عجب ہے چار میں
آتش و باد و آب و خاک ، سب کا انہی سے ہے ثبات
چار کا سارا ماجرا ختم ہے چار یار میں

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے ۔ کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

حضرت قبلہ علامہ اوکاڑوی صاحب علیہ الرحمۃ ایک جید عالم دین تھے ۔ آپ کی شہرت پورے پاکستان میں کیا بیرونی ممالک میں بھی ہے ۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں خود حضرت صاحب قبلہ کے آستانہ عالیہ پر بیٹھا ہوا تھا ۔ تقریباً رات ۹ بجے کا وقت تھا ۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب کہ خطیب پاکستان ۱۹۸۰ء میں افریقی ممالک میں دین و مذہب کی تبلیغ کے تفصیلی دورے سے کچھ ہی دن قبل واپس وطن تشریف لائے تھے ۔ میرے علاوہ اور بھی احباب موجود تھے ۔ میں اللہ تعالےٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر عرض گزار ہوں کہ حضرت خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے جو ایمان افروز تقاریر حضورؐ کی شان اقدس میں کی تھیں جنوبی افریقہ میں تو وہاں کے کچھ لوگ آئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ میں وہاں موجود یہ منظر دیکھ رہا تھا ۔ افریقہ سے آئے ہوئے لوگوں نے حضرت کو اس سے پہلے افریقہ میں دیکھا بھی نہیں تھا ۔ افریقہ سے آئے ہوئے مہمانوں نے خطیب پاکستان کی صرف وہ کیسٹ سُنی جو حضورؐ کی شان مبارک میں آپ کی تقریر دل پذیر پر مشتمل تھی ۔ حضرت صاحب کی یہ کیسٹ سُن کر وہ بے ساختہ کہنے لگے یہ کسی عالم اور مولوی کی نہیں ، یہ یقیناً اللہ والے کی زبان ہے جس نے حضور اکرمؐ

Marfat.com

کی اس انداز میں شان بیان کی کہ ہم نے اس سے پہلے اپنی زندگی میں ایسے پیارے انداز میں ایسا بیان نہیں سنا۔ یہ تقریر کیا ہے یہ تو انمول موتی ہیں۔ ان میں عشق رسول کی ایسی چاشنی ہے، ایسی حلاوت ہے کہ سن کر دل مسرور ہوتا ہے اور روح پر کیف طاری ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سن رہے تھے اور ہماری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ ہم نے اسی وقت نیت کی کہ حضرت اس عاشق رسول کی زیارت کے لیے پاکستان کا سفر کریں گے چنانچہ ہم کامیاب ہوئے اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج اپنی آنکھوں سے ہم نے اللہ کے ولی کو دیکھا، رسول اللہ کے عاشق کو دیکھا۔ اور ہم دیکھ رہے تھے کہ حضرت خطیب پاکستان اپنا سر جھکائے ہوئے ان کی باتیں سن رہے تھے۔ پھر ہمارے پیارے مرشد و مربی قبلہ مولانا اوکاڑوی صاحب نے ان مہمانوں سے فرمایا: میں ہرگز کسی لائق نہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی برکت ہے، یہ سب انہی کا فیضان ہے، ان کی نسبت کی برکتیں رحمتیں ہیں اور انہی کا کرم ہے وہ جسے چاہتے ہیں جتنا چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔ افریقی مہمانوں کی وارفتگی کا منظر دیدنی تھا۔ حضرت قبلہ نے ان کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اتنی دور سے صرف ان سے ملنے کے لیے آئے ادھر وہ مہمان اپنی خوش بختی پہ ناز کر رہے تھے اور آپ کے اخلاق کریمانہ سے اور زیادہ شاد ہو رہے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ آپ کو دیکھنے کی تمنا خدا نے پوری کی یہ بھی اس کا کرم ہے۔ پھر انہوں نے حضرت کے ان دنوں ہونے والے جلسوں کا پوچھا کیونکہ ان کا ارادہ تھا وہ یہاں پاکستان میں جس قدر قیام کریں گے اس میں زیادہ وقت حضرت خطیب پاکستان کو سننے اور دیکھنے میں گزاریں گے۔ عارف باللہ مولانا رومؒ نے صحیح فرمایا ہے۔ ؎

پیر کامل صورت ظل الہ　　　یعنی دید پیر دید مصطفٰے

بلاشبہ خطیب پاکستان کی صورت و سیرت انوار مصطفوی سے روشن و منور تھی اور ان کی گفتار، ان کا کردار شریعت و سنت کا جیتا جاگتا نمونہ تھا۔ حضرت خطیب پاکستان قبلہ کی مسلک حق پر استقامت اور اخلاق و کردار کی عظمت کا یہ

Marfat.com

حال تھا کہ دشمن بھی آپ کے علوم و معارف اور بصیرت حسن سیرت و صورت اور شان خطابت کے معترف تھے۔ غیروں نے آپ کے موعظہ حسنہ کی بدولت بدعقیدگی سے توبہ کی اور جو غیروں کے سبب بھٹک گئے تھے راہ راست پر آگئے۔ یہ میرا چشم دید واقعہ ہے کہ مولانا غلام رسول چشتی جن کے عقائد مسلک اہلسنت وجماعت کے عین مطابق تھے اور وہ عالم و فاضل تھے۔ ان کے بقول کہ وہ بعض علماء کی متکبرانہ رعونت انانیت اور تعصب کا نشانہ بنے اور بعض دوسری وجوہات کے سبب شیعہ مذہب اختیار کر لیا لیکن خطیب پاکستان سے ایک گونہ قلبی عقیدت و محبت باقی رہی ان کی عالمانہ عظمت اور درویشانہ بصیرت کا دل سے قائل رہا کیونکہ انہیں اللہ تعالٰے نے جن خصوصیات سے نوازا تھا اور جو نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خطیب پاکستان کو حاصل تھی وہ بڑے بڑے علامہ و فہامہ اور مشائخ کو بھی میسر نہیں تھی۔ مولانا چشتی نے کہا کہ میں جب بھی حضرت خطیب پاکستان سے ملنے آیا حضرت نے شفقت ہی فرمائی حالاں کہ میں لوگوں کے بہکانے میں آکر کچھ عرصہ آپ کا شدید مخالف بھی رہا۔ اور حضرت خطیب پاکستان سے میرے مشاغل وحالات مخفی نہیں تھے اس کے باوجود میں جب کبھی ان کے سامنے جاتا وہ ایسی بصیرت افروز باتیں کرتے جن کا میرے دل پہ اثر ہوتا شیعہ ہو نیکے باوجود میں دل سے شیعائیت پر مطمئن نہیں تھا یہ یقیناً خطیب پاکستان کی نگاہ کرم کا فیض تھا۔ میں حضرت کے پاس حاضر ہوا. مختصر سی نشست میں ہی حضرت قبلہ نے اصلاح فرمادی اور میں نے شیعائیت سے توبہ کر کے حضرت کے ہاتھ پر سلسلہ قادریہ کی بیعت کر لی اور ایک بار پھر جان و تن سے سیدنا صدیق اکبرؓ، سیدنا فاروق اعظمؓ، سیدنا عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بالترتیب خلافت علی منہاج النبوۃ کا قائل اور مبلغ بن گیا۔ مولانا غلام رسول چشتی نے ان خیالات کا اظہار ۱۲ دسمبر ۱۹۸۰ء کو نماز جمعہ کے خطبہ سے قبل مسجد گلزار حبیبؐ میں ہزاروں نمازیوں کے سامنے کیا اور شان

Marfat.com

صحابہ بیان کی اور شیعائیت سے توبہ کے بعد دوبارہ مسلک حق اہل سنت وجماعت کا اختیار کرانے کو انہوں نے حضرت خطیب پاکستان کی کرامت قرار دیا۔ چنانچہ پھر مولانا چشتی نے حضرت خطیب پاکستان کی سرپرستی میں ان کی قائم کردہ انجمن محبان صحابہ و اہل بیت کے پلیٹ فارم سے مذہب اہل سنت کی تبلیغ و اشاعت میں حصہ لیا اور خدمات انجام دیں۔ بلاشبہ یہ میرے سیدی و مرشدی حضرت خطیب پاکستان کا فیضان تھا۔ ان کی زندگی کا ہر لمحہ دین کی سربلندی کے لیے وقف تھا۔ وہ سچے اور پکے مصلح قوم اور محسن ملت تھے۔ ان کو ایک ہی دھن تھی کہ ساری دنیا کے مسلمان کملی والے آقا کے سچے محب اور غلام بن جائیں۔ انہیں اس بات پر بہت تکلیف اور رنج ہوتا کہ کچھ لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور اہانت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ میرے حضرت کو کسی طور یہ گوارا نہیں تھا کہ کوئی رسول اللہ کی شان میں گستاخی کرے یا قرابت و نسبت رسول رکھنے والے اولیائے کرام کی شان کے خلاف کوئی ہلکا سا بھی جملہ کہے۔ وہ ایسے دریدہ دہن لوگوں کے لیے شمشیر براں تھے اور ہر طور ان کے اعتراضات کے ایسے جواب دیتے کہ کوئی گنجائش نہ چھوڑتے۔ وہ دعوت فکر دیتے کہ ایسی باتیں کرنے والے یہ کیوں نہیں سوچتے کہ انہیں خدا کے سامنے پیش ہونا ہے، اس وقت یہ لوگ کیا عذر پیش کریں گے؟ یہ بات مسلمہ ہے کہ حضرت خطیب پاکستان قبلہ علیہ الرحمۃ کے خطابات سے ہزاروں نہیں لاکھوں افراد کے عقائد و اعمال کی اصلاح ہوئی۔ خطیب پاکستان نے لوگوں کے دلوں کو عشق رسول کا مدینہ بنایا۔ محبت رسول کی وہ شمع روشن کی جس سے تمام تاریکیاں دور ہو گئیں۔

میرے حضرت قبلہ علم ظاہر اور علم باطن کا ایک بے پایاں سمندر تھے جو علمی نکات اور استدلال آپ کی تقاریر میں سنتے وہ بڑے بڑے علمائے کرام کے خطابات میں کبھی نہیں سنا اور پھر آپ کا انداز، لب و لہجہ اور آواز گویا سماعتوں پر جادو کرتی۔ میلوں پیدل جا کر راتوں کو جاگ کر لوگ آپ کے خطابات سنتے۔

Marfat.com

آپ بلاشک ولی اللہ تھے۔ جو دُعا کرتے وہ پوری ہو جاتی۔ ایک روز میں نے عرض کی، آپ دُعا فرمائیں اللہ تعالٰے ہمیں نیک بیٹا عطا فرمائے۔ حضرت نے دعا فرمائی اور مجھ سے کہا جاؤ اللہ کریم تمہیں نیک بیٹا دے گا۔ چنانچہ اللہ تعالٰے نے آپ کا فرمایا ہوا پورا کیا اور ہمارے ہاں فرزند کی ولادت ہوئی۔ مجھے ان کے مستجاب الدعوات اور ولی کامل ہونے کا پورا یقین ہے۔ آج بھی کوئی مشکل ہوتی ہے تو ان کے مزار اقدس پر جا کر فریادی ہوتا ہوں اور بفضلہ تعالٰے گوہر مراد پاتا ہوں۔

میرے حضرت سیدی و مرشدی قبلہ کی تو بڑی شان تھی۔ آپ کے جانشین اور فرزند جناب مولانا کوکب نورانی کو اللہ تعالٰے نے بہت سی خصوصیات سے نوازا ہے۔ یہ میرے حضرت کا خصوصی کرم و فیضان ہے کہ انہوں نے اس قوم کو ایک بہترین اور عظیم یادگار اپنے اس فرزند کی صورت میں عطا کی ہے۔ یوں کہا جائے تو درست ہوگا کہ انگشتری وہی ہے صرف نگینہ بدل گیا ہے۔ وہی آب و تاب وہی لب و لہجہ وہی آواز وہی صورت و سیرت۔ دعا یہی ہے کہ اللہ تعالٰے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے لیے، ملت کی رشد و ہدایت کے لیے انہیں بھی وہی عزت و شہرت اور مقبولیت عطا فرمائے۔ بلکہ اس سے زیادہ جو میرے حضرت کو حاصل تھی۔ یہ میرے حضرت کی نگاہ کرم کا ہی فیض ہے کہ حضرت صاحبزادہ کوکب نورانی کمال جرأت و شجاعت سے بے باکانہ مسلک حق کی تبلیغ و اشاعت میں کوشاں ہیں اور تھوڑے ہی عرصے میں انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ اپنے باکمال والد گرامی کے سچے اور صحیح جانشین ہیں۔ اللہ تعالٰے اس گھرانے کو شاد و باد رکھے اور اس میں صاحبان کمال پیدا ہوتے رہیں جو دین و ملت کی اسی طرح خدمت کرتے رہیں۔

میرے حضرت قبلہ کے باقی دونوں فرزند جناب محمد سبحانی اور حامد ربانی بھی اپنے ابا جان کے عظیم مشن میں اپنے بھائی کے معاون ہیں اور اپنے اندر منفرد خصوصیات رکھتے ہیں۔ اللہ تعالٰے انہیں بھی عروج و منزلت اور

Marfat.com

اوجِ مرتبت سے نوازے۔

میری عمر اس وقت تقریباً ۱۸ برس کی تھی جب میں نے پہلی مرتبہ حضرت خطیب پاکستان قبلہ کا نورانی بیان اپنے علاقے میں سنا۔ اس تقریر دل پذیر نے میری زندگی میں انقلاب برپا کر دیا اور پھر ایسا ہوا کہ جہاں کہیں بھی کراچی میں آپ کا بیان ہوتا اور میرے علم میں ہوتا میں ضرور جاتا۔ ہر بیان شانِ مصطفٰے سے مملو ہوتا اور قلب و روح کو ایسا سرور ملتا جو کسی اور خطیب کے بیان میں کبھی نہیں ملا۔ میں نے دیکھا کہ جو کوئی راہ گیر چند لمحے کو اجتماع دیکھ کر ٹھہرا پھر وہ حضرت کی پوری تقریر سن کر ہی وہاں سے گیا۔ آپ پر بلاشبہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی توجہ تھی اور آپ ان کی بارگاہ میں بہت محبوب تھے۔ آپ کی ہر ادا سنت مصطفٰے کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ آپ حق کے علمبردار تھے۔ حکام کے رُوبرو بھی حق بات کہنے میں آپ کو باک نہ تھا۔ مخالف بھی آپ کی استقامت علی الحق اور صداقت و راست گوئی کے قائل اور معترف ہیں۔ مجھے یہ بھی شوق رہا کہ مختلف اخبارات میں آپ سے متعلق جو کچھ شائع ہوتا میں تراشے محفوظ کرتا رہا۔ پندرہ برس پر مشتمل مدت میں متعدد اخباری تراشے میں نے جمع کیے جو یقیناً مولانا اوکاڑوی اکادمی کے ریکارڈ کے لیے اہم ثابت ہوں گے۔

آج حضرت خطیب پاکستان قبلہ اپنے جسمانی وجود کے ساتھ ہم میں موجود نہیں مگر ان کی روحانیت کا فیض آج بھی جاری ہے۔ ان کے مزار اقدس سے آج بھی مجھ جیسے ہزاروں کو فیض مل رہا ہے۔ کتنے ہی خواب میں نے دیکھے جن کو قلم بند کروں تو طویل مضمون ہو جائے۔ ان خوابوں میں حضرت سیدی مرشدی کی عظمت کا احوال بھی ظاہر ہوتا ہے اور ہمیں دینی و دنیوی رہنمائی بھی ملتی ہے۔

Marfat.com

جناب راؤ محمد اقبال خاں

عاشقِ رسول خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی قدس سرہ سال میں اکثر مرتبہ پنجاب کا دورہ فرماتے یا شرق پور شریف عرس میں شرکت کرتے تو اوکاڑہ میں ان کی لازمی ایک یا دو تقریریں ہوا کرتی تھیں اور میں ان کی تقریر بالکل قریب سے سنا کرتا تھا۔ تاریخ میں آج تک ایسا بے شمار خوبیوں کا حامل خطیب نہیں گزرا ہے۔ان کی تقریر میں مشائخ، علماء، طلباء، عوام اپنے بیگانے دور دراز جگہ سے سفر کر کے حاضر ہوتے اور ان کا بیان سنتے اور فیوض و برکات حاصل کرتے تھے۔

میرے دیکھنے میں یہ بات آئی اور مجھے تجربہ حاصل ہوا کہ اکثر مولوی صاحبان، خطیب صاحبان نماز نہیں پڑھتے اور نعت خواں حضرات بھی ایسا ہی کرتے ہیں الّا ما شاء اللہ۔ مگر

حضرت خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نماز کا بہت ہی زیادہ اہتمام فرماتے اور پابندی سے ادا کرتے۔

ایک دفعہ جامع مسجد اے لائن ستلج کاٹن ملز میں عید میلاد النبی کا جلسہ تھا اور خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر تھی جو انہوں نے ''برہان'' پر

Marfat.com

فرمائی۔ رات کے دو بجے جلسہ سے فارغ ہو کر دارالعلوم کے کتب خانہ میں تشریف لے آئے اور میں ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ گرمی کا موسم، سفر کی تھکاوٹ لیکن حضرت خطیب پاکستانؒ صبح کی اذان تک جاگتے رہے۔ مسائل پر گفتگو ہوتی رہی آپ مطالعہ فرماتے رہے انہوں نے صبح کی نماز باجماعت پڑھ کر آرام فرمایا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

۲۹ مارچ ۱۹۸۴ء بروز جمعرات جامع مسجد وزیر خاں لاہور میں سیرت ابوبکر صدیقؓ کے عنوان پر جلسہ تھا۔ اوکاڑہ سے صوفی محمد لطیف بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ مشائخ علماء۔ طلباء اور عوام کا جم غفیر تھا۔ اتنے میں خطیب پاکستانؒ تشریف لائے۔ انہوں نے مجھے پہچان لیا۔ مصافحہ کیا بغل گیر ہو کر ملے اور بہت ہی خلوص سے میرے ساتھ کافی دیر تک گفتگو کی۔ اس روز ان کی طبیعت بہت ہی علیل تھی۔ اسٹیج پر علماء نے تقاریر کیں صوفی محمد لطیف صاحب نے منقبت پڑھی۔ بھائی ارتضیٰ نے بھی تقریر کی۔ اس کے بعد خطیب پاکستان نے ڈھائی گھنٹے تقریر فرمائی۔ یہ میری اور ان کی آخری ملاقات تھی۔ جب میں لاہور سے کوہاٹ پہنچا تو ایک روز ریڈیو ٹی وی پر آپ کی رحلت کا اعلان سنا دل کو بہت صدمہ ہوا۔

عالم دین کی موت جہان کی موت ہے۔ خدا تعالیٰ مرحوم و مغفور کو جنت میں بلند ترین مقام عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

رانا محمّد عالم سیالکوٹ

خطیبِ پاکستان کے رفیقِ خاص

نحمدہ ونصلی ونسلّم علیٰ رسولہ الکریم۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

امّابعد۔ سب تعریف اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کے لائق ہے جس نے اپنے پیارے حبیب نبی کریم محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو کُل کائنات کے لیے رہبر و رہنما بنایا جن کے طفیل تمام انبیاء کرام، اولیائے کرام کو اس دنیا میں ہدایت دہندہ اور مشعل راہ بنایا۔ اولیاء اللہ میں جو فیض تا قیامت جاری و ساری رہے گا یہ درحقیقت فیضانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم ہی ہے۔ جن کی نگاہِ کرم سے علم کے یہ ستارے ہمیشہ اور ہر دَور میں جگمگاتے رہے اور نورِ ہدایت سے اندھیری راہوں اور بھٹکتی ہوئی انسانیت کو منوّر کرتے رہے۔ امیر اہلسنّت رہبرِ شریعت بادرِ طریقت مقبول بارگاہِ مصطفےٰ محبوب اولیاء حضرت علّامہ خطیبِ پاکستان مولانا محمّد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ بھی تسبیح مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم میں پروئے ہوئے لعل ہائے بدخشاں میں سے ایک لعل بے بدل اور گوہر نایاب تھے۔ گو آج ہماری بصارت انہیں دیکھنے سے قاصر ہے مگر ان کی حق گوئی اور بے باکی کا فیض چار دانگ عالم میں ہر سو ہو رہا ہے اور ان کی جلوہ گری ہر اُس

Marfat.com

قلب میں نظر آتی اور محسوس ہوتی ہے جس میں نورِ ایمان اور عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ روشن ہے۔ ان کے دیوانے آج بھی ان کے لیے مضطرب ہیں اور ان کو خراجِ تحسین پیش کر رہے ہیں۔ ان کے خادموں میں مجھ ناچیز احقر (محمد عالم) کو یہ سعادت ملی کہ عرصہ سترہ سال تک سفر و حضر میں اکثر و بیشتر معیت و رفاقت نصیب رہی۔ صاحبزادہ محترم کوکب نورانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ جو مسند حضرت خطیب پاکستان پر رونق افروز ہیں احقر کو یہ حکم ارشاد فرمایا کہ چونکہ حضرت والد صاحبؒ کی حیاتِ طیبہ پر مبنی ایک جامع اور ضخیم کتاب دوسرے سالانہ عرس شریف پر طبع ہو رہی ہے لہٰذا آپ بھی اُن چند لمحات کی کچھ رُوداد پیش کریں جن کا تعلق حضرت مولانا صاحبؒ کی محبت اور رفاقت سے ہے۔ میں چونکہ کوئی علامہ فہامہ نہیں ہوں ہاں البتہ اتنا ضرور ہے کہ بزرگوں کی قدم بوسی کے طفیل میرے قلب و ذہن میں جو جو اہم واقعات نقشبند اور محفوظ رہ سکے ان کی ترجمانی کے لیے میں نے اپنے مخدوم و محترم دوست جناب عزیز احمد صاحب چشتی گولڑوی (جہلمی) کو یہ سعادت حاصل کرنے کی پیش کش کی جسے انہوں نے بخوشی خندہ پیشانی سے قبول فرما کر ذکرِ ہذا کے تحریر کرنے میں مدد فرمائی اور اپنی فہم میں حتی المقدور یہی کوشش کی گئی کہ سونے کے تاروں میں گوہر نایاب پروئے جائیں۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ اپنے پیارے حبیب حضور محمد مصطفےٰ ؐ کے صدقے میں ہماری یہ سعی منظور و مقبول فرمائے اور ہمارے لیے باعثِ نجات بنائے۔ آمین۔ ثم آمین

اپنے تعارف کے سلسلہ میں عرض ہے کہ بندہ کا آبائی شہر سیالکوٹ ہے برائے ملازمت کراچی آمد کے کچھ عرصہ بعد ۱۹۶۰ء میں مجھے قبلۂ عالم خطیب پاکستان علیہ الرحمہ سے ملاقات کی سعادت یوں نصیب ہوئی کہ میرے ایک دوست محمد بشیر حال ملازم کے۔ ڈی۔ اے سے جو باشرع اور حضرت علامہ صاحبؒ کے شیدائی اور مداح ہیں ذکر ہوا کہ مجھے کراچی میں کسی ایسی مسجد کا بتائیں جہاں خصوصًا

Marfat.com

نمازِ جمعہ ادا کرنے میں روحانی کیف اور سرور حاصل ہو جس کا میں نے دیگر مساجد میں فقدان پایا اور میری روحانی تشنگی کو سکون اور طمانیت قلبی سے اس وقتِ مبارک تک ایک گونہ محرومی کا سامنا رہا جب تک کہ میرے دوست مجھے نور مسجد (نزد جوبلی سینما) خود ساتھ لے کر نہ آئے۔ حضرت علامہ صاحبؒ کے پُرسوز اور شیریں بیان کی سماعت کا جب مجھے شرف حاصل ہوا تو میری کیفیت ماہیٔ بے آب کی طرح ہونے لگی۔ زبان خوش الحاں سے جو پھول جھڑتے میں حتی المقدور اپنے دامن میں سمیٹنے کی سعی کرنے لگا اور یوں یہ سلسلۂ تعلق خاطر کی ابتدا میں داخل ہوا۔

اختتام نماز کے بعد شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ دست بوسی کی اُن کے نورانی چہرے میں روحانیت اور عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی نمایاں جھلک صاف طور پر ملاحظ کی جا سکتی تھی۔ جس میں ایک قدرتی کشش حسن و جمال اور ناقابل تسخیر رعب و جلال تھا۔ دل گواہی دے رہا تھا کہ یہ کوئی عام شخصیت نہیں بلکہ دلوں پر اگر حکمرانی کرنے والے دنیا میں کچھ پُراسرار لوگ ہیں تو وہ یہی ہیں۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "علم لدنی" میں کیا خوب حدیث شریف نقل فرمائی ہے جو عین انہی امور مخفیہ کی صحیح ترجمانی کرتی ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر انسان کے دل میں دو آنکھیں ہوتی ہیں جن سے وہ غیب کا ادراک کرتا ہے۔ "اللہ تعالےٰ بندے سے جب بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ دل کی آنکھیں کھول دیتا ہے تاکہ وہ ان امور کو جان لے جن کو وہ نہیں جانتا تھا۔ حضرت خطیب پاکستان کو قدرت نے جو چشم بصیرت عطا فرمائی تھی یہ اُن کا فیضان تھا کہ ایک ہی نگاہ میں میں ان کا شیدائی ہو گیا تھا۔ میں اُس زمانہ میں پی آئی ڈی سی میں خدمات سرانجام دے رہا تھا اور تا حال اُس کے ایک ذیلی شعبہ پاک ایران ٹیکسٹائل لمیٹڈ سے منسلک ہوں جو کوئٹہ سے متعلق ہے۔ پہلی ملاقات کے بعد کیفیت یہ ہو گئی تھی

Marfat.com

کہ میں دنوں کی گنتی کیا کرتا تھا۔ ہر آنے والے جمعہ کا بے تابی سے منتظر رہتا کہ کب حضرت صاحبؒ سے ملاقات ہو۔ یوں ہی وقت گزر رہا تھا اور ابھی شناسائی محدود تھی اور حال یہ تھا کہ کراچی کے کسی بھی مقام پر اُن کے مواعظِ حسنہ کا جلسہ ہوتا تو سننے کے لیے میں وہاں ضرور جاتا۔

ایک رات جو میرے لیے خوش نصیبی کا پیغام لیے آئی۔ ناظم آباد بڑا میدان کے علاقے میں ایک مقام پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت وشان اور کمالات کے موضوع پر حضرت قبلہ نے مدلل بیان فرمایا کہ جس سے شمع رسالت کے پروانوں نے اپنے دلوں کو منور کیا۔ تقریر رات ایک بجے ختم ہوئی۔ دعا کے بعد سامعین نے اپنے اپنے گھروں کا رُخ کیا۔ میں نے بھی پیدل ہی اپنے گھر جیکب لائن کی راہ لی۔ ابھی تھوڑی دُور گیا ہی تھا کہ عقب سے ایک گاڑی میرے قریب آکر رُک گئی اور میرے کانوں میں یہ آواز آئی۔ " او لڑکے تم نے کہاں جانا ہے"۔ جب میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو اپنی قسمت پر حیران رہ گیا۔ علامہ اوکاڑوی صاحبؒ نے اس ناچیز کو آواز دی تھی۔ میں نے مودبانہ عرض کیا کہ حضرت میں نے جیکب لائن جانا ہے۔ ارشاد فرمایا پچھلی سیٹ پر بیٹھ جاؤ۔ بس التفات کی ابتدا ہو چکی تھی۔ گاڑی میں مجھ سے یوں گویا ہوئے کہ میں نے اکثر تمہیں اپنے جلسوں میں دیکھا ہے۔ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ فرمایا اتنی دُور سے آتے ہو قریب کے جلسے میں آجایا کرو۔ میں نے عرض کی آپ کے جمال باکمال کا نظارہ اور کلام گوہر بار روزانہ کا معمول ہو گیا ہے۔ اس کا ترک مشکل ہے۔ آپ نے بہت دعائیں دیں۔ حضرت صاحب نے مجھے میرے گھر کے قریب عثمانیہ مسجد خداداد کالونی میں پہنچایا اور پھر فرمایا بھئی اور آگے چھوڑ آئیں۔ میں نے مودبانہ عرض کیا کہ حضرت صاحب آگے گاڑی کیلئے راستہ نہیں ہے۔ میں نے دست بوسی کا شرف حاصل کیا اور شکریہ ادا کیا۔ آج گھر میں قدم رکھنے سے قبل میں اپنی قسمت پر نازاں تھا۔ اور ہونا

Marfat.com

کیوں نہ ۔ میرے دل کی کلی کھل گئی تھی اور میری دیرینہ تمنا بر آئی تھی ۔ میں نے گھر پہنچ کر اپنے ساتھیوں کو ساری کیفیت سنائی ۔ جس کا ان پر بھی حیرت انگیز اثر ہوا ۔ ان کے چہروں پر بھی عقیدت کے آثار نمایاں تھے وہ بھی اُن کے ازحد دلدادہ ہوگئے اور اکثر و بیشتر میرے ساتھیوں نے بھی میرے ساتھ ہی نماز جمعہ ایک ہی مسجد یعنی مسجد نور میں ادا کرنا شروع کردی ۔ حضرت صاحب نے جو شمع میرے دل میں روشن کی تھی اُس کی ضیاء سے دیگر پروانے بھی فیض یاب ہو رہے تھے ۔ ؎

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

میرے معمولات میں نماز جمعہ کی ادائیگی باقاعدگی سے مسجد نور ہی میں ہو رہی تھی ۔ تاج العلماء حضرت مولانا محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پُر ملال کے بعد حضرت خطیب پاکستان قبلہ نے دو برس اور چند ماہ آرام باغ کی مسجد میں نماز جمعہ پڑھائی ۔ ہر ہفتے میرا نماز جمعہ کا تسلسل وہاں بھی قائم رہا اور پھر محترم جناب ظہور احمد اور انتظامیہ نور مسجد کے شدید اصرار پر حضرت قبلۂ عالم دوبارہ مسجد نور میں ہی منبر رسول ﷺ پر رونق افروز ہوئے اور جمعہ پڑھاتے رہے ۔ مسجد نور اپنی عمارت کے لحاظ سے بہت کشادہ تھی مگر اہل کراچی سے مخفی نہیں کہ نماز جمعہ کے دن ۳ منزلہ مسجد کی عمارت ، اطراف کی کشادہ سڑکیں اور بیرونی روڈ نمازیوں سے کھچا کھچ بھرا ہوتا ۔ بڑی بڑی عیدگاہوں میں نماز عید پر ایسا اجتماع نہیں ہوتا تھا یہ محض اعجاز تھا حضرت خطیب پاکستان کا ۔ ان سے پہلے اور ان کے بعد ایسا منظر کہیں دیکھنے سننے میں نہیں آیا ۔ میں نے اس قلیل عرصہ کے دوران یہ جانچ لیا کہ حضرت علامہ صاحبؒ دنیائے وہابیت و دیوبندیت و نجدیت اور بدعقیدگی کے خلاف ایک تلوار بے نیام تھے ۔ دلائل حقہ سے مسائل کو سمجھاتے ۔ ایک خاص اور جداگانہ انداز تھا کہ ہم مسلک علماء بھی رشک کرتے اور انداز کو اپنانے کی

Marfat.com

فکر کرتے تھے ۔ ان کے بیان میں بے باکی اور حق گوئی مُسلّم تھی ۔ گویا جان جائے مگر مسلک حق اہل سنّت پر آنچ نہ آئے ۔ صرف اسی موضوع پر اگر اظہارِ حقیقت و عقیدت کیا جائے تو دامان قرطاس طوالتِ موضوع کو برداشت نہ کر سکے اور حالت یہ ہو جائے ۔ وقت کی طنابیں کھنچ جائیں اور مضامین کا سلسلہ ختم نہ ہو ۔

جیکب لائن کو خیر باد کہنے کے بعد کورنگی K ایریا میں ہم نے رہائش اختیار کرلی ۔ نماز جمعہ اور شبانہ جلسوں میں حاضری اور ملاقات کی سعادت بدستور حاصل رہی ۔ ایک مواعظ حسنہ کے موقع پر ایک رات مجھے کورنگی سے شہر آنا ہوا ۔ اختتام وعظ پر وقت کافی گزر چکا تھا ۔ کورنگی جانے کے لیے کوئی ٹرانسپورٹ مہیّا نہ تھی حضرت صاحبؒ نے پھر مجھے اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھالیا ۔ گاڑی کا ڈرائیور بھی جس کا نام علی بہادر تھا حضرت صاحب کا عاشق تھا ۔ مجھے ڈرائیور صاحب سے متعارف کروایا ۔ حضرت صاحب نے گاڑی ہی میں یہ ارشاد فرمایا کہ بھئی آج رات ہمارے ہی گھر گزار لو ۔ صبح چلے جانا ۔ شاہراہ قائدین پر واقع پی ای سی ایچ ایس کے مکان میں وہ رات گزارنے کا شرف حاصل ہوا ۔ اس رات مجھے قبلۂ عالم کے ذاتی کتب خانے میں ذخیرہ علم و حکمت دیکھنے کا بھی موقع ملا ۔ حضرت کے شبانہ مشاغل کا بھی مشاہدہ ہوا اور مجھے یہ فیصلہ کرنے میں دیر نہیں لگی کہ حضرت نے فی الحقیقہ خود کو دین و مسلک کے لیے وقف کیا ہوا ہے ۔ چنانچہ دوران گفتگو کئی امور پر تبادلۂ خیال ہوا ۔ آپ نے ارشاد فرمایا محمّد عالم آج سے تم ہمارے چھوٹے بھائی ہو ۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کی شفقت و محبت ہے ورنہ خادم کس لائق ہے ۔ ازاں بعد جب بھی کورنگی یا لانڈھی کے ایریا میں تقریر کا پروگرام ہوتا اکثر خادم کے گھر رونق افروز ہوتے اور خدمت کا موقع دیتے جس سے مجھے روحانی سکون میسّر آتا ۔ میں نے گوہر مراد پالیا تھا جنکی ایک جھلک دیکھنے اور زبان حق ترجمان سننے کو لوگ میلوں پیدل چل کر آتے اور جن کے نام کا چہار سمت پھیل رہا تھا ۔ مجھے ان کی خدمت اور رفاقت حاصل تھی ۔ لہٰذا کوئی

Marfat.com

نہ تھی کہ میں اپنے نصیب پر شادمان نہ ہوتا ۔ قدرت مجھے ایک رنگ دکھا رہی تھی جو یہ تھا کہ حضرت علامہ صاحبؒ ہی کے بعض ہم عصر علمائے سو اُن سے مخالفت برائے مخالفت اور ضد اور محض ہٹ دھرمی کو آلۂ کار بنائے ہوئے تھے ۔ یہ سورج پوری تابانی کے ساتھ آسمان رشد و ہدایت پر چمک رہا تھا۔ مگر افسوس کہ اس رشد و ہدایت کے چمکتے سورج کی کرنوں سے ان ویران اور اندھیرے سینوں نے فیض نہ پایا، نحوست اور بدبختی جن کا مقدر بن چکی تھی ۔ کائنات کی وسیع و عریض بستیوں میں جو نور پھیل رہا تھا ۔ اور جن سینوں کو منور ہونے کا موقع فراہم ہو رہا تھا میں بغور مشاہدہ و مطالعہ کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہا تھا ۔ یہ وہ نکتے اور اسرار تھے جن کو مجھ پر عیاں کرنے کے لیے قدرت پتہ نہیں مجھ پر کیسے مہربان ہو گئی تھی ۔ میں قدر دان تھا اور یہ قدر شناسی قدرت نے مجھے عطا کی تھی ۔ قبلۂ عالم سے التفات کا حال یہ ہو گیا تھا کہ مجھے ذرا سا وقفہ بھی گوارا نہ تھا ۔ میں نے یہ سمجھ لیا تھا یا بالفاظِ دیگر قدرت نے مجھے اتنی فہم و فراست ضرور عطا کر دی تھی اور اس کا ذکر میں نعمتِ خداوندی سمجھ کر کیوں نہ کروں کہ حضرت علامہ صاحبؒ ایک بیش بہا خزانہ حکمت و معرفت اور علم کا بحرِ بے کراں تھے اور میں یہی تمنا رکھتا تھا کہ اس خزانہ سے زیادہ سے زیادہ فیض یاب ہو جاؤں ۔ حضرت صاحبؒ نے مجھے کیا کیا عنایت فرمایا اور میں نے کیا پایا یہ سب آنے والے اوراق میں بخوبی ملاحظہ کیا جا سکے گا ۔

حضرت صاحبؒ کی عقیدت و محبت میرے لیے ایسی ہو گئی تھی کہ اُن کے بغیر مجھے چین نہ پڑتا ۔ تقریباً ہر رات تقریر کا پروگرام ہوتا تھا ۔ ادھر اپنے جلسوں میں مجھے ساتھ لے جانا انہوں نے بھی شاید لازم کر لیا تھا ۔ ایسے ہی ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ عالم صاحب آؤ آج تمہیں سمندر کی بھی سیر کرائیں ۔ میں نے حسب معمول سر تسلیم خم کیا ۔ چنانچہ علاقہ کیماڑی کراچی کے دو جزیرے "بابا" اور "بھٹ" کے پروگرام میں جو تقاریر ہوئیں یہ خادم ساتھ موجود تھا ۔ جو

Marfat.com

حقائق سامنے آئے وہ یہ تھے کہ ان جزیروں کے عوام کثیر طور پر سنّی حنفی بریلوی مسلکِ اہل سنّت پر کاربند ہیں اور کسی بھی تخریبی اور خلاف مسلک بات پر آن واحد میں ایک جان اور ایک آواز کی صورت میں اُبھر کر سامنے آتے ہیں اسی جذبۂ ایثار کا ثمر اور اجر تھا کہ وہ باشندگانِ جزیرہ بابا اور بھٹ آزمائش کے موقع پر حضرت علامہ صاحبؒ کی تقریر کا پروگرام فوراً طے کرتے اور پایۂ تکمیل تک پہنچا دیتے۔ مجھے یہ سب کچھ انتہائی قریب سے ملاحظہ کرنے کا موقع ملتا رہا ان بستیوں میں کمالاتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کرانے میں جو صاحبان پیش پیش تھے اُن میں سے چند کے اسمائے گرامی مجھے یاد ہیں۔ حاجی باباحلوہ مرحوم قاسم ترکی، صالح محمدؐ، حاجی قاسم مرحوم وغیرہ۔

سندھ کی سرزمین پر میں پہلی مرتبہ جب حضرت صاحبؒ کے ساتھ ٹنڈو آدم گیا۔ ۱۹۷۰ء کے دوران کا واقعہ ہے۔ مولانا محمد شفیق نوری، حافظ محمد اشفاق چشتی اور سیّد حفیظ قادری کتب فروش بھی حضرت صاحب کے ہمراہ تھے۔ حکیم توڑے والے، حاجی عبدالرزاق نے حضرت کو مدعو کیا تھا۔ بہت بڑا جلسہ تھا۔ مسئلہ علم غیب پر جب خطیب پاکستان کی معرکۃ الآرا تقریر ہوئی تو عوام الناس کی آنکھیں کھل گئیں اور قرب وجوار کے لوگ جوق درجوق برائے ملاقات آنے لگے اس جلسہ میں دوران خطاب ایک خاص مہک محسوس کی گئی جس کا تمام سامعین نے اقرار کیا کہ دنیا کے عطریات سے یہ مہک قطعاً جداگانہ خوشبو کی حامل تھی۔ نعرۂ تکبیر و رسالت کی گونج میں حضرت صاحبؒ نے ارشاد فرمایا اے لوگو دیکھو اور محسوس کرو کہ جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جلسہ میں تشریف لے آئے ہیں۔ یہ انہی کی مہک ہے۔ جو وجہ تخلیق کائنات ہیں۔ وہ اپنے پروانوں کی محفل میں یونہی تشریف لایا کرتے ہیں۔ ؎

محفل پاک کی بات نہ پوچھو شاہ دنی خود آتے ہیں
جس پر نظر کرم ہو جائے اس کے دن پھر جاتے ہیں

Marfat.com

علم غیب پر علماء سو کی مخالفانہ روش اور نکتہ چینی کے پیشِ نظر جو یہ جلسہ منعقد کرایا گیا تھا اس کی مقبولیت کی زبردست وجہ یہی تھی کہ عوام النّاس کے اذہان کو مخالف علماء نے جو پراگندہ کرنے کی کوشش کی تھی وہ سب بے کار اور بے سود ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر لگاتار یہ سلسلۂ تقاریر بڑھتا گیا اور نہ صرف لوگوں کے ذہن صاف ہو گئے بلکہ وہ مسلکِ حق کے عقائد کو صحیح طور پر سمجھنے لگے اور عقائد باطلہ سے انہیں نفرت ہو گئی۔ یہ ان کے لیے مقام تہنیت تھا۔

جو حضرت صاحبؒ کے وہاں قدم مبارک کی برکت کے باعث ظہور پذیر ہوا جھڈو شہر میں بھی ایک تقریر کا وقت حضرت صاحبؒ سے لیا گیا۔ منتظمین جلسہ نے حیدرآباد سے حضرت صاحبؒ کو بذریعہ کار لے جانا تھا۔ اتفاق کہ بارش کی وجہ سے کوئی نہ آسکا۔ مگر آپ نے اپنے وعدے میں مصمم ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے از خود جھڈو تک سفر کیا اور کچھ ساتھی بھی ہمراہ تھے اور یہ جان کر مایوسی ہوئی کہ منتظمین جلسہ نے کوئی انتظام نہ کیا تھا جبکہ حضرت صاحبؒ کے تمام کپڑے بوجہ بارش بھیگ چکے تھے۔ مردِ مومن نے وعدے کی آن رکھی اور موسم کے تیور اور تغیر و تبدل کو ہرگز خاطر میں نہیں لائے۔ یہ شان اگر کسی ذہن میں نہ سما سکے تو میں یہ مشورہ دوں گا کہ وہ اپنے ایمان کی از سرِ نو فکر کرے اور کسی اہلِ حق کی چوکھٹ تک رسائی حاصل کرے۔ اے کاش! ان بیوقوفوں کے لیے اگر عقل بازار سے ملتی ہوتی تو میں عقل خرید کر ان سب کو بانٹ دیتا مگر ہائے افسوس کہ انہیں عقل و شعور کا پارا ہی نہیں ورنہ یہ لوگ خطیب پاکستان جیسے اہل اللہ کے خلاف زبان طعن اور قلم دراز نہ کرتے۔

سندھ کے دیگر مقامات جہاں جہاں حضرت صاحبؒ تشریف لے جاتے رہے اُن میں قابلِ ذکر میرپور خاص، حیدرآباد، بدین، ٹنڈو الہ یار، ٹنڈو جام، مورو، بھٹ شاہ ہالا، ماتلی، ٹھٹھہ، قاضی احمد، لولری شریف، پڈعیدن، کنڈیارو، ربیلو سجاول، جاتی، مروا، دادو۔ خیرپور ناتھن شاہ

Marfat.com

لاڑکانہ ، شہداد کوٹ، جیکب آباد، نواب شاہ ، گوٹھ پیارو ، سکھر ، گوٹکی وغیرہ شامل ہیں ۔ علیٰ ہذالقیاس کوئی شہر یا جگہ ایسی نہیں جہاں آپ کے قدم مبارک نہ پہنچے ہوں ۔ دربیلو سندھ کے ایک عظیم روحانی بزرگ پیر بھیٹل صاحب اکثر حضرت صاحب کو مختلف جگہوں میں مدعو فرماتے اور خاص دوستوں میں سے تھے ۔ بڑے ہی خدمت گزار اور خوش خلق تھے اور حضرت صاحبؒ ان کی باتوں سے خوب محظوظ ہوتے تھے۔ حیدرآباد میں کثرت سے جلسے ہوتے رہتے تھے اور منتظمین میں کئی باأثر شخصیتیں ہوتی تھیں ۔ بعض انجمنیں بھی اہتمام کرتی تھیں۔ جن میں انجمن غلامانِ مصطفےٰ ، شیدائیانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور میلاد کانفرنس قابلِ ذکر ہیں ۔ بعض کے دفتر پرانی مچھلی ہاٹ اور دیگر جگہوں مثلاً لطیف آباد میں قائم ہیں ۔ حافظ محمد حنیف ، حکیم محفوظ علی اور مولانا محمد شریف صاحب و دیگر احباب پیش پیش ہوتے ۔ حضرت صاحبؒ کا معمول تھا کہ رات کو بعد از تقریر واپسی کے لیے کوشاں رہتے وجہ یہ تھی کہ مجھے صبح دفتر حاضر ہونا ہوتا تھا لہٰذا میرا خیال فرماتے تھے ۔ اور باوجود تھکاوٹ کے رات کے سفر کو اپناتے تھے ۔ چنانچہ ایسی ایک رات کا واقعہ ہے کہ ہم چار ساتھی جن میں میرے علاوہ مولانا محمد شفیق نوری صاحب ، مولانا محمد اشفاق چشتی صاحب اور مولانا حفیظ قادری صاحب حیدرآباد سے کراچی آنے والی بس میں سوار تھے ۔ حیدرآباد سے بیس میل کے فاصلے پر اچانک ایک ٹرک سامنے سے بے قابو نظر آیا ۔ حضرت صاحب نے فوراً ڈرائیور کو خبردار کیا کہ ڈرائیور ہوش ہو جاؤ ۔ کیا سوئے ہوئے ہو ۔ خود حضرت کی زبان پر یا اللہ خیر ، یا اللہ خیر کی صدا جاری ہو گئی ۔ حضرت اور ہم اگلی نشستوں پر براجمان تھے ۔ باوجود ڈرائیور کے سنبھلنے کے ٹرک بس کی پچھلی سائیڈ سے جا ٹکرایا ۔ اس وقت دونوں گاڑیوں کی سپیڈ پچاس میل سے تجاوز تھی ۔ ٹرک کے چاروں ویل نکل گئے اور بس کا پچھلا حصہ بھی سخت متاثر ہوا اس کے باوجود لوڈ ٹرک پر بیٹھے ہوئے

Marfat.com

سب آدمی معجزانہ طور پر بچ گئے اور بس کے تمام مسافر بھی محفوظ رہے۔ سب نے کہا کہ اس حادثے میں بظاہر بچنا ناممکن تھا۔ یہ سب حضرت صاحبؒ کی دعا کا کرم ہے کہ کسی کو کوئی گزند نہیں پہنچی۔

اس قسم کے اور دیگر کئی واقعات جو دورانِ سفر پیش آئے۔ حضرت قبلۂ عالم کی زندہ کرامات ہیں جو انشاءاللہ پھر کسی موقع پر تفصیل سے تحریر کروں گا۔ بعد از فراغت نفاذ پر حضرت کا محبوب ترین شوق کتب اسلامیہ کا مطالعہ، ذکرو اذکار اور تصنیف و تالیف تھا۔ پچیس کتابیں جو آپؒ کے علمی شہ پارے ہیں۔ سب رات کی بیداری میں تحریر کی گئیں۔ نمازِ فجر کے بعد آپ آرام فرماتے اور گیارہ (۱۱) بجے اُٹھ جاتے۔ سہ پہر تک اور کبھی کبھی عشاء تک مسلسل اپنے کتب خانہ میں نشست گاہ میں تشریف فرماتے اور ملاقاتیوں کو شرفِ ملاقات بخشتے تھے۔ جن کی تعداد کا عالم یہ ہوتا تھا کہ دس آتے تھے اور دس جاتے تھے جو مختلف مسائل اور حاجات لے کر آتے تھے۔ حسبِ موسم تواضع فرماتے۔ کھانے کے وقت خود ساتھ تناول فرماتے لہٰذا کوئی بھی ملاقاتی یا سائل آزردہ خاطر واپس نہ لوٹتا۔ ہر ملاقاتی سے اندازِ گفتگو نہایت شیریں رہتا کہ ہر ایک یہی تصور کرتا کہ حضرت صاحبؒ جس شفقت اور محبت کا اظہار مجھ سے فرما رہے ہیں کسی دوسرے سے نہیں فرماتے۔

ایک اہم واقعہ جو یقیناً حضرت صاحبؒ کی خصوصیت اور فیضان مصطفوی کا کرشمہ ہے ہدیہ قارئین ہے۔

حیدرآباد ایک جلسے کے لیے ٹائم دے دیا گیا۔ تاریخ مقررہ کو اچانک آپ کی طبیعت از حد علیل ہو گئی۔ باوجودیکہ کئی ڈاکٹروں نے معائنہ کیا دوا دی مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ حیدرآباد سے بار بار ٹیلی فون آ رہے تھے۔ آپ ضرور تشریف لائیں کیونکہ عوام اہلسنّت بے قراری سے منتظر ہیں اور سارے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں لہٰذا گاڑی آپ کو لانے کے لیے روانہ کی جا رہی ہے

Marfat.com

حضرت صاحبؒ سے یہ بھی عرض کیا گیا کہ آپ صرف سٹیج پر رونق افروز ہو جائیں تقریر نہ فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے لیے گاڑی کا انتظام نہ کریں۔ میں اور عالم صاحب مہران ایکسپریس پر خود ہی چلے آئیں گے واپسی پر ہمیں بذریعہ کار کراچی پہنچا دینا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مذکورہ علالت کے دوران آپ کے فیملی ڈاکٹر صدیقی صاحب نے بھی دوا دی اور مجھے حضرت صاحب نے فرمایا کہ عالم صاحب فکر نہ کریں میں صحیح ہو جاؤں گا اور حیدر آباد بھی چلیں گے۔ لہٰذا آپ کے صاحبزادے جناب کوکب نورانی صاحب ہمیں اسٹیشن تک چھوڑ آئے اور حسبِ معمول حضرت صاحبؒ نے حیدر آباد روانگی کے لیے گاڑی کا سفر اختیار کیا۔ اور اس طرح احساسِ ذمہ داری کے تحت کار کے سفر کو بوجہ مصارفِ بے جا ترجیح نہ دی اور صرف یکطرفہ کار سے آمد پر اکتفا کیا۔ اِس طرح مخالفین کے بے جا اور لغو الزامات کی دھجیاں اُڑتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ جس میں وہ یہ کہتے ہیں کہ اوکاڑوی صاحب بھاری نذرانہ طے کرتے جبکہ حقیقت سے یہ امر کوسوں دور اور سراسر بہتان تراشی ہے۔ الغرض جب ہم حیدر آباد جلسہ گاہ میں پہنچے۔ اسٹیج پر منتظمین سے ارشاد فرمایا کہ گو میں اسٹیج پر آپ کے حسب خواہش پہنچ چکا ہوں مگر اب آپ کے منع کرنے کے باوجود نہ بولنا میرے بس کی بات نہیں۔ میں چند منٹ کے لیے کچھ بیان کر ہی دیتا ہوں۔ آپ نے ایسی ابتدار فرمائی اور ایسا پُرسوز بیان کیا کہ مسلسل چار گھنٹہ تک سلسلہ جاری رہا۔ آخر میں فرمایا کہ جن کا ہم نے بیان کیا ہے یہ سب انہی کا کرم ہے کہ سیر حاصل وعظ بھی ہو گیا اور طبیعت بھی سنبھل گئی۔ میں مع حضرت صاحبؒ بذریعہ کار واپس کراچی پہنچ گئے۔ الحمدللہ میں نے اپنی آنکھوں سے ناسازئ طبیعت کا صرف بیان حق سے سنبھلنے کا نظارہ کیا اور حوصلہ و استقلال اور استقامت کے پہاڑ کو پیہم سرگرم عمل دیکھا۔ مخالفت کی تیز و تند ہواؤں سے برسرِ پیکار دیکھا اور ہر میدان میں فتح و نصرت کو آپ کے قدم چومتے ہوئے پایا۔

Marfat.com

بلوچستان ۔ سرزمین بلوچستان بھی آپ متعدد مرتبہ تشریف لے گئے اور کئی مقامات مثلاً کوئٹہ میں وحدت کالونی، لورالائی، پشین مستونگ، خضدار، جیکب آباد، خاران، زیارت، قلات، سبی، چمن، لسبیلا وغیرہ میں صدائے حق اور ذکر شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بیانات سے عوام کے دلوں کو گرمایا ۔ مستونگ اور لسبیلا کے دو اہم واقعات قارئین کی معلومات میں اضافہ کا باعث ہوں گے ۔

جماعت اہلسنّت کی بنیاد تشکیل دارالعلوم مستونگ حنفیہ نقشبندیہ بھی حضرتؒ کے مبارک ہاتھوں سے انجام پائی ۔ جو ایک نقشبندی سلسلہ کے بزرگ حضرت نور احمد جان صاحب قبلہ کے زیر سرپرستی تھا ۔ مہتمم حضرت مولانا حبیب احمد کی جو بلوچستان کی با اثر شخصیت ہیں اور کوئٹہ بلوچستان کے صدر بھی تھے، دعوت پر حضرت قبلۂ عالم مستونگ تشریف لے گئے ۔ اس جلسے میں بعض مخالف عناصر کا سامنا ہوا ۔ حتیٰ کہ ایک جانب سے سنگ باری بھی ہوئی ۔ تاہم حالات قابو میں رہے ۔ انتظامیہ نے بھرپور تعاون کیا ۔ اور مخالفین کو جن کے ذہنوں کو وہاں کے بدعقیدہ مولویوں نے منتشر کیا ہوا تھا ۔ انتظامیہ نے مجبور کیا کہ صرف مخالفت سے کام نہ لیں بلکہ حضرت صاحبؒ جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں سُن لیں ۔ چنانچہ تقریر سننے کے بعد ان کی کیفیت بدل گئی اور وہ یہ کہنے لگے کہ ہم نے جو کچھ آج سُنا قبل ازیں ہمیں یہ سب کچھ قطعاً نہ بتایا گیا تھا ہمارے مولویوں نے ہمیں گمراہ کیا ۔ ہماری آنکھیں آج کھُل گئی ہیں ۔ پھر قدرتِ خداوندی ملاحظہ فرمائیں کہ یہی لوگ پھر حضرت صاحب کو دعوت دے کر بلایا کرتے تھے یہ سلسلہ پھر بڑھتے بڑھتے خضدار، قلات اور زیارت کے سنگلاخ اور تاریک کچے راستوں سے ہوتا ہوا بستیوں تک جا پہنچا ۔ خطیب پاکستان نے توحید و رسالت کا صحیح مفہوم دُنیا کو بتایا اور تاریکیوں میں بسنے والے ضیائے اسلام سے منور ہوتے ۔ غالباً اوائل سنہ ۱۹۷۲ء کا ذِکر ہے کہ حضرت صاحبؒ نے

Marfat.com

انجمن طلبار اسلام کی ایک شاخ کوئٹہ بلوچستان میں قائم کی اور بہ نفس نفیس پہلے دفتر کا افتتاح فرمایا۔ اُس وقت تک انجمن کا دفتر اگرچہ کوئٹہ میں کوئی نہ تھا۔ تاہم ضروری کارروائی لیاقت مارکیٹ میں ہی طے ہوتی تھی۔ انجمن کی رکن سازی کے لیے بھی آپ نے بے حد کوشش فرمائی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انجمن کے کارکنان کی تعداد میں دن دگنا رات چوگنا اضافہ ہوتا گیا اور نہ صرف بہی بلکہ کئی مقامات پر انجمن کے دفتر قائم ہو گئے۔ یہ امر آج کے نوجوان غیور سنّی جو بلوچستان میں آباد ہیں ان کے لیے ایک یادداشت کی حیثیت رکھتی ہے مبادا وہ حقائق سے بے بہرہ ہوں۔ یوں رفتہ رفتہ جب راستے ہموار ہوتے چلے گئے تو پھر اس مردِ آہن نے اپنی عمیق نظری سے یہ بھانپ لیا کہ اب بد عقیدگی کی زنجیریں ٹوٹ چکی ہیں۔ اب مزید علمار کی اس علاقے میں سلسلۂ آمد و رفت کی اشد ضرورت ہے تاکہ لائحہ عمل جاری رہ سکے اور عوام النّاس کو بیدار رکھا جا سکے۔ جس کے لیے آپ نے کراچی آتے ہی اپنے ہم مسلک علمار کو یکجا کیا اور انہیں اس نئے مشن کے لیے تیار کیا جن کے بلوچستان پہنچنے کے بعد عوام الناس نے انہیں خوش آمدید کہا اور والہانہ انداز میں استقبال کیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں جمعیت علمائے پاکستان کا قیام بھی وہاں عمل میں آگیا ایک باقاعدہ دفتر بھی قائم کر دیا گیا۔

اسی طرح پہلی بار جب لسبیلا سے دعوت موصول ہوئی تو آپ نے دعوت قبول فرمائی۔ مگر یہ جان کر حیرانی ہوئی کہ بعض شرپسند اور مخالفوں نے کچھ گم نام خطوط وہاں سے روانہ کر دیئے تھے۔ جن میں آپ کو دھمکیاں دی گئی تھیں کہ لسبیلا آنے کی کوشش کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ یہاں سے سلامت واپس نہ جا سکیں گے۔ لہٰذا یہاں آنے کی کوشش نہ کریں۔ کراچی میانوالی برادری کو جب معلوم ہوا کہ لسبیلا سے اس قسم کے غلط خطوط آپ کو بھیجے گئے ہیں تو انہوں نے پیش کش کی کہ ہم آپ کے ساتھ جائیں گے۔

Marfat.com

لہٰذا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہو سکتا تھا وہاں نہ جاتا مگر ان خطوط کے بعد اب جانا ضروری ہو گیا ہے۔ چنانچہ حق پر ان کا یقین کامل اور عزم و استقامت انہیں وہاں لے گیا۔ میانوالی کے جان نثار کوئی پچاس افراد کی تعداد میں دو ٹرکوں میں سوار آپ کے ہمراہ ہو گئے۔ تاکہ کسی انجانے خطرے کا دفاع کیا جا سکے اور جلسہ میں کسی شرپسند کو گڑبڑ پھیلانے کی جرأت نہ ہو سکے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انتظامیہ کا پورا تعاون بھی شامل حال تھا۔ کسی کو جرأت نہ ہو سکی کہ سامنے آکر اپنا مکروہ چہرہ دکھاتا۔ جلسہ کامیاب رہا اور کئی بدعقیدہ راہِ راست پر آ گئے۔ اور انہیں حضرت صاحبؒ کی دست بوسی کا شرف حاصل ہو گیا اور وہ جو جہنم کی وادیوں کے دہانے پر پہنچ چکے تھے انہیں جنت کا راستہ مل گیا تھا۔ یہ اُن کے نصیبوں کی عظمت تھی جس نے یکایک پلٹ کر دامن مصطفےٰ ﷺ کو تھام لیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد ۱۹۸۳ء میں دوبارہ لسبیلا اور سونمیانی جانے کا اتفاق ہوا اس بار بھی یہ خادم ہمراہ تھا۔ سمندر کے کنارے سونمیانی کی بستی جو غریب مچھیروں کی بستی ہے ذوق و شوق سے وہاں کے مکینوں نے مرکزی جامع مسجد میں حضرت صاحبؒ کا بیان کروایا اور یوں پیغامِ حق صحراؤں اور سنگلاخ دروں سے ہوتا ہوا سمندر کی موجوں تک جا پہنچا۔ سبحان اللہ کیا نصیب ہیں اُن موجوں کے اور ان موجوں میں پنہاں مخلوق کے۔ اور ذرا ادھر بھی دیکھئے۔ وہ لوگ جو خود کو اہلسنت کہلاتے ہیں اور صحابہ و اہل بیت کی شان میں گستاخیاں / بے ادبیاں کرتے ہیں اور اسی پر بس نہیں۔ علمائے حق کی محض مخالفت ان کا روزگار ہے۔ یہ انسان نما بھیڑیئے اور بدترین خلق ہیں۔ ؎

بر زبان مہر سینہ کینہ اندیش
ز گرگان نہاں در صورت میش

"ان کی زبان پر محبت ہے اور سینہ کینے سے معمور و لبریز ہے
ان کی مثال ایسی ہے جیسے بھیڑوں کی صورت میں چھپے

Marfat.com

ہوئے بھیڑیئے "

سنونگ اور کوئٹہ کی طرح بستی میں بھی ایک مسجد اور دارالعلوم کی بنیاد رکھی اور حسب عادت و توفیق ہمیشہ ایسے مواقع پر اپنی جیب سے سب سے پہلے کچھ نہ کچھ مدد ضرور فرماتے ۔ دوسروں کو بھی ترغیب دیتے کہ کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں ۔ اندرون و بیرون ملک ہر جگہ یہی معمول تھا تعاون کی اپیل کے لیے بھی انداز بیان خوب تھا۔ کہ ہر آدمی نیکی میں حصّہ دار بننے کی کوشش کرتا ۔ عید میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر نصیر آباد ، ٹمپن ڈیرہ ، بھاگ اور گردو نواح میں کئی تقاریر کیں اور دارالعلوم بھاگ اور ٹمپل ڈیرہ کے افتتاح ہوئے جو زیر صدارت حضرت قبلہ نور حسین شاہ سلطان باہوؒ والے تھے ۔ کئی گمراہ راہِ راست پر آئے ۔ شمع رسالت کے نور کو دور دراز علاقوں تک پھیلانے کے دوران بعض اوقات جوہڑوں کا پانی پینا پڑا اور کھلے آسمان تلے رات بسر کرنا پڑی۔ میں ہمراہ تھا اور دیکھ رہا تھا کہ یہ دور افتادہ علاقے چٹیل میدانوں اور بے آب وگیاہ صحراؤں پر مشتمل تھے جہاں دور دور تک پانی کا نام ونشان نہ ہوتا ۔ موسم کے اعتبار سے آب باراں کے جوہڑ کہیں ہوتے تو وہی پانی استعمال ہوتا ۔

پنجاب وسرحد

مدینۃ الاولیاء ملتان شریف میں سب سے پہلے حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی شاہ صاحب کے مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوارالعلوم کچہری روڈ سے سلسلۂ تقاریر شروع ہوا ۔ علامہ کاظمی صاحب جو امام اہل سنّت محدثِ اعظم اور ولی کامل ہیں جن سے ایک زمانہ فیض یاب ہوا اور ہزاروں شاگرد علمائے حق بنے ۔ اُن کی خاص نگاہِ التفات حضرت صاحبؒ پر ہی رہی ۔ وہ اپنے اس شاگرد اعظم کے مداح تھے اور ہیں ۔ آج بھی ان کی عطا کردہ سند حضرت صاحبؒ کے کتب خانے میں آویزاں نظر آتی ہے ۔ حضرت علامہ کاظمی صاحب وہ شخصیت

Marfat.com

ہیں جنہوں نے حضرت صاحبؒ یعنی اپنے شاگرد کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور وہیں جذبۂ عشق میں سرشار ہو کر حضرت صاحبؒ کے لیے جنّت کا مژدہ سنایا۔ ملتان کے قرب و جوار کبیر والا، عارف والا، بورے والا، میلسی وہاڑی، لودھراں، لیاقت پور، کچّا کھوہ، راواں، قادر پور، بہاول پور ہر سال ہر دورے میں تشریف لے جایا کرتے۔ خانیوال شہر میں عموماً تشریف لے جایا کرتے تھے۔ جہاں سُنّیوں کا بہت بڑا دار العلوم ہے۔ اور وہاں کے صوفی محمّد ریاض قادری اور صُوفی عبدالحق صاحبان جو معروف شخصیّت ہیں اور ان کے رفقار مسلکِ حق اہلسنّت کے بڑے ہی دلیر سچّے اور پکّے خادم ہیں جن کے سامنے بڑے سے بڑے مخالف اور گستاخِ رسول کی زبان گنگ ہو کر رہ جاتی۔ عقیدے میں پختگی اور ایمان میں رُاسخ۔ یہ سب حضرت خطیب پاکستان کا ہی فیضان تھا۔ جنہیں یہ لوگ اکثر اپنے جلسوں میں رونق افروز ہونے کے لیے بار بار مدعو کرتے اور حضرت صاحبؒ سے خاص عقیدت و محبّت رکھتے تھے۔ ساہیوال تو ہے ہی قابلِ ذکر جہاں کراچی آنے سے پیشتر شہر کی سب سے بڑی جامع مسجد مدینہ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ کئی سال تک مسجد مہاجرین میں مسلسل خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے رہے۔ عالم یہ ہوتا تھا کہ ہر جمعہ کے دن مسجد کے احاطہ کے علاوہ گرداگرد سڑکوں پر ایک جمِ غفیر غلامانِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہوتا تھا، تل دھرنے کو جگہ نہ ہوتی تھی یہ بھی تو خوش نصیب لوگ تھے۔ جنہیں سالہا سال تک یہ سعادت نصیب رہی یہی وہ شہر ہے جہاں سے کراچی منتقلی کے وقت وہاں کے عقیدت مند ریل کی پٹڑیوں پر لیٹ گئے تھے کہ ہم کراچی نہ جانے دیں گے۔ جنہیں بمشکل تمام راضی کیا گیا۔ چک چھیاسٹی ۸۶ میں اکثر قیام فرمایا کرتے تھے جس عقیدت مند کے گھر رہائش پذیر ہوتے تھے۔ وہ جناب عبدالحمید جتالا کا تھا جو آج کل پی آئی اے کے محکمے سے وابستہ ہیں۔

Marfat.com

اوکاڑا شریف وہ شہر ہے جہاں حضرت صاحبؒ کے والدین مشرقی پنجاب کے شہر کھیم کرن سے بعد از ہجرت ۱۹۴۷ء میں تشریف لائے اُس وقت آپ کی طبعی عمر شریف ۱۸ سال تھی۔ حضرت علامہ مولانا غلام علی صاحب اشرفی قادری جو کہ حضرت صاحبؒ کے استاد ہیں۔ درس نظامی کی تکمیل ان سے کی اور پہلا دارالعلوم اوکاڑا میں قائم کیا۔ ان کی عطا کردہ سند بھی موجود ہے۔ شیخ القرآن حضرت مولانا غلام علی صاحب قبلہ سنّی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ اور جشن میلاد مصطفےٰ رائے ونڈ کے روح رواں اور منتظم اور علاوہ ازیں جمیعت علمائے پاکستان صوبہ پنجاب کے صدر بھی رہ چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے مسلک اہل سنت کے علماء کے ساتھ مل کر پنجاب اور سرحد کے کٹھن سفر کر کے سنّی عوام کو بیدار کیا۔ آج کل اشرف المدارس اوکاڑا میں شیخ الحدیث ہیں۔ ان کے ہزاروں شاگرد چہار سمت تبلیغ کر رہے ہیں۔

حضرت شیخ القرآن نے خطیب پاکستان قبلہ کو بعد از غسل خوشبو لگاتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ مولانا ہم کو ملے بغیر ہی چلے گئے! بس یہ سننا تھا کہ خطیب پاکستان نے آنکھیں کھول دیں۔ آپ نے فرمایا آنکھیں بند کر لو ملاقات ہو گئی ہے۔ مشیت ایزدی میں حجابات شریعت کے قوانین کے باوجود حضرت صاحب کی آنکھوں کا وا ہونا ایک ایسی کرامت ہے جسے سب سے پہلے اُن عقیدت مندوں نے اپنے کانوں سے سُنا جنہیں حضرت صاحبؒ کے نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت عظمیٰ ملی۔ میرے خیالات و افکار کی ترجمانی کو تحریری سانچے میں ڈھالنے والے میرے دوست جناب عزیز احمد چشتی صاحب از خود یہاں اپنے ذوق کا بیان یوں کیے بغیر نہ رہ سکے۔

"وہ کہ پردہ کرنے کے بعد جن کو آنکھیں کھولنے کی قدرت عطا کی گئی ہو انہیں یقیناً یہ سعادت بھی مل چکی ہوتی ہے کہ اِدھر تو ان کی نماز جنازہ ادا کی جا رہی ہوتی ہے اور اُدھر کفن میں

Marfat.com

لپٹے ہوئے وہ اللہ تعالےٰ سے تمام شرکائے نماز کے لیے مغفرت طلب کر رہے ہوتے ہیں اور یہ مغفرت کے چند مواقع صدیوں میں چند بار ملا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سب کی مغفرت فرما کر جنتیوں میں نام درج کر دیتا ہے۔"

آپ کے والد ماجد جن کا نام مبارک حاجی کرم الٰہی تھا۔ جو حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے۔ ان کی زیارت کا شرف بھی مجھے حاصل ہوا۔ نہایت خلیق، شفیق اور کریم النفس انسان تھے۔

حاجی کرم الٰہی صاحب مرحوم و مغفور نے خود بیان کیا کہ جب قطب دوراں غوثِ زماں شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہلی بار حاضری کا شرف حاصل ہوا تو ابھی میری شادی بھی نہیں ہوئی تھی مگر حضرت نے مجھے ایک صالح بیٹے کی بشارت دی جس سے ایک جہان نے فیض یاب ہونا تھا۔ حضرت کے الفاظ تھے "نور کی نہریں رواں ہوں گی۔ کرم الٰہی کے دریا بہیں گے"۔ کھیم کرن کے مشہور بزرگ حافظ کرم الٰہی صاحب نے ان الفاظ کا مفہوم یہی بتایا کہ اللہ ایک بیٹا دے گا جس سے دین کو فروغ ہوگا۔ اور اس کی شہرت چہار سمت پھیلے گی۔ چنانچہ محمد شفیع کی ولادت ہوئی اور جب وہ بام عروج پر پہنچا تو حضرت میاں صاحب کے فرمان کا جلوہ سب نے دیکھا۔

میاں کرم الٰہی صاحب اپنا ایک خواب بھی بیان فرماتے کہ میں کھیم کرن اپنے چچا کی حویلی میں محوِ خواب تھا کہ میں نے دیکھا آسمان پر چمکتا ہوا چاند میری گود میں آ گیا اور اس کی چمک پھیل رہی ہے اور ہر طرف خوشی اور مسرت کا سماں ہے۔ اس کی تعبیر بھی حافظ کرم الٰہی صاحب نے یہی بتائی کہ ایک ایسا بیٹا جو آسمان شہرت پر چاند کی طرح چمکے گا۔ اس کی روشنی خوب پھیلے گی اور لوگوں کو اس سے راحتیں میسر ہوں گی۔

وہ کہتے اب اپنے نورِ نظر محمد شفیع کو خطیب پاکستان بلکہ عالم اسلام

Marfat.com

کے خطیب اعظم کے روپ میں دیکھتا ہوں تو اپنے مرشدِ گرامی کے فرمان اور خواب کی تعبیر مجسّم نظر آتی ہے ۔ یہ بلاشبہ مقبولیت کی دلیل اور کرم الٰہی ہے۔ حضرت قبلۂ عالم خطیب پاکستان کی والدہ محترمہ نے بھی عالم رویا میں بزرگوں سے مبارک بیٹے کی مبارک باد اور بشارت پائی وہ اس وقت بقید حیات ہیں پابند صوم وصلوٰۃ اور عبادت گزار خاتون ہیں ۔ اوکاڑا میں اپنے فرزند صوفی محمّد لطیف محمّد سیف کے ساتھ قیام پذیر ہیں ۔ جو تجارت پیشہ ہیں اور مسلک وملّت کی خدمت بھی کر رہے ہیں چوتھے بیٹے الحاج محمّد اکرام ہیں جن کا بیشتر وقت حضرت قبلۂ عالم کے ساتھ گزرا ۔ بڑے خوش اخلاق اور پابند شریعت وسنّت ہیں ۔ آج کل دیار حبیبؐ میں مقیم ہیں ۔اس کے علاوہ تین صاحبزادیاں ہیں جو اپنے گھروں میں آباد ہیں اور اپنے بزرگوں کے طریق پر پابند شریعت ہیں۔

الحاج محمّد لطیف نقشبندی جوکہ ایک بہت اچھے نعت خواں ہیں ۔ وہ جمعیت علمائے پاکستان اوکاڑا کے صدر بھی رہ چکے ہیں اور اہل سنّت کی مرکزی مسجد کے منتظم اعلیٰ بھی ہیں ۔ قبلہ عالم پنجاب کے دورے میں ان کے ہاں بھی ایک روز کے لیے ضرور قیام فرماتے تھے ۔اس مختصر قیام میں تمام دوستوں اور عزیزوں سے ملتے ۔ اہل اوکاڑا آپ پر فخر کرتے اور تکریم اور محبّت سے پیش آتے ۔ اوکاڑا شریف سے ملحقہ اسٹیشن حضرت کرمانوالا ہے۔ جو حضرت قبلہ پیر صاحب کرمانوالہ کے اسم گرامی سے منسوب ہے ۔جن کی صحبت میں خطیب پاکستان حضرت علامہ محمّد شفیع صاحب اوکاڑوی نے دس برس کا عرصہ گزارا ۔ حضرت صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیر ربّانی شرقپوری کے خلیفۂ اعظم اور اپنے وقت کے قیوم زماں اور غوث تھے ۔ان کو قبلۂ عالم سے اور خطیب پاکستان کو ان سے والہانہ تعلق تھا ۔ قبلہ عالم انہی کے ارشاد پہ کراچی تشریف لائے ۔ حضرت صاحب قبلہ نے فرمایا تھا ۔ حافظ جی ! کراچی جاؤ کراچی مدینے شریف دا بوا اے ۔ (کراچی مدینے شریف کا دروازہ ہے)

Marfat.com

آج کل ان کی مسندِ خلافت پر اُن کے بڑے صاحبزادے قبلہ حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاری مدظلہ رونق افروز ہیں۔ اوکاڑا سے آگے رینالہ خورد، پتو کی رائے ونڈ اور لاہور میں بھی اکثر مقامات پر تقاریر کا سلسلہ رہتا۔ پھر شرقپور شریف جو کہ حضرت صاحب کا پیرخانہ تھا۔ سالانہ عرس شیر ربانی پر آپ، ہمیشہ تشریف لے جایا کرتے اور تقریریں بھی فرمایا کرتے تھے۔ زندگی بھر وہاں عرس میں حاضری آپ کا معمول رہا۔ ازاں بعد سلسلۂ تقاریر میں سیالکوٹ گجرات، وزیرآباد، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، جہلم، دینہ، کلرسیداں، حجڑانوالہ قصور، منڈی بہاؤالدین، پاک پتن، ساہیوال، نارووال، شکرگڑھ، سمندری فیصل آباد، چکوال سے ہوتے ہوئے پنڈی پہنچتے جہاں آپ کا قیام حضرت مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب کے دارالعلوم ضیاءالعلوم سبزی منڈی ہوتا تھا۔ یہ وہاں کے متقدر علمائے اہلسنت میں شمار ہوتے ہیں۔ پنڈی سے ہی آزاد کشمیر، ایبٹ آباد ڈھڈیال، واہ، مانسہرہ، پشاور تشریف لے جاتے۔ پشاور میں ہمیشہ آپ کا قیام سید ظفر علی شاہ صاحب کے ہاں ہوتا تھا جو ہمیشہ میلاد شریف کے جلسوں میں مدعو فرماتے۔ پھر پنڈی گھیپ ضلع اٹک اور کوہاٹ کے مختلف مقامات پر تشریف لے جاتے۔ اندرونی علاقوں اور دیہاتوں کی بھی ایک طویل فہرست ہے۔

سرحد میں بالاکوٹ کے مقام پر جہاں نجدیوں کے خودساختہ شہید مولوی اسمٰعیل کی قبر ہے جس کی تحریروں پر کفر کے فتوے لگا دیئے گئے۔ مقامی آبادی کی اکثریت سُنی بریلوی مسلک کی حامل ہے۔ وہابیت کی فتنہ انگیزیوں نے جب بدعقیدگی کے جال پھیلانے شروع کیے اور باشعور عوام نے محسوس کیا کہ اب حضرت علامہ اوکاڑوی صاحبؒ کو دعوت دیئے بغیر چارہ کار نہیں تو آپؒ کو ۱۹۸۳ء میں مدعو کیا۔ بلوچستان کے ضلع لسبیلا کی مذکورہ صورتِ حال کا نقشہ کچھ یہاں بھی موجود تھا۔ گندے عناصر یہاں بھی

Marfat.com

تخریب کاریوں میں مصروف عمل تھے۔ اور انہوں نے مقامی انتظامیہ میں ریشہ دوانیوں سے اہلسنت کے لائحہ عمل کو ناکام کرنے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انتظامیہ نے یہ شرط عائد کر دی کہ جلسے کی اجازت صرف اس بات پر دی جاسکتی ہے کہ نعرہ رسالت کوئی نہیں لگائے گا۔ اور یہ کہ اس کی تحریری ضمانت دی جائے۔ صرف حضرت علامہ صاحبؒ نے جلسے کے منتظمین سے فرمایا کہ جیسا یہ کہتے ہیں آپ ایسا ہی کریں۔ گویا تحریری ضمانت دے دیں۔ جس کے بعد اجازت مل گئی اور جلسہ کی ابتدا ہو گئی۔ حضرت صاحب نے مسئلہ "یا" کو ہی موضوع بنایا۔ آپ نے پُرزور الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ پابندی لگانے والو کان کھول کر سن لو۔ کہ میں بھی حکومت کی مجلس شوریٰ کا رکن ہوں اور براہِ راست صدر ضیاء الحق سے بات کر سکتا ہوں۔ یہ نعرہ آج تک کوئی بند نہ کر سکا۔ تمہیں کیسے جرأت ہوئی۔ آپ نے نعرۂ رسالت کے موضوع پر قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل بیان ایسے انداز میں فرمایا کہ سامعین کو صحیح معنوں میں حق کو پرکھنے کا موقع ملا۔ پردے جو اُن کے ذہنوں پر پڑے ہوئے تھے وہ ہٹ گئے اور آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ بیشمار بدعقیدہ راہِ راست پر آگئے۔ اور وہ لوگ جو نعرہ رسالت نہ لگانے کی تحریری ضمانت کے درپے تھے وہ خود بے ساختہ باآواز بلند نعرۂ رسالت لگا رہے تھے۔ اختتام جلسہ پر یہ حال ہوا کہ کئی نئے چہرے آپ کی دست بوسی کر رہے ہیں۔ واپسی پر کئی ساتھی آپ کے ہمراہ تھے۔ پنڈی کی سمت روانگی پر راستہ میں مقامی ڈی آئی جی اپنے عملے کے ساتھ موجود تھے۔ بعض ساتھی گاڑی میں قدرے گھبرائے مگر آپ نے فرمایا کہ گھبرانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اسی اثنار میں پولیس نے گاڑی رکوائی۔ ڈی آئی جی صاحب نے آگے بڑھ کر دست بوسی کی اور عرض کیا کہ حضرت آپ کو روکنے کی زحمت اس لیے دی گئی کہ ہم نے آپ سب کے لیے چائے کا اہتمام کیا ہے۔ جو ہماری خوش قسمتی ہو گی۔ یہ دیکھ کر حضرت صاحب

Marfat.com

کے ہمراہیوں کے چہروں پر مسرت کے آثار نمودار ہو گئے ۔ بوقت ضیافت پولیس آفیسر نے ازروئے ایمان یہ بیان کیا کہ جناب ہمارے لیے دُعا فرمائیں اور ساتھ ہی عرض کیا کہ حضرت ہمیں تو یہ اطلاع دی گئی تھی کہ آپ ہنگامہ آرائی کے لیے آ رہے ہیں اور یہ کہ آپ فساد پھیلانا چاہتے ہیں ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب آپ کا بیان سُنا تو عقدہ کشائی یہ ہوئی کہ آپ امن پسند ہیں اور محب وطن ہیں اور فتنہ انگیزی درحقیقت شکایت کرنے والے ہی چاہتے تھے ۔ پولیس آفیسر نے یہ تسلیم کیا کہ آپ کے خلاف تمام الزامات بے بنیاد ہیں ۔ آپؒ کا مواعظ حسنہ سُن کر ہمارا ایمان تازہ ہو گیا ہے اور خواہش ہے کہ آپؒ آئندہ بھی ضرور تشریف لائیں ۔ چنانچہ دوبارہ آپؒ جلد ہی وہاں تشریف لے گئے اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسہ میں بیان فرمایا اور جلوس کی قیادت بھی کی ۔ دیو بندیوں کے اسمٰعیل قتیل کے پیروکاروں کی ایک نہ چل سکی اور انہوں نے مُنہ کی کھائی ۔ حق آچکا تھا اور باطل بھاگ گیا تھا اور یہی قانونِ خداوندی ہے ۔

اسی طرح ایبٹ آباد کے مشہور چوک کے جلسہ کے اختتام پر اچانک ایک صاحب ضعیف العمر دست بستہ حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ مولوی صاحب خدا کے واسطے مجھے معاف فرما دیں ۔ یہ منظر بھی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ بڑے میاں بڑی ہی انکساری کے ساتھ ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے تھے اور بار بار معافی طلب کر رہے تھے ۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ بھئی کاہے کی معافی مانگ رہے ہو ۔ تم نے میرا کیا بگاڑا ہے ۔ بڑے میاں نے عرض کیا کہ میں آپ کو گالیاں دیا کرتا تھا کیونکہ میں نے سُنا تھا کہ آپ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں ۔ چنانچہ جب سے میں نے دشنام طرازی کا سلسلہ شروع کیا ۔ میرا قلبی سکون برباد ہو گیا اور نحوست نے گھر میں ڈیرے ڈال دیئے ۔ آج کسی کے مشورے اور اصرار پر آپ کے جلسے میں حاضر ہو کر جب آپ کی تقریر سُنی تو ندامت اس بات پر محسوس ہوئی کہ میں سراسر غلطی پر تھا ۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ میں نے معاف کیا اللہ بھی تمہیں اور ہم سب کو معاف فرمائے ۔ علاوہ ازیں حویلیاں کے ایک بزرگ حضرت محدث

Marfat.com

ہزاروی صاحب سلسلہ نقشبندیہ گاہے گاہے حضرت صاحب کو بغرضِ وعظ دعوت دیتے رہتے تھے ۔ حسن ابدال ہری پور ہزارہ کے مشہور دارالعلوم رحمانیہ کے پیر طیب صاحب بھی ہر سال حضرت صاحبؒ کو دعوت دیتے تھے اور طلباء کی دستار بندی بھی قبلہ عالم کے ہاتھوں کرواتے ۔ وہ بھی علاقے کی مشہور اور اہم شخصیت ہیں جنہوں نے اب بھی ۳ / مئی ۱۹۸۴ء کو حضرت صاحبؒ سے تاریخ لی تھی مگر مشیت ایزدی کو یہ منظور نہ تھا ! اسی طرح ۴ / مئی ۱۹۸۴ء کی تاریخ آزاد کشمیر کے علاقہ کھائی گلہ کے عوام نے پیر صاحب نیریاں شریف کے توسط سے تقریر کے لیے لی تھی ۔ مگر وصال شریف سے چند ایام قبل اپنے صاحبزادہ جناب کوکب نورانی صاحب سے فرمایا کہ بیٹا وہاں کے سفر کے کرایہ کی رقم میرے پاس بطورِ امانت موجود ہے جو انہیں واپس کر دیں جو روانہ کر دی گئی ۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ رحلت کا وقت قریب ہے ۔

آزاد کشمیر

آزاد کشمیر کے علاقوں ۔ راولاکوٹ ، ہجیرا ، باندھی ، عباس پور ، دوراندی ، جنبا پہاڑی ہٹھڑہ ، کوٹلی بھاگ ، تیتری نوٹ ، نیریاں شریف ، تتڑا کھل ، بلندی کہوٹہ ، تحصیل پونچھ تک کے سنگلاخ پہاڑوں اور شاداب وادیوں اور دشوار ترین راہوں میں توحید و رسالت کے ڈنکے بجائے ۔ ان علاقوں میں تقاریر اکثر دن کو ہوتی تھیں ۔ کیونکہ بکھری ہوئی آبادیاں ہیں اور بجلی کا نظام اکثر نہیں ہے ۔ رات کا پیدل سفر خطرات کو دعوت دینے کے مترادف ہے ۔ میرپور کشمیر سے چک سواری چالیس میل کے فاصلہ پر پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے ۔ وہاں کے لیے دعوت دینے والے ضلع جہلم کے قصبہ کھوکھا کے مشہور عالم دین مولانا بشیر احمد صاحب سابق صدر مدرس جامعہ حنفیہ غوثیہ سوسائٹی کراچی تھے ۔ ان کی خدمات بھی اپنے علاقے میں قابل ستائش ہیں ۔ چک سواری کی جامع مسجد جہاں کہ جلسہ کا انعقاد ہوا وہاں جمعہ کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے ۔ مظفر آباد مفتی عبداللہ کی دعوت پر وہاں مرکزی جامع مسجد جو کہ وسیع و عریض ہے کئی بار حضرت صاحبؒ کی تقاریر کا سلسلہ

Marfat.com

ہوا۔ سنیوں کا کوئی دارالعلوم وہاں نہ تھا۔ حضرت صاحبؒ نے عوام کو ترغیب دی اور اس نیک مقصد کے لیے اپیل کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کے ایک نیک بندے نے دریا کے کنارے پر ایک قطعہ اراضی وقف کر دی جو کہ اب دارالعلوم کی صورت میں موجود ہے۔ یہ کارہائے نمایاں صرف حضرت صاحبؒ ہی کے دم قدم کی بدولت معرضِ وجود میں آئے۔ ذرا اندازہ تو لگائیے کہ وہ کس قدر ثواب کے مستحق قرار پائے اور کس قدر بلندئ درجات والے ہوئے۔ اور آگے بڑھیے پچاس میل دور خطرناک مسافت طے کرتے ہوئے جن میں قابلِ ذکر وادئ نیبا جورا کے پہاڑ اور وادئ نیلم جہاں سے اگر نیچے نگاہ اٹھاتے تو دریائے نیلم پر نگاہ پڑتی اور سامنے مقبوضہ کشمیر کے پہاڑ نظر آتے ایسے مقامات کا بھی سامنا ہوا۔ ایک جگہ آٹھ مقام وادئ کاغان کے نزدیک دن کو تقریر کا اہتمام ہوا۔ یہاں تک پہنچنے سے قبل اور بعد بے شمار مقامات دیگر بھی ایسے میں جہاں کئی کئی بار حضرت صاحب تشریف لے گئے جو طوالت کے پیشِ نظر تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ الغرض پاکستان میں کراچی سے لے کر خیبر تک اور بیرونِ پاکستان، بنگلہ دیش، بھارت، ساؤتھ افریقہ، ماریشس، دوبئی، ابوظہبی، شارجہ، مسقط، سعودی عرب، عراق، ایران، مصر اور بیت المقدس تک سفر کیے اور تبلیغ کی۔ جیسا کہ آپ کی کتاب سفرنامہ راہِ عقیدت سے عیاں ہے۔ سولہ (۱۶) مرتبہ حرمین کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی اور متعدد حج و عمرے کیے متحدہ عرب امارات میں حضرت صاحب کی ویڈیو کیسٹ تیار کی گئیں۔ تمام بیرونی مذکورہ ممالک میں تقاریر فرما کر عوام کے دلوں میں نورِ ایمان کی شمع روشن کی اور انہیں نجدیت کے خطرات سے آگاہ کیا اور مسلکِ حق کی شان واضح کی۔ یہاں کے لوگوں نے ہزاروں کی تعداد میں مختلف موضوعات پر کیسٹس تیار کیں اور عقیدت سے محفوظ کر لیں۔ خصوصاً ساؤتھ افریقہ کے شہروں پیٹر ٹیمت، جوہانسبرگ اور ڈربن میں مختلف موضوعات پر تقاریر کیں اور مناظرے کیے اور کامیابی کے جھنڈے گاڑے۔ ڈربن سے دعوت دینے والے حاجی ابراہیم تار محمد تھے۔ جب پاکستان کے دورے پر تشریف لائے تھے تو گنج پاڑے کے سب سے بڑے جلسہ

Marfat.com

میں حضرت صاحب کی تقریر سُنی تھی۔ جہاں محرم الحرام کے ایّام میں پہلے دس روز مسلسل تقاریر ہوا کرتی تھیں جہاں اجتماع تاریخی حیثیت کا حامل ہوا کرتا تھا جس سے بڑا اجتماع کراچی کے کسی جلسہ میں نظر نہ آتا تھا۔ ان حالات کو دیکھ کر حاجی ابراہیم صاحب اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے آپؒ کو افریقہ آنے کی دعوت دی تھی۔

مُلکی خدمات و دیگر اہم واقعات

ا۔ ملکی خدمات میں قابل ذکر کارنامہ ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت تحریک میں اپنے شہر کے رہنما تھے۔ سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور سب سے آخر میں گرفتاری پیش کی۔ مسلسل دس ماہ تک جیل میں اسیری کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔ مگر مردِ حق کے پایۂ استقلال میں لغزش نہ آئی۔ بہت سے بدعقیدہ مولوی معافی نامہ پر دستخط کر کے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ دریں اثنا حضرت صاحبؒ کے دو فرزند تین سال اور ایک سال کی عمر میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ جیل سپرنٹنڈنٹ نے کہا۔ مولانا صاحب معافی نامہ پر دستخط کر کے گھر چلے جائیں۔ آپ کا معافی نامہ پوشیدہ رکھا جائے گا۔ مگر آپ نے فرمایا کہ معافی نامہ کو اللہ اور اس کے رسول سے بھی پوشیدہ رکھو گے اور گواہی دے سکو گے۔ بچّے تو اللہ تعالےٰ کی دولت تھی اُس نے لے لی میری جان بھی چلی جائے میں معافی نہیں مانگوں گا۔ ثابت ہوا کہ مردِ آہن کے حوصلے ناقابلِ تسخیر ہوتے ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں کراچی میں کھدہ مارکیٹ کے مقام پر ان پر بدعقیدہ دیوبندیوں اور وہابیوں نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت قاتلانہ حملہ کیا دشمن نے ذلالت کی انتہا کر دی مگر قدرت کو ابھی ان سے دینِ اسلام کی خدمت منظور تھی۔ لہٰذا وہ چند ماہ ہسپتال میں رہنے کے بعد صحت یاب ہو گئے۔ ایک معتقد کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے خواب میں ان کی صحت یابی کا مژدہ سنایا تھا۔ اُس کے بعد حفاظتی اقدام کے طور پر حضرت صاحبؒ نے ریوالور رکھنا شروع کر دیا تھا۔ مگر حضورِ اکرمؐ نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ اسلحہ وغیرہ رکھنا چھوڑ دو۔ اب اِس کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ اللہ اور اس کا رسول تمہارا نگہبان

Marfat.com

معلوم ہوا کہ پہلا حملہ آزمائشِ خداوندی تھا جس میں وہ کامیاب و کامران ہو گئے تھے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کسی کمینے کو دوبارہ حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

۲۔ کوئٹہ میں ایک اہم واقعہ لیاقت مارکیٹ میں کپڑا خریدتے وقت پیش آیا۔ ایک دکان پر تشریف لے گئے۔ ساتھیوں میں سے ایک نے استفسار کیا کہ حضرت صاحبؒ کا تعارف کرائیں کہ یہ کون ہیں۔ لہٰذا اُسے بتایا گیا کہ یہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب ہیں۔ دکاندار دوسرے عقیدے کا تھا لیکن مغالطے میں رہا اور کہنے لگا کہ دیگر کپڑوں کے علاوہ ایک جوڑا کپڑوں کا میں آپ کے بچے کے لیے بطورِ تحفہ پیش کرتا ہوں۔ حضرت صاحب نے حق و صداقت کا پیکر بن کر فرمایا کہ بھئی جو تم سمجھ رہے ہو میں وہ نہیں ہوں۔ وہ مولانا مفتی محمد شفیع ہیں اور میں محمد شفیع اوکاڑوی ہوں۔ لیکن وہ حضرت صاحب کی بات تسلیم کرنے کے لیے کسی طرح بھی تیار نہ ہوا اور بہ صد اصرار تحفہ پیش کیا۔ حضرت صاحب نے اُس کے لیے دُعا فرمائی۔

۳۔ جنرل یحییٰ خان کے دَور میں اگست ۱۹۷۰ء میں نشتر پارک سُنی کانفرنس کے ایک تاریخی۔ مذہبی و سیاسی اجتماع میں حضرت صاحبؒ کی اپیل پر صرف پانچ منٹ کے مختصر وقفے میں دس ہزار سے زیادہ روپیہ چندا جمع ہوا۔ یہ وہ وقت تھا کہ جماعت اہلسنّت سیاست میں اہم کردار ادا کر چکی تھی اور نمایاں کامیابیاں حاصل کیں جماعت اسلامی کی برسوں کی سیاسی محنت رائیگاں ہو گئی اور جمعیت علمائے پاکستان نے پیپلز پارٹی کے بعد ملکی سیاست میں پورے مُلک میں دوسرے نمبر پر اہم کامیابی حاصل کی۔ حضرت صاحب کی قومی اسمبلی میں صریحًا کامیابی پر جماعت اسلامی نے بوگس ووٹنگ اور رشوت کے ذریعے مدِمقابل محمود اعظم فاروقی کو کامیاب قرار دے دیا۔ انہیں صرف ۴۸ ووٹوں کی برتری حاصل تھی۔ دوبارہ گنتی کا مطالبہ کیا گیا جس کے لیے جماعت غیر اسلامی کے فاروقی صاحب تیار نہیں تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ وہ ناکام ہو جائیں گے۔ مقدمہ اعلیٰ عدالت میں پہنچ گیا بالآخر حق واضح ہو

Marfat.com

گیا اور خطیب پاکستان کامیاب امیدوار قرار دیئے گئے۔ اس وقت جمیعۃ العلماء پاکستان متحدہ محاذ میں شامل تھی اور محاذ کے ارکان نے اسمبلی کے اجلاسوں کا بائیکاٹ کیا ہوا تھا۔ قبلۂ عالم جماعت اسلامی اور جمیعۃ العلما اسلام جیسی جماعتوں سے اتحاد کے موقف کے حامی نہیں تھے لیکن برسرِ اقتدار پارٹی کی جابرانہ آمرانہ اور ظالمانہ روش سے بھی بے زار تھے۔ چنانچہ رکنیت کا حلف اٹھانے کے بعد اسمبلی ہال سے باہر آگئے تھے۔ جب باہر آنے لگے تو ایک رکن نے کہا۔ مولانا صاحب کے ساتھ انصاف نہیں ہو رہا۔ قبلہ عالم نے برملا کہا۔ یہاں کس کے ساتھ انصاف ہو رہا ہے۔ اس بات کو سب ہی جانتے ہیں کہ قبلۂ عالم بے باک اور حق گو تھے انہوں نے کبھی کسی مصلحت کے تحت بھی دین و مسلک اور ملک و ملت کے دشمنوں سے مفاہمت نہیں کی۔ چنانچہ انہوں نے مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی سے بارہا کہا کہ متحدہ محاذ سے علیحدگی اختیار کی جائے۔ وہ مذہب کو سیاست پر ترجیح دیتے تھے۔ ان کے نزدیک نسبت رسول ہی سب سے بڑا اعزاز اور امتیاز تھا۔ اسمبلی کی رکنیت کو انہوں نے کبھی اپنا فخر نہیں سمجھا۔

یہاں اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ قبلۂ عالم جب کراچی تشریف لائے تھے تو یہاں یوں سرعام مجالس میلاد نہیں ہوا کرتی تھیں، اہلسنت کو یہ مرتبہ و مقام حاصل نہیں تھا۔ اہلسنت کے اس شیر نے رسول اللہ کے اس نائب نے گلی گلی کوچے کوچے صدائے حق بلند کی اور اس کے لیے اپنا خون تک بہایا، قاتلانہ حملے، سنگ باری، دشنام اور دھمکیاں برداشت کیں مگر ثابت قدمی کا ناقابلِ تسخیر پہاڑ بن کر ڈٹے رہے۔ یہ ان کی شبانہ روز جدوجہد اور محنت تھی کہ ۱۹۷۰ء میں جب اہلسنت نے انتخابات میں حصّہ لیا تو انہیں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ میرے قبلۂ عالم کا ہی فیض تھا اور آج بھی حکومت یا عوام کی سطح پر اہلسنت کا افتخار و امتیاز حضرت خطیب پاکستان کا مرہون منت ہے ہوسکتا ہے کوئی اس حقیقت کو نہ مانے لیکن علماء اہلسنّت بخوبی واقف ہیں

Marfat.com

کہ حضرت شاہ احمد نورانی کو قائد بنانے اور علماء و عوام سے متعارف کرانے والی حضرت خطیب پاکستان کی ہی ذات تھی بالخصوص پنجاب میں سب سے پہلے قبلۂ عالم ہی مولانا نورانی کو اپنے ساتھ لے گئے۔

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام علی اشرفی اوکاڑوی جو قبلۂ عالم کے استاد ہیں اور اہلسنت کے اکابر علماء میں سے ہیں وہ اس حقیقت کے گواہ ہیں کراچی کے احباب سے بھی یہ حقیقت پوشیدہ نہیں۔

میرے قبلۂ عالم کو جو شہرت اور مقبولیت اللہ تعالےٰ نے عطا کی تھی وہ اپنوں کے لیے ہی حسد کا باعث ہوگئی۔ وہ لوگ جنہیں خطیب پاکستان کے نام سے جانا اور پہچانا گیا بڑے چھوٹے اکثر حضرت کی ذات میں عیوب و نقائص ڈھونڈنے لگے۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ خطیب پاکستان ایک غوث زمانہ کی بشارت سے پیدا ہوئے اور قطب وقت نے ان کی پیدائش سے پہلے ہی ان کی عظمت و شہرت کا مژدہ سنا دیا تھا پھر خود قبلۂ عالم نے عرب و عجم کے اولیاء اللہ سے فیض حاصل کیا۔ جہاں تک میرا مشاہدہ ہے میں نے بچشم خود دیکھا کہ بڑے بڑے مشائخ حضرت سے والہانہ محبت فرماتے اور بہت دعائیں دیتے۔ ہر طرف میں نے قبلۂ عالم کی عزت و مرتبت کے جو جلوے دیکھے وہ دوسرے علماء کے لیے دیکھنے میں نہیں آئے۔ یہ فیضان خصوصی کا کرشمہ تھا۔ یہ مقبولیت اور محبوبیت کی سند تھی۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علم و فضل کے آفتاب ہیں اور اہلسنت کے پیشوا بھی۔ لیکن جو شہرت اور مقبولیت ان کے شاگرد اعظم حضرت خطیب پاکستان کو عطا ہوئی وہ ان کے جلیل القدر استاد مکرم کے حصے میں بھی نہیں آئی یہی سبب ہے کہ حضرت غزالیٔ زماں کو اپنا یہ شاگرد بہت محبوب تھا۔ حضرت علامہ کاظمی صاحب جن الفاظ میں خطیب پاکستان کا ذکر فرماتے وہ عوام و علماء اہلسنت سے مخفی نہیں یقیناً خطیب پاکستان اپنے اساتذہ کے لیے بھی وجہ شہرت تھے اور ان کے

Marfat.com

اساتذہ بھی خطیب پاکستان سے نسبت پر فخر و مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ فقیہ اہلسنت شیخ القرآن حضرت علامہ غلام علی صاحب اوکاڑوی نے قبلہ عالم کی وفات کے بعد شائع ہونے والے رسالے "تو کجا بہر تماشا می روی" "سفر آخر" کی روداد میں اپنی تحریر میں اس حقیقت کا اظہار کیا۔ فاضل استاد کے یہ الفاظ لائق ترین شاگرد کی عظمت کا بین ثبوت ہیں۔ علاوہ ازیں نماز جنازہ کا عظیم اجتماع دیکھ کر سب کی آنکھیں کھل گئیں۔ خطیب پاکستان اپنی ظاہری حیات کے ہر لمحے میں اپنے نقش ثبت کرتے رہے اور جاتے جاتے بھی دنیا کو اپنا جلوہ دکھا گئے کہ جو فنا فی الرسول ہو جاتے ہیں پھر دنیا ان کی دیوانی ہو جاتی ہے۔ صدر مملکت نے بھی اعتراف کیا کہ کراچی جو پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے اس میں قائدِ اعظم محمّد علی جناح کے بعد اگر کسی کی نمازِ جنازہ میں بہت بڑا فقید المثال ہجوم دیکھنے میں آیا تو وہ خطیب پاکستان کی ذات تھی اور کچھ یوں کہ ہر آنکھ اشکبار تھی اور ہر دل سوگوار بلاشبہ وہ ہر مسلمان کے محبوب اور ہر پاکستانی کا افتخار تھے۔

پاکستان قومی اتحاد کی طرف سے کراچی میں قومی اور صوبائی اسمبلی کی نشستوں پر امیدواروں کے چناؤ کے لیے سیاسی جماعتوں کے سربراہ اظہارِ خیال کے لیے جمع ہوئے۔ اس موقع پر حضرت صاحبؒ قبلہ کا نام بھی دورانِ گفتگو آیا۔ لیکن کچھ اپنے ہی لوگوں نے مخالفانہ رویّہ اختیار کیا۔ جماعت اسلامی کے منور حسن صاحب نے حضرت صاحبؒ کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے جمیعۃ العلماء پاکستان کے سربراہوں سے کہا کہ خطیب پاکستان کو ٹکٹ نہ دے کر آپ اپنی ایک نشست کم کر رہے ہیں اور وہ ایسی شخصیت ہیں جن کی بدولت آپ نے اب تک کامیابی حاصل کی ہے۔ ایک مخالف جماعت کے نمائندے کے اس اظہار رائے پر اپنے احباب نے صرف یہ کہہ کر خفت مٹانی چاہی کہ خطیب پاکستان سیاست سے کنارہ کشی کا اعلان کر چکے ہیں حالاں کہ وہ جانتے تھے کہ خطیب پاکستان ۱۹۷۰ء میں بھی الیکشن میں حصہ لینے کے حق میں نہیں تھے۔ انہی لوگوں کے شدید اور مسلسل اصرار پر وہ محض دین و

Marfat.com

مسلک کے لیے آمادہ ہو گئے تاہم ایک مخالف کا حضرت قبلہ عالم کی خدمات کا اعتراف میرے حضرت کی عظمت کا ثبوت ہے اور بزرگی و بڑائی وہی ہے جس کی دشمن بھی گواہی دے۔

ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں اس کی ریشہ دوانیوں کے خلاف ردِ عمل اور سیاسی ملکی مسائل کے سلسلے میں ایک میٹنگ مولانا نورانی کے ہاں ہوئی حضرت صاحبؒ بھی تشریف لے گئے۔ وہاں موجود حضرات میں بعض سیاسی جماعتوں کے سربراہ بھی تھے جن کا تعلق مخالف مسلک سے تھا۔ مولانا نورانی سے حضرت صاحبؒ کی ملاقات کا نقشہ کچھ یوں تھا کہ علیحدہ کمرے میں ملے اور صلاح مشورے کیے۔ مولانا نورانی صاحب نے حضرت صاحبؒ سے فرمایا کہ حاضرین سے بھی ملاقات کر لیں۔ قبلۂ عالم نے ارشاد فرمایا کہ میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کے بے وفاؤں سے نہ تو ہاتھ ملا سکتا ہوں اور نہ اتحاد کر سکتا ہوں۔ یہ ہاتھ گناہ گار سے تو ملا سکتا ہوں مگر گستاخانِ رسول اور پاکستان کی مخالفت کرنے والوں سے ہرگز نہیں ملا سکتا۔ سبحان اللہ کیا شان تھی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحبؒ کی آنکھیں نم ناک تھیں اور چہرہ غیرتِ ایمانی کے جوش سے پُر جلال تھا۔ قبلۂ عالم کا گستاخانِ رسول سے مصافحہ کرنے کے لیے انکار شاید کچھ لوگوں کے نزدیک ناپسندیدہ تھا مگر جو شخص محبت رسول کے سبب محبوبیت کی معراج پا چکا تھا۔ وہ اپنے محبوب و مطلوب کے گستاخوں، بے ادبوں کو عزت نہیں دے سکتا تھا۔ میرے قبلۂ عالم امور دین میں مصلحت کے قائل نہیں تھے وہ راسخ العقیدہ تھے۔ اپنوں کی جبیں شکن آلود دیکھی تو حضرت نے کہہ دیا آپ لوگوں کا جو دل چاہے کریں میں کسی ایسے اتحاد میں کسی طرح معاون نہیں بنوں گا جس میں گستاخانِ رسول شریک ہوں۔ چنانچہ آپ نے ایسی سیاست سے مطلقاً علیحدگی اختیار کی اور اخباروں کے ذریعے اعلان کر دیا کہ میرا سیاست سے کوئی تعلق نہیں میں دین و مسلک کی خدمت کرتا رہوں گا۔ قبلہ عالم کا بہت سے امور میں مولانا شاہ احمد نورانی

Marfat.com

سے اختلاف رہا مگر قبلۂ عالم نے کبھی اس کو ذاتی رنجش کا سبب نہیں بنایا ۔ ان کا موقف یہی تھا کہ جو خدا رسول کے وفادار اور دوست نہیں وہ ہمارے خیر خواہ بھی نہیں ہو سکتے ۔ ان کا کہنا تھا کہ سوشلزم کے جن علمبرداروں کو کافر کہا جاتا رہا ان سے اب اتحاد لیا ، کیا سوشلزم مسلمان ہو گیا ہے ؟ وہ فرماتے اگر ان سے اتحاد ہی کرنا تھا تو تحریک نظام مصطفےٰ کے لیے جن لوگوں نے جان و مال قربان کیا ان کا دبال کن پر ہوگا ۔ ایسے ہی بنیادی نکات ان کے پیش نظر تھے جن کے سبب وہ جماعتی کارروائیوں اور سیاسی قلابازیوں سے متنفر ہو گئے تھے ۔ بایں ہمہ وہ علمائے اہلسنت کو نجی نشستوں میں دینی محبت کے سبب مشورات سے نوازتے اور ہر کسی کا احترام کرتے قبلۂ عالم کا مسلک دل آزاری ہرگز نہیں تھا وہ تو دشمنوں کے لیے بھی ہدایت کی دعائیں کرتے تھے ۔

حیدر آباد لطیف آباد میں تقریر کے دوران حضرت صاحبؒ کو مولانا نورانی کے فرزند انس نورانی کے کار کے حادثے میں شدید زخمی ہونے کی خبر ملی ۔ صدمہ کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو آگئے اور تقریر مزید جاری نہ رکھ سکے ۔ تمام حاضرین سے دعا کے لیے ارشاد فرمایا اور خود بھی اللہ تعالےٰ سے دست بہ دُعا ہوئے ۔ مدینہ منورہ میں کھلنے والا پھول ہے ۔ اللہ تعالےٰ اسے سلامت رکھے ۔ اجتماع جمعہ میں بھی نہایت درد سے خصوصی دُعا کی ۔ الحمدللہ وہ بچہ صحت یاب ہو گیا ۔ اس کی صحت یابی کی خبر پاکر بہت مسرور ہوئے فرمایا ۔ اس کے لیے روضۂ رسول پر دعائیں ہوئیں یہ انہی دعاؤں کا اثر ہے ۔ حضرت صاحب اور آپ کے اہل خانہ انس نورانی کی عیادت کو بھی ہسپتال تشریف لے گئے ۔

۸۔ بھٹو کے زوال اقتدار کے بعد پھانسی کی پیشین گوئی حضرت صاحبؒ نے واضح الفاظ میں چار روز قبل یوں فرمائی ۔ حاضرینِ مجلس میں خادم کے علاوہ محمد مبین چمن مرحوم (حضرت صاحب کے خاص عقیدت مند اور پیارے دوست) حاجی علاؤالدین صاحب ، مولانا غلام حیدر صاحب اور عبدالحفیظ قادری صاحب

Marfat.com

موجود تھے۔ سہ پہر کا وقت تھا۔ ہمیں مخاطب کر کے فرمایا کہ موجودہ وزیراعظم بھٹو کی زندگی کا چراغ اب بجھنے والا ہے۔ حاضرین نے پوچھا آپ اندازے سے فرما رہے ہیں یا کوئی اور ذریعہ ہے۔ فرمایا میں نے خواب دیکھا ہے اس کی یہی تعبیر ہے۔ چنانچہ چوتھے روز ہی بھٹو صاحب کو پھانسی دے دی گئی۔ ایک یہی کیا متعدد بار ہونے والے واقعات کا حضرت پہلے سے واضح ذکر فرما دیا کرتے تھے حضرت مولانا غلام حیدر رنگ، الحاج علاؤالدین صاحب اور جناب محمد مبین چمن حضرت قبلۂ عالم کے دیرینہ مصاحب اور مقرب احباب ہیں۔ محمد مبین چمن جواں سالی میں انتقال کر گئے۔ وہ میرے حضرت کے عاشق تھے ان سب دوستوں نے میرے حضرت کے ساتھ طویل عرصہ گزارا ہے۔ سفر و حضر کے ساتھی رہے ہیں حضرت قبلہ بھی ان سب پر کمال شفقت و مہربانی فرماتے اور خاص دعاؤں سے نوازتے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ سب دوست دین و دُنیا میں شاد کام ہوئے میں نے دیکھا کہ میرے حضرت کی جس نے بھی خدمت کی اور جس نے محبت رکھی اسے دینی و دنیاوی نعمتیں برکتیں اور راحتیں ملیں اور جس کسی نے اذیت یا تکلیف پہنچائی یا میرے حضرت کے بارے میں بدگمانی کی اسے راحت نہیں ملی وہ دنیا میں بھی مصائب میں مبتلا ہوا۔ مسجد گلزار حبیب کی تعمیر میں بہت لوگ رکاوٹ بنے۔ میرے حضرت اور ان کے فرزند صاحبزادہ کوکب نورانی کے قتل کے درپے ہوئے، دھمکیاں دیں، کچھ نام نہاد مولویوں نے سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے میرے حضرت کے خلاف پوسٹر شائع کیے۔ ہر کسی نے اپنی سی کی۔ مگر اللہ تعالےٰ اپنے پیاروں کے بدخواہوں کو کبھی معاف نہیں کرتا۔ لوگوں نے دیکھ لیا کہ وہی لوگ آکر میرے حضرت کے قدموں پر گرے معافی کے طالب ہوئے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان کی پکڑ کی تھی۔ انہیں احساس ہو گیا تھا کہ انہوں نے قہر الٰہی کو دعوت دی تھی۔ نہ جانے کتنے ہیں جو آج پشیمان ہو رہے ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ ادب کی توفیق دے اور دنیا و آخرت کے عذاب سے اپنی

Marfat.com

پناہ میں رکھے۔

اے کے بروہی، ممتاز قانون داں، دانشور وزیر مذہبی امور بنے تو انہوں نے مختلف مکاتب فکر کے علماء کا ایک اجلاس حاجی کیمپ میں بلایا۔ سب شرکاء نے اتحاد و اتفاق کے لیے بڑھ چڑھ کر تقریریں کیں۔ حضرت صاحب قبلہ بھی شریک اجلاس تھے جب یہ منظر دیکھا تو حق گوئی و بے باکی کے پیکر جمیل اور اسلام کے مبین خطیب پاکستان سے نہ رہا گیا فرمایا" وزیروں گورنروں کے سامنے اتحاد و اتفاق کی باتیں کی جاتی ہیں اور دلوں میں بغض و عناد ہے ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہمیں فرقہ واریت ہرگز پسند نہیں ہم اہلسنت و جماعت ہیں جو تعمیر میں پیش پیش رہتے ہیں، تخریب کاری سے ہمیں کوئی علاقہ نہیں۔ ذرا دوسری طرف دیکھئے کوئی خدا تعالےٰ کی شان میں گستاخی کر رہا ہے کوئی رسول کی شان میں۔ ایک گروہ صحابہ کرام کو گالیاں دیتا ہے ایک گروہ اہل بیت نبوت کو بُرا کہتا ہے۔ ایک گروہ یزید پلید کو امیرالمومنین اور رضی اللہ عنہ کہتا ہے اور امام پاک کو جاہلیت کی موت مرنے والا باغی فسادی قرار دے رہا ہے۔ (معاذاللہ) ایک گروہ اولیائے کرام کا مخالف ہے اور اب تو اسلام کے ان محسنوں کو خارج از اسلام کہا جارہا ہے۔ جیساکہ کیماڑی کے حزب اللہ والے نے لکھا ہے، کوئی توحید اور تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے تنقیص رسالت کی سعی مذموم میں مصروف ہے۔ ہمیں دیکھئے ہم غلامانِ رسول ہیں۔ صحابہ و اہل بیت کے خادم اولیاء کرام کے محب ہم ان سب کی محبت و تعظیم کو سرمایۂ ایمان سمجھتے ہیں ہم کس کو بُرا کہیں کس کو گالیاں دیں۔ ہم لوگوں کو ادب اور محبت کی تعلیم کرتے ہیں۔

سب حاضرین دم بخود خطیب پاکستان کا بیان سن رہے تھے اور مخالفین بغلیں جھانک رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا جب ہمیں مشرک و بدعتی کہا جاتا ہے تو ہم مجبور ہو جاتے ہیں کہ لوگوں کو حقائق سے آگاہ کریں اور بتائیں کہ جسے شرک و بدعت کہا جارہا ہے فتویٰ دینے والے خود یہی سب کچھ کرتے، کہتے، لکھتے ہیں لیکن

Marfat.com

خود کریں تو وہ مسلمان ہی رہتے ہیں اور ہم کریں تو ہم مجرم ٹھہرتے ہیں ۔ گویا فتوے صرف ہمارے لیے ہیں ۔ خطیب پاکستان نے فرمایا یہ جو چاہیں کریں ہمیں غرض نہیں مگر ہمیں بھی نہ چھیڑیں ۔ یہی ایک رواداری کی صورت ہو سکتی ہے ۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی رسول اللہ یا صحابہ و اہل بیت اور اولیاء کی شان میں گستاخی و بے ادبی کا مرتکب ہو اور ہم تماشائی بنے رہیں ۔ فرمایا اگر حکومت اتفاق چاہتی ہے تو اس بے ادبی کا سدِباب کرے باقی مسائل خود ہی حل ہو جائیں گے ۔ ہمیں کسی سے کوئی ذاتی عناد نہیں الحب للہ وللرسول والبغض للہ وللرسول ۔

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے علماء کنونشن منعقد کیا تو علماء کے ایک وفد کے ساتھ صدر صاحب کے سامنے کتابیں رکھیں کہ آپ کے ملک میں یہ کچھ چھپ رہا ہے ۔ اس وفد میں حضرت پیر کرم شاہ الازہری ، مولانا عبدالقیوم ہزاروی اور مولانا سید حسین الدین شاہ وغیرہ بھی موجود تھے ۔ شرکاء وفد میں سے ایک دو حضرات اس موضوع کو بڑھانا نہیں چاہتے تھے کیونکہ تمام دن اتحاد و اتفاق کی باتیں ہوتی رہیں ۔ لیکن خطیب پاکستان نے واضح کر دیا کہ ان باتوں کے ہوتے ہوئے اتحاد مشکل ہی نہیں ناممکن ہے چنانچہ اگلے روز جب علامہ محمود احمد رضوی نے گستاخی و بے ادبی کے سدِباب کے لیے قرار دادیں پیش کیں تو صدر مملکت نے فوراً منظور کر لیں کیونکہ گزشتہ شب خطیب پاکستان نے بڑی وضاحت سے اپنا موقف پیش کر دیا تھا ۔ وفد کے علماء اس بات کے معترف تھے کہ خطیب پاکستان نہایت بے باکی سے ہر کسی کے سامنے صدائے حق بلند کرتے ہیں اور دین کے معاملات میں کسی رعایت و مصلحت کو خاطر میں نہیں لاتے ۔

حیدر آباد میں جسٹس محمد افضل چیما اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین کی حیثیت سے صدر جلسہ تھے ۔ خطیب پاکستان کے خطاب سے پہلے انہوں نے صدارتی خطبے میں جو کچھ فرمایا وہ خطیب پاکستان کے نزدیک درست نہیں تھا کیونکہ دین و مذہب مصلحت نہیں سکھاتا حق کے لیے جرأت و ہمت سکھاتا

Marfat.com

ہے۔ صداقت پر استقامت کا درس دیتا ہے۔ خطیب پاکستان نے اپنے خطاب میں جسٹس صاحب کے رُوبرو نہایت وقار اور عالمانہ شان سے بے باکانہ ان کے خیالات پر گرفت کی اور اصول دین واضح طور پر بیان کیے۔ جسٹس صاحب آخر تک سُنتے رہے اور اختتام جلسہ پر احباب کے سامنے کہا کہ میں نے جتنی آپ کی شہرت سنی تھی اس سے سوا پایا، اور آج جس طرح آپ نے میری رہنمائی فرمائی ہے میں اس کے لیے شکر گزار ہوں اور یہ اعتراف کرنے پر خود کو مجبور پاتا ہوں۔ آپ نے علمائے سلف کا جلوہ دکھا دیا ایسا کیوں نہ ہوتا یہ اسی نبی کے جانشیں اور ثنا خواں تھے جس نے فرمایا تھا کہ ایک مکّہ والے کیا تمام دُنیا کے لوگ جمع ہو کر میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں دنیا کے خزانے میرے قدموں میں ڈھیر کر دیں میں پھر بھی کلمۂ حق ہی بلند کروں گا۔ پیارے نبی کے اس عاشق صادق نے اپنی گفتار و کردار سے ثابت کر دیا کہ

ے آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی

یہ عشقِ مصطفوی ؐ کا ثمر تھا کہ دشمن کے گھر جا کر بھی ببانگ دہل حق بیان فرماتے تھے۔ ردّ باطل میں شائستگی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹتا تھا۔ زبان و بیان میں، لہجے اور ادائیگی میں بہت نفاست تھی۔ عقلی و نقلی دلائل و براہین کے انبار لگاتے۔ مختلف مقامات پر تقریر کے دوران مخالفین کا یہ اعتراف بھی اکثر سُننے میں آیا کہ ہم دانستہ ان کی تقریر سننے سے اس لیے گریز کرتے ہیں کہ دوران سماعت دلی کیفیت دگرگوں محسوس ہوتی ہے اور عقیدہ ڈانواں ڈول نظر آنے لگتا ہے کیونکہ بیان میں سوائے صداقت کے کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ مخالف کے بڑوں کا ذکر بھی ادب سے فرماتے تھے۔ گالیوں سے نہیں۔ مخالف عقیدہ کا رد مخالفین ہی کی کتب سے کرنا اُن ہی کی شان تھی۔ حتیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان بھی مخالفین کی کتُب سے ثابت کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ اگر ہماری بات نہیں مانتے تو اپنے بڑوں کی تو مان جاؤ۔ پھر فرماتے

Marfat.com

کہ جیہڑا پیو دا نئیں او تہاڈا وی سکا نئیں۔

کتنے ہی بد عقیدہ راہِ راست پر آئے اور خوش عقیدہ اگر بد عمل بھی تھے تو ان کی دنیا ہی بدل گئی۔ کتنے ہی ایسے دیکھے جنہوں نے خطیب پاکستان کی تقاریر سُن کر داڑھی رکھ لی۔ نمازی متقی ہو گئے۔ مجھ سے کتنے ہی لوگوں نے کہا کہ ہم تو خطیب پاکستان کی تقریریں سُن کر مسلمان ہوئے ہیں۔ میرے قبلۂ عالم علوم و معارف میں یکتائے روزگار ہونے کے علاوہ ایک انسان کی حیثیت سے بھی اوصاف حمیدہ کا مجموعہ تھے۔ یہ خوش عقیدگی یا مبالغہ نہیں ہزاروں افراد کا مشاہدہ ہے الفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ مولانا اسد دیوبندی کا اخبار جنگ کراچی میں خطیب پاکستان کے بارے میں جو مضمون شائع ہوا۔ انہوں نے بھی ان اوصاف کا اعتراف کیا۔ آج بھی لاکھوں افرادِ زندہ موجود ہیں اس سے بڑا ثبوت کیا ہو گا کہ ہر ملنے والا یہی کہتا ہے کہ جتنی محبت مجھ سے فرماتے اتنی کسی اور سے نہیں کرتے گویا ہر کوئی آسودہ، ہر ایک مطمئن، سب خوش، حقوق العباد میں کامیابی اور کس کا نام ہے۔ دھوکا، فریب، گالی گلوچ وغیرہ جیسی آلائشوں سے انہیں کوئی علاقہ نہیں تھا۔ وہ مجسم، شفقت و محبت، سراپا خلوص تھے۔ اکابر کا احترام، اصاغر پر شفقت، رفیقوں کے لیے دل دار و دل نواز، اپنے بچوں کے لیے بہترین باپ اور اپنے مشائخ، اپنے اساتذہ، اپنے قرابت داروں کے لیے محبوب تر اور باعث فخر تھے اور دنیائے اہلسنت کی تو وہ جان تھے۔ طبیعت نہایت خوش خلق، خوش مزاج تھی۔ سادگی اور درویشی، فقیرانہ طور کپڑے پھٹ جاتے تو پیوند لگا لیتے۔ اکثر کرتا پھٹا ہوتا اوپر جبّہ پہن لیتے فرماتے یہ چھپا لیتا ہے۔ تہمد باندھے ہوئے ہی جلسے میں چلے جاتے۔ رومال یا دستار اس قدر عمدگی سے باندھتے کہ آنکھیں دیکھتی رہ جاتیں۔ ان کی ہر ادا کی نقل کی جاتی۔ ان کے پسینے میں ایک خوش گوار مہک تھی۔ ہاتھ نہایت نرم اور خنک تھے۔ صاف رنگ نہایت وجیہ اور بہت خوب صورت تھے۔ چہرے پر نور بکھرا رہتا

Marfat.com

کتنے ہی لوگ صرف صورت دیکھ کر حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ آنکھیں بڑی اور نہایت چمکدار تھیں ان میں سُرخ ڈورے تھے۔ جس محفل میں تشریف فرما ہوتے، جانِ محفل ہوتے اور آواز قدرت نے ایسی دی تھی کہ قرآن شریف پڑھتے یا اشعار تو سننے والے مسحور ہو جاتے۔ سُدھ بُدھ نہ رہتی۔ وجد و حال طاری ہو جاتا اور یہ زندہ کرامت تھی کہ ایک دن میں چار چار جلسے ہوتے یعنی آٹھ دس گھنٹے پورے زور سے بیان ہوتا مگر کہیں آواز میں فرق نہ آتا جبکہ کبھی انہوں نے آواز کے لیے کوئی دوا، نسخہ وغیرہ استعمال نہیں کیا تھا۔ خوراک بھی زیادہ نہیں تھی۔ جو گھر میں پکا ہوتا بہ خوشی کھا لیتے۔ مرغن غذا سے پرہیز کرتے۔ پھلوں میں آم، خربوزہ اور کینو شوق سے کھاتے۔ بس، کار وغیرہ کے سفر میں کبھی نیند نہیں کرتے تھے البتہ ریل گاڑی میں آرام ضرور کرتے اگر جگہ میسر ہوتی ساتھ سفر کرنے والے کو سرونٹ کے ڈبے میں نہیں بلکہ اپنے ساتھ بٹھاتے۔ ہر چھوٹے بڑے کو بہت عزت دیتے۔ ٹیکسی، رکشا، سوزوکی پک اپ یہاں تک کہ موٹر سائیکل پر بھی بیٹھ جاتے اور اسے اپنے لیے کسرِ شان نہیں سمجھتے تھے۔ ساتھیوں کے آرام کا بہت خیال رکھتے۔ وہ دل جیت لیتے تھے اور سچ کہوں کہ وہ دلوں پر حکومت کرتے تھے۔

جس کسی کے گھر جاتے بچوں سے بہت پیار فرماتے انہیں کوئی ہدیہ یا رقم دیئے بغیر واپس نہ آتے۔ دوستوں کا ہر طرح خیال رکھتے۔ کتنے ہی لوگوں کی امداد فرماتے۔ ہر سائل کی دادرسی فرماتے۔ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال فرماتے۔ ان کی بہتری اور بھلائی پیشِ نظر رہتی۔ بڑے فرزند جناب کوکب نورانی بہت حد تک گفتار و کردار میں اپنے ابّا جان کے مشابہ ہیں۔ انہیں دینی و دنیوی تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا۔ وہ چھوٹے تھے تو اشرف المدارس اوکاڑہ بھیج دیا وہاں انہوں نے حضرت شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی سے تعلیم حاصل کی۔ پھر جامعہ حنفیہ غوثیہ میں تعلم رہے۔ قبلۂ عالم اکثر انہیں کتابیں پڑھنے کے لیے دیتے۔ اپنے پاس

Marfat.com

بٹھا کر پڑھتے اور پڑھواتے۔ یوں ان کی تعلیم و تربیت ہوتی رہی۔ چھوٹی عمر میں وہ بہترین ادیب و شاعر تھے۔ ان کی تحریریں اخبارات و رسائل میں شائع ہونے لگیں تقریری میدان میں وہ زمانۂ طالب علمی سے سکے جماتے آئے اور اب مسندِ خطابت پر جلوہ گر ہیں۔ وہی انداز وہی لہجہ وہی باتیں۔ اللہ کرے اور زیادہ قبلۂ عالم جب کبھی تبلیغی دوروں پر جاتے تو نماز جمعہ کے اجتماع سے جناب کوکب نورانی ہی خطاب کرتے یہ سلسلہ کوئی بارہ تیرہ برس سے جاری ہے۔ علوم جدیدہ پر بھی انہیں دسترس حاصل ہے۔

وہی حق گوئی و بے باکی، خوش خلقی اور دیگر خصائل وصفات حمیدہ انہیں ورثہ میں ملی ہیں۔ قبلۂ عالم اکثر ان کا ذکر کرتے تو تعریف فرماتے کہتے ماشاءاللہ بہت پڑھا لکھا ہے، ذہین اور سمجھ دار ہے۔ جناب کوکب نورانی نے اپنے ابا جان کی زندگی میں بذاتِ خود بڑی شہرت حاصل کی۔ متعدد اداروں سے وابستہ دین و ملت کی خدمت میں کوشاں رہتے۔ ان کی اپنی بڑی وسیع ذاتی لائبریری ہے ان کے حلقۂ احباب میں دنیائے علم و ادب کی مشاہیر شخصیات ہیں۔ علمی ادبی حلقے میں وہ اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔ اکثر دیکھا کہ قبلۂ عالم انہیں فرماتے کہ اس موضوع پر کچھ لکھ دو۔ وہ بھی اپنے والد محترم کی طرح شب بیدار رہتے۔ دوسری صبح وہ مضمون تیار ہوتا۔ قبلہ عالم دیکھتے اور خوش ہوتے۔ نئی تصانیف میں ان کا بہت حصہ ہے۔ قبلۂ عالم اکثر اپنی تحریریں انہیں دیتے کہ انہیں دیکھ لو کوئی بات رہ گئی ہو یا کہیں عبارت بدلنی ہو تو بتا دو۔ یہ بھی تربیت کا ایک انداز تھا اور لائق بیٹے کی لیاقت کا اعتراف بھی۔ سفر پہ جاتے تو انہیں فون کرتے۔ گھریلو امور اکثر انہی کے سپرد تھے۔ تمام معاملات میں ان سے مشورے کرتے وہ باپ بھی تھے اور بیٹے کے دوست بھی۔ آنے والے احباب کے امور ان کے سپرد تھے میں نے یہ بھی دیکھا کہ محفل میں قبلۂ عالم اپنے اس فرزند کو آپ یا تُسی کے لفظ سے مخاطب کرتے۔ ادھر کوکب صاحب بھی اپنے ابا جان سے بے تکلف تھے

Marfat.com

مگر دھیمے لہجے میں ادب سے بات کرتے۔ مسائل پوچھتے، جرح کرتے، دلائل دیتے۔ قبلہ عالم کی بہت سی کتابوں کے نام بھی انہوں نے رکھے اور ان کی اشاعت بھی انہی کے ذمہ تھی۔ ابّا جان کی طرح خوش خط بھی ہیں خوش کلام بھی اور وجیہہ و جمیل بھی۔ قبلۂ عالم کی امیدیں انہی سے وابستہ تھیں اور دنیا نے دیکھا کہ صاحبزادہ کوکب نورانی نے خود کو اس کا اہل ثابت کیا۔ قبلۂ عالم کے وصال کے بعد پورے ملک میں تقریباً ہر شہر میں ان کا خطاب ہوا اور لوگوں نے یہی کہا کہ خطیب پاکستان کا جانشین، ان کا ثانی ہمیں مل گیا ہے۔ الحمدللہ اللہ تعالےٰ نظرِ بد سے محفوظ رکھے اور درجہ کمال پر پہنچائے۔ آمین

منجھلے فرزند محمد سُبحانی کلیہ فارسی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں طبیعت سادہ، کم آمیز، خوب رو، صلح کل مزاج رکھتے ہیں۔ تعلیمی مصروفیات کے علاوہ گھریلو امور میں اپنے بھائی سے تعاون کرتے ہیں۔

چھوٹے فرزند حامد ربانی خوش آواز، ذہین اور مستعد نوجوان ہیں۔ بی کام کی تعلیم کے علاوہ دینی کتب بھی پڑھتے رہے ہیں۔ اپنے ابّا جان کے ساتھ کبھی کبھی سفر میں ساتھ جاتے اور محفلوں میں نعت شریف پڑھتے۔ دورانِ تعلیم اپنے کالج میں اضافی عمدہ کارکردگی اور مجلّے کی ادارت وغیرہ کے سلسلے میں طلائی تمغہ بھی حاصل کر چکے ہیں اور اب "مولانا اوکاڑوی اکادمی" کی کیسٹ لائبریری کے نگران ہیں اور گھریلو ذمہ داریاں بھی انجام دیتے ہیں۔

تینوں بھائی سعادت مند، دین دار اور با اخلاق ہیں۔ اللہ تعالےٰ میرے قبلۂ عالم کے گلشن کے ان پھولوں کو سدا بہار رکھے اور انہیں ان کے نقش قدم پر استقامت کے ساتھ کامیابی و کامرانی سے نوازے اور دین متین کا سچا خادم بنائے۔ آمین

میرے قبلۂ عالم نے اپنا یہ خواب مجھے بھی سنایا کہ "ایک بار میں نے ماہِ رمضان المبارک دیارِ حبیب لبیب مدینہ منورہ میں گزارا۔ شیخ العرب والعجم

Marfat.com

حضرت مولانا شیخ ضیاء الدین احمد القادری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں میرا قیام تھا۔ وہ بیس بائیس سال کے تھے جب سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ ساٹھ سال مسلسل انہوں نے فریضۂ حج ادا کیا۔ حد درجہ عبادت گزار اور متقی ہیں۔ عرب و عجم کے مشائخ کی طرف سے انہیں تمام سلاسل طریقت میں اجازت و خلافت ہے۔ ان کی عمر شریف سو برس سے تجاوز کر گئی ہے مگر اب بھی شب بیدار رہتے ہیں۔ شاہِ جیلاں پیر پیراں محبوب سُبحانی حضور غوث الثقلین سیدنا محی الدین عبدالقادر گیلانی قدس سرہٗ الربانی سے بہت کامل نسبت محبت رکھتے ہیں۔ بہت شفیق اور خوش کلام درویش بزرگ ہیں۔ حضرت مجھ پر بہت مہربانی فرماتے اور بہت دعائیں دیتے۔ اکثر فرماتے کسی نے رسول اللہؐ کے عاشق دیوانے کو دیکھنا ہو تو محمدؐ شفیع اوکاڑوی کو دیکھ لے۔ یہ ان کی عنایت تھی ورنہ میں اس لائق کہاں میں تو اس اعزاز کو بھی بہت جانتا ہوں کہ ان کا ذکر کرنے کی سعادت میسر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر خاتمہ فرمائے اور بقول اعلیٰحضرت فاضل بریلوی؎

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

مدینہ منورہ میں ماہ صیام گویا سونے پہ سہاگہ۔ باران رحمت کا ہر دم نزول تھا اور مجھ سے لاکھوں عاصی فیض یاب ہو رہے تھے۔ مسجد نبوی باقی گیارہ مہینے عشاء کے بعد تہجد تک بند کر دی جاتی ہے لیکن ماہ صیام میں پورا مہینہ شب و روز اس کے دروازے کھلے رہتے ہیں اور آخری عشرے میں بہار ہی کچھ عجیب ہوتی ہے۔ مسجد نبوی میں آخری عشرے کے اعتکاف کے اختتام پر اگلے روز نماز عید کے بعد چہرۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہاتھ باندھے درود و سلام کا ہدیہ پیش کر رہا تھا کہ خود پر قابو نہ رکھ سکا آنسو زار و قطار بہنے لگے اور ہچکیاں بندھ گئیں، زبان سے بے ساختہ نکلا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آج عید کا دن ہے۔ رحمتوں برکتوں کا دن، معاف کرنے کا دن

Marfat.com

آج کے دن باپ اپنے نالائق بیٹے کو بھی عیدی دے دیتا ہے میں اعتراف کرتا ہوں کہ بہت گناہ گار ہوں، کوئی خوبی مجھ میں نہیں، میں کیسا ہی سہی آپ کا ادنیٰ ترین غلام ہوں۔ آپ ہزار باپوں سے بڑھ کر اپنی امت پر مہربان ہیں۔ آج میں بھی آپ سے عیدی مانگتا ہوں۔ سوالی ہوں اور آپ کسی سائل کو نہ نہیں فرماتے اس کی طلب سے بڑھ کر عطا کرتے ہیں اللہ نے آپ کو مالک و مختار بنایا ہے۔ اپنے خزانوں کی کنجیاں عطا کی ہیں اللہ کی مخلوق میں آپ سب سے بڑھ کر عطا کرنے والے ہیں۔ آج میری بھی جھولی بھر دیجئے۔ اشک بار آنکھوں سے سنہری جالیوں کے سامنے فریاد کرتا رہا وہاں سے جنۃ البقیع شریف گیا۔ رسول اللہ کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں جا کر عرض کی کہ آپ حضورؐ کے چچا ہیں اور چچا بجائے باپ کے ہوتا ہے۔ آپ میری سفارش فرمائیں۔ شام کو جبل احد مزار شریف سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالٰے عنہ حاضری دی ان سے بھی سفارش کی گزارش کی۔ میں نے سُن رکھا تھا کہ اہل مدینہ کا یہ دستور ہے کہ جب کوئی مرحلہ درپیش ہو، بارگاہِ رسالت مآبؐ میں فریادی ہوتے ہیں پھر حضور اکرمؐ کے چچا حضرت عباسؓ اور حضرت حمزہؓ سے سفارش کرواتے ہیں اور شادکام ہوتے ہیں۔

اس روز بعد عشاء مسجد نبوی کے دروازے بند ہو گئے۔ میں حضرت شیخ العرب والعجم کی مسہری کے قریب قالین پر بچھے اپنے بستر پر لیٹ گیا مدینہ منورہ کی معطر و معنبر ہواؤں نے راحت کی نیند سُلا دیا۔ میں نے خواب دیکھا کہ ایک نہایت سنہری مستطیل نما دلکش تختی زمین و آسمان کے درمیان معلق ہے وہ اُوپر سے ہی آئی ہے۔ اس پر مشائخ کرام کے نام درج ہیں وہ نام اوجھل ہو گئے اور اچانک ایک ہاتھ نمودار ہوا اس نے خطِ نسخ کے مماثل نہایت جلی ایک ایک حرف کر کے محمدؐ شفیع لکھا وہ ہاتھ غائب

Marfat.com

ہوگیا۔ میں اپنے نام کو اس تختی پر کندہ دیکھ کر خوش ہو رہا ہوں۔ میری آنکھ کھلی تو پاس ہی مصلّے پر حضرت شیخ العرب والعجم اوراد وظائف میں مشغول تھے میں قریب جاکے بیٹھ گیا۔ حضرت نے توجہ فرمائی میں نے خواب سنایا۔ حضرت نے بہت مبارک باد دی اور کندھے پر پیار سے ہاتھ رکھ کے پوچھا مولانا! آج بارگاہِ رسالت میں کچھ عرض کیا تھا؟ میں نے کہا جی ہاں عیدی مانگی تھی۔ حضرت نے میرا سر اپنے سینے سے لگا لیا۔ سر کو چوما۔ فرمایا مولانا عیدی مل گئی ہے حضورِ اکرم فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ نے مجھے ایک خاص سنہری لوح عطا کی ہے جس میں اپنے خاص محبّوں (غلاموں) کے نام درج کرتا ہوں۔ آپ کا نام مقربین ومحبوبین میں درج ہوگیا ہے۔ میں اسی وقت مسجد نبوی شریف کی جانب ہوگیا۔ فجر کے بعد لوٹا تو حضرت نے سلسلہ عالیہ قادریہ اور دیگر سلاسل کی خلافت واجازت عطا فرمائی۔ میں نے عرض کی حضرت میں اس کا اہل نہیں فرمایا۔ ہم بھی حکم کی تعمیل کر رہے ہیں۔ میرے قبلۂ عالم نے یہ سب سنا کر بتایا کہ میں بہت عرصے تک اصرار کے باوجود لوگوں کو بیعت میں داخل نہیں کرتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت نے فرمایا ہمارا حکم ہے۔ بیعت کیا کرو پھر میں نے لوگوں کو بیعت کرنا شروع کیا اور اب بفضلہ تعالےٰ پاکستان اور جنوبی افریقہ میں ہزاروں افراد قادری ہوگئے ہیں۔ راقم عرض گزار ہے۔ مسئلہ طریقت میں میرے قبلۂ عالم کے مریدین بہت زیادہ تعداد میں نہ سہی۔ انہوں نے ۳۶ سال مسلسل شب و روز دنیا بھر میں جو مسلک اہلسنّت کی خدمت کی ہے اور کروڑوں افراد کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی ہے وہ سب لوگ جو میرے قبلۂ عالم کی تقاریر سن کر مختلف مشائخ سے وابستہ ہوئے۔ جنہیں شریعت وطریقت کی جانب قبلۂ عالم نے گامزن کیا وہ سب میرے حضرت کے مریدین، محبّین، معتقدین ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملک بھر اور بیرونِ ملک تمام صاحب سلسلہ صاحب نسبت، مشائخ و علماء، خواص و عوام کے لیے غیر متنازعہ طور پر سب سے زیادہ ہر دلعزیز اور محبوب

Marfat.com

ترشخصیت میرے قبلہ عالم کی تھی۔ آج بھی سب نہایت محبت وعقیدت سے انہیں یاد کرتے ہیں۔ یہی نیک نامی، عزت ومقبولیت حضرت خطیب پاکستان کا امتیاز ان کا ترکہ ہے۔ وہ تمام عمر پیارے نبی کا نام بلند کرتے رہے۔ ان کی شان بیان کرتے رہے۔ آج دنیا ان کا نام عزت سے پکارتی ہے اور ان کی شان کے قصیدے پڑھتی ہے۔ اسی لیے شاعر مشرق علامہ اقبال نے فرمایا تھا۔ ؎

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

کچھ علماء میرے حضرت کی علمیت میں شبہ کرتے تھے۔ دراصل شیطان ملعون نے حسد مولویوں اور پیروں میں جاری کر دیا ہے۔ علمائے ربانی پر اس کا اثر نہیں چلتا علمائے ظاہر متاثر ہو جاتے ہیں۔ خطیب پاکستان کو جو خصوصیات اللہ تعالیٰ نے عطا کی تھیں وہ سب دوسروں کو میسر نہیں تھیں۔ ایک کامیاب خطیب کے لیے حسن وجمال، آواز، لب ولہجہ، انداز کی عمدگی، علوم ومعارف پر کامل دسترس اور ادائیگی کی مہارت کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت خطیب پاکستان میں یہ تمام خوبیاں بلکہ کچھ اس سے سوا بہ تمام وکمال موجود تھیں۔ وہ بہت خوب صورت تھے۔ مردانہ حسن اور وجاہت کا پیکر جمیل۔ ان کے چہرے کو دیکھ کر آنکھیں اور دل فرحت محسوس کرتے۔ آواز ان کی ایسی تھی کہ لوگ دل تھام کے رہ جاتے۔ پنجابی ان کی مادری زبان تھی مگر اردو داں طبقے سے زیادہ صاف سلیس آسان اور شگفتہ اردو بولتے۔ لب ولہجہ اور انداز ایسا کہ سیکڑوں نے اس کی تقلید میں شہرت ومقبولیت حاصل کی گویا خطیب پاکستان کی نقل ان کا روزگار ٹھہری۔ اس سے بڑی اور کامیابی کسی شخص کی کیا ہوگی کہ جس کسی نے ان کی نقل کی وہ بھی لوگوں کے لیے محبوب ومحترم ہو گیا۔ علوم ومعارف کا یہ حال تھا کہ ایک آیت پڑھتے اور صرف ایک دو لفظوں پر چار چار گھنٹے بے تکان بولتے۔ دلائل کے انبار لگ جاتے۔ مجمع عام سے سوالوں پر مشتمل آپ نے

Marfat.com

والی تحریروں کے جواب دیتے ۔ عقلیات سے اپنا موقف ثابت کرتے اور ادائیگی اتنی عمدہ ہوتی کہ جاہل سے جاہل شخص کے قلب و ذہن میں بات نقش ہو جاتی دقیق مسائل جن پر اکثر علماء گفتگو بھی نہیں کرتے ۔ میرے حضرت مجمع عام کو باآسانی سمجھاتے بلکہ دلنشیں کر دیتے ۔ ان کی مجلس سے کوئی تشنہ نہیں اٹھتا تھا ۔ لوگ ان کی تقاریر سُن کر مقرر و خطیب ہو گئے ۔ میری آنکھوں نے کتنے ہی مقررین کو دیکھا کہ وہ حضرت خطیب پاکستان کی تقاریر ٹیپ کرتے ، سنتے اور یاد کرتے اگر ٹیپ نہ کرتے تو پوائنٹ نوٹ کرتے ۔ دلائل اور آیات استنباط ، استدلال کی جزئیات نقل کرتے ۔ میرے حضرت ہر کتاب کا حوالہ بھی دیتے تاکہ کسی مخالف کو جرأت نہ ہو ۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی کوئی یہ نہ کہہ سکا کہ غلط حوالہ دیتے ہیں یا غلط بات کرتے ہیں ۔ بدعقیدگی کا رد بدعقیدہ گروہ کے اکابر کی کتابوں سے کرتے اور اپنا مسلک قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کرتے اور مخالفین کی تحریروں سے اپنے مسلک کی تائید بھی پیش کرتے ۔ وہ لاجواب اور بے بدل خطیب تھے ۔

ان کے سب ملنے والے جانتے ہیں کہ خطیب پاکستان روزانہ بیشتر وقت مطالعہ کرتے ۔ ان کے ذاتی کتب خانے میں تفسیر، حدیث ، فقہ ، تاریخ ، تصوف مسائل ہر شعبے کی مستند و معتبر بیش بہا کتب موجود تھیں ۔ وہ نہ صرف پڑھتے بلکہ انہوں نے ۲۸ کے قریب علمی و تحقیقی تصانیف تیار کیں جو ان کے تبحر علمی کی آئینہ دار ہیں ۔ ان کے اساتذہ انہیں بے نظیر محقق کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں ۔

علمائے سلف میں سے مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی محدث اعظم مولانا سید سردار احمد صاحب لائل پوری ، تاج العلماء حضرت مولانا محمد عمر نعیمی ، فاضل جلیل حضرت مولانا غلام محمد ترنم ، سید المحدثین حضرت علامہ سید احمد ابوالبرکات ، حضرت مولانا سید منظور احمد مکان شریفی ، حضرت قمر المشائخ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی ، حضرت بابو جی قبلہ گولڑوی ، حضرت

Marfat.com

مولانا محمد عنایت اللہ سانگلہ ہل، حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ نعیمی وغیرہ علیہم الرحمہ اور بالخصوص حضرت مولانا حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی گجراتی سب میرے قبلۂ عالم کے مداح تھے اور نہایت فراخ دلی سے حقیقت آمیز بلا مبالغہ برملا تعریف کرتے۔ پنجاب میں حضرت مولانا عبدالغفور صاحب ہزاروی بڑے بلند پایہ اور مقبول مقرر تھے چونکہ انہیں اردو پر عبور نہیں تھا اس لیے کراچی میں کامیاب نہ ہو سکے وہ بھی میرے حضرت کی بہت تعریف فرماتے اور یہ سب علماء و مشائخ میرے حضرت کا بیان شوق سے سنتے خوش ہوتے حضرت اعلیٰ پیر صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ بھی لوگوں سے فرمایا کرتے۔ ہمارے حافظ جی بہت بڑے مولوی ہیں، یہ رسول اللہ کی بارگاہ میں محبوب ہیں۔ انہوں نے اپنی محفل میں یہ مژدہ خطیب پاکستان کو بھی سنایا جس کا ذکر ایک مرتبہ جمعہ کے خطبے میں خود میرے حضرت نے ارشاد فرمایا۔

ہم عصر اکابر علماء اپنے مدارس کے جلسوں میں میرے حضرت کو بلاتے میرے قبلہ عالم کا نام جلسوں کی کامیابی کی ضمانت سمجھا جاتا۔ کسی اور کے نام سے کبھی اس قدر اجتماع نہ ہوتا۔ یہ بے پناہ مقبولیت ہی کچھ اپنے ہم مسلک مولویوں کے لیے حسد کا باعث ہو گئی کچھ کہتے کہ صرف مقرر ہیں کچھ کہتے کہ نعت خواں ہیں لیکن جب کبھی مرد میداں کی ضرورت پڑتی، کبھی مخالفین کے چیلنج کا سامنا ہوتا۔ یہ بڑے بڑے مولوی اپنے حجروں میں بند رہتے۔ صرف خطیب پاکستان کی ذات تھی جو شیر دل تھی۔ ہر چیلنج کے جواب میں مخالفین کے چھکے چھڑاتے اور دانت کھٹے کرتے۔ اگر صرف مقرر تھے یا نعت خواں تھے تو ایک ہی شہر میں ۳۰ برس تک لوگ روزانہ انہیں سنتے رہے۔ بیس بیس میل سفر کر کے جمع ہوتے رہے ایک ہی بات ایک ہی شخص سے کتنی بار سنی جا سکتی ہے۔ وہ ایک ہی آیت پر ہر جگہ نئی تقریر کرتے، نئے نکات بیان کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا سینہ کھول دیا تھا۔ اُن کے قلب میں علوم و معارف القاء

Marfat.com

ہوئے وہ خود کہا کرتے تھے میں بیان شروع کرنے سے قبل بارگاہِ مصطفوی کی جانب توجہ کرتا ہوں۔ معانی و مفاہیم ذہن میں اترتے چلے جاتے ہیں۔ گرہیں کھلتی چلی جاتی ہیں۔ بلاشبہ انہیں علم لدنی عطا ہوا تھا۔ صدری علوم بھی بزرگانِ دین سے عطا ہوئے تھے۔ قرآن وسنت کو سمجھنا اور خود سمجھ کر سب کو سمجھانا اس طرح کہ سب کا شرح صدر ہو جائے۔ یہ ان کا خصوصی امتیاز تھا۔ ان کی تصانیف کی مقبولیت ان کی تقاریر سے کم نہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں کسی مذہبی عالم کی اس قدر تصانیف فروخت نہیں ہوئیں جس قدر حضرت خطیب پاکستان کی کتابیں اب تک ہو چکی ہیں۔

یہ وہ کتابیں ہیں جن سے علماء اپنے فتاویٰ میں حوالے نقل کرتے ہیں۔ ہر موضوع پر ایک بہترین تحقیق جمع کرنا اور اس پر سیر حاصل بحث کسی مقرر یا نعت خواں کا کام نہیں۔ میرے حضرت کے استاد مکرم غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ اور میرے حضرت کبھی کسی ایک جلسے میں جمع ہوتے تو حضرت غزالی زماں جن الفاظ سے میرے حضرت کی تعریف فرماتے اور سوئم کے اجتماع میں حضرت غزالی زماں کے الفاظ ان سب دوستوں کے لیے قابل توجہ ہیں حضرت نے فرمایا تھا ''حضرت مولانا حافظ محمد شفیع علوم و معارف کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھے ان سب لوگوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں جو مولانا حافظ محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے بارے میں نیک گمان نہیں رکھتے''

بلاشبہ حضرت غزالی زماں کے یہ الفاظ اظہارِ حقیقت پر مبنی تھے۔ اسی لیے انہوں نے فرمایا تھا کہ'' اللہ تعالےٰ نے مولانا حافظ محمد شفیع صاحب کو جو خصوصیات عطا فرمائی تھیں وہ اپنے ساتھ لے گئے'' حضرت غزالی زماں نے اس موقع پر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آپ دیکھیں گے کہ بہت جلد میرے حافظ صاحب کے جانشین صاحب زادہ مولانا کوکب نورانی اپنے والد صاحب کی جگہ لے لیں گے اور اسی مرتبت کے اہل قرار پائیں گے جو مولانا حافظ محمد شفیع صاحب کو حاصل ہوئی۔ اللہ تعالےٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میرے قبلۂ عالم کے اس نشانی کو تابندہ و

Marfat.com

درخشندہ رکھے اور علوم لدنی سے مالامال فرماکر خطیب لاثانی بنائے تاکہ میرے حضرت کا نام روشن رہے اور آسمان اہلسنت پر یہ کوکب اہلسنت جگمگاتا رہے الحمد للہ کہ ابھی سے میرے قبلۂ عالم کے اس نورِ نظر نے لشکرِ باطل پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ میں خطیب پاکستان کا لختِ جگر ہوں جس طرح انہوں نے گستاخان رسول، گستاخان صحابہ و اہل بیت و اولیاء کو معاف نہیں کیا۔ جب تک میری رگوں میں خون ہے میں ناموسِ رسالت و صحابہ و اہل بیت و اولیاء کے لیے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دوں گا اور آخری سانس تک مسلک اہلسنت کی خدمت کرتا رہوں گا۔

چنانچہ یا رسول اللہ کانفرنس منعقدہ حزب الاحناف میں میرے حضرت کے اس جانشین نے اس کا ثبوت بھی دیا۔ یہ نوجوان شب و روز اب خدمت دین کر رہا ہے۔ اللہ تعالٰی اس کے مبارک عزائم میں اسے کامیاب و کامران فرمائے

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

۱۳۸۳ھ حرمین شریفین کے ایک سفر میں میرے قبلۂ عالم مدینہ منورہ میں مواجہہ شریف کے سامنے صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ پیش فرما رہے تھے تو ایک صاحب پر نظر پڑی وہ کھلے ہاتھ کھڑے کچھ پڑھ رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب صاحب ہیں۔ میرے حضرت نے سلام سے فارغ ہو کر ان سے کہا آپ قاری طیب صاحب ہیں۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ میرے حضرت کے ساتھ حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی بدایونی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ میرے قبلۂ عالم نے قاری طیب صاحب سے سوال کیا کہ روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر جب کوئی ہدیۂ سلام پیش کرے تو اسے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا چاہیئے یا ہاتھ کھلے چھوڑ کر! قاری صاحب نے جواب دیا کہ اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ ہاتھ چھوڑ کر نہایت ادب سے کھڑا ہو۔ قاری صاحب میرے حضرت سے واقف نہیں تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ان کا کوئی جاننے والا اور غیر عالم ہے۔ میرے حضرت

Marfat.com

نے یہ واقعہ اپنے خطاب میں بھی سنایا اور اپنی کتاب راہِ عقیدت صفحہ ۲۱۱ پہ بھی نقل کیا۔ میں کتاب راہِ عقیدت کے الفاظ من وعن تحریر کر رہا ہوں۔

"میں نے کہا پھر فقہائے حنفیہ کا کتب فقہ میں تصریح فرمانا کہ ویقف کما یقف فی الصّلوٰۃ اسی طرح کھڑے رہو جس طرح کے نماز میں کھڑا ہونا ہے، اصل مسئلہ کے خلاف ہوگا۔ کہنے لگے بعض فقہاء نے اس کے خلاف بھی لکھا ہے اور قرآن میں صاف طور پر موجود ہے۔ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ میں نے کہا اس آیت میں ہاتھ باندھنے کا کہاں ذکر ہے؟ اس میں تو قیام للہ کا حکم ہے اور وہ آپ للرسول صلی اللہ علیہ وسلم کر چکے ہیں اور فرما بھی چکے ہیں کہ نہایت ادب سے کھڑا ہو۔ کہنے لگے اصل میں یہ احوال پر موقوف ہے لہٰذا اپنی حالت دیکھے اگر عشق کا غلبہ ہو تو ہاتھ باندھ لے۔ میں نے کہا کہ فقہاء کرام کا ارشاد مغلوب العشق لوگوں کے لیے ہے یا اہل اسلام کے لیے؟ کہنے لگے آپ نے اگر مناظرہ کرنا ہے تو میری قیام گاہ پر آیئے میں فلاں جگہ ٹھہرا ہوا ہوں۔ یہ کہہ کر چلے گئے حضرت مفتی صاحب جو بالکل خاموش کھڑے تھے میری اس گفتگو سے بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں اور فرمایا یہ لوگ نام کے حنفی ہیں۔"

راقم عرض کرتا ہے کہ قاری طیب صاحب کو اندازہ ہو گیا تھا کہ میں جس شخص سے مخاطب ہوں وہ نہایت عالم و فاضل ہے۔ جب تک ہو سکا جواب دینے کی کوشش کرتے رہے اور جب لاجواب ہو گئے تو گفتگو کو مناظرہ کا نام دے دیا جب باقی تمام جوابات وہیں دیئے جا سکتے تھے تو یہ جواب قیام گاہ کا متقاضی کیوں ہوا؟ دراصل وہ لاجواب ہو گئے تھے اور کسی طرح اپنی جان چھڑانا چاہ رہے تھے۔

میرے دوست اس تحریر کے محرّر نے یہ واقعہ نقل کرتے ہوئے کہا کہ میرا دل کہتا ہے یہ منظر نگاہِ رسولﷺ بھی دیکھ رہی تھی۔ سرکار دو عالم اپنے عاشق و طالب حضرت مولانا اوکاڑوی صاحب پر کس قدر خوش ہوئے ہوں

Marfat.com

گے۔ یہ سچ ہے کہ غلاموں پر آقا کی نظرِ عنایت سایہ فگن رہتی ہے۔ ذرا اندازہ کیجئے کہ دونوں وہاں موجود تھے، ایک کو ختمی مرتبت شفیع عاصیاں صلی اللہ علیہ وسلّم نے عزت و اعزاز سے نوازا اور دوسرے کو اپنی ہٹ دھرمی کے سبب خفت و ندامت کا سامنا ہوا۔

میرے حضرت قبلۂ عالم اپنے عقائد میں ایک مستحکم چٹان بلکہ پہاڑ کی طرح تھے وہ عقائد جو عشقِ رسول ﷺ سے سراسر مملو تھے۔ ذرا دیکھئے تو ۳۶ سال مسلسل تبلیغ دین کی۔ ہر لمحہ فروغ عشقِ رسول میں گزارا۔ کیا زندگی کی اس سے بڑی عظمت اور کامیابی کوئی اور ہو سکتی ہے؟ جس شخص کی تمام زندگی تعریف خدا اور ثنائے رسول میں گزری ہو اس کا ہر لمحہ عبادت اور مبارک ہے۔ حیف ان لوگوں پر جنہوں نے ذاتِ رسول ﷺ کو نزاع کا باعث بنا لیا ہے۔ ایک مومن جس نبی کا کلمہ پڑھے اس میں عیوب و نقائص ڈھونڈے وہ مومن کہلانے کا مستحق ہی نہیں۔ ایمان تو محبّت سکھاتا ہے اور محبت تعظیم سکھاتی ہے۔ بلاشبہ میرے حضرت خطیب پاکستان سراپا عاشقِ رسول تھے اور دل وجان سے نام نبی پر قربان بھی، یہی ان کا امتیاز تھا، یہی ان کا افتخار اور اس کی بدولت وہ ہر کلمہ گو کے محبوب تھے۔ وہ پیارے نبی کے دیوانے تھے اور پیارے نبی کی اُمت ان کی دیوانی ہے۔

میرے حضرت مستجاب الدعوات ولی کامل تھے۔ وہ عالم ربّانی تھے بارہا ان کی مجالس وعظ میں نورانی جلوے دیکھے گئے۔ خوشبو بھری ہوائیں لوگوں کو معطر کرتی تھیں۔ سیّد حسنین شاہ شیعہ عقائد رکھتے تھے مگر حب اہلِ بیت کے سبب میرے حضرت کی مجالس میں شریک ہوتے اور سنتے۔ انہوں نے حلفیہ یہ خواب سنایا اور جمعہ کے مجمع عام میں سنایا انہوں نے دیکھا کہ ایک محفل میں بہت اجتماع ہے اور حضرت خطیب پاکستان امام المتقین مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل و مناقب بیان کر رہے ہیں اور ردِّ شیعائیت

Marfat.com

بھی کر رہے ہیں - اسٹیج پر مولائے کائنات بھی جلوہ گر ہیں۔ سیّد حسنین شاہ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ حضرت مولائے کائنات نے فرمایا مولانا محمد شفیع جو بیان کر رہے ہیں وہ حق ہے۔ سیّد حسنین شاہ نے اگلی صبح خطیب پاکستان سے ملاقات کی انہیں یہ خواب سنایا اور شیعائیت سے توبہ کی اور اہلسنّت وجماعت کے مطابق راسخ العقیدہ ہو گئے اور جب سے اب تک مسلسل میرے حضرت کی محافل میں شرکت کرتے ہیں اور جمعہ بھی جامع مسجد گلزار حبیب میں ادا کرتے ہیں اس سے پہلے مسجد نور میں ادا کرتے رہے۔ یہاں یہ وضاحت کر دینا بھی ضروری ہے کہ بعض اہلسنت دوست میرے حضرت کے متعلق یہ کہتے تھے کہ یہ اہل تشیع کی طرح اس قدر ذکر اہل بیت کیوں کرتے ہیں انہیں معلوم ہوگا کہ میرے حضرت کے عقائد کے بارے میں اغیار کی رائے بھی یہی ہے کہ مولانا اوکاڑوی صاحب اپنے عقائد میں نہایت پکے اور راسخ ہیں۔ حضرت خود فرمایا کرتے تھے۔ میں رافضی ہوں نہ خارجی میں پکا سُنّی ہوں اور اہلسنّت و جماعت ہی صحیح العقیدہ ہیں۔ وہ اپنے عقائد کے بارے میں یہ رباعی بھی پڑھا کرتے تھے۔ ؎

بندۂ پروردگارم امت احمد نبی
دوست دارم چار یار تا بہ اولادِ علی رضؓ
مذہب حنفیہؒ دارم ملّت حضرت خلیلؑ
خاک پائے غوث اعظمؒ زیر سایہ ہر ولی

انہیں قرابتِ رسول بہت عزیز تھی۔ وہ اہل بیت کی محبت کو سرمایۂ ایمان سمجھتے۔ عشرۂ ماہ محرم کی مجالس میں وہ توحید و رسالت کے بعد مسلسل چار دن بالترتیب ایک دن مسئلہ خلافت، دوسرے دن شان صحابہ اور پھر سیدنا ابوبکر صدیق سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم کا ذکر فرماتے۔ اہل بیت کا ذکر وہ تفصیل سے کرتے اس لیے کہ بہت سے سنی علماء شان اہل بیت وضاحت سے نہیں کرتے۔ میرے حضرت ذکرِ اہل بیت تفصیل سے اس لیے بھی

Marfat.com

کرتے کہ شیعہ حضرات جو من گھڑت باتیں اہل بیت کے متعلق بیان کرتے ہیں کچھ ان کا بھی ازالہ ہو جائے اور لوگوں کے دل میں اہل بیت کی محبت صحیح نقش ہو جائے۔

وہ شیعہ حضرات کے اسٹیج پر بھی گئے مگر صرف تین چار مرتبہ اس کے باوجود انہوں نے وہاں بھی صحابہ کرامؓ کی عظمت وشان اور ان کی صداقت کا بیان کیا۔ مخالف کے اسٹیج پر ان کا اتنی بے باکی سے اپنے مسلک وموقف کا بیان ان کے راسخ العقیدہ ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ خود شیعہ حضرات یہ اعتراف کرتے کہ جس طرح خطیب پاکستان ذکر اہل بیت دلائل کے ساتھ کرتے ہیں۔ ہمارے شیعہ علماء بھی نہیں کرتے۔ پاکستان میں یزیدی فرقہ جب سر ابھارنے لگا تو خطیب پاکستان کی ہی ذات تھی جس نے ڈٹ کر ان کے عقائد باطلہ کا مقابلہ کیا۔ بے نظیر تحقیق پر مبنی کتاب "امام پاک اور یزید پلید" لکھی جس کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی انہیں اس بات سے بہت رنج ہوتا تھا کہ یہ کیسے لوگ ہیں جو اذیتِ رسول کا لحاظ بھی نہیں کرتے۔ امام حسینؓ کو گالیاں دے کر یہ قہرِ الٰہی کو دعوت دیتے ہیں۔

میرے حضرت نے صدرِ مملکت جنرل محمد ضیاء الحق سے پُرزور مطالبہ کیا تھا کہ اس فتنے کا سرکاری طور پر سدِّباب کیا جائے۔ کتنی کتابیں میرے حضرت نے صدر صاحب کو پیش کیں جس میں امام حسینؓ کے بارے میں گمراہ کن غلیظ زبان میں باتیں لکھی گئیں۔ ان کتابوں پر میرے حضرت کے احتجاج پر پابندی لگا دی گئی امام عالی مقام کی عظمت وشان بیان کرنے والے میرے قبلۂ عالم یقیناً ان خدمات پر سردار نوجوانان جنت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہٗ کی ذات بابرکات سے بے پناہ انعام واکرام اور فیوض وبرکات حاصل کریں گے اور ان کے نانا جان کی شفاعت کے حق دار ٹھہریں گے۔

میرے حضرت ہر سال کئی بار ملک کے مختلف علاقوں میں تقاریر کے سلسلے میں مدعو کیے جاتے۔ امام اہلسنّت غزالیٔ زماں حضرت علامہ سیّد احمد سعید صاحب کاظمی بھی اپنے دارالعلوم ملتان کے سالانہ جلسے میں بہ اصرار میرے حضرت کو بلاتے

Marfat.com

اور جلسے کی دو نشستوں میں میرے حضرت کا خطاب ہوتا۔ اہل ملتان بھی میرے حضرت والہ و شیدا تھے۔

یکم اپریل ۱۹۸۴ء کو انوار العلوم کے سالانہ جلسے کی تقریبات میں شرکت کے لیے میرے حضرت تشریف لے گئے۔ دار العلوم امجدیہ کے مولانا مفتی ظفر علی نعمانی اس نشست میں صدر جلسہ تھے جس سے میرے حضرت کو خطاب کرنا تھا۔ جلسے کے دوران اچانک بارش شروع ہوگئی اور اس قدر زور سے برسی کہ منٹوں میں پورا پنڈال جل تھل ہوگیا۔ جلسہ جاری رکھنا مشکل ہوگیا۔ لوگ کیچڑ ہوجانے کے سبب بیٹھنے پر آمادہ نہیں تھے۔ حضرت غزالی زماں کی نگاہ بصیرت افروز نے جان لیا اب ایک ہی شخص ہے جو عوام و خواص کے دلوں پر حکومت کرتا ہے اس کا جلوہ دکھایا جائے۔ فوراً فرمایا مولانا حافظ محمد شفیع صاحب کو بلاؤ ان سے کہو تقریر فرمائیں میرے حضرت فوراً جلسہ گاہ میں پہنچے لوگ کھڑے تھے اور بارش خوب برس رہی تھی۔ میرے حضرت نے فرمایا سب لوگ بیٹھ جاؤ بارش ابھی بند ہوجائے گی۔ لوگ ایک نظر آسمان پر چھائے گھنے بادلوں کو دیکھ رہے تھے اور ایک نظر خطیب پاکستان کو۔ میرے حضرت نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اے رب کریم، یہ مدینۃ الاولیا ملتان شریف ہے، اور جلسہ گاہ کے دائیں طرف حضرت غوث بہاؤ الحق محمد بن ذکریا ہیں اور دوسری طرف حضرت شاہ رکن عالم، ہم تیرے حبیب کے ذکر پاک کے لیے جمع ہیں تو بارش کو جلسے کے اختتام تک روک دے۔ دعا مانگ کر منہ پر ہاتھ پھیرے اور خطبہ شروع کردیا۔ خطیب پاکستان کی آواز کے سحر نے جاتے قدموں کو لوٹنے پر مجبور کردیا۔ لوگ بھیگ رہے تھے اور کیچڑ ہوجانے کے باوجود بھیگی دریوں پر بیٹھے تھے۔ بارش اسی وقت بند ہوگئی۔ ڈیڑھ گھنٹہ خطیب پاکستان بیان فرماتے رہے۔ کوئی شخص اجتماع سے نہیں اٹھا۔ اسٹیج پر موجود علماء نے بھی اعتراف کیا کہ یہ محض خطیب پاکستان کا اعجاز تھا کہ لوگ بیٹھے رہے اور سنتے رہے ورنہ ایسی حالت میں کوئی بھی ٹھہرنے کو تیار نہ تھا۔ بارش

Marfat.com

بند ہونے کی دعائیں ایک مکان ہی کیا جس اجتماع میں بھی میرے حضرت فرماتے وہاں بارش بند ہو جاتی اور جلسہ بہ تمام و کمال ہوتا۔ میرے حضرت کی یہ کرامت سوئم کے اجتماع میں حضرت غزالی زماں نے بھی ارشاد فرمائی۔

اور نگی ٹاؤن سیکٹر ½ ۱۱ میں ذکر شہادت کے جلسے میں میرے حضرت کی دعا سے بارش بند ہوئی۔

جنگ ۱۹۶۵ء کے موقع پر مولانا عبدالحامد بدایونی صاحبؒ کی قیادت میں کراچی سے کئی دیگر علماء کے ہمراہ حضرت صاحبؒ نے مع امدادی سامان کے لاہور، کھیم کرن، سیالکوٹ، چھمب جوڑیاں اور کشمیر کے کئی محاذوں پر اگلے مورچوں تک دورہ کیا اور جیالے جوانوں کے سامنے فلسفہ جہاد، فضائل جہاد اور اسلام کے موضوعات پر ولولہ انگیز تقاریر فرمائیں جس سے ان کے جذبے فروزاں ہوئے۔ کئی فوجی افسروں نے غیبی امداد کا اعتراف اور تذکرہ کیا اور چشم دیدہ واقعات سنائے۔ میرے حضرت نے اس دورے کے لیے لاکھوں روپے کا سامان اور نقد رقم جمع کی تھی جسے مجاہدین کشمیر اور متاثرین میں تقسیم کیا۔ صدر آزاد کشمیر اور دیگر عمائدین سے ملاقات بھی کی۔

حضرت خطیب پاکستان مولانا اوکاڑوی صاحبؒ جس طرح میدان تقریر میں بے مثال تھے اُسی طرح تحریر کے میدان میں بھی اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ ان کی تصانیف امریکہ و افریقہ تک یکساں مقبول ہیں۔ دعوے سے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جس قدر میرے حضرت کی تصانیف فروخت ہوتی ہیں اس قدر دیگر مذہبی کتب فروخت نہیں ہوتیں۔ ان کی ہر کتاب کے بیسیوں اڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ نماز مترجم ج ان کی اوّلین تصانیف میں سے ہے اب تک لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکی ایک اندازے کے مطابق ان کی ہر کتاب تیس ہزار سے زائد شائع ہو کر فروخت ہو چکی ہے اور علماء و عوام میں مقبولیت عام کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔ میرے حض کی کتابیں ان کی محققانہ عظمت، علمی تبحر، فقہی بصیرت اور عشقِ رسول کی آئ

Marfat.com

دار ہیں۔ انداز تحریر نہایت دلچسپ، پیرایۂ بیان نہایت عمدہ و دل نشیں، طباعت نہایت خوبصورت۔ پہلے اکثر مدینہ پبلشنگ کمپنی سے شائع ہوتی رہیں۔ اس کے مالک حکیم محمد تقی میرے حضرت کے بہترین دوست تھے۔ انہیں فالج کا عارضہ ہو گیا اور پھر وہ اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ میرے حضرت نے ان کے ایام علالت میں اپنے قائم کردہ نورانی کتب خانے سے اپنی کتب کی اشاعت کا اہتمام کیا مدینہ پبلشنگ کمپنی کے احباب سے انہوں نے کوئی معاوضہ، حق تصنیف وغیرہ نہیں لیا تھا۔ وہ خود اپنی کتابیں ان سے خرید کر اپنی مجالس میں لے جاتے تھے۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی کے احباب سے ان کا تقاضا تھا کہ آئندہ تمام کتب نورانی کتب خانہ شائع کرے گا۔ اس سلسلے میں ایک معاہدہ بھی ہو گیا تھا۔ نورانی کتب خانے کے تمام امور میرے حضرت کے فرزند ارجمند اور جانشین صاحب زادہ کوکب نورانی کے ذمے تھے وہ ان امور میں مہارت و کمال رکھتے ہیں۔ ان کی شائع کردہ کتابیں حد درجہ پسند کی گئی ہیں۔ انہوں نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر کئی رنگوں اور خوشنما خطاطی سے مزین عید کارڈ کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ ان کے کارڈ دنیا بھر میں پسند کیے گئے اور بہت مقبول ہوئے۔ پیر صاحب گولڑہ شریف سید نصیر الدین کی فارسی رباعیات کا جو مجموعہ انہوں نے شائع کیا ہے اسے بلاشبہ پاکستان میں شائع ہونے والی خوب صورت ترین کتابوں میں شمار کیا جا سکتا ہے میرے حضرت کی تصانیف میں سے تعارف علمائے دیوبند، شام کربلا، امام پاک اور یزید پلید، سفینۂ نوح حصہ اوّل، انوار رسالت حصہ اوّل، مسئلہ طلاق ثلاثہ مسئلہ سیاہ خضاب کے کئی ایڈیشن انہوں نے شائع کیے۔ جن کی طباعت، خطاطی اور تزئین پر وہ بلاشبہ دادِ تحسین و ستائش کے مستحق ہیں۔ حضرت خطیب پاکستان کی ذاتی تصانیف کی اشاعت کے لیے وہ پیہم مشغول ہیں۔ میرے حضرت کے وصال کے بعد تمام امور انہی کے سپرد ہیں وہ مغموم بھی ہیں مگر ان کی ہمت و استعداد اور عزائم پختہ اور خوش آئند ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی سے ہمکنار فرمائے

Marfat.com

اور ان کی تائید و اعانت فرمائے۔ آمین

میرے حضرت کی ۲۸ تصنیفات ہیں۔ اس کے علاوہ فتاوے، مقالے، مضامین، کتابوں پر حاشیے، اشعار نعت و مناقب بھی۔ ان کی تصانیف کے نام یہ ہیں۔ ذکر جمیل، ذکر حسین حصہ اول، ذکر حسین حصہ دوم، شام کربلا، امام پاک اور یزید پلید، تعارف علمائے دیو بند، نماز مترجم، راہِ عقیدت، سفینہ نوح حصہ اول، سفینہ نوح حصہ دوم، راہِ حق، درس توحید، انگوٹھا چومنے کا مسئلہ، برکات میلاد شریف، ثواب العبادات، انوار رسالت حصہ اول، انوار رسالت حصہ دوم، مسئلہ طلاق ثلاثہ، مسئلہ سیاہ خضاب، مسلمان خاتون، اخلاق و اعمال، مسئلہ بیس تراویح، مقالات اوکاڑوی، جہاد و قتال، حیات مسیح، نغمۂ حبیب، جھگڑے کا خاتمہ، میلاد شفیع اور نعت و مناقب کا مجموعہ ان کی باقی تحریروں کو مقالات میں شامل کیا جا رہا ہے۔ ان میں سے کچھ مسودات ناتمام ہیں جنہیں صاحب زادہ کوکب نورانی مکمل کر رہے ہیں۔

میرے حضرت قبلۂ عالم نے میمن مسجد بولٹن مارکیٹ کی خطابت کے بعد نماز جمعہ پانچ سال جامع مسجد عیدگاہ ایم اے جناح روڈ اور بارہ سال نور مسجد (نزد جوبلی سینما) میں پڑھائی۔ میرے حضرت جمعہ کے خطاب کا معاوضہ یا نذرانہ نہیں لیتے تھے۔ میرے حضرت کی دیرینہ خواہش تھی کہ وہ ایک عظیم الشان مرکزی جامع مسجد تعمیر کریں جو ہر لحاظ سے قابل دید ہو۔ سولجر بازار جو اب گلستان شفیع اوکاڑوی ہے کے علاقہ ڈولی کھاتا میں ایک قطعہ زمین ایک سو بیس برس سے مسجد کے لیے وقف تھا۔ اس کا بیشتر رقبہ اتنے عرصے میں دوسرے مصارف کی زد میں آگیا۔ ایک مختصر کچی عمارت چونے اور گارے پر مشتمل کمرے کی صورت میں تھی۔ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود اس پر مسجد تعمیر نہیں ہو سکی تھی۔ کچھ اہل محلہ کی نیت تھی کہ وہاں مارکیٹ بنادی جائے۔ علاقے کے کچھ احباب کو جب معلوم ہوا کہ حضرت خطیب پاکستان نے نور مسجد میں جمعہ پڑھانا چھوڑ دیا

Marfat.com

تو وہ میرے حضرت کے پاس آئے اور عرض گزار ہوئے کہ آپ کی بدولت یہ مسجد تعمیر ہو سکتی ہے اور آباد بھی۔ حضرت نے جا کر جگہ دیکھی اور اہل محلہ سے کہہ دیا کہ مجھے اختیارات دیں تو اس کام کا آغاز کروں گا۔ ادھر حضرت کی دیرینہ خواہش کی تکمیل کے لیے قدرت مہربان تھی۔ میرے حضرت نے اس مختصر عمارت میں نماز جمعہ کا آغاز کیا وہ غیر آباد مسجد میرے حضرت کے قدموں کی برکت سے فوراً آباد ہو گئی۔ ۱۹۷۲ء میں گلزار حبیب ٹرسٹ کے نام سے میرے حضرت نے ایک ادارہ رجسٹرڈ کروایا اور تعمیر کا سلسلہ شروع کر دیں۔ وہ نیک بخت جس نے یہ جگہ مسجد کے لیے وقف کی تھی اس کی روح بھی خوش ہو گئی ہو گی۔ ایک دو ایکڑ کے رقبے پر میرے حضرت نے جو مسجد تعمیر کی ہے وہ بلاشبہ پاکستان کی خوب صورت مساجد میں شمار ہوتی ہے۔ تقریب بنیاد میں میرے حضرت کے علاوہ حضرت خواجہ پیر محمد فاروق صاحب محبوب رحمانی، پیر صاحب کرماں والے اور متعدد علماء و احباب نے شرکت کی۔ تمام انبیاء، رسول اللہ صلوۃ اللہ علیہم، ازواج مطہرات، صحابہ کرام، اہل بیت اور تمام اولیاء کے ناموں پر لوگوں کے دیئے گئے عطیات سے یہ مبارک مسجد تعمیر ہوئی۔ یہ میرے حضرت کے عشق رسول کی مظہر ہے۔ اس مسجد میں روحانیت ہے۔ ہر جالی میں نعل پاک رسول کا نقش ہے۔ عالم اسلام کے نامور خطاط حافظ محمد یوسف سدیدی سے صاحب زادہ کوکب نورانی نے خطاطی کروائی جو سنگ مرمر کے تختوں پر کندہ کروا کر مسجد میں نصب کی گئی۔ مسجد میں بہترین سنگ مرمر لگایا گیا ہے۔ مسجد میں جا کر عجیب کیف و سرور طاری ہوتا ہے۔ اپریل ۱۹۸۴ء تک میرے حضرت نے انتہائی عقیدت و محبت سے اس کی تعمیر نہایت خلوص سے کی۔ اپنی جیب خاص سے عطیات دیئے۔ لوگ کہتے کہ عرب شیخ حضرات سے کہیں وہ بھاری رقم دے دیں گے کیونکہ تعمیر مسجد کے لیے ایک کروڑ روپے کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ حضرت فرماتے میں نے اپنے شیخ سے کہہ دیا ہے (ان کی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی) مجھے ان "شیخوں" سے

Marfat.com

کیا غرض ۔ وہ کہیں چندہ کرنے نہیں گئے ۔ لوگ خود ہی حصّہ لیتے رہے ۔ قریباً چالیس لاکھ روپے کے خرچ سے انہوں نے اندرونی عمارت کا بیشتر حصّہ مکمل کیا مسجد کے دروازوں کے لیے وہ گجرات کے مشہور ایم نذیر فرنیشرز کو آرڈر دے گئے تھے ۔ مسجد کی بنیادوں کے مرحلے پر انہوں نے اس مسجد کے پہلو میں اپنی قبر کے لیے جگہ تجویز کی اور اپنے خرچ پر جگہ بنوائی ۔ ان کا وصال ہوا تو اپنی وصیّت کے مطابق وہیں مدفون ہوئے ۔ وہ فرماتے تھے اگر مدینہ منورہ میں موت آئی تو جنۃ البقیع میں جگہ مل جائے گی ورنہ مجھے گلزار حبیب میں دفن کیا جائے ۔

ان کے جانشین صاحب زادہ کوکب نورانی نے کمال حوصلہ مندی اور صبر و ضبط کا مظاہرہ کیا تھا ۔ اپنے والد گرامی کے مرقد کے لیے انہوں نے سنگِ مرمر کے بڑے تختے منگوا کر ہر تختے پر قرآن شریف پڑھوایا اور تختے اندر قبر میں لگوائے کیونکہ سنگِ مرمر مٹی کے حکم میں ہے ۔ اس پر تیمم کیا جاتا ہے ۔ اسی کمرے پر جو خطیب پاکستان کی آخری آرام گاہ کے لیے مقرر ہوا تھا ان کے وصال کے بعد گیارہویں شریف کے مہینے میں صاحب زادہ کوکب نورانی نے خطیب پاکستان کے مزارِ اقدس کی تعمیر کا آغاز کیا ۔ تقریب بنیاد میں حضرت پیر خواجہ محمد معصوم صاحب سجادہ نشین موہری شریف ۔ علماء و مشائخ اور صوبائی وزرا نے شرکت کی خطیب پاکستان اور صاحبزادہ کوکب نورانی کے فاضل استاد فقیہ اہل سنّت شیخ القرآن حضرت علامہ مولانا غلام علی اوکاڑوی دامت برکاتہم العالیہ کی تجویز کے مطابق سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گنبد خضرا کے نمونے پر مزار شریف کی تعمیر الحمدللہ ہو رہی ہے ۔ صاحب زادہ کوکب نورانی تمام امور کی خود نگرانی کر رہے ہیں اور مزدوروں کے ساتھ مل کر خود کام کرتے ہیں ۔ گنبد میں لگنے والے ہر لوہے پر ، لوہے کی جالی پر بھی انہوں نے قرآن شریف پڑھوایا ہے ۔ گویا وہ اسے بابرکت بنانے کی ہر سعی جمیل کر رہے ہیں ۔ لائق باپ کے لائق فرزند نے اجتماع اور رونق مسجد کو کم نہیں ہونے دیا ۔ خطیب پاکستان کی اس یادگار

Marfat.com

ہوگیا۔ میں اپنے نام کو اس تختی پر کندہ دیکھ کر خوش ہو رہا ہوں۔ میری آنکھ کھلی تو پاس ہی مصلّے پر حضرت شیخ العرب والعجم اوراد وظائف میں مشغول تھے میں قریب جا کے بیٹھ گیا۔ حضرت نے توجہ فرمائی میں نے خواب سنایا حضرت نے بہت مبارک باد دی اور کندھے پر پیار سے ہاتھ رکھ کے پوچھا مولانا! آج بارگاہِ رسالت میں کچھ عرض کیا تھا؟ میں نے کہا جی ہاں عیدی مانگی تھی حضرت نے میرا سر اپنے سینے سے لگا لیا۔ سر کو چوما۔ فرمایا مولانا عیدی مل گئی ہے حضورِ اکرم فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ نے مجھے ایک خاص سنہری لوح عطا کی ہے جس میں اپنے خاص محبوں (غلاموں) کے نام درج کرتا ہوں۔ آپ کا نام مقربین و محبوبین میں درج ہو گیا ہے۔ میں اسی وقت مسجد نبوی شریف کی جانب ہو گیا۔ فجر کے بعد لوٹا تو حضرت نے سلسلہ عالیہ قادریہ اور دیگر سلاسل کی خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ میں نے عرض کی حضرت میں اس کا اہل نہیں فرمایا۔ ہم بھی حکم کی تعمیل کر رہے ہیں۔ میرے قبلۂ عالم نے یہ سب سنا کر بتایا کہ میں بہت عرصے تک اصرار کے باوجود لوگوں کو بیعت میں داخل نہیں کرتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت نے فرمایا ہمارا حکم ہے۔ بیعت کیا کرو پھر میں نے لوگوں کو بیعت کرنا شروع کیا اور اب بفضلہ تعالےٰ پاکستان اور جنوبی افریقہ میں ہزاروں افراد قادری ہو گئے ہیں۔ راقم عرض گزار ہے۔ مسلکِ طریقت میں میرے قبلۂ عالم کے مریدین بہت زیادہ تعداد میں نہ سہی۔ انہوں نے ۳۶ سال مسلسل شب و روز دنیا بھر میں جو مسلک اہلسنّت کی خدمت کی ہے اور کروڑوں افراد کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی ہے وہ سب لوگ جو میرے قبلۂ عالم کی تقاریر سُن کر مختلف مشائخ سے وابستہ ہوئے، جنہیں شریعت و طریقت کی جانب قبلۂ عالم نے گامزن کیا وہ سب میرے حضرت کے مریدین، محبین، معتقدین ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملک بھر اور بیرونِ ملک تمام صاحب سلسلہ صاحب نسبت، مشائخ و علماء، خواص و عوام کے لیے غیر متنازعہ طور پر سب سے زیادہ ہر دلعزیز اور محبوب

Marfat.com

تر شخصیت میرے قبلہ عالم کی تھی۔ آج بھی سب نہایت محبت وعقیدت سے انہیں یاد کرتے ہیں۔ یہی نیک نامی، عزت و مقبولیت حضرت خطیب پاکستان کا امتیاز ان کا ترکہ ہے۔ وہ تمام عمر پیارے نبی کا نام بلند کرتے رہے۔ ان کی شان بیان کرتے رہے۔ آج دنیا ان کا نام عزت سے پکارتی ہے اور ان کی شان کے قصیدے پڑھتی ہے۔ اسی لیے شاعر مشرق علامہ اقبال نے فرمایا تھا۔ ؎

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

کچھ علماء میرے حضرت کی علمیت میں شبہ کرتے تھے۔ دراصل شیطان ملعون نے حسد مولویوں اور پیروں میں جاری کر دیا ہے۔ علمائے ربانی پر اس کا اثر نہیں چلتا علمائے ظاہر متاثر ہو جاتے ہیں۔ خطیب پاکستان کو جو خصوصیات اللہ تعالےٰ نے عطا کی تھیں وہ سب دوسروں کو میسر نہیں تھیں۔ ایک کامیاب خطیب کے لیے حسن و جمال، آواز، لب ولہجہ، انداز کی عمدگی، علوم و معارف پر کامل دسترس اور ادائیگی کی مہارت کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت خطیب پاکستان میں یہ تمام خوبیاں بلکہ کچھ اس سے سوا بہ تمام وکمال موجود تھیں۔ وہ بہت خوب صورت تھے۔ مردانہ حسن اور وجاہت کا پیکر جمیل، ان کے چہرے کو دیکھ کر آنکھیں اور دل فرحت محسوس کرتے۔ آواز ان کی ایسی تھی کہ لوگ دل تھام کے رہ جاتے۔ پنجابی ان کی مادری زبان تھی مگر اردو داں طبقے سے زیادہ صاف سلیس آسان اور شگفتہ اردو بولتے۔ لب ولہجہ اور انداز ایسا کہ سیکڑوں نے اس کی تقلید میں شہرت و مقبولیت حاصل کی گویا خطیب پاکستان کی نقل ان کا روزگار ٹھہری۔ اس سے بڑی اور کامیابی کسی شخص کی کیا ہوگی کہ جس کسی نے ان کی نقل کی وہ بھی لوگوں کے لیے محبوب و محترم ہو گیا۔ علوم و معارف کا یہ حال تھا کہ ایک آیت پڑھتے اور صرف ایک دو لفظوں پر چار چار گھنٹے بے تکان بولتے۔ دلائل کے انبار لگ جاتے۔ مجمع عام سے سوالوں پر مشتمل آپ نے

Marfat.com

والی تحریروں کے جواب دیتے ۔ عقلیات سے اپنا مؤقف ثابت کرتے اور ادائیگی اتنی عمدہ ہوتی کہ جاہل سے جاہل شخص کے قلب و ذہن میں بات نقش ہو جاتی دقیق مسائل جن پر اکثر علماء گفتگو بھی نہیں کرتے ۔ میرے حضرت مجمع عام کو باآسانی سمجھاتے بلکہ دلنشیں کر دیتے ۔ ان کی مجلس سے کوئی تشنہ نہیں اٹھتا تھا۔ لوگ ان کی تقاریر سن کر مقرر و خطیب ہو گئے ۔ میری آنکھوں نے کتنے ہی مقررین کو دیکھا کہ وہ حضرت خطیب پاکستان کی تقاریر ٹیپ کرتے ، سنتے اور یاد کرتے اگر ٹیپ نہ کرتے تو پوائنٹ نوٹ کرتے ۔ دلائل اور آیات استنباط ، استدلال کی جزئیات نقل کرتے ۔ میرے حضرت ہر کتاب کا حوالہ بھی دیتے تاکہ کسی مخالف کو جرأت نہ ہو ۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی کوئی یہ نہ کہہ سکا کہ غلط حوالہ دیتے ہیں یا غلط بات کرتے ہیں ۔ بدعقیدگی کا رد بدعقیدہ گروہ کے اکابر کی کتابوں سے کرتے اور اپنا مسلک قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کرتے اور مخالفین کی تحریروں سے اپنے مسلک کی تائید بھی پیش کرتے ۔ وہ لاجواب اور بے بدل خطیب تھے۔

ان کے سب ملنے والے جانتے ہیں کہ خطیب پاکستان روزانہ بیشتر وقت مطالعہ کرتے ۔ ان کے ذاتی کتب خانے میں تفسیر، حدیث ، فقہ ، تاریخ ، تصوف مسائل ہر شعبے کی مستند و معتبر بیش بہا کتب موجود تھیں ۔ وہ نہ صرف پڑھتے بلکہ انہوں نے ۲۸ کے قریب علمی و تحقیقی تصانیف تیار کیں جو ان کے تبحر علمی کی آئینہ دار ہیں ۔ ان کے اساتذہ انہیں بے نظیر محقق کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں ۔

علمائے سلف میں سے مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی محدث اعظم مولانا سید سردار احمد صاحب لائلپوری ، تاج العلماء حضرت مولانا محمد عمر نعیمی ، فاضل جلیل حضرت مولانا غلام محمد ترنم ، سید المحدثین حضرت علامہ سید احمد ابوالبرکات ، حضرت مولانا سید منظور احمد مکان شریفی ، حضرت قمر المشائخ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی ، حضرت بابوجی قبلہ گولڑوی ، حضرت

Marfat.com

مولانا محمد عنایت اللہ سانگلہ ہل ، حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ نعیمی وغیرہ علیہم الرحمہ اور بالخصوص حضرت مولانا حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی گجراتی سب میرے قبلۂ عالم کے مداح تھے اور نہایت فراخ دلی سے حقیقت آمیز بلا مبالغہ برملا تعریف کرتے ۔ پنجاب میں حضرت مولانا عبدالغفور صاحب ہزاروی بڑے بلند پایہ اور مقبول مقرر تھے چونکہ انہیں اردو پر عبور نہیں تھا اس لیے کراچی میں کامیاب نہ ہو سکے وہ بھی میرے حضرت کی بہت تعریف فرماتے اور یہ سب علماء و مشائخ میرے حضرت کا بیان شوق سے سنتے خوش ہوتے حضرت اعلیٰ پیر صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ بھی لوگوں سے فرمایا کرتے ۔ ہمارے حافظ جی بہت بڑے مولوی ہیں، یہ رسول اللہ کی بارگاہ میں محبوب ہیں ۔ انہوں نے اپنی محفل میں یہ مژدہ خطیب پاکستان کو بھی سنایا جس کا ذکر ایک مرتبہ جمعہ کے خطبے میں خود میرے حضرت نے ارشاد فرمایا ۔

ہم عصر اکابر علماء اپنے مدارس کے جلسوں میں میرے حضرت کو بلاتے میرے قبلہ عالم کا نام جلسوں کی کامیابی کی ضمانت سمجھا جاتا ۔ کسی اور کے نام سے کبھی اس قدر اجتماع نہ ہوتا ۔ یہ بے پناہ مقبولیت ہی کچھ اپنے ہم مسلک مولویوں کے لیے حسد کا باعث ہو گئی کچھ کہتے کہ صرف مقرر ہیں کچھ کہتے کہ نعت خواں ہیں لیکن جب کبھی مرد میداں کی ضرورت پڑتی، کبھی مخالفین کے چیلنج کا سامنا ہوتا ۔ یہ بڑے بڑے مولوی اپنے حجروں میں بند رہتے ۔ صرف خطیب پاکستان کی ذات تھی جو شیر دل تھی ۔ ہر چیلنج کے جواب میں مخالفین کے چھکے چھڑاتے اور دانت کھٹے کرتے ۔ اگر صرف مقرر تھے یا نعت خواں تھے تو ایک ہی شہر میں ۳۰ برس تک لوگ روزانہ انہیں سنتے رہے ۔ بیس بیس میل سفر کر کے جمع ہوتے رہے ایک ہی بات ایک ہی شخص سے کتنی بار سنی جا سکتی ہے ۔ وہ ایک ہی آیت پر ہر جگہ نئی تقریر کرتے ، نئے نکات بیان کرتے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا سینہ کھول دیا تھا ۔ اُن کے قلب میں علوم و معارف القاء

Marfat.com

ہوئے وہ خود کہا کرتے تھے میں بیان شروع کرنے سے قبل بارگاہِ مصطفوی کی جانب توجہ کرتا ہوں۔ معانی و مفاہیم ذہن میں اترتے چلے جاتے ہیں۔ گرہیں کھلتی چلی جاتی ہیں۔ بلاشبہ انہیں علم لدنی عطا ہوا تھا۔ صدری علوم بھی بزرگان دین سے عطا ہوئے تھے۔ قرآن و سنت کو سمجھنا اور خود سمجھ کر سب کو سمجھانا اس طرح کہ سب کا شرح صدر ہو جائے۔ یہ ان کا خصوصی امتیاز تھا۔ ان کی تصانیف کی مقبولیت ان کی تقاریر سے کم نہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں کسی مذہبی عالم کی اس قدر تصانیف فروخت نہیں ہوئیں جس قدر حضرت خطیب پاکستان کی کتابیں اب تک ہو چکی ہیں۔

یہ وہ کتابیں ہیں جن سے علماء اپنے فتاویٰ میں حوالے نقل کرتے ہیں۔ ہر موضوع پر ایک بہترین تحقیق جمع کرنا اور اس پر سیر حاصل بحث کسی مقرر یا نعت خواں کا کام نہیں۔ میرے حضرت کے استاد مکرم غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ اور میرے حضرت کبھی کسی ایک جلسے میں جمع ہوتے تو حضرت غزالی زماں جن الفاظ سے میرے حضرت کی تعریف فرماتے اور سوئم کے اجتماع میں حضرت غزالی زماں کے الفاظ ان سب دوستوں کے لیے قابل توجہ ہیں حضرت نے فرمایا تھا۔ "حضرت مولانا حافظ محمد شفیع علوم و معارف کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھے ان سب لوگوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں جو مولانا حافظ محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے بارے میں نیک گمان نہیں رکھتے۔"

بلاشبہ حضرت غزالی زماں کے یہ الفاظ اظہارِ حقیقت پر مبنی تھے۔ اسی لیے انہوں نے فرمایا تھا کہ "اللہ تعالےٰ نے مولانا حافظ محمد شفیع صاحب کو جو خصوصیات عطا فرمائی تھیں وہ اپنے ساتھ لے گئے۔" حضرت غزالی زماں نے اس موقع پر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آپ دیکھیں گے کہ بہت جلد میرے حافظ صاحب کے جانشین صاحب زادہ مولانا کوکب نورانی اپنے والد صاحب کی جگہ لے لیں گے اور اسی مرتبت کے اہل قرار پائیں گے جو مولانا حافظ محمد شفیع صاحب کو حاصل ہوئی۔ اللہ تعالےٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میرے قبلۂ عالم کے اس نشانی کو تابندہ و

Marfat.com

درخشندہ رکھے اور علوم لدنی سے مالامال فرما کر خطیب لاثانی بنائے تاکہ میرے حضرت کا نام روشن رہے اور آسمان اہلسنت پر یہ کوکب اہلسنت جگمگاتا رہے الحمدللہ کہ ابھی سے میرے قبلۂ عالم کے اس نورِ نظر نے لشکر باطل پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ میں خطیب پاکستان کا لختِ جگر ہوں جس طرح انہوں نے گستاخان رسول، گستاخان صحابہ و اہل بیت و اولیاء کو معاف نہیں کیا۔ جب تک میری رگوں میں خون ہے میں ناموسِ رسالت وصحابہ و اہل بیت و اولیاء کے لیے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دوں گا اور آخری سانس تک مسلک اہلسنت کی خدمت کرتا رہوں گا۔

چنانچہ یارسول اللہ کانفرنس منعقدہ حزب الاحناف میں میرے حضرت کے اس جانشین نے اس کا ثبوت بھی دیا۔ یہ نوجوان شب وروز اب خدمت دین کر رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے مبارک عزائم میں اسے کامیاب و کامران فرمائے

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

۱۳۸۳ھ حرمین شریفین کے ایک سفر میں میرے قبلۂ عالم مدینہ منورہ میں مواجہہ شریف کے سامنے صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ پیش فرما رہے تھے تو ایک صاحب پر نظر پڑی وہ کھلے ہاتھ کھڑے کچھ پڑھ رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب صاحب ہیں۔ میرے حضرت نے سلام سے فارغ ہو کر ان سے کہا آپ قاری طیب صاحب ہیں۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ میرے حضرت کے ساتھ حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی بدایونی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ میرے قبلۂ عالم نے قاری طیب صاحب سے سوال کیا کہ روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر جب کوئی ہدیۂ سلام پیش کرے تو اسے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا چاہیئے یا ہاتھ کھلے چھوڑ کر! قاری صاحب نے جواب دیا کہ اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ ہاتھ چھوڑ کر نہایت ادب سے کھڑا ہو۔ قاری صاحب میرے حضرت سے واقف نہیں تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ان کا کوئی جاننے والا اور غیر عالم ہے۔ میرے حضرت

Marfat.com

نے یہ واقعہ اپنے خطاب میں بھی سنایا اور اپنی کتاب راہِ عقیدت صفحہ ۲۱۱ پہ بھی نقل کیا۔ میں کتاب راہِ عقیدت کے الفاظ من وعن تحریر کر رہا ہوں۔

"میں نے کہا پھر فقہائے حنفیہ کا کتب فقہ میں تصریح فرمانا کہ ویقف کما یقف فی الصلوٰۃ اسی طرح کھڑے رہو جس طرح کے نماز میں کھڑا ہونا ہے، اصل مسئلہ کے خلاف ہوگا۔ کہنے لگے بعض فقہاء نے اس کے خلاف بھی لکھا ہے اور قرآن میں صاف طور پر موجود ہے۔ وَقُومُوا لِلّٰہِ قَانِتِینَ میں نے کہا اس آیت میں ہاتھ باندھنے کا کہاں ذکر ہے؟ اس میں تو قیام للہ کا حکم ہے اور وہ آپ للرسول صلی اللہ علیہ وسلم کر چکے ہیں اور فرما بھی چکے ہیں کہ نہایت ادب سے کھڑا ہو۔ کہنے لگے اصل میں یہ احوال پر موقوف ہے لہٰذا اپنی حالت دیکھے اگر عشق کا غلبہ ہو تو ہاتھ باندھ لے۔ میں نے کہا کہ فقہاء کرام کا ارشاد مغلوب العشق لوگوں کے لیے ہے یا اہل اسلام کے لیے؟ کہنے لگے آپ نے اگر مناظرہ کرنا ہے تو میری قیام گاہ پر آیئے میں فلاں جگہ ٹھہرا ہوا ہوں۔ یہ کہہ کر چلے گئے حضرت مفتی صاحب جو بالکل خاموش کھڑے تھے میری اس گفتگو سے بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں اور فرمایا یہ لوگ نام کے حنفی ہیں۔"

راقم عرض کرتا ہے کہ قاری طیب صاحب کو اندازہ ہو گیا تھا کہ میں جس شخص سے مخاطب ہوں وہ نہایت عالم و فاضل ہے۔ جب تک ہو سکا جواب دینے کی کوشش کرتے رہے اور جب لاجواب ہو گئے تو گفتگو کو مناظرہ کا نام دے دیا جب باقی تمام جوابات وہیں دیئے جا سکتے تھے تو یہ جواب قیام گاہ کا متقاضی کیوں ہوا؟ دراصل وہ لاجواب ہو گئے تھے اور کسی طرح اپنی جان چھڑانا چاہ رہے تھے۔

میرے دوست اس تحریر کے محرّر نے یہ واقعہ نقل کرتے ہوئے کہا کہ میرا دل کہتا ہے یہ منظر نگاہِ رسولؐ بھی دیکھ رہی تھی۔ سرکار دو عالم اپنے عاشق و طالب حضرت مولانا اوکاڑوی صاحب پر کس قدر خوش ہوئے ہوں

Marfat.com

گے۔ یہ سچ ہے کہ غلاموں پر آقا کی نظرِ عنایت سایہ فگن رہتی ہے۔ ذرا اندازہ کیجئے کہ دونوں وہاں موجود تھے، ایک کو ختمی مرتبت شفیع عاصیاں صلی اللہ علیہ وسلّم نے عزت و اعزاز سے نوازا اور دوسرے کو اپنی ہٹ دھرمی کے سبب خفت و ندامت کا سامنا ہوا۔

میرے حضرت قبلۂ عالم اپنے عقائد میں ایک مستحکم چٹان بلکہ پہاڑ کی طرح تھے وہ عقائد جو عشقِ رسول ﷺ سے سراسر مملو تھے۔ ذرا دیکھئے تو ۳۶ سال مسلسل تبلیغ دین کی۔ ہر لمحہ فروغ عشقِ رسول میں گزارا۔ کیا زندگی کی اس سے بڑی عظمت اور کامیابی کوئی اور ہو سکتی ہے؟ جس شخص کی تمام زندگی تعریف خدا اور ثنائے رسول میں گزری ہو اس کا ہر لمحہ عبادت اور مبارک ہے۔ حیف ان لوگوں پر جنہوں نے ذاتِ رسول ﷺ کو نزاع کا باعث بنالیا ہے۔ ایک مومن جس نبی کا کلمہ پڑھے اس میں عیوب و نقائص ڈھونڈے وہ مومن کہلانے کا مستحق ہی نہیں۔ ایمان تو محبت سکھاتا ہے اور محبت تعظیم سکھاتی ہے۔ بلاشبہ میرے حضرت خطیب پاکستان سراپا عاشقِ رسول تھے اور دل و جان سے نام نبی پر قربان بھی، یہی ان کا امتیاز تھا، یہی ان کا افتخار اور اس کی بدولت وہ ہر کلمہ گو کے محبوب تھے۔ وہ پیارے نبی کے دیوانے تھے اور پیارے نبی کی اُمت ان کی دیوانی ہے۔

میرے حضرت مستجاب الدعوات ولی کامل تھے۔ وہ عالم ربّانی تھے بارہا ان کی مجالس وعظ میں نورانی جلوے دیکھے گئے۔ خوشبو بھری ہوائیں لوگوں کو معطر کرتی تھیں۔ سیّد حسنین شاہ شیعہ عقائد رکھتے تھے مگر حب اہلِ بیت کے سبب میرے حضرت کی مجالس میں شریک ہوتے اور سنتے۔ انہوں نے حلفیہ یہ خواب سنایا اور جمعہ کے مجمع عام میں سنایا انہوں نے دیکھا کہ ایک محفل میں بہت اجتماع ہے اور حضرت خطیب پاکستان امام المتقین مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے فضائل و مناقب بیان کر رہے ہیں اور ردِّ شیعائیت

Marfat.com

بھی کر رہے ہیں - اسٹیج پر مولائے کائنات بھی جلوہ گر ہیں۔ سیّد حسنین شاہ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ حضرت مولائے کائنات نے فرمایا مولانا محمد شفیع جو بیان کر رہے ہیں وہ حق ہے۔ سیّد حسنین شاہ نے اگلی صبح خطیب پاکستان سے ملاقات کی انہیں یہ خواب سنایا اور شیعائیت سے توبہ کی اور اہلسنّت وجماعت کے مطابق راسخ العقیدہ ہو گئے اور جب سے اب تک مسلسل میرے حضرت کی محافل میں شرکت کرتے ہیں اور جمعہ بھی جامع مسجد گلزار حبیب میں ادا کرتے ہیں اس سے پہلے مسجد نور میں ادا کرتے رہے - یہاں یہ وضاحت کر دینا بھی ضروری ہے کہ بعض اہلسنت دوست میرے حضرت کے متعلق یہ کہتے تھے کہ یہ اہل تشیع کی طرح اس قدر ذکر اہل بیت کیوں کرتے ہیں انہیں معلوم ہو گا کہ میرے حضرت کے عقائد کے بارے میں اغیار کی رائے بھی یہی ہے کہ مولانا اوکاڑوی صاحب اپنے عقائد میں نہایت پکے اور راسخ ہیں۔ حضرت خود فرمایا کرتے تھے۔ میں رافضی ہوں نہ خارجی میں پکا سُنّی ہوں اور اہلسنّت وجماعت ہی صحیح العقیدہ ہیں۔ وہ اپنے عقائد کے بارے میں یہ رباعی بھی پڑھا کرتے تھے۔ ؎

بندۂ پروردگارم امت احمد نبی
دوست دارم چار یار تا بہ اولادِ علیؓ
مذہب حنفیہؒ دارم ملت حضرت خلیلؑ
خاک پائے غوث اعظمؒ زیر سایہ ہر ولی

انہیں قرابتِ رسول بہت عزیز تھی۔ وہ اہل بیت کی محبّت کو سرمایۂ ایمان سمجھتے۔ عشرۂ ماہ محرم کی مجالس میں وہ توحید و رسالت کے بعد مسلسل چار دن بالترتیب ایک دن مسئلہ خلافت، دوسرے دن شان صحابہ اور پھر سیدنا ابوبکر صدیق سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم کا ذکر فرماتے۔ اہل بیت کا ذکر وہ تفصیل سے کرتے اس لیے کہ بہت سے سنّی علماء شان اہل بیت وضاحت سے نہیں کرتے۔ میرے حضرت ذکرِ اہل بیت تفصیل سے اس لیے بھی

Marfat.com

کرتے کہ شیعہ حضرات جو من گھڑت باتیں اہل بیت کے متعلق بیان کرتے ہیں کچھ ان کا بھی ازالہ ہو جائے اور لوگوں کے دل میں اہل بیت کی محبت صحیح نقش ہو جائے۔

وہ شیعہ حضرات کے اسٹیج پر بھی گئے مگر صرف تین چار مرتبہ اس کے باوجود انہوں نے وہاں بھی صحابہ کرامؓ کی عظمت وشان اور ان کی صداقت کا بیان کیا۔ مخالف کے اسٹیج پر ان کا اتنی بے باکی سے اپنے مسلک و موقف کا بیان ان کے راسخ العقیدہ ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ خود شیعہ حضرات یہ اعتراف کرتے کہ جس طرح خطیب پاکستان ذکر اہل بیت دلائل کے ساتھ کرتے ہیں۔ ہمارے شیعہ علماء بھی نہیں کرتے۔ پاکستان میں یزیدی فرقہ جب سر ابھارنے لگا تو خطیب پاکستان کی ہی ذات تھی جس نے ڈٹ کر ان کے عقائد باطلہ کا مقابلہ کیا۔ بے نظیر تحقیق پر مبنی کتاب "امام پاک اور یزید پلید" لکھی جس کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی انہیں اس بات سے بہت رنج ہوتا تھا کہ یہ کیسے لوگ ہیں جو اذیتِ رسول کا لحاظ بھی نہیں کرتے۔ امام حسینؓ کو گالیاں دے کر یہ قہر الٰہی کو دعوت دیتے ہیں۔

میرے حضرت نے صدرِ مملکت جزل محمد ضیاء الحق سے پُرنور مطالبہ کیا تھا کہ اس فتنے کا سرکاری طور پر سدِ باب کیا جائے۔ کتنی کتابیں میرے حضرت نے صدر صاحب کو پیش کیں۔ جس میں امام حسینؓ کے بارے میں گمراہ کُن غلیظ زبان میں باتیں لکھی گئیں۔ ان کتابوں پر میرے حضرت کے احتجاج پر پابندی لگا دی گئی امام عالی مقام کی عظمت وشان بیان کرنے والے میرے قبلۂ عالم یقیناً ان خدمات پر سردار نوجوانان جنت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات سے بے پناہ انعام واکرام اور فیوض وبرکات حاصل کریں گے اور ان کے نانا جان کی شفاعت کے حق دار ٹھہریں گے۔

میرے حضرت ہر سال کئی بار ملک کے مختلف علاقوں میں تقاریر کے سلسلے میں مدعو کیے جاتے۔ امام اہلسنّت غزالئ زماں حضرت علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی بھی اپنے دارالعلوم ملتان کے سالانہ جلسے میں بہ اصرار میرے حضرت کو بلاتے

Marfat.com

اور جلسے کی دونشستوں میں میرے حضرت کا خطاب ہوتا۔ اہل ملتان بھی میرے حضرت والہ و شیدا تھے۔

یکم اپریل ۱۹۸۴ء کو انوار العلوم کے سالانہ جلسے کی تقریبات میں شرکت کے لیے میرے حضرت تشریف لے گئے۔ دارالعلوم امجدیہ کے مولانا مفتی ظفر علی نعمانی اس نشست میں صدر جلسہ تھے جس سے میرے حضرت کو خطاب کرنا تھا۔ جلسے کے دوران اچانک بارش شروع ہوگئی اور اس قدر زور سے برسی کہ منٹوں میں پورا پنڈال جل تھل ہوگیا۔ جلسہ جاری رکھنا مشکل ہوگیا۔ لوگ کیچڑ ہوجانے کے سبب بیٹھنے پر آمادہ نہیں تھے۔ حضرت غزالی زماں کی نگاہ بصیرت افروز نے جان لیا اب ایک ہی شخص ہے جو عوام و خواص کے دلوں پر حکومت کرتا ہے اس کا جلوہ دکھایا جائے۔ فوراً فرمایا مولانا حافظ محمد شفیع صاحب کو بلاؤ ان سے کہو تقریر فرمائیں میرے حضرت فوراً جلسہ گاہ میں پہنچے لوگ کھڑے تھے اور بارش خوب برس رہی تھی۔ میرے حضرت نے فرمایا سب لوگ بیٹھ جاؤ بارش ابھی بند ہو جائے گی۔ لوگ ایک نظر آسمان پر چھائے گھنے بادلوں کو دیکھ رہے تھے اور ایک نظر خطیب پاکستان کو۔ میرے حضرت نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اے رب کریم، یہ مدینۃ الاولیا ملتان شریف ہے، اور جلسہ گاہ کے دائیں طرف حضرت غوث بہاؤالحق محمد بن ذکریا ہیں اور دوسری طرف حضرت شاہ رکن عالم، ہم تیرے حبیب کے ذکر پاک کے لیے جمع ہیں تو بارش کو جلسے کے اختتام تک روک دے۔ دُعا مانگ کر منہ پر ہاتھ پھیرے اور خطبہ شروع کر دیا۔ خطیب پاکستان کی آواز کے سحر نے جاتے قدموں کو لوٹنے پر مجبور کر دیا۔ لوگ بھیگ رہے تھے اور کیچڑ ہو جانے کے باوجود بھیگی دریوں پر بیٹھے تھے۔ بارش اسی وقت بند ہوگئی۔ ڈیڑھ گھنٹہ خطیب پاکستان بیان فرماتے رہے۔ کوئی شخص اجتماع سے نہیں اٹھا۔ اسٹیج پر موجود علماء نے بھی اعتراف کیا کہ یہ محض خطیب پاکستان کا اعجاز تھا کہ لوگ بیٹھے رہے اور سنتے رہے ورنہ ایسی حالت میں کوئی بھی ٹھہرنے کو تیار نہ تھا۔ بارش

Marfat.com

بند ہونے کی دعائیں ایک ملتان ہی کیا جس اجتماع میں بھی میرے حضرت فرماتے وہاں بارش بند ہو جاتی اور جلسہ بہ تمام و کمال ہوتا۔ میرے حضرت کی یہ کرامت سوئم کے اجتماع میں حضرت غزالیٔ زماں نے بھی ارشاد فرمائی۔

اورنگی ٹاؤن سیکٹر ½ ۱۱ میں ذکر شہادت کے جلسے میں میرے حضرت کی دعا سے بارش بند ہوئی۔

جنگ ۱۹۶۵ء کے موقع پر مولانا عبدالحامد بدایونی صاحبؒ کی قیادت میں کراچی سے کئی دیگر علماء کے ہمراہ حضرت صاحبؒ نے مع امدادی سامان کے لاہور، کھیم کرن، سیالکوٹ، چھمب جوڑیاں اور کشمیر کے کئی محاذوں پر اگلے مورچوں تک دورہ کیا اور جیالے جوانوں کے سامنے فلسفۂ جہاد، فضائل جہاد اور اسلام کے موضوعات پر ولولہ انگیز تقاریر فرمائیں جس سے ان کے جذبے فروزاں ہوئے۔ کئی فوجی افسروں نے غیبی امداد کا اعتراف اور تذکرہ کیا اور چشم دیدہ واقعات سنائے۔ میرے حضرت نے اس دورے کے لیے لاکھوں روپے کا سامان اور نقد رقم جمع کی تھی جسے مجاہدین کشمیر اور متاثرین میں تقسیم کیا۔ صدر آزاد کشمیر اور دیگر عمائدین سے ملاقات بھی کی۔

حضرت خطیب پاکستان مولانا اوکاڑوی صاحبؒ جس طرح میدان تقریر میں بے مثال تھے اُسی طرح تحریر کے میدان میں بھی اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ ان کی تصانیف امریکہ و افریقہ تک یکساں مقبول ہیں۔ دعوے سے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جس قدر میرے حضرت کی تصانیف فروخت ہوتی ہیں اس قدر دیگر مذہبی کتب فروخت نہیں ہوتیں۔ ان کی ہر کتاب کے بیسیوں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ نماز مترجم جو ان کی اوّلین تصانیف میں سے ہے اب تک لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے ایک اندازے کے مطابق ان کی ہر کتاب تیس ہزار سے زائد شائع ہو کر فروخت ہو چکی ہے اور علماء و عوام میں مقبولیت عام کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔ میرے حضرت کی کتابیں ان کی محققانہ عظمت، علمی تبحر، فقہی بصیرت اور عشقِ رسول کی آئینہ

Marfat.com

دار ہیں۔ انداز تحریر نہایت دلچسپ، پیرایۂ بیان نہایت عمدہ و دل نشین، طباعت نہایت خوبصورت۔ پہلے اکثر مدینہ پبلشنگ کمپنی سے شائع ہوتی رہیں۔ اس کے مالک حکیم محمد تقی میرے حضرت کے بہترین دوست تھے۔ انہیں فالج کا عارضہ ہو گیا اور پھر وہ اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ میرے حضرت نے ان کے ایام علالت میں اپنے قائم کردہ نورانی کتب خانے سے اپنی کتب کی اشاعت کا اہتمام کیا مدینہ پبلشنگ کمپنی کے احباب سے انہوں نے کوئی معاوضہ، حق تصنیف وغیرہ نہیں لیا تھا۔ وہ خود اپنی کتابیں ان سے خرید کر اپنی مجالس میں لے جاتے تھے۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی کے احباب سے ان کا تقاضا تھا کہ آئندہ تمام کتب نورانی کتب خانہ شائع کرے گا۔ اس سلسلے میں ایک معاہدہ بھی ہو گیا تھا۔ نورانی کتب خانے کے تمام امور میرے حضرت کے فرزند ارجمند اور جانشین صاحب زادہ کوکب نورانی کے ذمے تھے وہ ان امور میں مہارت و کمال رکھتے ہیں۔ ان کی شائع کردہ کتابیں حد درجہ پسند کی گئی ہیں۔ انہوں نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر کئی رنگوں اور خوشنما خطاطی سے مزین عید کارڈ کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ ان کے کارڈ دنیا بھر میں پسند کیے گئے اور بہت مقبول ہوئے۔ پیر صاحب گولڑہ شریف سید نصیر الدین کی فارسی رباعیات کا جو مجموعہ انہوں نے شائع کیا ہے اسے بلاشبہ پاکستان میں شائع ہونے والی خوب صورت ترین کتابوں میں شمار کیا جا سکتا ہے میرے حضرت کی تصانیف میں سے تعارف علمائے دیو بند، شام کربلا، امام پاک اور یزید پلید، سفینۂ نوح حصہ اوّل، انوار رسالت حصہ اوّل، مسئلہ طلاق ثلاثہ مسئلہ سیاہ خضاب کے کئی ایڈیشن انہوں نے شائع کیے۔ جن کی طباعت، خطاطی اور تزئین پر وہ بلاشبہ دادِ تحسین و ستائش کے مستحق ہیں۔ حضرت خطیب پاکستان کی باقی تصانیف کی اشاعت کے لیے وہ بہیم مشغول ہیں۔ میرے حضرت کے وصال کے بعد تمام امور انہی کے سپرد ہیں وہ مغموم بھی ہیں مگر ان کی ہمت و استعداد اور عزائم پختہ اور خوش آئند ہیں۔ اللہ تعالٰے انہیں کامیابی سے ہم کنار فرمائے

Marfat.com

اور ان کی تائید و اعانت فرمائے۔ آمین

میرے حضرت کی ۲۸ تصنیفات ہیں۔ اس کے علاوہ فتاوے، مقالے، مضامین، کتابوں پر حاشیے، اشعار نعت و مناقب بھی۔ ان کی تصانیف کے نام یہ ہیں۔ ذکر جمیل، ذکر حسین حصہ اول، ذکر حسین حصہ دوم، شام کربلا، امام پاک اور یزید پلید، تعارف علمائے دیوبند، نماز مترجم، راہِ عقیدت، سفینہ نوح حصہ اول، سفینہ نوح حصہ دوم، راہِ حق، درس توحید، انگوٹھا چومنے کا مسئلہ، برکات میلاد شریف، ثواب العبادات، انوار رسالت حصہ اول، انوارِ رسالت حصہ دوم، مسئلہ طلاق ثلاثہ، مسئلہ سیاہ خضاب، مسلمان خاتون، اخلاق و اعمال، مسئلہ بیس تراویح، مقالات اوکاڑوی، جہاد و قتال، حیات مسیح، نغمۂ حبیب، جھگڑے کا خاتمہ، میلاد شفیع اور نعت و مناقب کا مجموعہ ان کی باقی تحریروں کو مقالات میں شامل کیا جا رہا ہے۔ ان میں سے کچھ مسودات ناتمام ہیں جنہیں صاحبزادہ کوکب نورانی مکمل کر رہے ہیں۔

میرے حضرت قبلۂ عالم نے میمن مسجد بولٹن مارکیٹ کی خطابت کے بعد نماز جمعہ پانچ سال جامع مسجد عیدگاہ ایم اے جناح روڈ اور بارہ سال نور مسجد (نزد جوبلی سینما) میں پڑھائی۔ میرے حضرت جمعہ کے خطاب کا معاوضہ یا نذرانہ نہیں لیتے تھے۔ میرے حضرت کی دیرینہ خواہش تھی کہ وہ ایک عظیم الشان مرکزی جامع مسجد تعمیر کریں جو ہر لحاظ سے قابل دید ہو۔ سولجر بازار جو اب گلستان شفیع اوکاڑوی ہے کے علاقہ ڈولی کھاتا میں ایک قطعہ زمین ایک سو بیس برس سے مسجد کے لیے وقف تھا۔ اس کا بیشتر رقبہ اتنے عرصے میں دوسرے مصارف کی زد میں آگیا۔ ایک مختصر کچی عمارت چونے اور گارے پر مشتمل کمرے کی صورت میں تھی۔ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود اس پر مسجد تعمیر نہیں ہو سکی تھی۔ کچھ اہل محلہ کی نیت تھی کہ وہاں مارکیٹ بنا دی جائے۔ علاقے کے کچھ احباب کو جب معلوم ہوا کہ حضرت خطیب پاکستان نے نور مسجد میں جمعہ پڑھانا چھوڑ دیا ہے

Marfat.com

تو وہ میرے حضرت کے پاس آئے اور عرض گزار ہوئے کہ آپ کی بدولت یہ مسجد تعمیر ہوسکتی ہے اور آباد بھی۔ حضرت نے جاکر جگہ دیکھی اور اہل محلہ سے کہہ دیا کہ مجھے اختیارات دیں تو اس کام کا آغاز کروں گا۔ ادھر حضرت کی دیرینہ خواہش کی تکمیل کے لیے قدرت مہربان تھی۔ میرے حضرت نے اس مختصر عمارت میں نماز جمعہ کا آغاز کیا وہ غیر آباد مسجد میرے حضرت کے قدموں کی برکت سے فوراً آباد ہوگئی۔ ۱۹۷۳ء میں گلزار حبیب ٹرسٹ کے نام سے میرے حضرت نے ایک ادارہ رجسٹرڈ کروایا اور تعمیر کا سلسلہ شروع کر دیں۔ وہ نیک بخت جس نے یہ جگہ مسجد کے لیے وقف کی تھی اس کی روح بھی خوش ہوگئی ہوگی۔ ایک دوایکڑ کے رقبے پر میرے حضرت نے جو مسجد تعمیر کی ہے وہ بلاشبہ پاکستان کی خوب صورت مساجد میں شمار ہوتی ہے۔ تقریب بنیاد میں میرے حضرت کے علاوہ حضرت خواجہ پیر محمد فاروق صاحب محبوب رحمانی، پیر صاحب کرماں والے اور متعدد علماء واحباب نے شرکت کی۔ تمام انبیاء، رسول اللہ صلوۃ اللہ علیہم، ازواج مطہرات، صحابہ کرام، اہل بیت اور تمام اولیاء کے ناموں پر لوگوں کے دیئے گئے عطیات سے یہ مبارک مسجد تعمیر ہوئی۔ یہ میرے حضرت کے عشق رسول کی مظہر ہے۔ اس مسجد میں روحانیت ہے۔ ہر جالی میں نعل پاک رسول کا نقش ہے۔ عالم اسلام کے نامور خطاط حافظ محمد یوسف سدیدی سے صاحب زادہ کوکب نورانی نے خطاطی کروائی جو سنگ مرمر کے تختوں پر کندہ کروا کر مسجد میں نصب کی گئی۔ مسجد میں بہترین سنگ مرمر لگایا گیا ہے۔ مسجد میں جاکر عجیب کیف و سرور طاری ہوتا ہے۔ اپریل ۱۹۸۴ء تک میرے حضرت نے انتہائی عقیدت و محبت سے اس کی تعمیر نہایت خلوص سے کی۔ اپنی جیب خاص سے عطیات دیئے۔ لوگ کہتے کہ عرب شیخ حضرات سے کہیں وہ بھاری رقم دے دیں گے کیونکہ تعمیر مسجد کے لیے ایک کروڑ روپے کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ حضرت فرماتے میں نے اپنے شیخ سے کہہ دیا ہے (ان کی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی) مجھے ان "شیخوں" سے

Marfat.com

کیا غرض - وہ کہیں چندہ کرنے نہیں گئے - لوگ خود ہی حصّہ لیتے رہے - قریباً
چالیس لاکھ روپے کے خرچ سے انہوں نے اندرونی عمارت کا بیشتر حصّہ مکمل کیا
مسجد کے دروازوں کے لیے وہ گجرات کے مشہور ایم نذیر فرنیشرز کو آرڈر دے
گئے تھے - مسجد کی بنیادوں کے مرحلے پر انہوں نے اس مسجد کے پہلو میں اپنی
قبر کے لیے جگہ تجویز کی اور اپنے خرچ پر جگہ بنوائی - ان کا وصال ہوا تو اپنی وصیّت
کے مطابق وہیں مدفون ہوئے - وہ فرماتے تھے اگر مدینہ منورہ میں موت آئی
تو جنۃ البقیع میں جگہ مل جائے گی ورنہ مجھے گلزار حبیب میں دفن کیا جائے -
ان کے جانشین صاحب زادہ کوکب نورانی نے کمال حوصلہ مندی اور صبر و ضبط کا
مظاہرہ کیا تھا - اپنے والد گرامی کے مرقد کے لیے انہوں نے سنگِ مرمر کے
بڑے تختے منگوا کر ہر تختے پر قرآن شریف پڑھوایا اور تختے اندر قبر میں لگوائے
کیونکہ سنگِ مرمر مٹی کے حکم میں ہے - اس پر تیمم کیا جاتا ہے - اسی کمرے پر جو
خطیب پاکستان کی آخری آرام گاہ کے لیے مقرر ہوا تھا ان کے وصال کے بعد گیارہویں
شریف کے مہینے میں صاحب زادہ کوکب نورانی نے خطیب پاکستان کے مزارِ
اقدس کی تعمیر کا آغاز کیا - تقریب بنیاد میں حضرت پیر خواجہ محمّد معصوم صاحب
سجادہ نشین موہری شریف - علماء و مشائخ اور صوبائی وزرا نے شرکت کی
خطیب پاکستان اور صاحبزادہ کوکب نورانی کے فاضل استاد فقیہ اہل سنّت
شیخ القرآن حضرت علامہ مولانا غلام علی اوکاڑوی دامت برکاتہم العالیہ کی تجویز
کے مطابق سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گنبد خضرا کے نمونے پر مزار شریف
کی تعمیر الحمد للہ ہو رہی ہے - صاحب زادہ کوکب نورانی تمام امور کی خود نگرانی
کر رہے ہیں اور مزدوروں کے ساتھ مل کر خود کام کرتے ہیں - گنبد میں لگنے والے
ہر لوہے پر ، لوہے کی جالی پر بھی انہوں نے قرآن شریف پڑھوایا ہے - گویا
وہ اسے بابرکت بنانے کی ہر سعی جمیل کر رہے ہیں - لائق باپ کے لائق فرزند
نے اجتماع اور رونق مسجد کو کم نہیں ہونے دیا - خطیب پاکستان کی اس یادگار نے

Marfat.com

اپنے والد گرامی کی یادگاروں کو باقی رکھا ہوا ہے۔ سورۂ توبہ تک خطیب پاکستان تفسیر قرآن بیان فرما گئے تھے اب خطیب لاثانی بن کر صاحب زادہ کوکب نورانی سورۂ توبہ سے تفسیر قرآن بیان فرما رہے ہیں۔ وہی علمی نکات، استدلال و استنباط عشقِ رسول، وہی لہجہ وہی انداز۔ خطیب پاکستان کی تصویر جوانی معلوم ہوتے ہیں ہر نماز جمعہ کے بعد صاحب زادہ کوکب نورانی اپنے والد گرامی کے مرقد پر نصف گھنٹہ نعت خوانی کرواتے ہیں اور ختم شریف پڑھا جاتا ہے۔ خطیب پاکستان کے مرقد مبارک پر تمام عقیدت مند پھولوں کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ صاحب زادہ کوکب نورانی نے سلام کے جو اشعار اپنے ابّا جان کے لکھے وہ بھی کیا خوب ہیں۔ ؎

ہے یقیں آپ کے ہیں محمد شفیع ہادیِ اہلسنت پہ لاکھوں سلام
زندگی وقف کی جس نے دیں کے لیے اس کی پاکیزہ سیرت پہ لاکھوں سلام
آخری وقت نام آپ کا ہی لیا ایسی نورانی رحلت پہ لاکھوں سلام

صاحب زادہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے مسجد کی تعمیر کا کام جاری رکھا۔ مسجد سے ملحق جامعہ اسلامیہ گلزار حبیبؐ کی تعمیر بھی جاری ہے۔ جہاں ۴۰۰ طلبہ علوم دینی حاصل کر رہے ہیں۔ اس مدرسے کے ناظم اعلیٰ مفتی اہل سنّت حضرت مولانا مفتی محمد رفیق حسنی ہیں جنھیں خطیب پاکستان نے مامور کیا تھا۔ خطیب پاکستان کے وصال کے بعد پانچ لاکھ سے زائد رقم خرچ کر کے صاحب زادہ کوکب نورانی نے مسجد کا اندرونی حصہ مکمل کروایا ہے۔ مسجد کی باقی عمارت کے لیے پچاس لاکھ روپے کا تخمینہ ہے۔ خدا کرے صاحب زادہ کوکب نورانی اپنے والد گرامی کی اس یادگار کو مکمل کر سکیں۔ مسجد کا ماتھا مسجد نبوی کے نمونہ پر ہے۔ ڈیزائن سے لے کر تعمیر تک ہر مرحلے کی نگرانی خود صاحب زادہ صاحب کرتے ہیں اور روزانہ مسجد کو وقت دیتے ہیں۔

مسجد گلزار حبیب کے علاوہ ملک بھر میں میرے حضرت قبلۂ عالم نے کوئی سو سے زیادہ مساجد کی بنیاد رکھی اور اپنی جیب سے عطیات دیئے۔ پچاس

Marfat.com

سے زائد دینی مدارس قائم کیے اور تمام مدارس کی سرپرستی و اعانت فرماتے تھے۔ کتنے ہی مذہبی، فلاحی، رفاہی ادارے قائم کیے انفرادی طور پر متعدد افراد کی امداد اس کے علاوہ ہے۔ پی ای سی ایچ سوسائٹی بلاک نمبر۲ میں میرے حضرت کی یادگار مسجد غوثیہ اور دارالعلوم حنفیہ غوثیہ ہے جس کی وہ کوئی بیس بائیس سال تک خدمت کرتے رہے۔ ان کے قائم کردہ ان اداروں کو قاری عبداللطیف امجد اور مولانا محمد رمضان صاحب کامیابی سے چلا رہے ہیں۔ جماعت اہلسنت پاکستان انجمن محبان صحابہ و اہل بیت پاکستان اور انجمن اہلسنت و جماعت جنوبی افریقہ تنظیم ائمہ و خطبار اہلسنّت یہ سب میرے حضرت قائم کے قائم کردہ ادارے ہیں۔ میرے حضرت نے صدقات جاریہ کے اتنے کام کیے ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے۔ جنوبی افریقہ میں مسلک اہلسنت کی تبلیغ و اشاعت کا سہرا میرے حضرت کے سر ہے۔ میرے حضرت کے جانے سے وہاں بدعقیدگی کا خاتمہ ہوا۔ اب وہاں دیگر علمار اہلسنت بھی جا رہے ہیں۔ میرے حضرت جہاں بھی گئے دوسروں کے لیے راہیں ہموار کرتے گئے۔ یہ اہلسنت علمار و عوام پر ان کا احسان عظیم ہے۔ اس لحاظ سے بلاشبہ وہ اہلسنّت کے عظیم محسن، مخدوم، رہنما اور قائد تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی یادگاروں کو، ان کے مشن کو باقی رکھے۔ یہی عزت، افتخار، نیکی، صدقات جاریہ ان کا ترکہ ہیں۔ ہر سُنّی کا یہ فریضہ ہے کہ وہ ان نیکیوں میں اضافہ کرے اور ان کو باقی رکھے۔

جولائی ۱۹۷۷ء میں صدر مملکت جنرل محمد ضیار الحق نے عنان حکومت سنبھالی پہلی نشری تقریر کا آغاز خطبۂ مسنون سے کیا۔ میرے حضرت قبلۂ عالم اسی بات پر خوش ہو گئے کہ کم از کم یہ پہلا حکمران ہے جس نے خطبہ پڑھا ہے اس کے دل میں اسلام کا درد ہے۔ میرے حضرت اسکندر مرزا کے عہد حکومت سے ریڈیو پاکستان سے براڈ کاسٹر تھے۔ ان کی تقاریر، درس اور نعتیں ریڈیو سے نشر ہوتی تھیں۔ مخصوص مواقع پر ان کی محافل سے اقتباسات نشر ہوتے تھے۔ اہلسنّت کو صحیح معنوں

Marfat.com

میں بھرپور یا مناسب نمائندگی ذرائع ابلاغ نے کبھی نہیں دی کیونکہ ان اداروں پر ایسے لوگوں کا ہی تسلّط ہے جو سنّی مسلک کے مخالف ہیں جبکہ ملک کی اکثریتی آبادی کا تعلق سنی مسلک سے ہے۔ میرے حضرت ایوّب خاں کے عہد تک اپنی نشری تقریر سے پہلے خطبۂ مسنون پڑھا کرتے اور وہ نشر ہوتا۔ فیلڈ مارشل محمّد ایوّب خاں اپنی تقاریر سے پہلے صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کرتے تھے۔ یہاں یہ بھی عرض کروں کہ ایوب خاں میرے حضرت کے بہت مدّاح تھے۔ انہیں میرے حضرت کی فضیلت اور بے پناہ مقبولیّت کا علم تھا اور میرے حضرت کا یہ اقبال یوں بھی تھا کہ وہ چاپلوسی اور خوشامدانہ پالیسی یا بے جا ستائش و توصیف کے عادی نہیں تھے۔ وہ کلمۂ حق ہر جگہ برملا کہتے اور حکومت سے کسی رعایت و اعانت کے کبھی روادار نہیں ہوئے یہاں تک کہ انہیں تقاریر کے سلسلے میں عوام کی جانب سے جو نذرانے ملتے ان پر انکم ٹیکس تھا۔ حضرت نے اس کے خلاف احتجاج بھی کیا لیکن حکّام کو مذہبی مبلغوں کی بہبود کا کبھی احساس نہیں ہوا۔ وہ دیگر متعدد شعبوں کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ کر سکتی ہے مگر دین و مذہب کے عَلم برداروں سے کوئی بھلائی کرنے کے حق میں نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ طبقہ معاشی مسائل کا زیادہ شکار ہوتا ہے اگر اس طبقے کے افراد کا خیال رکھا جائے تو یہ بھرپور طریقے سے دین کی یکسوئی کے ساتھ خدمت کر سکیں۔ ایوّب خان نے میرے حضرت سے ایک بار پوچھا مولانا کوئی خدمت میرے لائق؟ تو خطیب پاکستان نے جواب دیا کہ آپ نے جو عائلی قوانین بنائے ہیں وہ سراسر خلاف اسلام ہیں ان کو بدل دیں یہی خدمت ہے۔ ایوّب خاں کو حیرت ہوئی کہ اس شخص کے نزدیک صرف دین مقدم ہے اپنی ذات نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ میرے حضرت کا بہت احترام کرتے ایوّب خاں کے بعد یحییٰ خاں کا دَورِ حکومت آیا، حضرت صاحب کا خطبہ نشر ہوتا رہا۔ ذوالفقار علی بھٹّو کو دین سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ اس کے عہد میں دین کا شعبہ ہی الگ کر دیا گیا۔ وزارت مذہبی امور قائم ہو گئی۔ مولانا کوثر نیازی اس

Marfat.com

کے وزیر ہو گئے ۔ بھٹو اپنی تقریر سے پہلے بسم اللہ بھی نہیں پڑھتا تھا۔ ریڈیو سے جب میرے حضرت کی تقریر نشر ہوئی تو اس میں سے خطبہ نکال دیا گیا۔ حضرت نے احتجاج کیا تو کہا گیا کہ اُوپر سے یہی آرڈر ہیں۔ آپ خُطبہ پڑھیں مگر ہم ریکارڈ نہیں کریں گے۔ حضرت نے اس کے خلاف بہت کچھ کہا مگر حکّام اپنی مجبوری ظاہر کرتے رہے۔ میرے حضرت کے معاملے میں اس بات پر آمادہ ہوئے کہ آپ بسم اللہ پڑھ لیا کریں ہم وہ نشر کریں گے۔ اب صدر ضیاء الحق نے پُورا خطبہ خود پڑھا تھا۔ حضرت نے کلمہ شکر ادا کیا کہ کم از کم حمد و ثنا اور صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے گا اور ذرائع ابلاغ سے دین کی باتیں بیشتر نمائندگی پائیں گی۔ پہلا خط میرے حضرت نے صدر صاحب کو لکھا کہ انتخابات کا ڈھنڈورا پیٹنے کی بجائے اسلامی انقلاب برپا کیجئے اور معاشرے کی تطہیر کی طرف توجہ دیجئے۔ جو برائیاں فروغ پا چکی ہیں ان کا قلع قمع کیجئے۔ صدر صاحب نے اسلام کا نام بلند کیا تو انہیں خوشی ہوئی کہ قیام پاکستان کے بعد اب کہیں جا کے بنیادی نظریئے کی بات شروع ہوئی ہے۔ حسن اتفاق کہ پہلا جمعہ جو صدر صاحب کے اعلان اقتدار کے بعد آیا اس میں جو آیت مسلسل تفسیر کے تحت آئی وہ حالات کے عین مطابق تھی۔ حضرت خطیب پاکستان نے اس جمعہ وضاحت سے اسلام کے نظام حکومت کا بیان کیا اور فقطع دابر القوم الذین ظلمو کے تحت اللہ کی پکڑ کا بیان کیا۔

صدر مملکت جنرل ضیاء الحق بھی میرے حضرت کی شہرت و مقبولیت سے بخوبی واقف تھے۔ انہوں نے میرے حضرت کو دین کے لیے حکومت سے تعاون کی درخواست کی۔ خطیب ملت اسلامیہ نے کہا پہلے گستاخان رسول و آل و اصحاب رسول کے لیے قانون بنایئے چنانچہ پہلی ملاقات جو گورنر ہاؤس کراچی میں ہوئی جس میں صاحب زادہ کوکب نورانی بھی شریک تھے۔ میرے حضرت نے اشکبار آنکھوں اور گلوگیر لہجے میں یہی کہا کہ ناموس رسالت کے لیے قانون بنایئے اور توہین رسالت کے مرتکب افراد کو عبرت ناک سزا دی جائے۔

Marfat.com

اس دوران مجلس شوریٰ کے قیام کا ارادہ صدرِ مملکت ظاہر کر چکے تھے۔ بہت سے افراد اس میں شمولیت کے لیے تگ و دو کر رہے تھے۔ انہی دنوں حضرت ایک وفد کے قائد کی حیثیت سے صدرِ مملکت سے ملے۔ یہ وفد پاکستان میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی سب سے بڑی درگاہ آستانہ لواری شریف ضلع بدین سندھ پر لگائے گئے ایک بہتان کے ازالے کے لیے تھا۔ صاحب درگاہ حضرت سلطان الاولیا مخدوم محمد زماں صدیقی نوراللہ مرقدہٗ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ ابوالمساکین محمد ٹھٹھوی کا عرس مبارک ۹/ ذی الحج کو ہوتا تھا اور کوئی ۲۵۰ برس ہوتا رہا۔ تحریک پاکستان کے وقت درگاہ کے متعلقین میں کچھ لوگ جو مسلم لیگ کے حامی نہیں تھے انہوں نے سجادہ نشین کی حیثیت کم زور کرنے کے لیے یہ بہتان لگا دیا کہ یہاں حج ہوتا ہے حالانکہ یہ بہتان تھا۔ قیام پاکستان کے بعد اعلیٰ عدالت نے تحقیق کی اور ثابت ہو گیا کہ یہ محض بہتان ہے۔ محکمہ اوقاف قائم ہوتے ہی عرس پر بھی پابندی لگ گئی۔ ایک مدت سے عرس بھی نہ ہوا۔ اس کے باوجود گستاخان اولیا ہر سال یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ لواری کے حج پر پابندی لگائی جائے۔ وہ اس قدر خوف زدہ ہیں کہ عقل بھی ضائع کر بیٹھے ہیں۔ ایک مدت سے درگاہ پر عرس بھی نہیں ہوتا اس کے باوجود یہ مطالبہ ان کے کھسیانے پن کی دلیل اور نہایت مضحکہ خیز ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اب اوقاف بھی اس الزام میں شریک ہے اور کوکب نورانی صاحب نے تو ایک اجتماع میں خوب کہا کہ اگر حکومت ہر سال پابندی لگاتی ہے تو گویا یہ اعتراف کرتی ہے کہ وہاں حج ہوتا ہے اور حکومت کا یہ اعتراف خود حکومت کو مجرم بناتا ہے۔ اگر حکومت کا یہی کہنا ہے کہ وہاں حج ہوتا ہے تو پھر سعودی عرب عازمین حج کو کیوں بھیجا جاتا ہے۔ پھر حکومت کو چاہیئے کہ حجاج کو لواری بھیجا کرے ورنہ اس بات کو تسلیم کرے کہ یہ مخالفین کا بہتان ہے اور عدالتی فیصلے، متعدد اداروں کی تحقیق و تفتیش کو تسلیم کرے۔ کچھ یہ خواہش لے کر کہ صدر صاحب اسلام کا نام لے رہے ہیں تو اب اس مقدس درگاہ سے

Marfat.com

یہ بہتان ختم ہو جائے گا خطیب ملت صدر صاحب کو ملے۔ پانچ چھ افراد کے وفد کے تمام ارکان گواہ ہیں کہ صدر صاحب نے جب پہلو بچانے کی کوشش کی تو خطیب پاکستان نے بے باکانہ گرم جوشی سے اپنے موقف کے دلائل دیئے اور صدر صاحب سے کہا آپ اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھیے خوشامدیوں سے بچئے اور حقائق سے چشم پوشی نہ کیجئے۔ آپ جس طرح چاہیں تحقیق کرلیں مگر یہ کام کرنا ہوگا ورنہ ہم جائیں دیں گے اور اس بہتان سے اس درگاہ کو پاک کریں گے اس موقع پر صدر صاحب سے مولانا صاحب کی ایک طرح تلخ کلامی بھی ہوئی بساتھیوں کا خیال تھا کہ اب صدر صاحب مولانا صاحب کو مجلس شوریٰ میں شامل نہیں کریں گے۔ ادھر مولانا صاحب کا کہنا تھا کہ مجھے کسی عہدہ و منصب کی خواہش بھی نہیں میری عزت صرف منبر رسول سے ہے جو دائمی ہے۔ یہ ممبریاں کیا حقیقت رکھتی ہیں۔ بلاشبہ ان کا افتخار نسبت رسولؐ کے سبب تھا۔ ادھر صدر صاحب کو بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ عالم دین ان میں سے نہیں جسے اپنے تعلقات یا ذات کا خیال ہے یہ محض دین و مذہب کو لازم سمجھتا ہے اور اس بات کا صدر مملکت جنرل ضیاالحق برملا اعتراف کیا کہ خطیب پاکستان نے اپنی ذات کے لیے یا اپنے کسی کام کے لیے کچھ نہیں کہا۔ وہ ہمیشہ دین و مسلک اور وطن کی تعمیر و ترقی اور بھلائی کی مشورت میں پیش پیش رہے اور عملی طور پر بھی جد و جہد بھی کرتے۔

صدر مملکت نے پہلے علماء کنونشن میں علماء بورڈ بنایا تو میرے حضرت کو اس میں شامل کیا اس موقع پر حضرت نے نہایت واضح انداز میں اپنا مُوقف پیش کیا۔ مجلس شوریٰ کا اعلان ہوا تو گورنر جنرل ایس ایم عباسی نے مولانا صاحب کو فون کیا کہ صدر صاحب نے آپ سے گزارش کی ہے کہ آپ دین کے لیے وطن کے لیے مجلس شوریٰ میں شامل ہوں کیونکہ آپ صف اوّل کے رہنما ہیں اور ملک و ملّت کے پرانے خادم بھی اور صدر صاحب نے کہا ہے کہ آپ علماء کنونشن میں دین کے لیے مجھ سے تعاون کا وعدہ کر چکے ہیں۔ پھر خود صدر مملکت نے بھی خطیب

Marfat.com

پاکستان سے کہا تو انہوں نے صرف دین کے لیے شمولیت قبول کر لی تاکہ اسلامی قوانین صحیح مرتب ہو سکیں اور اہلسنّت کے حقوق کا تحفّظ ہو سکے۔ مجلس شوریٰ کے رکن بننے کے بعد انہیں پہلا استقبالیہ کراچی کے علماء کی طرف سے ہوٹل میٹرو پول میں دیا گیا۔ اس میں حضرت خطیب پاکستان نے صاف لفظوں میں فرمایا۔ میری آج بھی عزت منبر رسول کے سبب سے ہے۔ میں اسی کو اپنے لیے سب کچھ سمجھتا ہوں لیکن صدر مملکت نے مجھ سے کہا ہے کہ اگر آپ نے میرا ساتھ نہ دیا تو کل قیامت کے دن میں بری الذمہ ہوں گا سو میں نے رکنیت قبول کر لی ہے۔ میں انگوٹھا چھاپ نہ رہا ہوں نہ رہوں گا۔ میں نے محراب و منبر سے اور لاکھوں کے اجتماعات میں بھی کلمۂ حق بلند کیا ہے۔ اب ایوان شوریٰ میں بھی اسمبلی کی طرح کلمۂ حق ہی بلند کروں گا اور مسلک کے حقوق کا تحفظ کروں گا۔ چنانچہ صدرِ مملکت ان کے رفقاء وزراء اور ارکان شوریٰ اور پارلیمنٹ کا ریکارڈ سب اس بات کے گواہ ہیں کہ خطیبِ ملّت اسلامیہ نے شوریٰ کے رکن کی حیثیت سے اسلامی قوانین کے مرتب کرنے میں جو اہم کردار ادا کیا وہ مثالی تھا۔

قانون شہادت، قصاص و دیت، زکوٰۃ و عشر اور حق شفعہ کے سلسلے میں ان کی خدمات ارکان شوریٰ سے پوشیدہ نہیں۔ وہ حکومت کی تمام پالیسیوں پر بے لاگ اور بے باک رائے دیتے۔ اہلسنت کے حقوق کے لیے انہوں نے متعدد بار تحریکیں پیش کیں۔ مرض الموت کے ایام میں صدر مملکت نے انہیں پھولوں کا گلدستہ بھجوایا اور ہسپتال کے عملے کو ہدایات دیں تو آپ نے شکریئے کے خط میں ایک بار پھر اہلسنّت کے حقوق کے تحفّظ کے لیے یاددہانی کروائی اور یہی اصرار کیا کہ نفاذ اسلام کے لیے مصلحتوں سے بالاتر ہو کر انقلابی اقدام کریں۔ یہ خط خطیب پاکستان کی وفات کے بعد صدرِ مملکت کو پیش کیا گیا یہ خطیب پاکستان کی آخری تحریر تھی۔

لاہور کی بادشاہی مسجد میں ''یارسول اللہ مُردہ باد'' کا نعرہ لگا تو

Marfat.com

اہلسنّت غیظ و غضب سے تلملا اُٹھے ۔خطیب پاکستان کو اطلاع ہوئی تو ان کی آنکھیں نم ہوگئیں ۔ وہ فرمانے لگے اس قوم کا کیا انجام ہوگا جو اپنے نبی کے نام کے نعرے کے جواب میں مردہ باد کہتی ہے ۔ ۱۰/اپریل کو بعد ظہر فیض آباد میں پیر صاحب دیوال شریف کے زیر اہتمام اجتماع میں شیر اہلسنت نے برملا کہا کہ اگر حکومت نے مُردہ باد کا نعرہ لگانے والوں کے خلاف کوئی فوری کاروائی نہ کی تو عوام اہلسنت سیلاب کی مانند نکل آئیں گے اور یہ اقتدار جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی پاس داری نہیں کرسکتا ۔خس و خاک کی طرح بہہ جائے گا ۔ انہوں نے کہا ہم شوریٰ کی رکنیت سے مستعفیٰ ہوجائیں گے اور ناموس رسالت کے لیے سڑکوں پر آکر اگر جان بھی قربان کرنی پڑی تو کر دیں گے ۔ ۱۲/اپریل کو صدر مملکت سے اپنی طویل ملاقات میں بھی خطیب پاکستان نے صدر صاحب سے کہا کہ ایسے واقعات میں آپ کی خاموشی ہرگز آپ کو یا ملک و ملت کو بچا نہیں سکے گی ۔ یہ ہماری نہیں رسول اللہ کی عزت کا مسئلہ ہے اگر ہم نے غیرت ایمانی کا مظاہرہ نہیں کیا تو قہر الٰہی کا شکار ہوں گے ۔ صدر مملکت نے خطیب پاکستان سے وعدہ کیا کہ وہ اس سلسلے میں ضروری کاروائی کریں گے ۔

ادھر ملک میں "سوادِ اعظم اہلسنت" کے نام سے خارجیوں کی ایک تنظیم شعائر اسلامی کے خلاف صیہونی طاقتوں کے اشارے اور امداد پر فتنہ و فساد برپا کرنے لگی ان کا اولین مقصد محبت رسولؐ کو ختم کرنا تھا ۔ اس شیطانی ٹولے نے جب امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے ترجمۂ قرآن کنز الایمان پر پابندی کا مطالبہ کیا تو مجدّد مسلک اہلسنت حضرت خطیب ملّت اسلامیہ کیسے خاموش رہتے ۔ حکام کو ان کے ناپاک عزائم سے آگاہ کرنے کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نائب اور مجاہد نے دلیرانہ طور پر اس ٹولے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جب اسی ٹولے کی ہرزہ سرائی بڑھی تو اخبار جنگ کراچی میں خطیب پاکستان کا شائع ہونے والا ایک ہی بیان اس باطل گروہ کے قلعے کو مسمار کر گیا ۔میں حضرت خطیب پاکستان کا وہ بیان من و عن نقل کر رہا ہوں ۔

Marfat.com

فرقہ واریت اور تعصب کی فضا پیدا نہ کی جائے۔ مولانا اوکاڑوی

کراچی ۲۱ جنوری (پ ر) رکن مجلس شوریٰ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے کہا ہے کہ ملک و ملت کی بقا اور سالمیت کے لیے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ نہ کیا جائے اور انتشار و افتراق کی راہیں نہ کھولی جائیں۔ وہ آج جامع مسجد گلزار حبیب سولجر بازار میں ایک اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ لاکھوں لوگ اور تاریخیں گواہ ہیں کہ مولانا شبیر احمد عثمانی کے سوا تمام علمائے دیوبند وغیرہ قیام پاکستان مسلم لیگ اور قائداعظم کے بدترین مخالف تھے اور قائداعظم کے لیے کافر اعظم اور علامہ اقبال کے خلاف تمام فتوے علمائے دیوبند نے ہی دیئے تھے اور مسلم لیگ کا ساتھ دینے کے سبب مولانا عثمانی کے خلاف نہایت مذموم کاروائیاں کی گئیں۔ انہوں نے کہا کہ قیام پاکستان کے مخالفین آج علمائے اہلسنت کے خلاف تمام فتوے علمائے دیوبند نے ہی دیئے تھے اور مسلم لیگ کا ساتھ دینے کے سبب مولانا عثمانی کے خلاف نہایت مذموم کاروائیاں کی گئیں۔ انہوں نے کہا کہ قیام پاکستان کے مخالفین آج علمائے اہلسنت کے خلاف زبان و قلم دراز کر کے اپنے نامہ اعمال کی سیاہیاں نہیں مٹا سکتے۔ مولانا نے کہا کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی کے علمی و فقہی مقام اور مرتبت کو علمائے دیوبند اور علمائے عرب و عجم نے تسلیم کیا اور متحدہ عرب امارات میں کنزالایمان پر لگائی جانیوالی پابندی دیرپا ثابت نہیں ہوگی اور پاکستان میں تو اس پہ پابندی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا اوکاڑوی نے کہا کہ فرقہ واریت اور تعصب کو مزید ہوا دی گئی تو علمائے اہلسنت متفقہ طور پر علمائے دیوبند کو بھی غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کریں گے کیونکہ بانی مدرسہ دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں اس لیے یہ نہیں ہو سکتا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار تو کافر رہیں اور ختم نبوت کے باقی منکرین اسلام کے ٹھیکے دار بن جائیں۔ مولانا نے تمام اہلسنت سے اپیل کی وہ متحد اور پرامن رہتے ہوئے اپنے عقائد کا پورا پورا تحفظ کریں اور امن و امان

Marfat.com

قائم رکھیں اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اس اشتعال انگیز تحریک کو کچلنے میں تاخیر نہ کرے۔

اس خبر کے شائع ہوتے ہی خارجیوں کی دنیا میں تہلکہ مچ گیا انہیں یہ یقین ہو گیا کہ اب ہمارا کچا چٹھا عوام کے سامنے آ جائے گا کیونکہ ان کے بڑے مفتی محمود نے ببانگ دہل کہا تھا کہ " شکر ہے ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں ہوئے۔ خطیب پاکستان کے جواب میں خارجیوں کے ایک گروہ کی خبر شائع ہوئی کہ مولانا اوکاڑوی نے تاریخ کا چہرہ مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ مولانا نے اس کا دستاویزی ثبوت کے ساتھ جواب بھیجا تو اخبار جنگ کے عملے نے خبر کو شائع کرنے سے انکار کر دیا اور دوسرے گروہ کی خبریں شائع ہوتی رہیں انہیں اندازہ نہ تھا کہ خطیب پاکستان کا جواب خارجیوں کی موت ثابت ہو گا۔ انجمن محبان صحابہ و اہل بیت جو خطیب پاکستان کی قائم کردہ تنظیم تھی اس نے وہی جواب نہایت عمدگی سے شائع کر کے ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کیا اس کا سہرا صاحبزادہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے سر ہے۔ وہ مختصر پوسٹر بنام " سواد اعظم اہلسنّت کا اصلی چہرہ" تاریخی حوالوں سے مزین اس گروہ کو بے نقاب کرتا ہے اور یہ ثابت کرتا ہے کہ اس گروہ کی بنیاد ہی جھوٹ اور دین و ملّت کی دشمنی پر ہے۔ سوادِ اعظم اہلسنت کے نام سے خارجیوں کی اس تنظیم نے عاشورۂ محرم اور اس سے قبل صحابہ کے نام پر جلسے کر کے اہل بیت سے دشمنی اور توہین و تنقیص رسول کا جو بازار گرم کرنا شروع کیا تھا وہ عوام اور حکام سے پوشیدہ نہ رہ سکا۔ شیعہ سُنی فساد کروا کے انہوں نے خون ریزی کروا[ئی] پتھراؤ، جلاؤ جیسی مذموم حرکتیں کیں۔ انہی حرکتوں کے سبب حالیہ انتخابات میں اسی گرو[ہ] کو بدترین ذلّت و شکست کا سامنا ہوا۔ اس گروہ کا خیال تھا کہ وہ خطیب پاکستا[ن] کی محنتوں کو مٹا دیں گے لیکن انہیں معلوم نہیں کہ خطیب پاکستان محض کوئی فرد واحد [نہ] تھے۔ نیک آدمی کبھی تنہا نہیں ہوتا۔ وہ ایک جماعت، ایک ادارہ تھے۔ وہ سُنیّ[ت] کی آن تھے۔ برسوں کی محنت کے سبب لاکھوں عاشقانِ رسول میدان عمل

Marfat.com

سرگرم ہیں اور ان کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں ۔ انشاءاللہ پاکستان میں اہلسنّت کے خلاف تمام ناپاک سازشیں خاک میں ملادی جائیں گی ۔ نام نبی پر مر مٹنا اہلسنت کا شعار ہے اور رہے گا ۔ انشاءاللہ ۔ نیو کراچی میں شیعہ سنّی فساد کروا کے اس نام نہاد تنظیم سوادِ اعظم اہلسنّت نے خون کی ہولی کھیلی ۔ میرے حضرت قبلۂ عالم اِن دنوں مجلس شوریٰ کے اجلاس کے سلسلے میں اسلام آباد تھے صدر مملکت نے میرے حضرت سے درخواست کی کہ آپ اس میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں ساری کراچی آپ کی دیوانی ہے ۔ میرے حضرت نے امن و امان کے قیام میں جو کردار ادا کیا صدر مملکت نے بھی اس کا اعتراف کیا ۔ ایک یہی کیا ۔ تعمیر و ترقی کے ہر مرحلے میں میرے حضرت کی ذات پیش پیش رہی ۔ دین و ملّت کے مفاد اور بھلائی کا جب بھی مرحلہ آیا ۔ میرے حضرت نے کارہائے نمایاں انجام دیئے ۔ وہ دین و مذہب اور مسلک اہل سنت کے ہی نہیں پوری ملت کے عظیم محسن تھے ۔ صدر مملکت نے انہیں بعد از وفات ستارۂ امتیاز دیا ۔ میں سمجھتا ہوں یہ اعزاز قومی اہمیت کا حامل ضرور ہے مگر میرے حضرت کے شایان شان نہیں ۔ حکومت پاکستان ایسے محسنوں کی صحیح طور پر قدر افزائی نہ کر کے پوری ملّت کو مایوس کرتی ہے ۔ خطیب پاکستان نے دین وملّت کے لیے جو خدمات انجام دی ہیں وہ ان ملکی اعزازات کے لیے نہیں تھیں ان کی تو ایک ہی تمنا تھی کہ ان کی خدمات اللہ قبول کرلے اور بارگاہ رسول میں سرخرو ہو جائیں ۔ ان کا اصل اعزاز تو بارگاہ مصطفوی کی مقبولیت ہے جو تابندہ و پائندہ ہے اور انشاءاللہ رہے گی ۔ ایسی شخصیات کو بڑا اعزاز دے کر خود حکومت ملت کی نظروں میں معزز ہوتی ہے ۔ ایسی شخصیات حکومت اور وطن کے لیے باعث افتخار ہوتی ہیں ۔

حکومت پاکستان کے اعلیٰ احکام نے بارہا میرے قبلۂ عالم کی شخصی عظمت اور خدمات کو سراہا ہے اور اظہار حقیقت کرتے ہوئے انہیں خراج تحسین و عقیدت پیش کیا ہے ۔ خطیب پاکستان نے کوئی کام اپنی شہرت کے لیے نہیں

Marfat.com

مگر ملک پاکستان کے لیے یہ کتنی عظمت اور تفاخر کی بات ہے کہ ایک شخصیت کتنے ملکوں میں پاکستانی ہونے کے ناطے وطن کا حوالہ بنی اور نام روشن کیا۔ اور اندرون ملک کتنے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ حکومت پاکستان کے لیے ضروری تھا کہ وہ ملک کا بڑا سول اعزاز حضرت خطیب پاکستان کو پیش کر کے عوام سے داد حاصل کرتی۔ یقیناً آج صدر پاکستان اور حکام وطن نے اس نامور محسن کی کمی کو شدت سے محسوس کرتے ہوں گے اور عوام کا تو یہ حال ہے کہ آج بھی میرے قبلۂ عالم کا نام سن کر لوگوں کے چہرے دمک اٹھتے ہیں۔ میرے قبلۂ عالم کے نام سے انہیں کملی والے کی یاد آتی ہے۔ تاج دار مدینہ کی نسبت کا یہی بڑا کمال ہے کہ ان کے نام لیوا کا ذکر بھی ان کے ذکر کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ میرے حضرت قبلۂ عالم کی ظاہری طبعی عمر اتنی زیادہ نہیں ہوئی تھی مگر مسلسل اور پیہم محنت کے سبب ان کی جسمانی صحت ضرور متاثر ہوئی تھی باوجود اس کے جب وہ بیان کرتے تو تین تین گھنٹے پورے جذبہ و جوش اور آواز و انداز کے کمال کے ساتھ خطاب کرتے۔ اپریل ۱۹۸۴ء میں مجلس شوریٰ کے اجلاس کے ساتھ ساتھ ان کا سلسلۂ خطابت بھی جاری تھا۔ دن بھر اجلاس میں شرکت کرتے اور رات میں سو میل کے فاصلے تک کے علاقوں میں خطاب کے لیے بھی تشریف لے جاتے۔ ۱۴ / اپریل ۱۹۸۴ء کو میرپور آزاد کشمیر کے علاقے میں ایک بزرگ نے جلسے کا اہتمام کیا۔ اجلاس سے فارغ ہو کر رات کے بارہ بجے جلسہ گاہ میں پہنچے تو لوگ منتظر تھے۔ رات کے ڈھائی بجے تک وہاں خطاب کیا۔ ان دنوں معدے میں کسی تکلیف کے سبب خوراک برائے نام تھی۔ ایک طبیب کا خیال تھا کہ زہر دیا گیا ہے جو آہستہ آہستہ اثر کر رہا ہے۔ طبیعت مضمحل رہتی مگر دوران خطاب توانائی میں کمی محسوس نہ ہوتی۔ اسی صبح کراچی واپسی تھی۔ تقریر کے بعد سفر کر کے راولپنڈی اپنی دختر نیک اختر کے ہاں تشریف لے گئے۔ راستے میں نماز فجر ادا کی اور چائے نوش فرمائی۔ تمام راستے گفتگو ہوتی

Marfat.com

رہی۔ صبح ناشتے کے بعد اپنے داماد الحاج محمد اعظم صاحب سے فرمایا کہ آپ اپنے کام پر تشریف لے جائیں۔ بھائی محمد عالم مجھے ایئر پورٹ تک پہنچا آئیں گے اس دوران قاری محمد عاصم صاحب حضرت سے ملنے آئے وہ کراچی کی مسجد غوثیہ میں ایک عرصے تک مؤذن رہ چکے تھے۔ ایئر پورٹ تک وہ بھی ساتھ ہو گئے۔ ایئر پورٹ کے وی آئی پی لاؤنج پہنچ کر ہمیں اجازت عطا فرما دی دست بوسی کے بعد میں پلٹا ہی تھا کہ میرے حضرت نے پکارا اور فرمایا عالم صاحب طبیعت کچھ ایسی ہی ہے۔ کچھ پتہ نہیں آپ اپنا پتہ لکھ دیں تاکہ اطلاع کی جا سکے پھر خود ہی بریف کیس سے ڈاک کا ایک لفافہ نکالا اور مجھے دیا۔ میں نے اس پہ اپنا پتہ لکھ دیا۔ حضرت قبلہ نے وہ لفافہ بریف کیس میں محفوظ کر لیا۔

صبح دس بجے کی پرواز سے حضرت قبلۂ عالم کراچی کے لیے روانہ ہو گئے۔ اسی شام انہیں نشتر پارک میں یوم سیدنا علی کے جلسے سے خطاب فرمانا تھا۔ میں حضرت سے رخصت لے کر سیالکوٹ اپنے والدین اور اہل خانہ کے پاس چلا گیا۔ شہر سے دور میری رہائش تھی۔ اخبارات سے رابطہ بھی نہ تھا۔ حضرت قبلۂ عالم ۲۰/ اپریل کی رات ہسپتال میں داخل ہوئے مگر مجھے خبر نہ ہو سکی ورنہ کراچی پہنچ جاتا۔ ۲۴/ اپریل کو صبح ٹھیک پانچ بج کر پندرہ منٹ پر میں نیند سے خواب دیکھتا ہوا بیدار ہوا۔ اس خواب کی تعبیر یہی تھی کہ حضرت ہم سے رخصت ہو گئے ہیں۔ یہی حضرت کے وصال کا وقت تھا۔ میں پریشان ہو گیا۔ اسی دوپہر میرے عزیز نے اطلاع دی کہ اخبار میں حضرت قبلۂ عالم کی علالت کی خبر شائع ہوئی ہے۔ میری پریشانی میں اضافہ ہو گیا۔ زبان پر دعائے خیر کے کلمات جاری ہوئے۔ میں نے کراچی کا قصد کیا۔ اسی اثنا میں حضرت کے وصال پر ملال کی خبر مجھے مل گئی۔ مجھے اپنی سماعت پر شبہ ہوا۔ پیروں تلے زمین سرکتی محسوس ہوئی۔ مجھے اپنا خواب یاد آیا۔ میں راولپنڈی ہی گیا۔ میرے بھائی پی آئی اے میں ناموری ہیں انہوں نے میرے لیے نشست محفوظ کر لی تھی۔ میں کراچی پہنچا تو حضرت

Marfat.com

اپنا سفر مکمل کر کے لحد میں جانے کو تیار تھے۔ گھر میں آپ کا جسم مبارک گہوارے میں رکھا ہوا تھا اور ہجوم دھاڑیں مار کر رو رہا تھا حضرت کے چہرے پہ وہی شادابی اور ملکوتی تبسم تھا جو دل موہ لیتا تھا۔ دل کہہ رہا تھا "اکھیوں اج رَج رَج ویکھو، ماہی میرا ٹُر چلیا"۔ آخری دیدار کے بعد گہوارہ جلوس کی صورت میں نشتر پارک لے جایا گیا۔ نماز جنازہ کا ایسا اجتماع پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ہر کوئی اشک بار اور سوگوار تھا۔ نماز جنازہ کی امامت کے لیے علامہ کاظمی صاحب ملتان سے تشریف لائے تھے۔ بڑے بڑے مشائخ، علماء، وزراء اور سُنّی شیعہ علماء اور دیوبندی بھی موجود تھے۔ لاکھوں کا اجتماع تھا اور سب مغموم تھے۔ اجتماع سے صاحبزادہ کوکب نورانی نے خطاب کیا۔ ان کے ہر جملے پہ لوگ دھاڑیں مار کر روتے۔ ہر طرف سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔ انتظامیہ نے وضو کے لیے اور پینے کے پانی کا معقول انتظام کیا تھا۔ اطراف کی ٹریفک بند کر دی گئی تھی۔ ٹرک بسیں، ویگنیں بھر بھر کر نماز میں شرکت کے لیے لوگ آئے تھے۔ سندھ، پنجاب سرحد، بلوچستان سے لوگ پہنچے تھے۔ ہر کوئی دل فگار تھا۔ ایک دوسرے کے کندھے لگ کر لوگ رو رہے تھے۔ یہ مناظر پہلے کبھی نہ دیکھے تھے۔ یہ غم یہ صدمہ کس کی جدائی پہ تھا، کوئی اس طرح اپنے کسی سگے کے لیے شاید نہ رویا ہو گا۔ کتنے ہی یہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں اپنے ماں باپ کا اتنا صدمہ نہیں ہوا جتنا حضرت خطیب پاکستان کے انتقال کا ہو رہا ہے۔ امیر و غریب خاص و عام سب غمزدہ اور افسردہ تھے۔ نماز ہوئی اور دعا کے بعد کندھا دینے کے لیے ہر کوئی بے قرار ہوا۔ بہادر یار جنگ روڈ پر نبی کے اس سچے عاشق کے جنازے کا ہجوم دیکھنے کے لیے لوگ مکانوں کی چھتوں پہ چڑھ آئے تھے۔ حد نگاہ تک سر ہی سر تھے اور ان کے سروں کا تاج میرے حضرت کا گہوارہ تھا۔ مسجد گلزار حبیب اور اس کے اطراف میں تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی۔ لحد تیار ہو چکی تھی۔ صلوٰۃ و سلام کی گونج میں سرمایۂ اہلسنت کی تدفین ہوئی۔ کتنے ہی لوگ فرطِ غم سے بے ہوش

Marfat.com

ہو گئے۔ لوگ دیواروں سے سر مار رہے تھے لحد کو پھولوں میں چھپا دیا گیا۔ صاحبزادہ کوکب نورانی بھی ضبط کھو بیٹھے تھے۔ وہ بھی اپنے ابا جان کی لحد پر گر گئے اور اس درد سے روئے کہ ہر آنکھ اشک بار ہو گئی۔ تلاوت و اذکار کا سلسلہ جاری تھا۔ سب دیوانہ وار قبر اقدس پر آنسوؤں کا نذرانہ پیش کر رہے تھے۔ عقیدت کا عالم دیدنی تھا۔ سب پوچھتے تھے یہ کیا ہو گیا، ایسا کیوں ہوا؟ ہم کیوں نہ مر گئے! یہ کیوں ہم سے روپوش ہو گئے؟ میں کسی کو کیا جواب دیتا میں کسی سے کیا کہتا۔ مجھ پہ کیا بیتی۔ کون سنے گا مجھ سے۔ میں کس سے اپنا درد کہوں! سب کا غم تو ایک تھا مگر درد ہر کسی کا اپنا اپنا تھا۔ مجھے تو اب بھری دنیا ویران لگ رہی تھی۔ میری بے قراریوں کو اب کہاں قرار تھا۔ اپنے حضرت کے فرزندوں کو عزیزوں کو دوستوں کو دیکھتا تھا وہ سب دل شکستہ غم زدہ تھے۔ میں انہیں کیا کہتا کہ میری دل جوئی کریں مجھ سے تعزیت کریں۔ مجھ سے میرا سائبان، میری پناہ گاہ، میرا اقبال جدا ہوا ہے۔ میں نے اپنا تبادلہ چاہا تھا تو فرمانے لگے "کوشش نہ کرو کامیاب نہیں ہو گے۔ جب تک ہم ہیں ہمارے ساتھ رہو پھر یاد کیا کرو گے" میں نے ہزار کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہوا۔ اب کف افسوس مل رہا تھا کہ میں نے کوشش بھی کیوں کی۔ مگر حضرت نے کیوں اپنا تبادلہ کروا لیا، مجھے کیوں تنہا چھوڑ گئے۔ کس سے پوچھوں، مجھے کون بتائے گا۔

Marfat.com

جناب محمد آزاد خاں آزاد کشمیر

مجدد مسلک اہل سنت مبلغ اسلام خطیب پاکستان الحاج حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نوراللہ مرقدہ کے متعلق اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ذاتی مشاہدات کی روشنی میں خراج تحسین پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

میں نے جب سے ہوش سنبھالا حضرت مولانا صاحب قبلہ مرحوم و مغفور کے متعلق اکثر لوگوں سے اور کیسٹوں میں ان کی ریکارڈ کی ہوئی تقاریر بھی مسلسل سنتا رہا۔ ان کی دل پر اثر انداز ہونے والی ایمان افروز تقاریر کو سن کر مولانا مرحوم کی زیارت و ملاقات کی خواہش مچلتی رہی۔ بالآخر ۱۹۷۹ء میں جب میں کراچی آیا تو علامہ مرحوم سے ملاقات کرنے اور ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اکثر ان کی محافل میں شرکت کرنے اور ان کے مواعظ حسنہ سننے کا موقع ملا اور ہر جمعۃ المبارک کے دن جامع مسجد گلزار حبیب میں ان کے درس قرآن و حدیث سننے باقاعدگی سے جاتا رہا۔ جمعۃ المبارک کی ادائیگی کا ایسا لطف کہیں اور کبھی نہیں آیا۔

حضرت مولانا مرحوم کی صحبت میں رہ کر میرا ذاتی تجربہ ہے کہ دنیا بھول جاتی تھی۔ ان کی تقاریر و خطابات میں لوگ اس قدر محو ہو جاتے کہ اپنا ہوش رہتا نہ وقت کا احساس ہوتا۔ ان کے پُراثر اور دل نشیں خطاب سے مستفید ہونے کے لیے لوگ دور دراز سے بڑی تعداد میں جمع ہوتے اور دوران و

Marfat.com

لوگوں پر کیفیت طاری ہوتی اور بے ساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ان کی محفل وعظ میں بلاشبہ نور کی بارش ہوتی اور روحانی فیوضات کا سلسلہ رہتا ۔

مولانا مرحوم کے علم وفہم اور حکمت وفراست کا یہ عالم تھا کہ تمام تر مسائل پر وہ بے شمار ٹھوس دلیلیں پیش کرتے اور مختلف مسائل پر قرآن اور حدیث کی روشنی میں دلائل کے انبار لگا دیتے۔ ان کی علمی قابلیت اور فہم و فراست کا مخالفین بھی برملا اعتراف کرتے تھے ۔اگرچہ اب طرح طرح کی فتنہ انگیزیاں ہو رہی ہیں۔ لیکن اہلسنت کے اس عظیم مبلغ و مجاہد کے ہوتے ہوئے کسی کو جرأت نہیں ہوتی تھی کہ وہ ان کی کسی دلیل کو رد کر سکے کیوں کہ وہ حق و صداقت کے مبلغ تھے اور ہر بات سند سے بیان کرتے تھے ۔ وہ عام مقرروں کی طرح رٹی رٹائی تقریریں نہیں کرتے تھے۔ ان کی ہر تقریر علوم و معارف کا ایک سمندر ہوتی تھی وہ اپنے مسلک حق کے لیے برملا چیلنج بھی کرتے اور یہ صدائے حق انہوں نے ملک بھر میں جگہ جگہ بلند کی اور حق کو اس قدر واضح کر دیا کہ گمراہ کرنے والوں کی ساری محنت برباد ہو گئی۔ ان کا یہ احسان عظیم اور اصلاح عقائد و اعمال کے لیے ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی ۔

حضرت مولانا مرحوم کے اندر عشق رسول کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ پکے اور سچے حقیقی معنوں میں عاشق رسول تھے ۔انہوں نے اپنی ۵۵ سالہ زندگی عشق رسول میں ہی گزاری ۔ ان کی آواز کی شیرینی، ان کے بیان کی اثر آفرینی ، ان کا علم وحکمت ،ان کے اخلاق و عادات ،ان کی سیرت وتعلیمات اور ان کے چہرے کی نورانیت ان کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کمال اور ثبوت تھا ۔

مجھے حضرت قبلہ مولانا مرحوم کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ۔عقیدت مندوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ اس ناچیز نے بڑی بڑی شخصیتوں کے انتقال پر بھی کبھی اتنا اور ایسا روح پرور منظر اور اجتماع

Marfat.com

نہیں دیکھا۔ نشتر پارک گراؤنڈ میں شمع رسالت کے لاکھوں پروانے حبیب خدا کے حبیب کی محبت و عقیدت میں پروانہ وار جمع ہو گئے تھے اور ہر کوئی زار و قطار رو رہا تھا۔ جیسے سب پر کوہ الم ٹوٹ پڑا تھا یقیناً وہ ہر مسلمان کے لیے محترم اور محبوب تھے اور قوم و ملک کے لیے باعث فخر تھے۔ حضرت خطیب پاکستان کے چہرے پر تبسم اور نور بکھرا ہوا تھا۔ اس دن مخالفین نے بھی پیارے نبی کے اس دیوانے کی عظمت و عزت دیکھ کر یہ تسلیم کیا کہ بلاشبہ یہ شخص دلوں پہ حکومت کرتا تھا۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں اپنے جذبات محبت بیان کر سکوں اور نہ ہی علم ہے کہ ان کی شخصیت کی صحیح طور پر تعریف کر سکوں۔ آج ہر زبان سے ان کی تعریف سنتا ہوں ہر کوئی انہیں یاد کرتا ہے تو رو پڑتا ہے۔ آج بھی لوگ ان کے نام کے نعرے لگاتے ہیں اور انہیں یاد کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ حضرت مولانا صاحبزادہ کوکب نورانی صاحب کی عمر دراز فرمائے اور انہی خوبیوں سے نوازے تاکہ وہ اپنے عظیم باپ کے عظیم مشن کو جاری رکھ سکیں۔ اور جس طرح حضرت مولانا قبلہ نے لوگوں کو پیارے رسول کا دیوانہ بنایا تھا۔ یہ بھی لوگوں کو مدینے والے آقا کا دیوانہ بناتے رہیں۔ آمین

Marfat.com

مولانا عبدالخالق نقشبندی پنجاب

حضرت علامہ صاحب کے ساتھ کچھ وقت میرا گزرا ہے آپ میں در صفتیں بہت زیادہ تھیں۔ سچائی اور وعدہ وفائی اور آپ شفیق بھی بہت تھے۔ سچائی اور وعدہ وفائی کی گواہی میں دیتا ہوں کہ ۱۹۸۲ء میں میں نے فون پر عرض کی کہ مجھے گجرات کے لیے ایک تاریخ چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے اچھے عالم پنجاب میں ہیں۔ لیکن میرے اصرار پر آپ نے وعدہ فرمایا کہ میں انشاءاللہ دو صفر کو حاضر ہوں گا۔ مغرب کی نماز آپ کے پیچھے پڑھوں گا۔ اشتہار چھپوا دیا گیا لوگوں نے کہا کہ تو نے فون پر تاریخ لی ہے یہ پکی نہیں ہو گی۔ میں آپ سے ملنے کے لیے شرقپور شریف چلا گیا۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے۔ ہم جو بات کرتے ہیں وہ سچی کرتے ہیں، جو وعدہ کرتے ہیں وہ پورا کرتے ہیں۔ صرف موت ہی اس کی رکاوٹ بن سکتی ہے۔

میں بہت شرمندہ ہوا پھر میں نے دیکھا کہ دو صفر کو مغرب کی نماز آپ نے میرے پیچھے پڑھی اور فرمانے لگے مجھے ہدایت دیں کہ میں تقریر کس موضوع پہ کروں۔ میں نے عرض کی کہ کسی کے مسلک کے خلاف نہ کرنا۔ آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ کیا میں اپنا مسلک نہ بیان کروں۔ پھر رات کو جب

Marfat.com

جلسہ شروع ہوا جامع مسجد باری والی میں بہت بڑا اجتماع تھا جس کی صدارت استاذالعلماء حافظ سید علی صاحب مرحوم فرما رہے تھے۔ گجرات کے بہت سے علماء وہاں موجود تھے۔ آپ نے تین گھنٹے تقریر فرمائی۔ دیوبندی علماء باہر بیٹھے سن رہے تھے جنہوں نے بعد میں آکر مجھے کہا۔ ہم بہت متاثر ہوئے ہیں۔ ہم نے ایسی تقریر کبھی نہیں سنی۔ بلکہ ایک مولوی صاحب نے مولانا صاحب کے ہاتھ چومے۔

آپ نے آزاد کشمیر ڈڈیاں موضع سرہوٹہ کا وعدہ فرمایا حالانکہ اس تاریخ کو آپ سخت بیمار تھے لیکن آپ فرمانے لگے لوگ انتظار کرتے ہوں گے اس لیے وعدہ پورا کرنا ہے۔ تقریر کی اور رات کو گوجرانوالا پھر تقریر کی۔ اتنا طویل سفر کرکے پھر بھی وعدہ پورا کیا۔ شفقت کا یہ حال تھا کہ جب بھی آپ ملتے حالانکہ میں چھوٹا ہوں لیکن آپ فرماتے مولانا کیا حال ہے۔

نبی کریمؐ کے اخلاق کے پیکر تھے عشق کے مجسمہ تھے اور سچے عاشق رسول تھے۔

Marfat.com

مولانا محمد اقبال انصاری

خطیب مسجد غوثیہ اوکاڑا

حضرت علامہ خطیب پاکستان الحاج حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رح کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ مسلک اہلسنت کی ترجمانی و دین متین کی خدمت میں گزارا ہے ۔ ہر ضرورت کے موقعہ پر ملک و ملت کے لیے گراں بہا قربانیاں دیتے رہے راقم الحروف کو حضرت موصوف سے چند مرتبہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا ۔

علامہ موصوف بے حد منکسر المزاج تھے اور نہایت ہی منجھے ہوئے خطیب تھے ۔ آپ کی مثال میدان خطابت میں نہیں ملتی ۔ اتنے ماہر تھے کہ تقریر کو ترتیب دینا اور ایک ہی موضوع پر تین تین چار چار گھنٹہ تک بحث کرنا انہیں کا حصہ تھا ۔ آپ کی خداداد صلاحیتوں پر جس طرح اپنے عقیدت و محبت کے پھول نچھاور کرتے ہیں اسی طرح اغیار بھی آپ کے علم و فضل کے قائل ہیں ۔ آپ کو تحریر میں بڑی دسترس حاصل تھی ۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ فن تقریر میں کمال حاصل تھا ۔ جب آپ تقریر شروع فرماتے تو لوگوں کی آنکھوں سے آنسو اشکبار ہوتے ۔ آپ کو حضور نبی اکرم نور مجسم سے والہانہ عقیدت و محبت تھی ۔ آپ کی تقریر سے گمراہ لوگ سیدھا راستہ اختیار کرنے لگے ۔ آپ کے

Marfat.com

افریقہ کے دورہ پر کئی غیر مسلم لوگوں نے راہ حق اختیار کرنا شروع کر دیا آپ امام المقررین اور خطیب عالم تھے۔

راقم الحروف نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ملتان شریف قلعہ قاسم باغ انوار رسوم کے سالانہ جلسہ میں لوگوں کا بڑا جم غفیر تھا۔ اچانک تیز بارش اور آندھی شروع ہو گئی۔ مجمع منتشر ہونے لگا اسی اثناء میں علامہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کو وقت دیا گیا تو آپ کے خطبہ پڑھتے ہی سب لوگ جم کر بیٹھ گئے اور عاشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے مستفیض ہوتے رہے اور بارش فوراً رک گئی۔ یہ حضرت علامہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی ملتان شریف میں غالباً آخری تقریر تھی۔

آخر میں راقم الحروف دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوبؐ کے طفیل حضرت علامہ اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر کروڑوں مرتبہ رحمتوں کا نزول فرمائے آمین۔ اور آپ کے صاحبزادے جناب کوکب نورانی کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین ثم آمین

Marfat.com

جناب اللہ بخش اویسی کراچی

خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی واقعی کسی تعارف و تبصرے کی محتاج نہیں۔ اگر مختصر لفظوں میں اپنے دل کی بات کہنا چاہوں تو وہ کچھ اس طرح ہے کہ ؎

تیرا وجود فخر نظام حیات ہے
تو محض ایک ذات نہیں کائنات ہے

زندگی میں پہلی بار جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے ایک روشن کمرے میں اس وقت خطیب پاکستان کی زیارت ہوئی۔ جب آپ غزالئ دوراں رازی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ سے ملاقات کے لیے تشریف لائے تھے۔ وقت گزرتا گیا اور میں پنجاب کی کھلی ہواؤں کو چھوڑ کر عروس البلاد کراچی کی مصروف فضاؤں میں آبسا۔ خطیب پاکستان بھی یہیں قیام پذیر تھے۔ کئی بار احباب کے ہمراہ درِ دولت پر جانے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کے حسن اخلاق نے ہر بار میرے دل و دماغ پر گہرا اثر چھوڑا اور دل بیتاب کو بار بار درِ اقدس کی جانب مائل پایا۔

آپ کے علم و فضل، سیرت و کردار، تصنیف و تالیف، تحریر و تقریر کا جہاں تک تعلق ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ بے شک آپ بیک وقت مایہ ناز

Marfat.com

عالم دین، حاضر جواب مناظر، خوش الحان خطیب، سلجھے ہوئے ادیب، معروف علمی اور مذہبی شخصیت، بہترین انسان دوست، مسلک اہل سنت کے لیے دل وجان سے قربان، اپنے اساتذہ کے لیے سراپا احترام اور عشق مصطفیٰ کے بے نظیر ترجمان۔ غرض سب ہی کچھ تھے مگر دنیائے خطابت میں آپ کا نام اور مقام بلند ہی نہیں اللہ کی قسم منفرد بھی ہے اور ہر شخص آپ کا خطاب دل پذیر سننے کے بعد یہی اعتراف کرتا نظر آتا ہے کہ ؎

جھک جائے جس کو دیکھ کر خود ہی سرِ نیاز
اپنی جبیں کو چاہیئے وہ نقش پائے خاص

میں جب بھی زیارت کے لیے حاضر ہوتا۔ نادر، قدیم اور عظیم کتب خانہ کی جانب قابل رشک نگاہوں سے دیکھتا۔ ایک ملاقات کے دوران آپ نے ازراہ کرم قرآن کریم کا ایک نسخہ دکھایا جس پہ جا بجا آپ کے نوٹ تحریر تھے اور پھر فرمایا میں منکرین شان رسالت کے ہر سوال کا جواب اُن کے ایک عالم کے اس ترجمہ قرآن سے دے سکتا ہوں اور پھر بتایا کہ میرے کتب خانہ میں رکھی ہوئی ہر کتاب پر میرے لکھے ہوئے نوٹس موجود ہیں۔

ایک بار ایک عالم دین آپ سے ملنے کے لیے تشریف لائے۔ میں اور میرے محترم دوست قاری غلام حسین صاحب شجاع آبادی بھی آپ کی زیارت کے لیے آپ کے گھر گئے ہوئے تھے۔ اثنائے گفتگو میں آپ نے اُس عالم دین سے شہید کی وجہ تسمیہ دریافت فرمائی۔ لیکن وہ صحیح طریقے سے جواب نہ دے سکے۔ پھر آپ نے محققانہ اور عالمانہ انداز میں شہید کی وجہ تسمیہ کچھ اس طرح بیان فرمائی کہ شرکائے محفل محظوظ ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

۲۴ اپریل کو آسمان خطابت کا یہ تابندہ ستارہ ہم سے جدا ہو گیا اور ہر آنکھ کو اشک بار اور ہر دل کو سوگوار کر گیا۔ میں نے ان کے سفر آخرت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کراچی کی تاریخ میں اتنا بڑا نماز جنازہ کا اجتماع شاید ہی چشم دید نے

Marfat.com

دیکھا ہو۔

مجھے انتہائی مسرت و شادمانی ہے کہ حضرت کے بڑے صاحبزادے علامہ کوکب نورانی مدظلہ آپ کے صحیح جانشین ثابت ہو رہے ہیں۔ آپ کے مقدس دل میں بھی وہی جذبہ اور وہی تڑپ ہے جو مسلک اہلسنت کے لیے حضرت خطیب پاکستان میں تھی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالے خطیب پاکستان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کے صاحبزادے کو اپنے عظیم باپ کا مقدس مشن بحسن و خوبی انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

Marfat.com

جناب خادم حسین جہلم

مبلغ اسلام، مقرر بے مثال، خطیب پاکستان حضرت مولانا حافظ محمد شفیع اوکاڑوی نوراللہ مرقدہٗ کے عرس مبارک کے موقع پر آپ کی طرف سے حضرت کی سوانح حیات بنام "خطیب پاکستان اپنے معاصرین کی نظر میں" شائع کرنے کے پروگرام کی اطلاع ملی اور حضرت کی یاد نے تڑپا دیا۔ مختصراً تحریر کر رہا ہوں۔

آپ کی ذات والا کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے میرے پاس تو الفاظ ہی نہیں۔ میں صرف یہ ہی کہہ سکتا ہوں کہ قدس سرہٗ العزیز کی ذاتِ گرامی علم و عمل، شریعت و طریقت، نصیحت و حق گوئی میں ایک ممتاز حیثیت کی مالک تھی۔ آپ کا شمار ان جامع الکمالات شخصیتوں میں ہوتا ہے جن پر دنیائے اسلام اور خصوصاً دنیائے اہل سنت تا قیامت فخر کرے گی۔ آپ نہ صرف اپنے دور کے جید عالم، مقرر شیریں بیان تھے بلکہ آپ اسلام کے مبلغ اور ایک ایسے سچے عاشقِ رسول تھے جن کو دیکھ کر ایمان کو تازگی اور روح کو سکون ملتا تھا۔ ہمارے ہاں جہلم میں حضرت دو دفعہ تشریف لائے۔ آپ کا بیان سننے اور آپ کی زیارت سے مشرف ہونے کے لیے عشاقِ رسول کا اس قدر ہجوم تھا کہ اتنا بڑا جم غفیر جہلم کی تاریخ میں

Marfat.com

نہ پہلے کبھی سننے میں آیا تھا اور نہ ہی ہو گا۔ حضرت کی طبیعت میں اس قدر سادگی تھی کہ آپ میں مروجہ نزاکتیں جو بعض علماء اپنا اثاثہ سمجھتے ہیں کا شائبہ تک نہ تھا آپ کے لباس کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ عام آدمی یہ اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ یہی شخص جو ہمارے سامنے موجود ہے کتنی بڑی شخصیت ہے۔ وہ قولاً فعلاً اسلام کے عظیم مبلغ تھے۔ مختصراً یہ کہ آپ کی ہر بات قرآن و سنّت کی دلیل تھی۔ آپ کی ذات اور شیریں بیانی کا اثر جو مجھ پر ہوا۔ مختصراً تحریر ہے۔

بندہ مسلکً دیوبندی گھرانے میں پیدا ہوا تعلیم بھی دیوبندی مدارس میں حاصل کی تھی اس لیے دیوبندی وہابی خیالات رکھتا تھا حضرت صاحب کی سادگی آپ کے حسن سلوک اور آپ کی تقاریر کے اثر کا نتیجہ ہے کہ آج میں اللہ تعالٰی کی مہربانی سے اہلسنت بریلوی عقائد میں پختہ ہوں۔ میں اکیلا ہی نہیں بلکہ میرے اور بہت سے ساتھی بھی صرف اور صرف حضرت صاحب کی شخصیت سے متاثر ہو کر اپنے دیوبندی وہابی مسلک کو چھوڑنے پر مجبور ہوئے اہل سنت بریلوی کے حلقہ بگوش ہوئے۔

حضرت صاحب جب دوسری بار ہمارے ہاں ۱۹۸۲ء میں تشریف لائے تو اپنی نورانی تقریر اور اپنی مشہور لوری پڑھنے کے بعد جو خدمت آپ نے مدرسہ کے لیے کی اس سے آپ کی دینی محبت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ آپ نے فرمایا "میں دوسری بار مدرسہ کریمیہ تعلیم القرآن محلہ اسلام پورہ جہلم میں آیا ہوں۔ مجھے انتہائی خوشی ہے کہ مدرسہ کی انتظامیہ نے مجھے چندہ کی اپیل کے لیے نہیں کہا۔ حالانکہ میں جہاں کہیں بھی جاتا ہوں لوگ پہلے ہی کہہ دیتے ہیں کہ مولانا صاحب درس یا مسجد کے لیے چندہ کی اپیل ضرور کرنی ہے۔ لیکن مدرسہ کریمیہ کی انتظامیہ نے اگر نہیں کہا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے احساس بھی نہ ہو۔ مجھے تو کیا آپ کے شہر میں ہر فرد کو یہ احساس ہونا چاہیئے کہ ہمارا اولین فرض دین کی خدمت ہے اسی فرض کو پورا کرتے ہوئے آپ لوگوں نے جو میری خدمت کی ہے وہ میں مدرسہ

Marfat.com

کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔ آپ کے یہ الفاظ کہنے کی دیر تھی کہ لوگوں نے بڑی فراخدلی سے آپ کی پیروی کی اور مدرسہ کی دل کھول کر امداد کی۔

جلسے کے بعد فارغ التحصیل بچوں نے حضرت صاحب کے ساتھ گروپ فوٹو کے لیے کہا۔ حضرت صاحب نے بچوں کو یہ کہہ کر انکار کیا کہ فوٹو بنوانا گناہ ہے۔ لیکن بچے بضد تھے اور فوراً ہی حضرت صاحب کے گلے میں ہار ڈال دیئے۔ تو حضرت صاحب یہ کہہ کر کھڑے ہو گئے کہ آپ کی خوشی کے لیے کھڑا ہو جاتا ہوں فوٹو گرافر نے دو فوٹو لیے۔ حیرت کی بات ہے کہ سب بچوں کے فوٹو بہت خوبصورت آئے لیکن دونوں فوٹو میں حضرت صاحب کا فوٹو نہ آیا۔

ایک شخص اپنے چھوٹے بیٹے "جس کی عمر تقریباً ڈیڑھ دو سال تھی" لے کر آیا اور حضرت کو بتایا کہ یہ بچہ تقریباً آٹھ دس دن سے دن رات رو رہا ہے۔ کچھ کھاتا پیتا بھی نہیں۔ حضرت صاحب نے اس بچے کو ایک پھونک ماری اور اور اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ چہرے پر ہاتھ پھیرنے کی دیر تھی کہ بچہ خاموش ہو گیا۔ وہ بچہ آج تک بالکل ٹھیک ہے اور کسی بیماری میں مبتلا نہیں ہوا اور رو بصحت ہے۔

ایک دفعہ تحصیل کوٹلی آزاد کشمیر کے کسی گاؤں میں آپ کا بیان تھا۔ موسم بارشی تھا۔ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ آپ کا بیان شروع ہوا۔ دورانِ تقریر بوندا باری شروع ہو گئی۔ آپ نے فرمایا۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں اللہ کی رحمت جوش میں ہے۔

فوراً ہی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ جونہی لوگ بارش سے گھبرا کر اٹھنا شروع ہوئے۔ آپ نے فرمایا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ پھر آپ نے اللہ تبارک و تعالےٰ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے اللہ تیرے یہ بندے تیری رحمت کو برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ تیرے محبوب کا ذکر ہو رہا ہے بادلوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑے اعتماد کے ساتھ فرمایا۔ اے اللہ

Marfat.com

ان بادلوں کو حکم دے کہ چاروں طرف برستے رہیں لیکن اس محفل پر نہ برسیں۔ آپ کا بادلوں کی طرف انگلی کر کے یہ کہنے کی دیر تھی کہ بارش فوراً تھم گئی۔ معلوم نہیں کہ اردگرد برسی یا نہ برسی لیکن جلسے کے پنڈال پر بالکل نہ برسی۔

یہ چاروں پانچوں واقعات و کرامات میرے سامنے پیش آئے ہیں جن کو تحریر کر دیا ہے۔ دوران تقریر آپ جس وقت آقائے نامدار، مدنی تاجدار، سالارِ عرب و عجم، محبوب خالق و مخلوق کا ذکر فرماتے تھے تو عشقِ رسول میں آپ کے آنسو رواں ہو جاتے تھے۔ اور ساتھ ہی مجمع پر بھی رقت و وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت کے عشقِ رسول سے لبریز نورانی اور وجدانی بیان کے دوران ایسا محسوس ہوتا تھا کہ انوارِ رسالت کی بارش ہو رہی ہے اور ہر شخص محسوس کرتا ہو کہ جیسے دربارِ رسالت میں بیٹھا ثناخوان رسولؐ حضرت حسان بن ثابتؓ سے نعت رسولؐ سن رہا ہو محفل اس قدر پرسکون ہوتی تھی کہ گویا ہر ذی روح کے سر پر طائران بہشتی میں سے کوئی پرندہ بیٹھا ہوا ہے۔ جو ذرا سی حرکت سے اڑ جائے گا۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے حضرت صاحب کو اپنی خاص جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ اور آپ کے درجات و رتبات کو اور بلند فرمائے۔ آپ نے اہل اسلام کے دلوں میں عشقِ مصطفےٰ کی جو شمع روشن کی ہے اللہ تعالیٰ اس کو فروزاں رکھے، آپ حضرت کی بارگاہ میں جو عقیدت کے پھول والہانہ انداز میں نچھاور فرما رہے ہیں انہیں شرف قبولیت بخشے اور اللہ تعالےٰ صاحبزدگان کو حضرت کا صحیح جانشین بنائے اور مولانا اوکاڑوی اکادمی کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

Marfat.com

جناب طاہر عباس زیدی کراچی

خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی بار ۱۹۷۲ء میں بحیثیت جنرل سیکرٹری یوم حسین آرگنائزنگ کمیٹی ملا۔ مولانا کی رسول و آل سے محبت دیکھ کر اتنا متاثر ہوا کہ دل اُن سے ملاقات کے بہانے ڈھونڈتا تھا کھانچی پاڑے میں مولانا کا وعظ سننے کا اکثر اتفاق ہوا۔ میں جب بھی اُن سے ملا انہیں ایک شفیق بزرگ کی مانند پایا وہ گفتگو کے دوران جو طنز و مزاح فرمایا کرتے تھے وہ انہیں کا حصہ تھا۔ وہ سچے عاشقِ نواسۂ رسول تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دورِ حاضر کی یزیدی طاقتیں ان سے لرزہ براندام رہتی تھیں۔ مولانا نے ان کی فتنہ انگیزیوں کا جواب امام پاک اور یزید پلید کی شکل میں دیا جو منفرد کارنامہ ہے۔ مجھ سے اکثر کہا کرتے تھے کہ میں نے یہ کتاب لکھ کر یزیدی فتنے کو پاکستان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا ہے۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ زیادہ سے زیادہ مسلمان اس سلسلے میں اُن سے تعاون کریں۔

مولانا مرحوم کی آخری تقریر ۱۳ رجب کو ہونے والے جلسے بسلسلہ جشن ولادت حضرت علیؓ تھی جو مولانا مرحوم کی معرکۃ آرا تقریر تھی۔ میری مولانا کے عقیدت مندوں سے درخواست ہے کہ وہ اس تقریر کو ضرور سنیں اور ارکین

Marfat.com

اکادمی سے بطورِ خاص التجا ہے کہ وہ اس تقریر کو تحریر کی شکل دے کر شائع کریں مولانا اصحاب رسول کے سچے شیدائی اور پیروکار تھے۔ وہ اتحادِ بین المسلمین کے زبردست حامی تھے اور کم سے کم شرائط پر بھی اتحاد کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے انہیں خراجِ عقیدت پیش کرنے کا اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا کہ ہم ان کے نقشِ قدم پر چل کر ان کے مشن کی تکمیل کریں۔ ۱۹۸۴ء کا سال مولانا سے جدائی کا سال تھا۔

پہاڑ کاٹنے والے زمیں سے کم رہ گئے
اس زمیں میں دریا سمائے ہیں کیا کیا

دعا گو ہوں کہ پروردگار مولانا مرحوم کو سایہ دامن رسول و آلِ رسول میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

جناب ریاض احمد چوہان پاکپتن شریف

مولانا اوکاڑوی سے مارچ ۸۳ء میں مسجد گلزارِ حبیب کراچی اور پھر جنوری ۸۴ء میں پاک پتن شریف میں بالمشافہ گفتگو کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ اُسی گفتگو کی وجہ ہے کہ آج یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میری طرح بے شمار لوگ ایک بے مثل علمی و ادبی، سیاسی و مذہبی، دینی و دنیاوی مشفق و مہربان اور گروہی تعصب کے نام نہاد بتوں کو پاش پاش کر کے محبت اور اخلاص کے مدرس کی شفقت اور راہنمائی سے محروم ہو گئے ہیں۔ کیا کہوں ...... عجب ایک سانحہ سا ہو گیا ہے۔

ماہِ تمام دامنِ رحمت میں چھپ گیا

مولانا اوکاڑوی آسمان علم کے آفتاب، مادرِ گیتی کے چراغ، علمی اور تحقیقی صداقتوں کے ایاغ، معلم اخلاق و محبت، متکلم اسلام اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

Marfat.com

سیّد خادم علی شاہ بخاری

بخاری موٹرز کراچی

خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ علوم و معارف اخلاق و کردار اور صورت و سیرت گویا ہر لحاظ سے ایک بلند مرتبہ اور ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ محبت و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور ان کی تحریر و تقریر کی دنیا بھر میں شہرت تھی اور وہ خود عشق رسول کا کشتہ تھے۔ دین اسلام اور وطن عزیز پاکستان کے لیے ان کی خدمات بے شمار اور ناقابل فراموش ہیں۔ تاریخ میں ان کی شخصیت یادگار رہے گی۔ اللہ تعالٰے انہیں اپنے جوارِ رحمت میں مقامِ اعلیٰ عطا فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

مولانا قاری محمد علی قادری بلوچ

• مہتمم دارالعلوم تجوید القرآن، بلدیہ ٹاؤن کراچی

عالم ربانی، مرشد روحانی، محبوب شاہ جیلانی خطیب پاکستان مبلغ اعظم اہسنت حضرت علامہ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ و نور اللہ مرقدہ عالم باعمل فاضل اجل اور علم و عرفان کے بحر ذخار اور عندلیب گلستان رسالت تھے۔ آپ سے ہزار ہا تشنگان علم فیضیاب ہوئے لاکھوں بدعقیدہ لوگ آپ کے پُر اثر خطابات کے باعث صحیح العقیدہ مسلمان بن کر صراط مستقیم پر گامزن ہو گئے اور منزل مراد پا گئے۔ حضرت صاحب حق و صداقت کے ایک روشن مینار تھے اور امت مسلمہ کے لیے آپ کی عظیم خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ اس فقیر پر حد درجہ شفقت فرماتے میرا شمار ان کے ان تلامذہ میں ہوتا ہے جنہوں نے برسوں حضرت کے دریائے علوم و عرفاں سے اکتساب فیض کیا حضرت علامہ اوکاڑوی صاحب بے مثال خطیب اور بے بدل عالم تھے۔ ان کے اخلاق و عادات سنّت نبوی اور اپنے اسلاف کا نمونہ تھے۔ انہوں نے ہزاروں اجتماعات سے خطاب کے علاوہ متعدد کتابیں لکھیں اور سیکڑوں مساجد اور مدارس قائم کیے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ آپ کی روح اقدس کو خوش کرنے کے لیے آپ کے تبلیغی و اصلاحی مشن کو آگے بڑھایا جائے۔ نہایت مسرت کی بات ہے کہ آپ کے لخت جگر اور فرزند ارجمند حضرت علامہ صاحبزادہ کوکب نورانی اوکاڑوی مدظلہ العالی جو حضرت صاحب کے جانشین ہیں اور صحیح معنوں میں اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اہسنّت کی دل سے بے لوث خدمت کر رہے ہیں۔ دُعا ہے کہ رب العزت انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے والد بزرگوار کو غریق رحمت فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

Marfat.com

چودھری محمد افضل پی آئی اے لاہور

بچپن سے ہی والد صاحب ہر سال ربیع الاوّل شریف میں شیر ربّانی حضرت میاں شیر محمّد صاحبؒ شرقپوری کے سالانہ عرس کے موقع پر مجھے شرقپور شریف ساتھ لے کر جاتے جب رات کے تقریباً دو بجتے تو اگر میں سو جاتا تو والد صاحب مجھے جگا دیتے کہ اٹھ کر بیٹھو حافظ صاحب قبلہ کی تقریر شروع ہونے والی ہے۔ خطیب پاکستان حضرت مولانا محمّد شفیعؒ اوکاڑوی صاحب کو اپنے پیر خانہ پہ حافظ صاحب قبلہ کہہ کر ہی پکارا جاتا چنانچہ بچپن سے ہی حضرت اوکاڑوی صاحب قبلہ سے ایک مذہبی لگاؤ ہو گیا وقت کے ساتھ ساتھ آپ کی تقریر سننے کا شوق بڑھتا گیا۔ اس دوران جب بھی کراچی آتا تو کوشش ہوتی کہ آپ کی اقتدا میں ہی نماز جمعہ ادا کروں۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے بارہا یہ سعادت نصیب ہوئی۔

گو کم عمری سے ہی آپ کے مواعظ حسنہ سے مستفیض ہوتا رہا مگر آپ سے تعارف ایک مشترکہ دوست کے وساطت سے ۱۹۸۱ء میں ہوا آپ نہایت شفقت سے ملے اور یہ وعدہ لیا کہ جب کراچی آؤں تو آپ سے ضرور ملاقات کروں۔ تھوڑے دنوں بعد مجھے کراچی جانے کا اتفاق

Marfat.com

ہوا ۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے بے حد عزت افزائی فرمائی ۔ مجھے اپنے ہاں ٹھہرنے پر بہت مجبور کیا ۔ مگر چونکہ میں اپنے ایک عزیز کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا اس لیے معذرت کرلی ۔ لیکن پھر بھی آپ نے دوسرے روز کھانے کی دعوت کا اہتمام کیا ۔ نہایت پر تکلف کھانا تیار کروایا تھا ۔ اصرار کر کے مختلف کھانے مجھے کھلاتے ۔ واپسی پر آپ نے مختلف کتب بطور تحفہ عطا فرمائیں۔جو آج تک میرے پاس محفوظ ہیں اور میں ان کا مطالعہ کرتا ہوں۔

صدر بازار لاہور میں ہر سال یوم رضا رحمۃ اللہ علیہ نہایت تزک واہتمام سے منایا جاتا ہے ۔ آپ ۱۹۸۱ء سے ۱۹۸۳ء تک متواتر تشریف لاتے رہے آپ کی آمد پر صدر بازار میں ایک جشن کا سماں ہوتا۔ ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی کہ اس روز نماز جمعہ آپ کے پیچھے ادا کرے ۔ ہزاروں کا مجمع ہوتا۔ مسجد قاسم خان اور اطراف میں تل دھرنے کی جگہ نہ ہوتی ۔ لوگ دور و نزدیک سے کشاں کشاں چلے آتے ۔

ماہ محرم الحرام میں شہادت کی محفل میں بلا مبالغہ لاکھوں کا اجتماع ہوتا آپ واقعہ شہادت کو اس عقیدت و محبت سے بیان فرماتے کہ ایسا معلوم ہوتا کہ آپ گویا یہ واقعہ آنکھوں سے دیکھ کر بیان فرما رہے ہیں ۔ مبالغہ آرائی سے ہمیشہ اجتناب فرماتے ۔ مستند تاریخی کتابوں سے حوالے دیتے ۔آپ اپنے مواعظ حسنہ میں ہمیشہ عمل پر زور دیتے ۔

سب سے زیادہ جس چیز نے مجھے متاثر کیا وہ آپ کا وعدہ پر پورا اترنا اور وقت کی پابندی تھی ۔آپ کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ وعدہ کے مطابق وقت مقررہ پر پہنچیں تاکہ سامعین کو انتظار کی زحمت نہ ہو ۔

اپنے پیر خانہ کا بے حد احترام فرماتے ۔شرقپور شریف ، کرمانوالہ شریف میں تقاریر فرماتے ہوئے نہایت عجز و احترام سے حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ، حضرت شاہ صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کا

Marfat.com

تذکرہ فرماتے۔ جلسہ گاہ میں قبلہ رُخ باوضو اور باادب بیٹھنے کی تلقین فرماتے تقریر کے دوران بھی مزار شریف کی جانب پیٹھ نہ کرتے۔ اپنی بیماری کے دوران بھی اپنے پیرخانہ کی حاضری موقوف نہ کی۔ وصال سے کچھ عرصہ قبل شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحبؒ کے عرس کے موقع پر آپ کی آخری تقریر سننے کا موقع ملا۔ اس وقت یہ خیال بھی نہ تھا کہ آج آخری تقریر سُن رہا ہوں۔

وصال سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے لاہور ایئرپورٹ پر وی آئی پی لاؤنج میں آخری ملاقات ہوئی۔ آپ مسجد وزیر خان میں تقریر کے لیے تشریف لائے تھے۔ آپ کو لینے کے لیے مولانا خلیل احمد قادری صاحب تشریف لائے تھے۔ نہایت محبت سے میرا ان سے تعارف کروایا۔ مجھے رات کی تقریر سُننے کے لیے کہا مگر ڈیوٹی پر ہونے کی بنا پر حاضر نہ ہو سکا جس کا مجھے افسوس ہے کہ آپ کی خواہش کے مطابق حاضر نہ ہو سکا۔

آپ کی ساری زندگی عالم باعمل کی زندگی تھی۔ ہمہ وقت تبلیغ میں مصروف رہتے۔ تقاریر کے ساتھ ساتھ آپ نے تصانیف کا سلسلہ جاری رکھا آپ نے مختلف موضوعات پر متعدد کتابیں تحریر فرمائیں۔ جو ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر فروخت ہو چکی ہیں اور نہایت مقبول اور عام فہم ہیں۔

آپ کی ابتدا ایک نعت خواں کی حیثیت سے ہوئی پھر علوم دین حاصل کر کے شعلہ بیان مقرر ہوئے مگر ان کے بزرگوں کی نگاہ کرم تھی کہ آپ اپنے معاصرین میں بے مثال اور سب سے زیادہ مقبول خطیب تھے۔ آپ کی تقریر علوم و معارف کے جواہرات سے مرصع ہوتی۔ آپ نے بے حساب لوگوں کے عقائد و اعمال نہ صرف ملک میں ٹھیک فرمائے بلکہ بیرون ملک بھی آپ جب تشریف لے جاتے تو رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہتا۔ آپ کی تقریر عام فہم، موضوع کے مطابق، قرآنی آیات، احادیث کے حوالوں اور بزرگوں کے

Marfat.com

واقعات سے مزین ہوتی ۔ آپ کی باتیں دل میں اترتی جاتیں ۔ آپ کا تقریر کرنے کا ایک خاص دلنشیں انداز ہوتا ۔ موقع محل کے مطابق ہر موضوع پر جامع تقریر فرماتے ۔ مخالفین کا بھی تذکرہ کرتے تو شائستگی اور تہذیب و اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے ۔ چھوٹے بڑوں سے عزت و احترام اور شفقت و محبت سے ملتے ۔ جانے کتنے ادارے آپ نے قائم کئے لیکن گلزار حبیب ٹرسٹ آپ کا بنایا ہوا مشہور ادارہ ہے جو صدقہ جاریہ ہے ۔ جس کے زیر اہتمام عالی شان مسجد کی تعمیر ہوئی اور دینی مدرسہ قائم ہوا ۔ یہ دلی دعا ہے کہ آپ نے جو کام شروع کیے تھے وہ آپ کی خواہش کے مطابق پورے ہوں ۔ آمین

آپ کے مشن کو اب ان کے صاحبزادے مولانا کوکب نورانی صاحب آگے بڑھا رہے ہیں ۔ ان کا لب و لہجہ ، انداز خطابت ، عادات و اطوار ہو بہو اپنے آبا جان کے مطابق ہے ۔ اللہ تعالٰے اپنے پیارے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ان کے جذبے میں ترقی فرمائے اور انہیں اپنے والد صاحب کے تبلیغی مشن کو پورا کرنے بلکہ آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

Marfat.com

جناب سلطان محمود مغل کراچی

بندہ اس قابل تو نہیں ہے کہ حضرت خطیب پاکستانؒ جو ایک پکے مومن سچے شیدائی رسولؐ اور وقت کے غوث تھے۔ اس زبان سے ان کی تعریف کروں۔ شاید یہ جملہ آپ کے ذہن میں انتشار پیدا کرے۔ بندہ حقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا متعدد بار جمعۃ المبارک کو بڑے بڑے اولیاء کرام جامعہ اسلامیہ گلزارِ حبیبؐ تشریف لاتے تو حضرت دورانِ خطاب ہی درخواست کرتے کہ آئیے حضرت ہم بھی آپ کے کلام سے مستفید ہونا چاہتے ہیں تو خدا کی قسم تقریباً سب اولیاء کرام یہی ارشاد فرماتے کہ ہم تو آپ کی تقریر سننے کے لیے آتے ہیں نہ کہ سنانے کے لیے۔ حضرت کے حق اور صحیح پر ہونے کی مدلل اور واضح دلیل یہ ہے کہ اہلسنّت وجماعت کے کوئی بھی عالم دین یا اولیاء کرام کراچی تشریف لاتے تو ان کی خواہش یہ ہوتی کہ جمعۃ المبارک اوکاڑویؒ صاحب کے پیچھے پڑھیں خطیب پاکستانؒ نے جتنی مسلک حق اہل سنّت وجماعت کی خدمت کی ہے اتنی آج تک تاریخ میں کسی کے ورثے میں نہیں آئی۔ بس بات ایک ہی ہے۔

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا — کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

آج بھی تمام اولیاء کرام مشائخ عظام حضرت خطیب پاکستان کے مزار

Marfat.com

پر انوار کی زیارت ضرور کرتے ہیں۔

حقیر نے تقریباً ۵۳ جمعۃ المبارک حضرت خطیب پاکستان کی اقتدا میں ادا کیے ہیں۔ تقریباً ۴۰ کے قریب حضرت صاحب کے جلسہ گاہ میں خطاب مختلف مقامات پر سننے کی سعادت حاصل کی ہے۔ حضرت خطیب پاکستان کی تقریر میں سب سے دلچسپ انداز یہ تھا کہ جب آپ شعر پڑھتے تو خدا کی قسم حاضرین و ناظرین کے دل کھینچ لیتے تھے۔ چونکہ حضرت خطیب ہی نہیں ایک بلند پایہ محقق، موجودہ صدی کے مجدد بہت بڑے مبلغ، مفتیٔ اعظم، استاذ الحفاظ بہت بڑے نعت خواں اور اولیاء اللہ تھے۔ میں نے آج تک جو تقاریر حضرت خطیب پاکستان کی سنی ہیں اور شرکت کا شرف حاصل کیا ہے کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ کوئی سوال حضرت خطیب پاکستان سے کیا گیا ہو اور آپ نے اس کا جواب نہ دیا ہو۔ آپ کے خطاب سے لاکھوں حکمتیں اور کروڑوں مسائل حل ہوتے تھے امتِ محمدیؐ کے ہر چھوٹے بڑے فرد کو آپ سے والہانہ محبت تھی اور حقیقت میں اولیاء کرام حضرت خطیب پاکستان سے محبت رکھتے تھے۔ خود میرے والد محترم کے پھوپھی زاد بھائی اور خالہ زاد بہنوئی قبلۂ عالم حضرت خواجہ عبدالمجید احمد صاحب خضری قادری پیر صاحب آف دیول شریف کو آپ سے بہت لگن تھی۔ حضرت پیر صاحب کے حضرت خطیب پاکستان عقیدت مند بھی تھے۔ حضرت پیر صاحب دیول شریف کراچی تشریف لاتے تو نمازِ جمعہ گلزارِ حبیبؐ میں ادا فرماتے۔ حضرت خطیب پاکستان اور حضرت پیر صاحب کا آپس میں بہت لگاؤ تھا۔ حضرت پیر صاحب کو جتنا ملال ہم نے حضرت خطیب پاکستان کے وصال کے دن دیکھا ہے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ آپ خطیب پاکستان راولپنڈی جاتے تو ضرور شرفِ ملاقات حاصل کرتے اور اگر حضرت پیر صاحب کراچی تشریف لاتے تو ضرور ملاقات کرتے۔ اس سلسلے میں متعدد تصاویر ماہنامہ جمعیت المشائخ میں ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

حضرت خطیب پاکستانؒ کے لاکھوں کی تعداد میں کیسٹ ملک میں اور بیرونِ ملک چل رہے ہیں جن سے اہلسنّت کی فضا دوبالا ہو رہی ہے۔ جتنا نقصان حضرت خطیب پاکستان کی کمی سے اہلسنّت کا ہوا ہے اس کی تلافی محال ہے لیکن آپ کی تصانیف اور تقاریر رہتی دنیا تک قائم رہیں گی۔ کبھی بھی حضرت خطیب پاکستان نے اختلافی یا جذباتی تقریر نہیں کی۔ ہر شخص یہ ماننے کو تیار ہے کہ جو ملکہ حضرت کو خطابت میں تھا نہ کسی کو حاصل ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ آپ نے مختلف مذہبی کمیٹیاں اور تنظیمیں قائم کیں۔ متعدد تعداد میں اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک اجتماعات سے خطاب کیا۔ متعدد درس اور لائبریریاں قائم کیں۔ اہلسنّت کے پروانوں کے لیے خطیب پاکستان کی تصانیف اور تقاریر ایک بہت انمول خزانہ ہے جو ہر سُنّی بھائی کے پاس بلکہ دل میں ذخیرہ ہونا چاہیئے۔

حضرت خطیب پاکستانؒ کے وصال مبارک کے یوم پر اتنی مخلوق تھی کہ پہلے تاریخ میں ریکارڈ نہیں ہے۔ جو شخص بھی اس میں شریک ہوا وہ کلمہ طیبہ اور درود پاک کا ورد کر رہا تھا۔ یہ آپ کے نیک ہونے کی ایک اور دلیل ہے۔ آپ کے نمازِ جنازہ میں تمام مکاتب فکر کے علماء اور مشائخ عظام اور اولیاء کرام کی شرکت آپ کی مسلمانوں سے محبت اور اللہ رسولؐ سے وابستگی کی نشانی ہے۔ آپ کے مزار پُرانوار پر چوبیس گھنٹے تلاوت کلام پاک اور ذکر پاک بخشش کی مدلل دلیل ہے۔ میں نے ذاتی طور پر تجربہ کیا ہے کہ حضرت صاحب سے اگر تقریر کے لیے ٹائم لینا ہو تو تین مہینے پہلے وقت لینا پڑتا تھا۔ اس میں ملک اور بیرون ملک سب شامل ہیں۔

آپ جہاں بھی خطاب فرماتے قدرتی طور پر بہت بڑا مجمع اکٹھا ہو جاتا اور لوگ خاص طور پر عاشقان رسول ہر وقت منتظر رہتے تھے کہ آج خطیب پاکستان کہاں خطاب فرمائیں گے اور خطاب کے بعد تمام آدمی شرف ملاقات کے خواہش مند ہوتے۔

Marfat.com

حضرت خطیب پاکستان پر اللہ کا فضل اور حضور اکرمؐ کا اتنا کرم تھا کہ آپ نے دن اور رات مسلسل چار چار خطاب بھی کئے مگر صحت پر یا خطاب میں کبھی فرق نہیں آیا۔ حضرت صاحب کے خطاب کی دلچسپ بات یہ بھی تھی کہ آپ خواہ ایک ہی جگہ چار یا پانچ خطاب فرمائیں ہر خطاب کا موضوع اور متن الگ ہوتا۔ یہ حضرت کی اعلیٰ ترین ذہنی صلاحیتوں میں سے ایک تھی۔ حضرت صاحب کے خطاب سے واقعی ایمان کو تازگی ملتی تھی۔ دل میں سرور کی سی کیفیت پیدا ہوتی تھی۔ میری دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ اللہ جل شانہٗ اپنے پیارے محبوبؐ کے اس سچے اور پکے عاشق پر اپنی کروڑوں رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ اللہ تعالےٰ آپ کے نورِ نظر اور فرزند ارجمند حضرت حافظ کوکب نورانی صاحب، حامد ربانی صاحب اور محمد سبحانی صاحب کو عمر ہائے دراز و صحت ہائے کاملہ عطا فرمائے اور مسلک حق کی خدمت میں پیش پیش فرمائے۔

ہم سب سُنّی بھائیوں کو اللہ تعالےٰ حضرت خطیب پاکستانؒ کے نقش قدم پر چلنے اور آپ کے ارشادات کی تعمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ خدائے بزرگ و برتر ہمارے مسلک حق کے سب سے بڑے ادارے جامعہ اسلامیہ گلزار حبیب کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ ہمیں اس کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے

آمین یارب العالمین

Marfat.com

جناب غلام شبیر سیالوی جہلم

بخدمت جناب صاحبزادہ صاحب سلام مسنون

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی بہت بڑے عالم دین تھے وہ ان شخصیتوں میں تھے جنہیں رحمتِ الٰہی نے اپنے لطف و کرم کا مظہر بنا کر خلق خدا کی ہدایت کے لیے مقرر فرمایا۔ آپ کی سیرت کا ہر پہلو سبق آموز ہے۔ مولانا صاحب تقویٰ و طہارت میں ایک امتیازی شان کے مالک تھے صرف یہ ہی نہیں بلکہ آپ مصنّف بھی تھے۔ آپ کی کافی کتابیں ہیں جو ہمارے لیے شمع ہدایت ہیں۔ آپ جو تحریر فرماتے سب سے پہلے اس کی دلیل کلام اللہ سے پیش کرتے پھر اس کو حدیثِ نبوی سے بیان فرماتے۔ ایک جگہ آپ نے دورانِ بیان فرمایا کہ عشقِ مصطفیٰ ہی دنیا و آخرت کا بہترین زیور ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایسا اندازِ بیان اتنا مؤثر اور مدلّل کہ پڑھنے یا سننے والا سر تسلیم خم کرتا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جو کچھ فرماتے کلام پاک اور حدیث نبوی بیان فرماتے اللہ تعالیٰ ایسی پاک ہستیوں کے صدقے ہم پر بھی رحم فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

Marfat.com

جناب محمد لیاقت قادری کراچی
خادم آستانہ خطیب پاکستان کراچی

غوثِ زمانہ مجدد مسلک اہل سنت شہنشاہِ خطابت خطیب اعظم پاکستان عاشقِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علامہ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کے بارے میں بندہ عاجز کیا لب کشائی کر سکتا ہے۔ صرف نام لکھوانے کی غرض سے تاکہ عاقبت میں ذریعہ نجات ہو چند باتیں تحریر کرتا ہوں خطیب پاکستان ایک بلند مرتبہ عالم دین تو تھے ہی مگر ساتھ ساتھ وہ ایک بہت بڑے ولی کامل بھی تھے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو علم ظاہر کے ساتھ ساتھ علمِ لدنی بھی عطا فرمایا تھا۔ جس کا مشاہدہ آپ کے خطابات میں کیا جاتا۔ ایک ہی آیت سے اتنے مسائل حل کرتے اور ایسی تفسیر فرماتے کہ اہل محفل اش اش کر اٹھتے۔ بصیرت اور کشف کا یہ حال تھا کہ اکثر کوئی سائل سوال کرتا تو سوال کرنے سے پہلے ہی آپ فرما دیتے تھے گویا کہ ان کو پہلے سے علم تھا۔ اللہ تعالےٰ اپنے خاص اور مقبول بندوں کو علم غیب سے مطلع فرما دیتا ہے۔

ایک دفعہ میں حاضر خدمت ہوا اور ایک سوال پوچھنے کا ارادہ کیا تو آپ نے پہلے ہی سوال بھی بتا دیا اور اس کا جواب بھی فرمایا۔ آپ کی برکت یہ بھی کہ میں جب سے اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر کسی بے دین کی محفل میں نہیں گ

Marfat.com

اور نہ ہی کسی کی بات نے مجھ پر اثر کیا۔ میں تقریباً آٹھ سال ان کی خدمت میں آتا جاتا رہا۔ حاضری ہوتی رہی۔ جہاں کہیں ذکر رسول ﷺ ہوتا جب تک میں مکمل سُن نہ لیتا نیند نہیں آتی تھی۔ خطیب پاکستان کی بارگاہ سے مجھے محبت رسول اکرم ملی اور اولیائے کرام کی عزت کا درس ملا۔ اب بھی آپ میری رہنمائی فرماتے ہیں۔ اور مجھے یہ شرف حاصل ہوا کہ میں جب ماہ محرم میں آپ کا وعظ سننے گھاپچی پاڑہ جاتا۔ مجھ پر ایک عجیب کیفیت ہوتی۔ ہر طرف نور کی شعائیں نظر آتی تھیں۔ حضرت صاحب کا بیان سننے کراچی کے دور دراز حتیٰ کہ حیدرآباد میرپور خاص، نواب شاہ اور پنجاب سے بھی لوگ آتے تھے۔ آپ کی آواز میں ایسا مقناطیسی اثر تھا کہ لوگ کھنچے چلے آتے تھے۔ اور آپ کی ہر بات دل کی گہرائیوں میں اُتر کر جگہ کر لیتی تھی۔ ملک بھر میں سب سے زیادہ لوگ ان کے جلسے میں شریک ہوتے تھے۔ ایسے روح پرور اور لاکھوں افراد پر مشتمل مثالی اجتماعات اور بے نظیر خطابات کہیں اور دیکھنے سننے میں نہیں آئے۔

وہ صحابہ و اہل بیت کے طریقے پر اولیائے کاملین کا جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ ملک بھر کے ہزاروں علماء میں منفرد اور ممتاز اور اپنی مثال آپ۔ اب ان جیسا کوئی نظر نہیں آتا۔ دشمن بھی کہتے ہیں کہ ان جیسا شیر کچھار میں کوئی اور نہیں ہے۔ یہ ان کی عظمت اور بزرگی کی روشن دلیل ہے کہ دشمن بھی ان کی تعریف کرتے ہیں۔ ان کی وفات اہل سنت کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ انہوں نے مسلک اہلسنت کی جس قدر خدمت کی ہے وہ ناقابل فراموش ہے۔ آج اہل سنت کی شان و آن انہی کی محنتوں کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کے فیوض و برکات قیامت تک باقی اور جاری رکھے۔

الحمد للہ کہ ان کے فرزند ارجمند علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی اپنے آباجان کا جیتا جاگتا نمونہ ہیں اور اسی طرح شب و روز دین و مسلک کی خدمت کر رہے ہیں۔ وہی انداز اور لب ولہجہ وہی عادات و اخلاق گویا ان کی تصویر ہیں۔ اللہ

Marfat.com

کے فضل و کرم سے اپنے والد صاحب کی طرح حق و صداقت کے مرد میداں ہیں۔ اور دشمنان دین و مذہب کے لیے شمشیر بے نیام۔ تھوڑے ہی عرصے میں پورے ملک میں اپنے خطابات سے دھوم مچا دی ہے اور اپنے ابا جان کی یاد کو تازہ کر دیا ہے۔ میں نے انہی کے ہاتھ پر سلسلۂ عالیہ قادریہ کی بیعت کی ہے۔ میری دعا ہے اللہ تعالےٰ حضرت خطیب پاکستان قبلہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی یادگاروں کو باقی رکھے اور اس گھرانے کا فیضان قیامت تک جاری رہے

Marfat.com

جناب الٰہی بخش میرپورخاص

خطیب پاکستان حضرت مولانا حافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ ایک بے مثل خطیب نامور عالم دین عظیم محقق اور بلند پایہ مصنف تھے آپ کی شخصیت پر کچھ لکھنا گویا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ بہر حال نام لیواؤں میں اپنا نام شامل کرنا باعثِ سعادت سمجھتا ہوں۔ آپ ویسے تو پورے ملک میں تبلیغی سلسلوں میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ آپ کا سلسلہ خطابت پوری دنیا میں پھیلا ہوا تھا بے پناہ مصروفیت کے باوجود کبھی کبھی وادیٔ مہران کے چھوٹے سے شہر میرپورخاص میں تشریف لایا کرتے تھے۔ فقیر کو حضرت مولانا کو بہت قریب سے ملنے کا موقع حاصل ہوا۔ آپ نہایت ہنس مکھ خوش اخلاق اور نہایت ہی حلیم الطبع اور پُرکشش طبیعت کے مالک تھے۔ ہر کسی کے ساتھ پیار سے گفتگو فرماتے اور ادب کا خاص خیال فرماتے تھے۔ فقیر کو آپ کی تقاریر سننے کا بھی کافی موقع ملا۔ آپ کی تقریر نہایت فصیح و بلیغ گویا کہ علم کے خزانے بہا دیئے ہیں۔ آپ کا اندازِ خطابت نہایت ہی منفرد اور آسان تھا۔ آپ کی تقریر میں اگر کم سے کم عقل والا آدمی بھی موجود ہوتا تو وہ بھی بات اور مسئلے کو سمجھ سکتا تھا۔ اگر میں یہ کہوں کہ حضرت علامہ مرحوم کی وفات سے خطابت کا ایک دور ختم ہو گیا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ غرضیکہ آپ ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ آپ ایک سچے عاشق رسول تھے۔ اللہ جل وعلیٰ آپ کی مرقد انور پر کروڑوں رحمتیں نازل کرے۔ آمین ثم آمین خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

Marfat.com

جناب حاجی بشیر احمد گجرات

خطیب پاکستان مخدوم اہلسنت حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے استفادہ کر کے اسلام کی تبلیغ میں زندگی بسر کی۔ بزرگان کی بالخصوص اور ہر انسان کی بالعموم عزت کرتے رہے۔ جس کسی سے کوئی علم و ہنر کی بات ملتی لے لیتے تھے اور اس طرح اپنی علمی قوت میں اضافہ کرتے تھے۔ آپ کی تقریر تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوتی۔ تلاوت کا انداز درد و سوز سے بھرپور ہوتا۔ نعت رسول مقبول سے برکت ہوتی اور رحمت خداوندی سے تقریر کی صوفشانی لوگوں کے دلوں کا نور اور سرور بن جاتی۔ آپ قرآن کریم سے تلاوت کردہ آیات کے ترجمہ و تفسیر میں احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرماتے اور اس دوران لطیف نکات اور دقیق مسائل آسان زبان میں حل کرتے۔ مجمع دم بخود آپ کی تقریر میں ہمہ تن گوش رہتا اور ہوش سے لطف اندوز ہوتا۔ آپ کی تقریر حقائق پر مبنی ہوتی۔ دین اسلام کی انسان کے لیے افادیت کے پہلو اجاگر کرتی۔ عبادت میں روح کی تسکین کا سامان آپ کی تقریر میں موجود ہوتا۔ تقریر میں آمد بے حساب ہوتی۔ آگہی کا سمندر لب ریز ہوتا اور مضمون کا حق ادا کرنے میں تحقیق ہوتی۔ جامع اوصاف تقریر کے الفاظ عام فہم ہوتے۔ عشق و محبت کی بات ہوتی۔ ادب سے

Marfat.com

عبارت پاکیزہ ہوتی۔ استعارسے فصیح و بلیغ ہوتے۔ آپ مجمع کی جسامت پر حاوی ہو کر ان کے ترجمان بن جاتے۔ آپ کی تبلیغی استطاعت بلند پایہ صفات پر مبنی تھی۔ نکتہ آفرینی سے دین اسلام کی تزئین کرتے۔ آپ عمل میں کوتاہی کے قائل نہ تھے۔ اور تحقیق میں بخل سے اجتناب کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے کمال حاصل کیا اور عزیز جہان بن گئے۔ آپ کا طرزِ فکر مثبت تھا۔ منفی سوچ نہ تھی۔ آپ قومی رہبر تھے اور اپنی صفات و عادات میں یکتائے روزگار تھے خیر و خوبی کے پیکر تھے۔ آپ کا مطالعہ وسیع تھا اور تحریر حسین تھی۔ صدیوں میں ایسی ہستی کا میسر آنا ممکن نہیں چاہے نرگس ہی کیوں نہ روتے۔

جب آپ کی آمد کی خبر آتی لوگ آپ کی تقریر اور زیارت کے لیے اپنی مصروفیات معطل کر دیتے۔ منادی کے بغیر جم غفیر جمع ہو جاتا۔ کئی گھنٹوں کی تقریر کے باوجود لوگ ذوق و شوق سے ایک ایک لفظ دل کی گہرائیوں میں پنہاں کر لیتے اور بار بار ان باترتیب اشعار و عبارات کو سنتے رہتے۔ ٹیپ ریکارڈر کا فائدہ جس قدر مولانا کی تقاریر محفوظ کرنے میں ہوا اور کوئی کام اس سے زیادہ اہم نہ ہوا۔

مولانا کی پہلی تقریر جو گجرات میں ہوئی اس کی صدارت صاحبزادہ پیر سید محمود علی شاہ صاحب نے کی۔ ریلوے روڈ کی کھلی فضا اور سہانے موسم میں نماز عشاء کے بعد تقریر شروع ہوئی۔ مجمع میں کافی رونق تھی۔ مولانا نے تقریر تلاوت قرآن کریم سے شروع کی۔ آپ کی تلاوت کا انداز نہایت دل کش تھا۔ ہر شخص ہمہ تن گوش قرآن مجید سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ تلاوت کے بعد آپ نے نعتِ رسول مقبول پڑھی۔ نعت شریف میں آپ کا انداز اتنا اچھا اور آواز اس قدر میٹھی تھی کہ لوگ اش اش کر اٹھے۔ تقریر شروع ہوئی۔ یہاں گجرات کا ماحول اختلافی مسائل سے کشیدہ تھا۔ آپ نے مختلف قرآنی آیات سے ہر دو مکتبۂ فکر کی وضاحت کی اور ثابت کیا کہ قرآنی آیات سے ہر مفسر اپنی فکر کے مطابق معانی اخذ کر کے عوام الناس کو افراط و تفریط میں مبتلا کر دیتا ہے مگر صحیح اور خالص عقائد

Marfat.com

کی ترجمانی کے لیے آیات طیبہ کا شان نزول سیاق و سباق کے ساتھ مدنظر رکھنا نہایت ضروری ہے تاکہ اختلافات پیدا نہ ہوں اور امت مسلمہ میں یک جہتی اور ہم آہنگی قائم رہے۔ اس تقریر سے ہر دو فریقین کے ذہن صاف ہوئے اور خوشی کی لہر دوڑ گئی اس کے بعد گجرات کے عوام و خواص کے لیے آپ کی محبت خوشی کا باعث بن گئی۔ آپ جب بھی گجرات تشریف لاتے۔ سب لوگ آپ کے جلسہ میں بلاامتیاز شریک ہوتے اور راست گوئی سے اپنے ایمان مضبوط کرتے۔ آپ اپنا مسلک حنفیہ بیان فرماتے اور حنفی سب پکے حنفی بن جاتے۔ حتیٰ کہ غیر مقلد بھی آپ کی تبلیغ پر مسرور مطمئین ہوتے۔

مولانا کا ہمارے ساتھ تعلق برادرانہ اور بلاتکلف تھا۔ گھر کے فرد کی طرح تھے۔ ہر گھر میں آپ کا کمرہ مخصوص ہوتا۔ جہاں جس وقت اور جب بھی آپ چاہتے آتے اور اپنی مرضی کے مطابق رہتے۔ رات گئے تقاریر ختم ہوتیں۔ تو آپ نے سب کو کہہ رکھا ہوتا کہ میں گجرات کہیں نہیں ٹھہر سکتا۔ میرا اپنا گھر ہے وہیں رہوں گا۔ لوگ کتنی ضد کرتے مگر آپ نے کہیں ٹھہرنا پسند نہیں کیا اور تادم آخر آپ ہمارے ہاں ہی قیام فرماتے رہے۔ گھر میں جو کچھ آرام ملتا اس پر مطمئن تھے۔

ہمیں آپ سے عقیدت تھی۔ ایک دفعہ گجرات مدعو کیا گیا۔ ہمیں بلاواسطہ خبر نہ تھی۔ رات کو تقریر میں ہم میں سے کوئی نہ جا سکا۔ کیونکہ میرا لڑکا بیمار ہو گیا تھا اس کی اچانک بیماری کی وجہ سے ہم ساری رات ہسپتال رہے۔ صبح جب آپ تشریف لائے تو سخت ناراض تھے اور رات کو ہماری غیر حاضری پر نالاں تھے۔ بہر صورت ہم نے اپنی معذوری بتائی تو آپ کو اطمینان ہوا۔ اور کہا کہ میں نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ اب میں حاجیوں کے ہاں نہیں جاؤں گا۔ مگر راستہ میں لاہور سے آتے ہوئے ایک سوٹ کیس ملا جو ہم اپنے ساتھ گجرات لے آئے اور تقریر ختم کر کے ہم نے لوگوں سے بتایا کہ ہمیں کچھ چیزیں راستہ میں گری ہوئی ملی ہیں۔ جن کو ہم ان کے اصلی وارث تک پہنچانے کا بندوبست کرنا چاہتے ہیں۔ کوئی ایماندار شخص بتاؤ۔ اس کے سپرد کریں

Marfat.com

لوگوں نے اتفاق رائے سے تمہارا نام لیا۔ میں دل سے ناراض تھا۔ مگر لوگوں کے کہنے سے یہاں آکر اصل حقیقت کا پتہ چل گیا ہے۔ اور وہ رنجش خوشی میں تبدیل ہوگئی اور غلط فہمی دور ہوئی۔ آپ نے لڑکے کی بیماری پر غم کا اظہار کیا۔ اور اس کی صحت کے لیے دعا کی۔ وہ صندوق بعد میں ہم نے اس کے ورثا تک پہنچایا اور رسید آپ کو کراچی روانہ کر دی۔

کراچی کی مسجد گلزار حبیب کی تعمیر کا ذکر آپ اکثر بڑے طیب انداز میں کیا کرتے اور اپنی زندگی کا سب سے بڑا اور اہم منصوبہ مسجد گلزار حبیب کی تعمیر و تزئین کو بنا رکھا تھا۔ آپ اس مسجد کو مکمل کرنے کی فکر میں اپنی صحت کے لیے دوائی کے استعمال میں تسلسل قائم رکھے ہوئے تھے۔ اسی سلسلہ میں مجھے کراچی آنے کی دعوت دی اور مسجد کے ہال کو لکڑی کے تختوں سے بند کرنے کو کہا اور فرمایا کہ ایسا کام ہو جو دیوار کی طرح ہو۔ سادہ مضبوط اور دیرپا ہو۔ چنانچہ میں نے ساگوان میں ہر در کے لیے تختوں کا ڈیزائن کاغذ پہ بنایا جو پسند ہوا اور نرخ بہ کفایت بلحاظ معیار طے پائے۔ مجھے کچھ رقم دے کر بقایا کام اور دام کے متعلق یقین دلایا۔ اور فرمایا کہ یہ کام مکمل ہو کر آئے گا تو میں مسجد میں موجود رہ کر اپنے سامنے کام کراوں گا۔ میں نے کہا وقت تو آپ کے پاس بالکل ہوتا نہیں۔ یہ کام آپ کیسے کروا سکیں گے۔ مجھے یقین نہیں آتا۔ فرمانے لگے تم دیکھنا جیسے میں نے کہا ہے ایسا ہی ہوگا انشاءاللہ۔ میں کراچی سے ساگوان خرید کر گجرات آیا۔ تھوڑے عرصہ بعد خبر آ گئی کہ آپ دار فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں لاہور تھا جب یہ خبر ملی فوراً کراچی پہنچا۔ آپ ہسپتال میں تھے صبح بعد دوپہر آپ کا جنازہ گھر سے اٹھا۔ سوگواروں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا طوفان لاکھوں افراد پر مشتمل آبدیدہ غمگین جلوس پرخلوص جنازہ گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ میں نے دیکھا کہ صاحبزادگان پُر ملال اور سہمے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ ہر مکتبہ فکر کی ہمدردیاں دل و جان سے ہم رکاب تھیں۔ آپ نے جو تاثر امت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

میں یگانگت اور رواداری کا چھوڑا اس کی ایک جھلک آج دیکھنے میں آئی کہ سب لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو کر حضرت مولانا محمد شفیع صاحب کو اپنا رہنما، قائد اور اپنا مونس و محسن سمجھ کر رب ذوالجلال کے حضور اس کی رحمت و عنایت کے لیے دست دعا اٹھائے دل کی گہرائیوں سے حضرت مولانا کی بخشش و بلندیٔ درجات کے طالب تھے۔ یہ قافلہ ملت کے عظیم محسن اور حبیب خدا کے مداح خواں کی خدمت میں گریاں تھا۔ جب وہ مقام آیا جسے آپ کی آخری آرام گاہ کا شرف حاصل ہونا تھا جو گلزار حبیب کے نام سے موسوم مقام محبت کے احاطے میں تھی جس کا تعین اس احاطے کی بنیاد کے وقت خود مولانا صاحب نے کیا تھا اور فرش کے نیچے رہائش ابدی کی تعمیر بھی خود کروائی ہوئی تھی۔ یہ مردِ حق طالب زیارت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نفاست طیبہ سے استقبال کے لیے اپنی قبر کو آراستہ کر کے سامان رحلت جاں کر گئے اور جان جاں آفرینش کے سپرد کر کے محسن کائنات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پُر انوار کی تجلیاں دیکھنے کے لیے مقام قلندری پر جاگزیں ہونے کے تمام مراحل طے کر کے خراماں خراماں آن پہنچے۔ غمِ فرقت سے یار و دوست مغموم تھے مگر آپ کا چہرہ پر سکون و مسرور تھا۔ وہ بلبل باغ رسالت تھے۔ خود بھی گلزار حبیب بنایا تھا اور مدنی تاجدار کے دیدار کے جلووں میں محو مستغرق اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا تھا اسی دیدار کی تابانی سے چہرا منور تھا اور اسی مسرت کے سبب شگفتہ گلاب کی طرح کھلا ہوا تھا اور اب عالم برزخ میں وصال مصطفےٰ سے شرف یاب ہونا تھا۔ یہی وصال تو مقصد حیات تھا جو آج پورا ہوا تھا۔ اور سب ہاتھ دعا کے لیے اٹھے۔ یہ وقت میرے لیے عجیب فکر ہستی کا تھا کہ حضرت تو کمال عجلت سے وقت نکال کر مسجد کی آغوش میں آگئے اور بعد میں کام کی نوعیت کے سارے مراحل طے کر کے پہنچنے میں دیر محسوس کر رہا ہوں۔

بہر صورت جب ان ساری منازل کو طے کر کے مسجد کا کام پایہ تکمیل کو پہنچا تو تختوں کی منصیب کے لیے کراچی آیا۔ مجھے حضرت مولانا مرحوم کے جملے یاد آئے۔ بلاشبہ وہ

Marfat.com

جسمانی اور روحانی طور پہ وہاں موجود تھے اور ہم ان کی بصیرت افروز نگاہوں کے سامنے اپنا کام مکمل کرتے رہے۔ وہ سب کچھ دیکھ رہے تھے اور پوری طرح آگاہ تھے اور بفضلہ تعالیٰ ہیں۔

مسجد گلزار حبیب کی محراب کے پہلو میں وہ دروازہ جو آپ نے اپنی آمد کے لیے بنوایا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نمازیوں کی عزت اور احترام ان کے کس قدر پیش نظر تھا کہ آپ کی آمد پر حاضرین کو اٹھنے کی زحمت نہ ہو۔ صاحبزادگان آپ کی نشانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے مشن میں مستعد رہنے کی توفیق عطا فرمائے

خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی قبلہ کے استاد محترم حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی صاحب سے ہمارا رابطہ رہا وہ آپ کی نسبت بہت خوش ہیں واقعات بہت سے ہوں گے جن سے ہم واقف نہیں۔ مگر دوستوں سے وفا میں آپ صاحب کمال تھے۔ جہاں دوستی کی وہاں دشمنی نہیں کی۔ محبت کو نفرت میں تبدیل ہونے نہیں دیا۔ ان حقائق کے پیچھے وہ باتیں ہیں جو امانت ہیں۔ مگر نتیجتاً عرض کرتے ہیں بخل اچھا نہیں۔ یہ کمال مولانا میں دیکھا۔ ملکی سیاست میں کامیابی تک کے صبر آزما مراحل طے کیے۔ تنہائیوں میں جدوجہد جاری رکھی۔ حق پہ قائم رہے۔ صبر کرتے رہے اور آخری فتح نصیب ہوئی تو دوستوں کا ساتھ دیا۔ اور ذاتی مصائب و آلام جھیل کر منزل تک پہنچے۔ ان کی شکایت تک کسی سے نہ کی۔ ذاتی مفاد کو قومی مفاد پر قربان کیا۔ محبت کا بیج بویا اور نخل محبت کی آبیاری کرتے ہوئے ہی واصل بحق ہوئے۔ نفرت نام سے نفرت رکھی۔ دل صاف، زبان صاف، برائی کسی کے لیے پسند نہ کی، خود پریشان رہے مگر دوسروں کی خوشیوں کا سامان کیا۔ دکھ درد میں شریک رہے اور خوشی کے لمحات میں بوجھ بننا پسند نہ فرمایا۔ آپ محقق، عالم باعمل نیک نیت، صالح، شفیق، جادو بیان تھے۔ بات کرنے کا طریقہ اور سلیقہ آپ کو بہت اچھا تھا اور آپ کی بات میں اثر بھی بہت تھا اور یہ سب نسبت رسول خدا اور بزرگان دین کی دعاؤں کا فیضان تھا۔

Marfat.com

آپ کی تقاریر جو ہمارے حلقہ میں ہیں ان کا مجموعہ انشاءاللہ صاحبزادگان کو پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ہونے والی ان کی تقاریر قومی ورثہ ہیں۔ ان کا محفوظ کرنا مولانا اوکاڑوی اکادمی کا فریضہ ہے اور فکر وعمل کا وہ تیز تر پیغام ہے جو قوم کی راہ نمائی کے لیے نہایت مفید ہے ان سے آپ کی زندگی جو فکر وعمل کا مجموعہ تھی۔ رہتی دنیا تک صدقہ جاریہ ہو جائے گی اور امت مسلمہ کی اصلاح کا سامان ہوتا رہے گا۔ آج ہم میں بظاہر موجود نہیں مگر آپ کی تقاریر اور کتابیں آپ کی سیرت و تعلیمات، بلند اخلاق و کردار، عزم و ہمت، عظیم محنت و خدمات ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ ان سے استفادہ ثواب دارین کا ذریعہ ہے

ہماری دلی خواہش اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحبزادگان کو اتفاق و محبت کے ساتھ ان کا مشن جاری رکھنے اور ان کی یادگاروں کو زندہ و پائندہ رکھنے کے لیے ہمت اور توانائی کے ساتھ اپنی تائید و نصرت سے نوازے۔ الحمدللہ کہ آپ کے بڑے فرزند مولانا کوکب نورانی نے مسجد گلزار حبیب کی رونق کو برقرار رکھا ہے۔ خدا کرے یہ مسجد اسم بامسمٰی رہے اور یہ گھرانہ ہمیشہ بافیض رہے۔

Marfat.com

مولانا اسد دیوبندی کراچی

پندرہ سولہ برس پہلے کی بات ہے کہ ایک صاحب کو حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی سے کوئی کام پڑ گیا۔ وہ میرے پاس ایک عزیز کے توسط سے تشریف لائے اور کہنے لگے کہ میں ان کو لے کر مولانا مرحوم کے پاس چلوں اور ان کا کام کراؤں اس وقت تک مولانا مرحوم سے میرے تعلقات صرف دعا سلام تک محدود تھے نہ میں ان کے قریب تھا اور نہ ہی مولانا مرحوم مجھ سے اچھی طرح واقف تھے۔ بہر حال ان صاحب کے اصرار پر میں نے مولانا مرحوم کو فون کیا کہ " وقت ملاقات چاہتا ہوں " ذاتی نوعیت کا کام ہے۔ اگر آپ وقت دے دیں تو عنایت ہو گی۔ جواباً بڑے مٹھاس بھرے لہجے میں فرمایا " اسد دیوبندی " کو ملاقات کے لیے وقت لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جب دل چاہے آجاؤ۔ دوسرے دن میں حضرت کے مکان پر پہنچا۔ کمرہ عام میں عقیدت مندوں کا ہجوم تھا۔ دروازہ میں قدم رکھا ابھی سلام ہی کیا تھا کہ حضرت اٹھ گئے۔ دروازہ کی طرف لپکے گلے لگایا اور اپنی نشست پر اپنے قریب بٹھا لیا۔ چائے کا دور تھا۔ عقیدت مند چائے پینے میں مصروف تھے اور حضرت میری طرف متوجہ۔ میں نے ان صاحب کا مسئلہ پیش کیا جس کا تعلق حضرت کے ایک مرید سے تھا۔ توجہ سے سنا اور فرمایا ٹیکسی منگواتے ہیں ابھی ان کے گھر چل کر یہ مسئلہ حل کرا دیتے ہیں۔ میں نے کہا حضرت آج نہیں کل چلیں گے۔ آپ کے عقیدت مندوں کا ہجوم ہے۔ فرمایا نہیں ابھی چلیں گے۔ اس لیے کہ جن صاحب نے تمہیں اپنے کام کے لئے میرے پاس بھیجا ہے۔ انہوں نے یقیناً کوئی " امید " باندھی ہو گی اور کسی کی امید پر

Marfat.com

پانی پھیرنا گناہ ہے۔ غرضیکہ حضرت ٹیکسی پر میرے ساتھ اپنے مریدوں کے گھر گئے اور ان صاحب کا کام ہو گیا۔ بلکہ ٹیکسی کا کرایہ بھی مرحوم نے خود ادا کیا اس واقعہ سے اندازہ ہو گا کہ حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم "خدمت خلق" کو کتنی اہمیت دیتے تھے بے شک ایک عالم کی شان یہ بھی ہے کہ اس میں خدمت خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہو۔

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم کو ظاہری شو شا تصنع اور بناوٹ سے سخت نفرت تھی۔ وہ "علم" کو بنیاد بنا کر عوام النّاس پر رعب جمانے کے قائل نہیں تھے۔ بلکہ عجز و انکساری کو اپنا کر لوگوں کے دل موہ لیتے تھے۔ وہ "بڑے لوگوں" سے تعلقات کو ذریعہ عزت و جاہ بنانے کے بجائے "چھوٹے چھوٹے" افراد کے ساتھ بیٹھ کر فخر و انبساط کا اظہار فرماتے تھے۔ خدا نے ان کو سب کچھ عطا کیا۔ علم، عزت، دولت مگر مولانا نے ان تمام چیزوں کو عارضی سمجھا اور تکبر کا شائبہ تک اپنے قریب نہ آنے دیا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ علم و تکبر ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ وہ عالم ہی نہیں جو تکبر کرتا ہو اس پیمانہ پر اگر ہم علامہ مرحوم کو پرکھیں تو معلوم ہو گا کہ مرحوم مولانا ایک "عالم کی شان" کا مکمل نمونہ تھے۔

گو میں یہ دعویٰ تو نہیں کرتا کہ میں مولانا کے بہت قریب رہا ہوں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ میں مولانا کے بہت سے جلسوں اور کئی نجی محفلوں میں شریک رہا ہوں اور مجھے حضرت مولانا مرحوم کی شخصیت کو قریب سے دیکھنے اور سمجھنے کا بھی موقع ملا ہے۔ مولانا اوکاڑوی ایک حلیم الطبع انسان تھے۔ بے جا غصہ، بغض اور عناد ان کے قریب سے نہ گزرا۔ مولانا مرحوم کے بعض احباب کا کہنا ہے کہ اگر کسی سے ناراض بھی ہوئے تو خود ہی منا لیتے تھے۔ کسی نے کوئی گستاخی کی یا گزند پہنچائی۔ مولانا نے کبھی "انتقام" کی راہ اختیار نہ کی حالانکہ وہ چاہتے تو ان کے اشارہ پر کیا کچھ نہ ہو جاتا۔ مگر مولانا عفو و درگزر کے قائل تھے۔ حتیٰ کہ جب ایک جلسہ میں آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو آپ نے "حملہ آور" کو معاف کر دیا کہ معاف کر دینا

Marfat.com

اسلام کی تعلیم ہے اور ایک عالم دین کا کردار بھی۔

مولانا مرحوم نے "ختم" نبوت تحریک میں صعوبتیں برداشت کیں جیل گئے۔ مولانا کے قریبی حلقوں کا کہنا ہے کہ دو بچے دوران جیل اللہ کو پیارے ہو گئے مگر ان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی ٹھکرا کر سب کچھ جھیل گئے مگر "معافی" نہیں مانگی۔ علامہ شفیع اوکاڑوی" اپنے مسلک میں بڑے ثابت قدم تھے۔ جو بات اپنے مسلک میں جائز سمجھتے تھے اس کو برملا کہہ ڈالتے تھے۔ اس کے باوجود وہ دوسروں کے مسلک کو از خود چھیڑنا جائز نہ سمجھتے تھے۔ بقول حکیم الامت" اپنے مسلک کو نہ چھوڑو اور دوسرے کے مسلک کو نہ چھیڑو کہا ایک مسلمان کا یہی طریقہ کار ہونا چاہیئے۔ مولانا مرحوم بے مثال خطیب تھے اور یہ حقیقت ہے کہ مولانا "زورِ خطابت" میں اپنے حلقہ کے لیے امیر شریعت" کی حیثیت رکھتے تھے۔

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم اسلام کے سچے شیدائی اور عظمت اسلام کے لیے بے لوث خدمت کرنے والوں میں سے تھے۔ حضرت اوکاڑوی کی دلی خواہش تھی کہ "مسلمان آپس کے فروعی اختلافات مٹا کر ایک ہو جائیں" اور یہی ان کا مشن تھا۔ ان کی آخری تقریر جو چند یوم پہلے مولانا نے ایک جلسہ عام میں کی تھی مولانا کے مشن کا ایک حصہ تھی جس میں حضرت نے کہا تھا کہ ہر مسلمان بلا تفریق مسلک خود کو ملت اسلامیہ کے اتحاد کے لیے وقف کر دے۔

مولانا مرحوم آج ہم میں نہیں ہیں۔ بے شک باقی صرف اللہ کی ذات ہے مگر مولانا مرحوم کا "مشن" ہمارے پاس ہے۔ مولانا مرحوم کو بہترین خراج عقیدت یہ ہے کہ ہم مولانا مرحوم کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں اور مولانا مرحوم کی خواہش کے مطابق بلا تفریق مسلک اتحاد اسلامی کے لیے کوشاں ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی" کو اپنے رحم و اکرام سے نوازے اور ان کے لواحقین کو صبر کامل عطا فرمائے اور ہم سب کو اتحاد کے ساتھ ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے مولانا مرحوم کے مشن کو تکمیل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

Marfat.com

ناصر کیانی

مجدد مسلک اہلسنت حضرت قبلہ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی مرحوم و مغفور بہ ظاہر ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ہیں لیکن وہ زندہ و پائندہ ہیں۔ کبھی ان کی یاد ستاتی ہے تو ان کی کیسٹ سن کر دل کو کچھ تسلی ہوتی ہے۔ میں مولانا مرحوم کی ایک کرامت تحریر کر رہا ہوں صرف اس لیے کہ اس ٹوٹی پھوٹی تحریر کی وجہ سے ہماری بخشش ہی ہو جائے۔ آپ سے ہماری التماس ہے کہ یہ ہماری تحریر ضرور اپنے کتابچے میں تحریر فرمائیں تاکہ قیامت کے دن ہم بھی حضرت کی شان میں تحریر لکھنے والوں میں شامل ہوں اور شاید یہی ہماری بخشش کا ذریعہ بن جائے۔

۱۹۷۷ء میں جب ملک کے اندر نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی تحریک جاری تھی تو بھٹو صاحب اس تحریک کی وجہ سے ضیاء صاحب کے ہاتھوں معزول ہوتے۔ جمعۃ المبارک کا دن تھا حضرت مولانا مرحوم مسجد میں قرآن کا ترجمہ بیان فرما رہے تھے۔ اتفاق سے اس دن جو آیت ترتیب کے لحاظ سے موضوع تھی اس کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو حد سے تجاوز کر جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس ظالم کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔ اس کے بعد حضرت مولانا مرحوم نے فرمایا کہ آج اتفاق سے یہی حالات ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ آج اللہ تعالیٰ نے ظلم و استبداد کی جڑ کاٹ دی ہے

Marfat.com

آج کے بعد وہ نہیں پھلے پھولے گا۔ اس وقت تو اندازہ نہ ہو سکا۔ لیکن آج پتہ چلتا ہے کہ حضرت کی نظر کتنی دور تک دیکھتی تھی اور ان کا یہ بیان آج بالکل سچ ثابت ہوا کہ پاکستان میں وہ گروہ جو سوشلزم کا مدعی تھا خاسر و ناکام ہو کر بے جان ہو گیا اور شریعت مصطفوی کا بول بالا ہو رہا ہے۔ حضرت نے برملا فرمایا تھا کہ، مداخلت فی الدین کرنے والے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں اور شریعت و سنت کی پیروی کرنے والے زندہ و پائندہ رہتے ہیں۔ الحمدللہ آج ہمارے محبوب رہنما حضرت علامہ اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی روحانیت اور اپنے لافانی افکار کے ساتھ زندہ ہیں اور انشاءاللہ تاقیام قیامت زندہ رہیں گے۔ حضرت نے فرمایا تھا کہ استقامت علی الحق ضروری ہے۔ خدا کرے دنیائے سنیت ان کے اس پیغام کو یاد رکھے اور بقائے دوام حاصل کرے۔ اللہ تعالےٰ حضرت خطیب پاکستان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے فیوض و برکات کا سلسلہ جاری و ساری رکھے۔ آمین

Marfat.com

جناب ہارون رحمانی کراچی

میرے محترم حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی روحانی سلسلے کے بزرگ رہنما اور عاشقِ رسول اور ممتاز خطیب اور دینی خدمت کے اُن درجات پر پہنچ گئے تھے جہاں دلوں پر حکومت کرنے کی صفات مل جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ آج بھی دلوں پر حکومت کرتے دکھائی دیتے ہیں ۔ ان کے علم کا اتنا وسیع ہونا اور اندازِ بیان سب سے مختلف ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ بے شمار علماء وقت آپ کے انداز کو اپنا کر دین اسلام کی خدمت کرتے دکھائی دے رہے ہیں

مجھے مسجد گلزار حبیب کے علاوہ بے شمار محفلوں، حضرت میاں فاروق صاحب رحمانی کے ہاں بے شمار مرتبہ شرفِ زیارت حاصل ہوا ۔ بعض مواقع پر ان کی خوش مزاجی اور مرنجاں مرنج شخصیت کا جلوہ بھی دیکھا کیونکہ وہ نیک دل نیک خو انسان تھے اور ایک شفیق باپ تھے اس بات سے کوکب نورانی زیادہ واقف ہیں ۔ شیرِ اہلسنّت ، مجاہدِ ملّت اور محسنِ امّت تھے ۔ علم کے دریا تھے ۔ بولنے کا انداز ایسا کہ دل و جان میں رچ بس جاتا ۔

مجھے ان سے دلی عقیدت رہی ہے بہت دُور دُور ان کی تقریر سننے کے لیے جاتا تھا ۔ اللہ تعالےٰ ان کو مقامِ اعلیٰ عطا فرمائے اور قبر اطہر کو منوّر فرمائے ۔ آمین ۔

Marfat.com

جناب سیّد اکرام حسین چشتی حیدرآباد

مولانا مرحوم عہد حاضر کی انتخاب روزگار شخصیات میں سے ایک مشہور شخصیّت تھے۔ میں اپنے احباب سے اکثر ان کا ذکر سُنا کرتا تھا اور ان کی چند کتابوں کا بھی مطالعہ کیا۔ ملاقات کبھی نہیں ہوتی تھی۔ قدرت نے اس کا ایک موقع فراہم کیا میری ان سے یہ پہلی ملاقات تھی جو کہ ان کی رحلت کے باعث آخری ملاقات بھی ثابت ہوئی۔

ہوا یہ کہ جناب حاجی محمّد انور شاہ صاحب جاموٹ کے پوتے کی شادی تھی۔ برات حیدرآباد سے کراچی گئی تھی۔ راقم بھی شریک تھا برات طارق روڈ پر جاموٹ صاحب کی کوٹھی پر چلی گئی۔ چونکہ وہاں پہنچا تو کافی بھیڑ بھاڑ تھی۔ میں جاموٹ صاحب کی اجازت سے سیٹھ حاجی محمد یٰسین خاں صاحب کی کوٹھی (واقع کشمیر روڈ) پر چلا گیا۔ نکاح عشاء کے بعد ہونا تھا۔ مغرب کے بعد جاموٹ صاحب کا فون آیا کہ نکاح پڑھانے کے لیے کسی ہمارے ہم عقیدہ عالم کو آپ بلوائیں۔ میں نے حاجی یٰسین صاحب سے مشورہ کیا۔ مولانا مرحوم حاجی صاحب کے دوست تھے۔ حاجی صاحب نے آپ کو فون کیا کہ آپ ابھی آجائیے۔ نماز عشاء یہاں میرے مکان پر ادا

Marfat.com

فرماہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد مولانا تشریف لے آئے۔ حاجی یٰسین صاحب نے ان سے میرا تعارف کرایا۔ مولانا بہت خوش ہوئے وہاں موجود تمام حاضرین کے ساتھ ہم سب نے کھانا کھایا۔ پھر نماز عشاء کی تیاری ہونے لگی۔ مولانا صاحب نے فرمایا آپ پڑھائیں۔ میں نے کہا نماز آپ پڑھائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے بڑی خوش الحانی کے ساتھ نماز پڑھائی۔ نماز میں سب کو بہت لطف آیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حاجی یٰسین صاحب کی خواہش پر مولانا صاحب نے اپنی وجد آور آواز میں حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی ایک نعت سنائی جس کو سن کر تمام حاضرین بہت متاثر ہوئے۔

یہاں سے فارغ ہو کر مقام نکاح پر پہنچے۔ وہاں مولانا کی خواہش پر جلد نکاح پڑھا دیا گیا۔ کیونکہ ان کو کسی اور جگہ بھی جانا تھا۔ مولانا فارغ ہوتے ہی فوراً تشریف لے گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

جناب غلام محبوب سبحانی حسن ابدال

احقر غلام محبوب سبحانی بن علامہ مولانا غلام ربانی کی جانب سے قبل بھی حضرت کے انتقال کے وقت ایک عریضہ پیش کیا گیا ہے۔ علمائے اہلسنت حسن ابدال نے حضرت کے لیے قرآن خوانی کر کے ایصال ثواب کیا۔ فقیر کو حضرت سے ایمانی، روحانی، قلبی شرعی عقیدت تھی ۱۹۶۴ء کی تقریباً بات ہے کہ حضرت موصوف چٹاگانگ فقیر کے یہاں جامع مسجد خاتون گنج میں پہلی مرتبہ علامہ سعید احمد کاظمی، مولانا مفتی احمد یار خاں کی معیت میں تشریف لائے۔ سرزمین بنگال پہ پہلی آپ کی تقریر صلوٰۃ وسلام کے فضائل پر ہوئی۔ تقریر اتنی دل پذیر تھی کہ جب جذب وشوق میں سامعین صلوٰۃ وسلام کے لیے کھڑے ہوئے تو کچھ لوگ جو سلام نہ پڑھتے تھے وہ بھی اٹھے اور ادب و احترام سے سب نے سلام پڑھا۔ دوسرے روز مسلم یونیورسٹی ہال میں میں عظیم الشان اجتماع میں آپ کی تقریر سننے کے لیے آیا۔ پہلے علامہ کاظمی صاحب نے تقریر کی مگر عوام بار بار مطالبہ کر رہے تھے کہ مولانا اوکاڑوی کی تقریر ہو۔ چنانچہ علامہ کاظمی اور قبلہ مفتی احمد یار خاں صاحب سے اجازت لے کر آپ نے عظیم الشان اجتماع کو خطاب فرمایا۔ ہر روز کئی تقریریں ہوتیں۔ جدھر جدھر بھی آپ کی تقریر ہوتی بنگالی لوگ شیدائیوں کی طرح ٹرکوں بسوں میں سوار آپ کا بیان سننے کے

Marfat.com

لیے آتے ۔ اس سفر میں علامہ حسن الدین بہاولپور والے بھی آپ کے ساتھ تھے مگر بیمار ہو گئے تھے ۔ یہ فقیر حضرت خطیب پاکستان مرحوم اور علامہ کاظمی کی معیت میں سیر کے لیے گیا ۔ بڑی خوش مزاجی سے باتیں ہوئیں وہاں سے پھر حضرت مرحوم نے اناناس بھی خریدے ۔ باقی پھر کبھی موقعہ ملا تو انشاء اللہ العزیز تفصیلاً عرض کروں گا ۔

اللہ تعالےٰ جل شانہ، بطفیل اپنے پیارے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور غوث پاک علیہ الرحمۃ کے وسیلہ جلیلہ سے ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ بالا مقام عطا فرمائے آمین ۔ اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔ آمین ۔ نیز آپ کے صاحبزادگان کو آپ کے علم و عمل خطابت و تدریس اور آپ کے مشن اور نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے ۔
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

سالہا در کعبہ و بت خانہ میگر در حیات
تا از و یک راز داں آید بروں

Marfat.com

جناب محمد اسلام الدین دہلوی کراچی

خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی ایک بلند پایہ عالم دین بے نظیر خطیب اور سچے عاشق رسول تھے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی کو اسلام کے لیے وقف کر رکھا تھا اور آپ نے مسلک اہلسنت کی خاطر ہر طرح کے ظلم وستم برداشت کرتے ہوئے جان و مال کی قربانی پیش کی۔ حق پر ثابت قدم رہے اور باطل کے سامنے کبھی نہیں جھکے۔ آپ کی وفات سے عوام اہلسنت اپنے ایک بے باک ترجمان سے محروم ہو گئے اور کراچی سُونا ہو گیا۔ تاہم وہ اپنے خطابات اور تصانیف کی صورت میں گراں بہا سرمایہ ہمارے لیے چھوڑ گئے ہیں جس سے عالم اسلام برسوں فیض یاب ہوتا رہے گا۔ دعا ہے کہ مولا تعالیٰ کریم اپنے حبیب کے صدقہ پاک سے علامہ اوکاڑوی کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے درجات عالیہ کو بلند سے بلند فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

خواجہ پیر محمد رضوان جامی ڈھوک شریف، اٹک

حضرت علامہ خطیبِ پاکستان مولانا الحافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کی وفات کی خبر اخبارات میں پڑھ کر از حد دلی صدمہ ہوا۔ کیونکہ فقیر کی حضرت موصوف علیہ الرحمۃ سے اجمیر شریف (انڈیا) میں حضرت خواجۂ خواجگان اہلِ چشت حضور سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے عرس پاک پر ۹ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ بمطابق ۲۳ / اپریل ۱۹۸۳ء کو رات کے ٹائم مسجد اولیاء شریف میں تین چار گھنٹے تک ملاقات ہوئی۔ حضرت علامہ علیہ الرحمۃ نے بڑے بڑے مشکل مسائل کو عام فہم الفاظ میں میرے ذہن نشین فرمائے اور آخر میں فرمانے لگے کہ تم پر حضرت سیدنا غریب نواز رضی اللہ عنہ کی خاص نگاہ ہے۔ یہ کلمات ایک ولیٔ کامل اور صاحب بصیرت کی زبان حق ترجمان سے ادا ہوئے تھے۔ میں نے ان کا جلوہ دیکھا حضرتؒ مستجاب الدعوات بھی تھے اور محبوب بارگاہ بھی۔ انہوں نے پوری زندگی دین و مذہب اور عشقِ رسول کے فروغ کے لیے عظیم خدمات انجام دیں۔ بلاشبہ وہ اہلسنت کے عظیم محسن تھے۔

حضرت علامہ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے شاید ہی پورا ہو۔ حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کے صاحب زادہ علامہ کوکب نورانی صاحب سے چند ملاقات ہوئی انشاء اللہ العزیز اپنے والد ماجد کے صحیح جانشین ثابت ہوں گے۔ میری یہ دلی دعا ہے کہ اللہ کریم پسماندگان کو صبرِ جمیل اور حضرت علامہ علیہ الرحمۃ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے

Marfat.com

جناب محمد امین خان لودھی ٹنڈو آدم

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شفیع اوکاڑویؒ سے میری ملاقات منڈی چشتیاں میں ہوئی تھی۔ میں مولانا غلام مہر علی صاحب کے پاس پڑھا کرتا تھا جو کہ نور مسجد کے خطیب ہیں۔ اوکاڑوی صاحب کا سسرال مسجد کے سامنے تھا۔ وہاں شیخ الیاس صاحب رہا کرتے تھے۔ انہی کے ساتھ حضرت صاحب سے ملاقات ہوئی۔

حضرت اوکاڑوی صاحب علمائے اہلسنت کے درمیان درخشندہ ستارے تھے۔ جس کی روشنی نے سیکڑوں مردہ دلوں کو جلا بخشی۔ وہ اپنے وقت کے ولی کامل تھے جس نے تاحیات اپنی حقیقت کو "خطیب پاکستان" کے دلفریب پردے میں ڈھانپے رکھا۔ وہ اہلسنت کا عظیم سرمایہ تھے۔ لوگ اُن پر عاشق تھے۔ اُن سے والہانہ لگاؤ اور عقیدت رکھتے تھے جس کا اندازہ وہ لوگ بخوبی لگا سکتے ہیں جنہوں نے ان کے جنازے میں شرکت کی۔ حضرت اوکاڑویؒ صاحب اب ہم میں نہیں لیکن وہ عوام اہلسنت کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے اُن کی تصنیف کردہ کتب اور ان کی تقاریر کے کیسٹ اب بھی اُسی طرح سے لوگوں کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں کر رہی ہیں اور کرتی رہیں گی۔ خداوند تعالیٰ حضرت اوکاڑویؒ کے مراتب کو بلند فرمائے۔ آمین

Marfat.com

جناب خان محمد رحمانی نواب شاہ

موت العالم موت العالم

پہلے حضرت علامہ عبدالغفور ہزارویؒ اور حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں گجراتی ہم سے بچھڑ گئے تو اب بقایائے خلف علامہ اوکاڑوی دامت برکاتہم العالیہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ خطیب پاکستان کے ہم اہلسنت پر لاکھوں احسان ہیں۔ کون سے احسان کو بیان کروں۔ ساری زندگی اسلام کی خدمت اور محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنار تقریری اور تحریری صورت میں صرف کر دیا فجزاہ اللہ عنا خیرالجزاء۔

اپنے داؤدی لہجہ میں دنیا کو اتنا مسرور اور محسور کیا جو اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اپنا ثانی نہیں چھوڑا۔ جہاں بھی گئے سکہ جما دیا۔

ان کی قادر الکلامی اور وسیع مطالعہ نے مخالفوں کو مایوس کر دیا۔ اہلسنت کا بول بالا کر دیا۔ ہمارا رہبر تھا، ہمارا فخر تھا، ہمارا مشعل راہ تھا۔ یہ سب جیب انور نور مجسمؐ کا فیض انور اور خدائی تعاون تھا جو ان کے شامل حال تھا۔

بمصداق علامہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کہ

ایں سعادت بزور بازو نیست گو نہ بخشد خدائے بخشندہ

Marfat.com

"ذکرِ جمیل" جو فخرِ کائنات حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی گویا ایک درخشندہ تاریخ لکھی جو سر سے پاؤں تک صرف لکھا نہیں بلکہ وسیع پیمانے میں ہر ایک عضوِ مبارک کا قرآن و حدیث اور اقوال زریں سے بے انتہا ثبوت پیش کیا اور فوائد معجزات مخالفوں کا بُرا انجام ثابت کر کے ہم اہلسنّت کے لیے بے بہا خزانہ جمع کیا۔ راہِ عقیدت، سفرنامہ، نماز مدلل، نغمہ حبیب مطلب جو کچھ بھی لکھا ایک نورانی خزانے کا مجموعہ ہے اور رہتی دنیا تک ان کا فیض جاری و ساری رہے گا۔

ہم سندھی ہیں لیکن علامہ خطیب پاکستانؒ کا گیت گا رہے ہیں۔ ان کا حسنِ اخلاق اور خندہ پیشانی وعدہ وفائی لاثانی کردار تھے اور ہمیں اب بھی آنکھوں کے سامنے پھرتا نظر آتا ہے۔ میں نے کراچی، حیدرآباد، نواب شاہ، دوڑ نوشہرو فیروز مطلب کئی جگہوں پر خطاب سُنا۔ سُبحان اللہ سبحان اللہ لاکھوں ہزاروں کی تعداد میں لوگ حاضر ہوتے تھے۔ روڈ، گلیاں پُر ہو جاتے تو گھروں کی چھتوں پر لوگ بیٹھتے تھے۔

علامہ صاحب ہم سے بچھڑ گئے لیکن اُن کا فیض اور نورانی بیان ہمارے پاس چھوڑ گئے جو لافانی ہے۔ آپ صاحبزادوں کو بھی اللہ پاک ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

Marfat.com

پیر عبدالقادر فریدی چشتی قصور

شہر قصور مشرقی سرحد پاکستان پر واقعہ ہے۔ قصور بہت بڑی تجارتی منڈی ہے یہاں چمڑے کے کارخانے۔ کپڑے کا کاروبار ہے۔ فیکٹریاں جن میں ہزاروں مزدور کام کرتے ہیں۔ قصور شہر کو اولیاء اللہ کا شہر بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں اولیاء اللہ کے مزارات مرجع خلائق ہیں جن میں مشہور مزار حضرت سید محمد عبداللہ شاہ عرف حضرت سید بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ اور حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد بزرگ حضرت شعیب الدین عرف شاہ کمال چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ایک مٹی کے ٹھیلہ فیروز پور روڈ نزد کچہریاں قصور واقعہ ہے۔ حضرت عبدالخالق خان رحمۃ اللہ علیہ کھیم کرن روڈ حضرت خواجہ شاہ غلام محی الدین دائم الحضوری قصوری بڑے قبرستان حضرت سید امام شاہ بخاری مزار شریف کوٹ عثمان خان کے چوک میں واقعہ ہے جہاں سالانہ عرس جس کو میلہ بسنت کہا جاتا ہے ہوتا ہے۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کی اولاد میں غوث پیر تاج محمود چشتی کا مزار آبادی مالی اللہ جوئی" نزد ریلوے لائن فیروز پور وائی واقعہ ہے جہاں پانچ محرم ہر سال بہشتی دروازہ کھلتا ہے۔ شہر قصور میں کئی دارالعلوم قائم ہیں۔ ان میں

Marfat.com

ملک کے دور دراز علاقوں سے نادر غریب طالب علم تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں۔ ان کی رہائش، خوراک، کتابوں کا بندوبست دارالعلوم کرتے ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے یہ طالب علم چند سالوں میں عالم دین ہو کر فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔

حضرت مولانا علامہ الحاج محمد شفیع اوکاڑوی کی بچپن نوعمری کا کچھ زمانہ قبل از پاکستان شہر قصور میں گزرا۔

شہر قصور کوٹ غلام محمد خان نوعمری کے زمانہ میں حافظ ویونگ فیکٹری میں علامہ مرحوم بطور مزدور محنت مشقت کے ذریعہ حلال طیب روزی کما کر تنگ دستی کے عالم میں اپنی کمائی ہوئی روزی سے گزر اوقات کرتے۔ شہر قصور کے لوگوں کو یہ علم نہ تھا کہ یہ ہونہار مزدور نوجوان ملک پاکستان میں علم و فضل کا چمکنے والا خوبصورت ستارہ ہوگا۔ جس کی چمک دمک سے لاکھوں دلوں میں اجالا ہوگا۔ انہیں خبر نہیں تھی کہ یہ حضرت رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق میں فنا فی الرسول کے مقام پر پہنچنے والا ہے۔ جو تعلیمات اسلامیہ کی بلند منزلیں خاموشی سے طے کرتا چلا آرہا ہے۔ جلد وقت قریب ہے جبکہ یہ نوجوان عاشقان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے اپنے محبت بھرے عالمانہ کلام بیان کرے گا۔ بھٹکے اور گمراہ شدہ لوگ ان سے راہ ہدایت پائیں گے قصور حافظ ویونگ فیکٹری میں عام مزدوروں کے ساتھ پابندی وقت کے مطابق اپنا پورا کام کرتے۔ مالک فیکٹری کو کبھی کسی وقت بھی شکایت کا موقعہ نہ دیا اور نہ ان کا کبھی نقصان ہونے دیا۔ احکامات خداوندی کی بجا آوری میں کوتاہی نہ کی۔ اذان سنتے ہی فوراً مسجد میں ادائیگی نماز کے لیے حاضر ہو جاتے جب فیکٹری سے چھٹی ملتی تو فارغ وقت میں مسجد کے کسی کونہ میں علیحدہ بیٹھ کر دینی تعلیم حاصل کرنے میں مصروف ہو جاتے۔ آپ کے ساتھی مزدور نوجوان تفریح طبع کے لیے اپنا وقت گزارتے مگر آپ کو کسی ایسی محفل میں نہ دیکھا جب دیکھا تو آپ کو کسی مسجد یا علمائے کرام پیران عظام کی روحانی نورانی پاکیزہ مجالس میں زانوئے

Marfat.com

ادب طے کیے دیکھا ۔ جب آپ نے تعلیم مکمل کر لی تو پھر مولانا علامہ محمد شفیع مفکر اسلام کے نام سے مشہور و معروف ہوئے ۔ پاکستان میں مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک ملک کے تمام علاقوں میں آپ نے تبلیغی دورے کیے ۔ آپ کے کلام و بیان سے شریعت اسلامیہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہ اجمعین ، شہیدان کربلا ، اولیاء اللہ ، بزرگان دین کی روحانی نورانی تعلیمات کو ملک کے گوشہ گوشہ کونہ کونہ میں اس قدر فروغ ملا کہ مشائخ عظام اہل طریقت علمائے دین حضرات کی نظروں میں آپ کا خاص بلند مقام پایا گیا ۔ پاکستان کے عوام آپ کو بڑی قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ۔ آپ دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور سچے علمبردار تھے ۔ دنیا والے آپ کے کلام و بیان سے اس قدر متاثر ہوتے کہ جو گمراہ اور بھٹکے ہوئے لوگ تھے آپ کی تبلیغ و نصیحت سے تسکین قلب پا کر اپنے گناہوں سے توبہ کر کے صراط مستقیم پر گامزن ہو جاتے ۔ آپ پاکستان میں دین مصطفیٰ کا چمکتا ہوا ستارہ تھے ۔ آج بھی دنیا والے ان کے نورانی بیان سے عشق مصطفیٰ اور نور معرفت سے اپنے سینوں کو منور کر رہے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ عطا فرمائے ۔ آمین ثم آمین

Marfat.com

جناب سردار محمد اسحاق خان آزاد کشمیر

آپ نے مبلغ اہلسنت حضرت مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تاثرات قلم بند کرنے کو لکھا ہے۔ عرض یہ کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ ہمارے عظیم بزرگ مذہبی اور روحانی رہنما تھے۔ اگر پوری داستان لکھنا چاہوں تو ایک اندیشہ یہ ہے کہ کتاب میں جگہ ملنی مشکل ہوگی اور دوسرا اشکوں کی جھڑی میں قلم کا چلنا بھی دشوار معلوم ہوتا ہے۔ تاہم دل کو تھام کر مختصر عرض کرتا ہوں۔

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران میں فوج میں حاضر سروس تھا تو حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی محاذ جنگ کا دورہ کرتے ہوئے چھمب سیکٹر آئے جو آج کل افتخار آباد کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے پاس اس وقت فوجیوں کے لیے قرآن پاک کے نسخے اور بہت سے تحائف تھے۔ وہاں سب فوجی جوانوں سے ملے، حوصلہ دیا اور جہاد کی فضیلت سے آگاہ کیا۔ پھر کراچی کے ایک جلسہ عام میں مولانا پر جو چاقو زنی کا واقعہ ہوا اخبارات میں خبر پڑھ کر بڑا دکھ ہوا۔ ۱۹۶۹ء سے میں فوج سے فارغ ہوا اور لیاقت باغ راولپنڈی میں اپنا کاروبار شروع کر دیا۔ مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر اوقات مولانا سید حسین الدین صاحب مہتمم ضیاء العلوم کی دعوت پر راولپنڈی آیا کرتے تھے کبھی تقسیم اسناد کے موقعہ پر کبھی شب قدر کے موقعہ پر کبھی میلاد مصطفےٰ ﷺ کے سلسلے میں خطاب فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے جو بھی

Marfat.com

ان کا جلسہ ہوا سب کام چھوڑ کر برابر شریک ہوتا رہا۔ لیکن ہجوم اتنا ہوتا تھا کہ قریب جا کر ملاقات کا موقعہ نہیں ملا۔ عرصہ سات سال یونہی گزر گئے۔ بعد میں میں یہاں راولاکوٹ آگیا۔ یہاں ہی کاروبار شروع کر دیا۔ راولاکوٹ میں ایک میلاد کمیٹی کی تشکیل ہوئی جس میں میں بھی سرگرم رکن تھا ہم نے اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو راولاکوٹ لانے کا پروگرام بنایا۔ اس طرح آزاد کشمیر میں دیگر جگہوں سے مولانا کو دعوت دی گئی اور مولانا آزاد کشمیر کے تفصیلی دورے پر آئے۔ راولاکوٹ میں جماعت اہل سنت کے ایک بڑے جلسہ عام سے نہایت بہترین خطاب فرمایا اس دوران میں مولانا کے بالکل قریب باہتھیار محافظ کے طور پر کھڑا رہا۔ اس کے بعد فارسٹ ریسٹ ہاؤس راولاکوٹ میں جہاں مولانا صاحب ٹھہرے ہوتے تھے وہاں میرے عزیز مولانا محمد حنیف قادری سے جو آج کل دارالعلوم نوریہ رضویہ فیصل آباد میں صدر مدرس ہیں، نے میرا تعارف کرایا اور مولانا نے بڑی شفقت سے سر پہ ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مولانا صاحب کے مدلل خطابات کی وجہ سے راولاکوٹ بلکہ تمام آزاد کشمیر میں مسلک اہلسنت وجماعت کی جڑیں مضبوط ہوئیں اور ایوان باطل میں زلزلہ آگیا۔

خطیب پاکستان مرحوم و مغفور حضرت مبلغ اعظم اہلسنت کی تبلیغی کاوشوں کی بدولت اب آزاد کشمیر میں دو کروڑ روپیہ کی لاگت سے ایک عظیم اسلامی یونیورسٹی بنام دارالعلوم جامعہ محمدیہ کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے جس کا سنگ بنیاد گزشتہ سال جناب پیر محمد کرم شاہ جسٹس وفاقی شرعی عدالت پاکستان نے اپنے دست مبارک سے رکھا اور سرپرستی قبول فرمائی۔ ان کے دست راست پیر محمد فضل ربانی زاہدی اور الحاج مولانا محمد ابراہیم خان اور دیگر حضرات عمارت تعمیر میں مصروف ہیں اور عطیات کے لیے حبیب بنک راولاکوٹ اکاؤنٹ نمبر ۸۶، چل رہا ہے۔ اگر آپ اس جلسہ کی تصویر شائع کرنا چاہیں

Marfat.com

یا دیکھنا چاہیں جہاں بندہ بھی مولانا صاحب کے قریب کھڑا ہے (بحوالہ میلاد ۱۴۰۱ھ تاجدار حرم پبلیکیشنز کراچی صفحہ ۳۳۳ دینی انجمنوں کا تصویری خبرنامہ) اس کے علاوہ کل پاکستان سنی کانفرنس ملتان پر ہفت روزہ افق کراچی کے خصوصی شمارے میں میرا مضمون "زندہ دلوں نے زندگی جلا دی" کے عنوان سے صفحہ ۲۵ پر شائع ہوا۔ جسے مولانا نے پڑھ کر مجھے بلایا اور نہایت مشفقانہ انداز میں بہت مفید باتیں بتائیں اور سمجھائیں۔ یہ مضمون ہفت روزہ زندگی کے خلاف "آزاد کشمیر میں اسرائیل آباد ہیں" کے سلسلے میں لکھا گیا تھا۔

آخری ملاقات حضرت مولانا کے ساتھ میرپور آزاد کشمیر میں دارالعلوم عثمانیہ میں ہوئی۔ شان مصطفےٰ کانفرنس کے سلسلے میں ایک بڑا جلسہ عام منعقد تھا اس کا دعوت نامہ جو کہ الحاج سائیں رکن الدین صاحب کی طرف سے تھا وہاں سے حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی خطاب تھا جب کہ مفتی محمد حسین قادری جو میرے چھوٹے بھائی کے استاد بھی ہیں حضرت اوکاڑوی صاحب کے ساتھ آئے تھے میں بھی راولپنڈی سے ہوتا ہوا میرپور پہنچ گیا۔ جلسہ گاہ لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ مولانا کی تقریر تقریباً پونے بارہ بجے رات شروع ہوئی جو تقریباً تین بجے تک جاری رہی۔ میں مجمع کے کنارے پر بیٹھا ہوا تھا، مولانا نے مجھے پہچان لیا اور سٹیج کے قریب آنے کو اشارہ فرمایا اور تقریر میں دور دراز سے آئے ہوئے افراد کا ذکر کیا بڑا حسین منظر تھا۔ خوشگوار موسم میں مخلوق خدا سے پنڈال بھرا ہوا تھا۔ مولانا کی دل افروز تقریر، نعرہ تکبیر کے فلک شگاف نعرے۔ نعرۂ رسالت اور مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب زندہ باد، علمأ اہلسنت زندہ باد سے فضا گونج رہی تھی۔ سینکڑوں ٹیپ ریکارڈر والے حضرات مولانا کی تقریر ریکارڈ کر رہے تھے۔ سوا تین بجے رات صلوٰۃ و سلام پڑھا گیا۔ مولانا نے دعا فرمائی اور جلسہ ختم ہوا اس کے بعد مولانا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مولانا بڑی شفقت سے ملے اور کہنے لگے قادری صاحب

Marfat.com

آپ کیسے ؟ اتنی دور۔ میں نے عرض کی، جناب بس آپ کی وجہ سے سائیں صاحب کی دعوت پر حاضر ہوں ۔ وہاں پر اس وقت مفتی محمد حسن قادری سکھر والے الحاج خواجہ رکن الدین صاحب مہتمم دارالعلوم عثمانیہ میرپور اور بھی علماء حضرات موجود تھے وہاں سب نے چائے پی۔ مولانا صاحب فرمانے لگے مجھے آج ہی کراچی میں ایک جگہ خطاب کرنا ہے صحت بھی خراب ہے۔ ڈاکٹروں نے مشورہ دیا ہے کہ گوشت، مرغی اور مچھلی مت کھاؤ، بس سادہ چپاتی اور سبزی بہت تھوڑے گھی کے ساتھ استعمال کرو۔ آپ نے فرمایا کہ میری اسلام آباد سے کراچی کے لیے فلائٹ ہے اس لیے آپ سب حضرات سے اجازت چاہتا ہوں ۔ اس طرح مولانا کار میں ہم سب سے باری باری ملاقات کر کے تشریف لے گئے ۔ اس کے بارہ دن بعد حضرت مولانا کے انتقال کی خبر ریڈیو پاکستان نے نشر کی ۔ اس وقت میرے پاس حافظ عبدالعزیز صاحب مراد پور موجود تھے ۔ ہم دونوں بے ساختہ رونے لگے اور اسی طرح بازار کے کافی افراد جمع ہو گئے ۔ انہوں نے بھی اظہار افسوس کیا بعد میں چار پانچ دن تک دوست احباب مولانا اوکاڑوی کے اظہار افسوس کے لیے آتے رہے ۔ میں نے صدر انجمن تاجدار حرم آزاد کشمیر کی حیثیت سے مولانا کے لیے تعزیتی بیان جاری کیا جو آزاد کشمیر اور پاکستان کے تقریباً سب اخبارات نے شائع کیا۔ مولانا کے آخری دیدار اور نماز جنازہ میں ہماری انجمن کے ایک رکن محمد آزاد خاں صاحب جو کراچی کی ایک فرم میں فورمین ہیں مولانا سے بہت عقیدت رکھتے ہیں ۔ شرکت کی اور مولانا کے استاد محترم کا وہ بیان سنایا جو واقعہ ان کو حضرت مولانا کو غسل دیتے وقت پیش آیا۔ ہمیں آج بھی اگر کوئی وقت پیش آتی ہے یا ضرورت پڑتی ہے تو ہم مولانا کی ریکارڈ کی ہوئی تقریر لگاتے ہیں ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے مولانا صاحب آج بھی ہم میں موجود ہیں۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ حضرت مولانا کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

Marfat.com

جناب.. شیخ منظور احمد لاہور

بخدمت جناب کوکب نورانی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عاشقِ رسول خطیب پاکستان مبلغ اسلام مجدد مسلک اہلسنت جناب حضرت الحاج حافظ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی نوراللہ رحمت اللہ علیہ کے عاشقوں میں سے ایک گنہگار ان کا عاشق ہوں تقریباً میری عمر جب ۷ برس کے قریب تھی یعنی جب مجھے تھوڑی بہت ہوش تھی میرے والد صاحب اور میری نانی جان حضرت علامہ کا وعظ سننے کراچی کے ہر علاقے میں جایا کرتے تھے کیونکہ ہم کراچی کے ہی رہنے والے ہیں ۱۹۷۷ء میں ہم مستقل لاہور میں آکر آباد ہو گئے۔ میرے والد صاحب اور نانی جان حضرت علامہ کا وعظ سننے جاتے تو میں ضد کرتا تھا کہ مجھے اپنے ساتھ لے کر جائیں انہوں نے مجھے اپنے ساتھ لے جانا شروع کر دیا بس جوں جوں مجھے ہوش آتی رہی حضرت علامہ اوکاڑوی صاحب کی محبت میرے دل میں سماتی رہی۔ میرے والد صاحب شیخ عبدالعزیز کے ساتھ حضرت کے تقریباً ۳۰ سال سے دوستانہ برادرانہ تعلقات تھے کیونکہ میرے والد صاحب حضرت علامہ کا کوئی وعظ نہیں چھوڑتے تھے اور حضرت علامہ اوکاڑوی صاحب جب بھی لاہور آتے خاص کر مجھے میرے ٹیلی فون

Marfat.com

نمبر (۴۴۶۹۰ شیخ منظور احمد) پر اپنے آنے کی اطلاع دیتے یہ ٹیلی فون نمبران کی خاص ڈائری جو جیب میں رکھتے تھے اس پر یہ فون نمبر ۴۴۶۹۰ لکھا ہوا ہے اور اب ہمارا ٹیلی فون نمبر بدل گیا ہے (۵۴۵۰۰ شیخ منظور احمد) میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور لاہور کے ہر پروگرام میں ان کے ساتھ ہوتا تھا۔ مصری شاہ آکر اپنے ہم زلف کے گھر ٹھہرتے اشرف صاحب کے گھر جب وعظ کا وقت ہوتا تو میں ان کے ساتھ وعظ پر جاتا اور اپنے ساتھ اسٹیج پر بٹھاتے ان کے براؤن کلر کے جوتے اٹھانے کا بھی ہمیشہ شرف ہے۔

۱۹۷۶ء میں ہم کراچی رہتے تھے۔ میرا یہ شوق تھا کہ حضرت صاحب کا کراچی کے کس محلہ میں کس علاقے میں کہاں وعظ ہے میں نوٹ کرتا اور والد صاحب کو بتا دیتا اور ان کے ساتھ چلا جاتا۔ ۱۹۷۶ء میں ملتان میں سنی کانفرنس ہوئی تھی۔ حضرت صاحب کا پروگرام بنا ساتھ ہی آپ کے شاگرد محترم حضرت علامہ محمد شفیق صاحب نوری کا بھی آپ کے ساتھ ملتان جانے کا پروگرام بنا ادھر میرا بھی ملتان جانے کا پروگرام بنا۔ میں اپنے بڑے بھائی کے ساتھ ملتان پہنچا صرف حضرت علامہ اوکاڑوی صاحب کی تقریر سننے کے لیے گئے اور آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پر بے نظیر وعظ پیش کیا۔

کراچی سے ملتان وعظ کے لیے میرا جانا ان کے ساتھ عشق کی دلیل ہے اور لاہور سے ہر سال حضرت امام حسین کی تقریر سننے کراچی حاجی کیمپ آتا اور حضرت صاحب سے ملاقات کرتا۔ جمعہ کی نماز بھی گلزار حبیب میں پڑھتا حضرت مجھے گھر آنے کی دعوت دیتے میں گھر جاتا اور حضرت صاحب کی شفقت وعنایت سے مالا مال ہوتا اور قلبی مسرت محسوس کرتا۔ حضرت صاحب کی وفات پر نیک محمد صاحب شرقپوری کے ساتھ کراچی پہنچا اور جنازے میں شرکت کی۔ کراچی میں تقریباً ہمارے کافی رشتہ دار رہتے ہیں انہوں نے مجھے ٹیلی فون پر اطلاع دی اور سب کو یہ دعویٰ تھا کہ میں کراچی ضرور پہنچ جاؤں گا۔ کراچی پہنچا آپ سے ملاقات ہوئی افسوس

Marfat.com

اظہار کیا۔ حامد ربانی صاحب مجھے بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔ ربانی صاحب جب بھی لاہور آتے ہیں مجھے ضرور ملتے ہیں۔ ان کو حضرت صاحب کے ساتھ میرے عشق کا کچھ اندازہ ہے کوئی رات میری ایسی نہیں گزرتی کہ حضرت صاحب کے وعظ کی کیسٹوں کی تقریر سُنے بغیر سو جاؤں اور حضرت صاحب کی ساری کتابیں جو انہوں نے لکھی ہیں تمام میرے پاس موجود ہیں۔ ان کی تقریروں کی کیسٹیں تقریباً ۱۲۵ کے قریب ہیں۔ دن رات وعظ سُن سن کر حضرت صاحب کا انداز میرے ذہن میں نقش ہو گیا ہے

۱۹۸۲ء میں مسجد معراج دین شیشے والی لاہور میں حضرت کی تقریر ہوئی تقریر کے بعد حاجی معراج دین صاحب اپنے گھر لے گئے۔ ہم نے رات کو تقریباً ایک بجے کھانا کھایا اس تقریر سے ایک دن قبل جمعہ تھا۔ جمعہ کی نماز حضرت صاحب نے پڑھائی پھر حاجی صاحب کے گھر گئے انہوں نے چائے بسکٹ وغیرہ کا اہتمام کیا۔ صرف حضرت صاحب کے لیے دودھ کا گلاس تھا باقی تقریباً دس بارہ آدمی چائے پی رہے تھے۔ حضرت علامہ صاحب نے میری طرف دیکھا آپ صرف بسکٹ کھا رہے ہیں چائے کیوں نہیں پیتے۔ میں نے کہا مجھے چائے کی عادت نہیں ہے۔ حضرت علامہ صاحب نے اپنا دودھ بچا کر مجھے دیا۔ کہا یہ دودھ تم پی لو۔ یہ میری بہت ہی خوش نصیبی تھی کہ حضرت صاحب کا بقیہ دودھ پینے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت صاحب جب بھی لاہور آتے ہیں ان کو امپورٹیڈ پین بطور نذرانہ پیش کرتا اور وہ قبول کر لیتے اور میں خوش ہو جاتا حضرت علامہ صاحب نے لاہور میں اپنی تقریر میں میرا تعارف کرایا کہ یہ ہمارے عزیز ہیں پہلے کراچی میں رہتے تھے اب لاہور آ گئے ہیں ان کے پاس میری تمام تقریروں کے کیسٹ ہیں۔ حضرت صاحب دو مرتبہ ہمارے گھر میرے اصرار پر تشریف لائے اور نماز گھر ہی پڑھی اور اپنی تقریروں کی تمام کیسٹیں میرے پاس دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ کیسٹوں کے اوپر میرا نام لکھا ہوا ہے۔ ان کے ہمارے گھر آنے سے

Marfat.com

ہمارے سارے گھرانے کو قلبی مسرت محسوس ہوتی تھی۔ حضرت صاحب نے اپنی لکھی ہوئی کتابیں بھی میرے پاس دیکھیں۔ ایک کتاب تقریباً ۲۲ برس پہلے کی تھی جو میرے والد صاحب نے میمن مسجد کراچی کے قریب سے خریدی تھی — حضرت صاحب اس کتاب کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ میں اس کتاب کو تلاش کر رہا تھا۔ میں نے کراچی کے جمعہ میں بھی اعلان کیا تھا کہ میمن مسجد میں اہلسنت والجماعت کا ادارہ قائم کرنیوالا میں ہی تھا۔ اس کتاب میں میمن مسجد کا ایڈریس تھا۔

۱۹۸۲ء میں حضرت علامہ اوکاڑوی صاحب کے دو مہمان افریقہ سے آئے ہوئے تھے جو حضرت صاحب کے ساتھ ایمبیسڈر (EMBASIDOR) ہوٹل لاہور میں ٹھہرے تھے۔ دوپہر کا کھانا ہم نے ہوٹل میں کھایا۔ نیک محمد صاحب بھی ساتھ تھے۔ پھر حضرت علامہ نے کار کرائے پر لی اور کہا کہ یہ افریقی میرے مہمان ہیں آپ نے ان کو سیر کروانی ہے۔ پہلے ہم شالامار باغ گئے پھر بادشاہی مسجد گئے۔ افریقی مہمان نیک محمد کے ساتھ سیر کرتے رہتے۔ میں اور حضرت صاحب ایک جگہ بیٹھ جاتے اور کچھ باتیں کرتے رہتے۔ میں نے حضرت صاحب سے کہا کراچی سے لاہور مستقل آ کر میں آپ کے بغیر اداس ہو گیا ہوں اگر میں کراچی میں ہی رہتا تو آپ کی حضوری میں ہوتا اور آپ کا فرماں بردار شاگرد ہوتا۔ حضرت صاحب نے پوچھا کہ قرآن پاک پڑھ لیا ہے۔ میں نے کہا جی حضور آپ کی تقریریں سن سن کر شوق پیدا ہوا اور قرآن پاک چھوٹی عمر ہی میں پڑھ لیا تھا۔ صرف افسوس کہ میں نے حفظ نہیں کیا۔ حضرت علامہ صاحب نے کہا حفظ نہیں کیا تو کوئی بات نہیں ہے جو خاص مسئلے مسائل کی باتیں ہیں، آئتیں ہیں ان کو ذہن نشین کر لو رات کے وقت پڑھ لیا کرو اور صبح نماز فجر کے بعد دوبارہ پڑھ لیا کرو۔ انشاءاللہ کبھی ذہن خالی نہیں رہے گا۔

حضرت صاحب کی یہ باتیں میں اٹھتے بیٹھتے یاد کرتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت

Marfat.com

امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی حضرت کی تقریروں سے پتہ چلا کہ وہ کیا شخصیت تھے۔

غرض یہ کہ میں نے جو کچھ بھی علم حاصل کیا ہے اپنے ناقص ذہن کے مطابق تو وہ حضرت صاحب کی بدولت حاصل کیا۔ میں چھوٹا سا تھا حضرت صاحب کراچی جوبلی سینما کے پاس نور مسجد میں جمعہ پڑھاتے تھے ہمارا گھر بھی مسجد کے قریب تھا۔ میں مسجد نور کی کھڑکیاں جو اندر کی طرف ہیں کھڑکی میں جمعہ کی نماز ادا کرتا تھا اور حضرت صاحب کے انداز بیاں کو دیکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے سچے عاشق کو کیا صورت سیرت عطا فرمائی ہے۔ حضرت صاحب نے شالامار باغ میں بیٹھے ہوئے مجھے یہ بتایا تھا کہ انسان کی عقل اس کے کلام کی خوبی سے اور اس کی شرافت اس کے افعال کی عمدگی سے ظاہر ہوتی ہے اور فرمایا انسان کی زندگی میں اس کے لیے دنیا کا سب سے مشکل اور سب سے آسان کام کسی کو سمجھنا اور خود کو سمجھانا ہے۔ اگر کسی نے کسی کو سمجھ لیا تو اس کے لیے بہت آسان کام ہو گیا۔ اگر کسی نے کسی کو نہ سمجھا تو اس کے لیے یہ بہت مشکل کام ہے۔ کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے کو سمجھنے کی توفیق دے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنی جان سے بھی زیادہ حضرت علامہ سے مجھے محبت اور عشق ہے اور دن رات اس افسوس میں رہتا ہوں کہ کاش کراچی ہی میں رہتا ان سے علم حاصل کرتا رہتا۔

Marfat.com

صوفی محمد اقبال شفیعی قادری پشاور

عاشقِ رسول پیرِ طریقت رہبرِ شریعت، محافظ مسلک اہلِ سنّت وجماعت خطیبِ پاکستان، مجاہدِ دین و ملّت، مخدوم و محترم حضرت علّامہ الحاج مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کی ذات والا صفات کے بارے میں مجھ جیسا کمترین و ناچیز کیا لکھے گا۔ جس وقت میں قبلہ اوکاڑوی صاحب کو مرحوم لکھنے کا سوچتا ہوں تو میرا ہاتھ کانپ جاتا ہے۔ ابھی کل ہی کی تو بات ہے کہ وہ میرے کسی سوال کرنے پر جواب میں ٹیلی فون پر مجھے تسلّی دے رہے تھے۔ وہ سراپا پیار و محبّت تھے وہ محبت کا مرکز تھے۔ میں ان کی شخصیت کے کسی پہلو کا ذکر کروں اور کتنا کروں میری بساط ہی کیا ہے "چہ نسبت خاک را بہ عالمِ پاک"۔ اپنی زندگی میں جو پہلی تقریر میں نے سُنی وہ حضرت قبلہ کی تھی۔ میں نے پہلی مرتبہ ادارہ تبلیغ الاسلام پشاور کے جلسے میں آپ کو سُنا۔ آپ کی تقریر دل پذیر سے میری تقدیر بدل گئی۔ آپ کا نورانی چہرہ، وہ سحر انگیز لب و لہجہ، وہ جلال و جمال گویا اس روز میں روحِ ایمان یعنی عشقِ رسول سے آشنا ہوا۔ آپ کی اس ایک ہی تقریر نے مجھے صحیح معنوں میں سچّا مسلمان بنادیا۔ میں نے جس طرح روزِ اوّل آپ کو پایا آخری دم تک اسی طرح پایا۔ آپ میں کسی قسم کی تبدیلی محسوس نہیں کی۔ آپ وہ واحد خطیب تھے

Marfat.com

جس کی ساری زندگی مسلک حق اہل سنّت وجماعت کی تبلیغ میں گزری۔ آپ نے کبھی دشمن رسول کو معاف نہیں فرمایا اور نہ ہی کسی دشمن رسول کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ ساری زندگی سرکارِ مدینہ کے دشمنوں کے خلاف جہاد فرمایا اور آپ کی حق پر استقامت کسی چٹان سے زیادہ مستحکم تھی۔

آپ نے اس راستے میں طرح طرح کی تکلیفیں برداشت فرمائیں۔ آپ نے سنیوں کو اکٹھا کرنے کے لیے جماعت اہل سنت کی بنیاد رکھی جو اہلسنت کے لیے احسان عظیم ہے۔ آپ ہمیشہ اہلسنت وجماعت کے حقوق کے لیے لڑتے رہے کوئی بھی سنّی کسی بھی کام کے سلسلے میں آپ کے پاس آتا آپ اس کی دلجوئی ضرور فرماتے۔ یہ اور بات ہے کہ بعض امور فوری طور پر انجام پزیر نہ ہوتے۔ آپ کی گفتگو میں بھی درد ہوتا تھا اور آپ کے مذاق میں چاشنی ہوتی تھی، آپ کا قبلہ ذات مصطفےٰ تھی۔ آپ صحیح معنوں میں عاشق رسول تھے۔ جن جن حضرات نے آپ کو سنا ہے وہ بتا سکتے ہیں کہ آپ کی تقریروں میں کتنا سوز و گداز ہوتا تھا جو کم ہی کسی خطیب میں پایا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلویؒ کے مسلک کو جس طریقے سے آپ نے عوام الناس کے سامنے پیش کیا اور اپنی تقریروں کے ذریعے اعلیٰ حضرت کی شخصیت کو متعارف کروایا وہ آپ ہی کا حصّہ ہے۔ جس طریقے سے تصوف کے مسائل آپ اپنی تقریروں میں بیان فرماتے اور اہل طریقت کو سمجھاتے تھے کم ہی کسی نے سمجھایا ہوگا۔ آپ نے تقریروں کے ساتھ ساتھ تحریر کے میدان میں بھی دشمنان دین و ملّت کا قلع قمع کیا ہے۔ آپ کی تصانیف اہل سنّت وجماعت کی جان ہیں۔ مجھ ناچیز کے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں جو ان کی ذات گرامی کے بارے میں لب کشائی کروں۔ آپ سخت بیمار ہونے کے باوجود تقریر فرمانے کے لیے تشریف لے جاتے اور اپنے مواعظ حسنہ سے لوگوں کو مستفید فرماتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی اپنی صحت کا خیال نہیں رکھا۔ رات دن اہلسنّت وجماعت کی خدمت میں کوشاں رہے۔ کٹھن اور طویل سفر آپ نے

Marfat.com

طے فرمائے جس کی وجہ سے آپ کی صحت بہت زیادہ خراب ہوگئی آخر کار ہم سب کو روتا ہوا چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی کے پاس تشریف لے گئے۔

مجھ سیاہ کار پر ہمیشہ کرم نوازی فرماتے تھے۔ میں آپ کی کس کس مہربانی کا تذکرہ کروں۔ سب سے بڑی کرم نوازی آپ نے مجھ گناہ گار پر یہ فرمائی کہ مجھے اپنی خلافت سے نوازا۔ میں ساری زندگی بھی اگر آپ کا شکریہ ادا کروں تو شاید حق ادا نہ ہوسکے۔

اللہ تعالےٰ اپنے پیارے محبوب سرکار مدینہ کے طفیل آپ، کا فیضان جاری و ساری رکھے اور ہم سب کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے صاحبزادگان کو عمرِ دراز عطا فرمائے اور بالخصوص حضرت علامہ صاحبزادہ کوکب نورانی صاحب مدظلہ کو آپ کا صحیح جانشین بنائے۔

Marfat.com

جناب سلیمان آغا کراچی

بحوالہ حدیث شریف معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کو جب تک لوگوں کی بھلائی منظور ہو گی۔ ان میں علمائے دین کو موجود رکھے گا۔ پتہ چلا کہ قبلہ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اللہ تعالےٰ نے جب تک چاہا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھلائی کے لیے موجود رکھا۔ آج سے ۱۰۷ سال قبل ۱۸۶۸ء میں ایک مرد حق اللہ اور رسول کا وفادار عالم دین سرزمین ہندوستان بمقام بریلی شریف اللہ تعالےٰ کے نام کی سربلندی کے لیے جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اس مرد حق نے منکرین شان رسالت کے دیوبند کے ابلیس گروہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا۔ وہ ہستی ہندوستان میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تھی جنہوں نے اپنے عمل و کردار سے سرزمین ہند کے مسلمانوں کے دلوں میں عشق ذات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع جلائی تھی۔ آپ کو اللہ تعالےٰ نے اس جہان فانی سے ۱۹۲۱ء میں اٹھا لیا اور وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اس کے بعد حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال جو بقید حیات تھے اور پورے برصغیر میں ملت اسلامیہ کے لیے اپنے دل میں بہت درد رکھتے تھے حضرت علامہ اقبالؒ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری زندگی میں ہی اپنے حکیمانہ کلام کے ذریعہ مصروف عمل ہو گئے تھے آپ نے ملت اسلامیہ کی بھلائی کے لیے بہت کارنامے انجام دیئے اور اپنے حکیمانہ کلام میں قوم کے ہر خاص و عام کو بہترین طریقہ سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور علم و عمل کا درس دیا۔ اس دور کے مسلم رہنماؤں

Marfat.com

کو جو اپنے اپنے حلقۂ اثر میں مسلمانوں کی رہنمائی کر رہے تھے۔ ان کو حکیمانہ نصیحتیں کیں۔ ان کو اپنے اسلاف اور تابناک عہدِ رفتہ کی یاد دلائی۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سچے مومن، عاشقِ رسول اور درویش تھے۔ ان کو اللہ تعالےٰ نے ۲۱/اپریل ۱۹۳۸ء میں اس دارِ فانی سے اٹھا لیا۔ اس کے بعد سرزمین پاکستان میں اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک اور وفادار بندہ اور اپنے پیارے رسول کا شیدائی پیدا کیا۔

اس سرزمین مملکت پاکستان میں ممتاز عالم دین اور مجدد حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ پاکستان میں ایسا کوئی شخص نہیں جو انہیں نہ جانتا ہو۔ میں اپنی عمر کے ابتدائی دور میں اپنے آبائی شہر و ضلع مانسہرہ ہزارہ سے تلاش معاش کے لیے ۱۹۵۶ء میں کراچی منتقل ہوا تھا۔ میں ایک ممتاز عالم دین استاد محترم مولانا جلال الدین صاحب چشتی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ خطیب اوکھائی میمن مسجد کھارادر کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور ان سے دین اسلام کے مختلف مسائل کا ابتدائی علم حاصل کیا کرتا تھا۔ استاد محترم کا یہ معمول تھا کہ بعد از نماز عشا تفسیر قرآن، معنی اور حدیث و شرح حدیث شریف نصف گھنٹہ بیان فرماتے تھے۔ آخر مجلس درود و سلام پر ختم ہوتی تھی۔ میں اس کے علاوہ بھی اہل علم لوگوں کی مجالس میں شریک ہوتا تھا۔ انہیں دنوں ۱۹۶۱ء میں خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کی مجلس میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کی زبان سے شان باری تعالےٰ اور عظمت و شان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر دل کے اندر نور ایمان کی جھلک پیدا ہوتی تھی اور ان کی زبان مبارک میں بیان کی ایسی تاثیر اور چاشنی تھی کہ ایک بار ان کا بیان سننے کے بعد دل پر نقش ہو جاتا تھا اور بار بار سننے کو دل بے قرار ہوتا اور نور ایمان سے دل منور ہو جاتا تھا۔ اللہ تعالےٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت دل میں یقین پختہ اور مضبوط ہوتا تھا اور حاضرین جلسہ کا ہجوم محبت و عقیدت سے نعرہ ہائے تکبیر و رسالت کی پُرجوش صدائیں بلند کرتا۔

۱۹۶۲ء میں موسم گرما تھا۔ علاقہ کھڈہ میمن سوسائٹی عبداللہ ہارون

Marfat.com

کالج کے پاس جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں حضرت قبلہ محترم مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے۔ وہاں پر جلسہ گاہ میں وہابی منافقین نے ایک سازش کے تحت بجلی کا کنکشن کاٹ دیا۔ اور حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی پر چاقوؤں سے قاتلانہ حملہ کر دیا جس سے آپ شدید زخمی ہو گئے تھے۔ آپ کو کراچی سول ہسپتال میں داخل کر دیا گیا تھا۔ جہاں دو تین ماہ زیرِ علاج رہ کر اللہ تعالےٰ کی رحمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت سے آپ آہستہ آہستہ صحت یاب ہوتے چلے گئے۔ ان دنوں عدالت میں آپ پر قاتلانہ حملہ کرنے والوں کے خلاف مقدمہ چل رہا تھا۔ آپ نے عدالت میں جج کے سامنے اپنے مخالفین کو معاف کر کے مقدمہ خارج کرا دیا۔ اس کے بعد آپ نے از سرِ نو ایک نئے اور تازہ ولولہ سے دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاداری میں اپنے مخالفین کی جانب سے اپنی جان کے لیے دل سے خطرے قبول کر لیے اور اس کے بعد تمام زندگی آپ نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری اور وفاداروں میں جہاد باللسان و بالقلم کا مبارک سلسلہ محققانہ، عالمانہ صوفیانہ مدلل انداز میں جاری رکھا اور یہ میری زندگی کا مشاہدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنا اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عاشق عطا کیا تھا اور ایسا کہ جو کسی اور میں دیکھنے سننے میں نہیں آیا۔ غمگین ترین دن تھا جب آپ پر مخالفین کے گروہ نے حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا تھا۔ میرا دل بھی اسی دن سے زخمی ہو گیا۔ اور وہ زخم اب بھی میرے دل میں تازہ ہے اور اس کی تازگی خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کی یاد دلاتی ہے۔ مرتے وقت تک یہ زخم رہے گا اور اپنے ساتھ قبر میں بھی یہ زخم لے جاؤں گا کہ یہ ایک عاشق رسول کی محبت ہے جو روزِ حشر کام آئے گی۔

میں دین اسلام کے متعلق بہت سے مسائل حضرت مولانا محمد شفیع صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کرتا تھا اور ان کے جواب قرآن و حدیث کی روشنی

Marfat.com

میں حاصل کر کے دل کو تسلی ہوتی تھی۔

حضرت قبلہ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی اس مملکت پاکستان بلکہ عالم اسلام کے مسلمانانِ اہلسنت کے بہت بلند مرتبہ عالم دین اور بہترین رہنمائی کرنے والے قائد تھے۔ بالخصوص کراچی کے مسلمانوں کے لیے آپ کی ذات ہدایت دین کے لیے مینارہ نور کی حیثیت رکھتی تھی۔ کراچی کے مسلمانوں کو آپ کی ذات سے دین کے مسائل میں کافی فیض نصیب ہوا ہے۔ منکرین شان رسالت نے آپ کو قتل کرنے کے لیے بہت سی سازشیں کیں مگر ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اللہ تعالےٰ نے آپ کو جذبۂ شہادت سے سرشار کیا ہوا تھا۔ بقول حضرت علامہ اقبالؒ۔ سہ

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

آپ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ کے احکام اور تفسیر حدیث بہت بہترین اور سادہ پیرائے میں مسلمانوں کے سامنے بیان فرماتے تھے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی حالت بیان عشق محمدیؐ میں سرشاری کے عالم میں دیکھی۔ آپ کی زبان سے ادا کئے ہوئے الفاظ دل پہ ایسے نقش ہوتے تھے کہ میری طرح ہزاروں لوگوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ آپ کو ملت اسلامیہ کی بہت فکر رہتی تھی۔ اس لیے آپ جلسہ گاہ میں مسلمانان اہل سنت کو منکرین شان رسالت کی پُر فریب بدلتی ہوئی چالوں سے آگاہ فرماتے تھے۔ کیونکہ منکرین نے چند سالوں سے اپنی بہت سی جماعتوں کا نام اہلسنت سے ملتا جلتا رکھ لیا تھا۔ مثلاً سوادِ اعظم اہلسنت، مجلس تحفظ اہل سنت اور کل پاکستان سنی کونسل وغیرہ تاکہ عوام اہلسنت کو دھوکا ہو جائے۔ خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ کو ان گروہوں کی ناموس رسالت و شان رسالت کے خلاف سازشوں کا بہت دکھ تھا اور وہ جانتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ مسلمانوں کا عام طبقہ اپنے

Marfat.com

بے علمی اور ناواقفی کے سبب ان دشمنان رسول وآل واصحاب رسول کی سازشوں کا شکار ہو رہا ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ان لوگوں کا مقصد صرف عظمت و محبت رسول کو کم اور ختم کرنا ہے اور درپردہ یہ غیر مسلم قوموں کے ایجنٹ ہیں۔ یہ امن و امان نہیں بلکہ انتشار و افتراق چاہتے ہیں۔ جب کہ ہم اہلسنت وجماعت یہ چاہتے ہیں کہ ہر مسلمان سچا عاشق و غلام رسول بن جائے اور اللہ کا محبوب بن جائے۔ وہ فرماتے تھے یہ لوگ منافق ہیں اور ان کی ظاہری باتوں سے ان کی منافقت کی شناخت نہ کرنے والے گمراہی کی طرف جا رہے ہیں۔ ایسی ہی صورت کے پیش نظر حضرت قبلہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی جہاں کہیں تقریر فرماتے تو جلسہ عام میں اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کے بعد امت کے پیشوا حبیب کبریا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود و سلام بھیجتے تھے اور رسول پاکؐ کی صفات عالیہ بیان فرماتے تھے۔ اور قرآن وحدیث سے ان کی عظمت و شان بیان فرماتے جلسہ گاہ میں حاضرین کو توجہ دلاتے تھے۔ قرآن وحدیث کے مطابق اپنے آقا و مولا کی بلند شان اور بزرگی کو یاد رکھنا اور اپنے دل میں رسول مکرم کی عزت و محبت اور احترام رکھنا ایمان کی جان ہے وہ جلسہ میں موجود حاضرین کو مخاطب کر کے فرماتے تھے کہ اے سُنی مسلمانوں سُن مت ہو جاؤ بلکہ بیدار ہو جاؤ۔ ہمارے اور تمہارے آقا و مولا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر بلند شان ہے۔ اللہ رب تعالیٰ کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے پیارے حبیب کا امتی بنایا ہے اور قیامت کے روز اپنے محبوب کی شفاعت ہمارے حق میں قبول فرمائے گا۔

میں جب کبھی حضرت قبلہ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا یا مجھے کوئی بھی مسئلہ ان سے پوچھنا ہوتا تھا تو بلا جھجک ان سے دریافت کرتا تھا اور قبلہ محترم اس مسئلہ کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں بتاتے تھے۔ کچھ اس طرح کہ تمام شکوک وشبہات دور ہو جاتے تھے اور میرے دل کو تسکین و فرحت حاصل ہوتی تھی۔ جب تک قبلہ اس دنیا میں

Marfat.com

موجود رہے اپنے پروردگار اور اس کے رسول کی صفات بیان فرماتے رہے
اولیائے کرام کا چرچا کرتے رہے وہ حق کے ترجمان تھے ۔ میں نے اپنی زندگی
میں بہت سے علمائے دین کی مجلس میں شرکت کی ہے لیکن جو بات حضرت
مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کی مجلس میں دیکھی اس کا اظہار زبان سے مشکل
ہے ۔ اللہ اللہ کیا کیا اثر اس مردِ حق عاشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں
تھا ۔ اس کے سوز بیان ذکر مصطفےٰ ؐ کے درد و سوز سے بہت سے بندگان
خدا کے دلوں کا جہان روشن تھا ۔

ان کی محفل ذکر عشقِ مصطفےٰ ؐ سے معمور ہوتی اور وہ بحر عشق رسول میں
غوطہ زن رہتے ہوئے عمدہ موتی بکھیرتے رہتے حق بات کہنے میں انہیں
بے باکی جرأت اور جو حوصلہ تھا وہ بہت کم دیکھا گیا ۔ وہ عالم باعمل اور ولیؒ
کامل تھے ۔ اللہ اور اس کے رسول کے محبوب تھے ۔ جہاں ایسے اولوالعزم اور
راسخ العقیدہ لوگوں سے خالی ہو رہا ہے ۔ وہ ہم سب کے محبوب تھے ، ذاکر رسول
تھے ۔ دین کے ، خدا کے ، رسول کے وفادار تھے ۔ ملک و قوم کے محسن تھے اہلسنت
کے تاجدار تھے ۔ وہ تمام زندگی محبت رسول کا درس دیتے رہے ۔ لوگوں کے عقائد
اور اعمال درست کرتے رہے ۔ اور پھر اس سچے عاشق رسول حضرت مولانا قبلہ
محمد شفیع اوکاڑوی صاحب کا بھی آخری وقت قریب آگیا ۔ اور آپ
۲۴ / اپریل ۱۹۸۴ء کو اس جہان فانی سے کوچ کر گئے اور خالق حقیقی سے جا ملے
انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ وہ رخصت ہو گئے اور ہمارے لیے بہت کچھ
چھوڑ گئے ۔ اپنے شاگرد ، خلفاء ، اپنی تقریریں ، کتابیں اور اپنے جانشین صاحبزادہ
کوکب نورانی اوکاڑوی کو جو اپنے والد کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ
حضرت خطیب پاکستان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی یادگاروں کو قیامت
تک باقی رکھے اور اس گھرانے کا فیض جاری رکھے ۔

Marfat.com

قاری عبدالغنی نقشبندی حیدرآباد

حضرت علامہ خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ آپ کی حیات مبارکہ کا ایک ایک پہلو عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی ان کی یاد لوگوں کے دلوں میں موجود ہے۔ اور جب بھی کوئی مذہبی متبرک مہینہ آتا ہے تو دل ان کی یاد میں تڑپ اٹھتا ہے۔ "کیا سماں ہوتا تھا آپ کے جلسوں کا" یہ سب عالم عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بدولت تھا کہ آپ کی آوازِ مبارک سن کر لوگ کھنچے چلے آتے تھے۔ اس دور میں اگر کسی نے اعلیٰ حضرت کی زندگانی کی صحیح ترجمانی کی ہے تو وہ حضرت خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ والاصفات ہے۔ آپ کے عشقِ مصطفےٰ کا ثبوت کا ایک اظہار یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنی مسجد کی کھڑکیوں کی جالیوں میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلینِ مبارک کا نقشہ بنوایا ہے۔ اور آپ کی اسی محبت کو مدِنظر رکھتے ہوئے جناب صاحبزادہ علامہ کوکب نورانی صاحب نے آپ کی قبر انور پر بھی نعلینِ رسول کا نقشہ بنوایا ہے۔ گویا یوں کہیئے کہ آپ کا مزار بھی انوارِ عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا گہوارہ ہے۔ عاشق دنیا کے کسی بھی گوشے میں دفن ہوں لیکن ان کا حشر محبوب کے ساتھ ہی ہوگا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت میں ہر شخص اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے دنیا میں محبت ہوگی۔ حضرت اوکاڑوی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا جسدِ اقدس بظاہر تو کراچی میں ہے لیکن روح پاک مدینہ منورہ میں ہے۔

الغرض حضرت خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بھی قابلِ رشک تھی اور آپ کی وفات بھی قابلِ فخر ہے۔

Marfat.com

مولانا غلام ربّانی چشتی لالہ موسیٰ

فقیر حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے زیادہ قریب نہ ہو سکا تاہم چند تقاریر سننے کا اتفاق ہوا جو دل پر نقش ہیں۔

حضرت علامہؒ کی تقریروں میں مذہب مہذب اہلسنت کی حقانیت پر قرآن و حدیث سے دلائل بڑی روانی سے صادر ہوتے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ حضرت علامہ کی تقریر مشاہداتی ہے۔ جب تقریر کے لیے ممبر پر بیٹھتے تو اسلاف کا نمونہ معلوم ہوتے۔ تقریر کے دوران نہ تو زیادہ بازو پھیلاتے اور نہ ہی جسم کو حرکت دیتے گویا سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہیں اور ادب و احترام کا سراپا بنے بیٹھے ہیں۔

دعا ہے مولیٰ تعالےٰ حضرت علامہؒ کو اپنے قرب خاص میں جگہ مرحمت فرمائے

آمین بجاہ سید المرسلین علیہم التحیۃ والتسلیم

Marfat.com

مولانا محمد غوث حبیبی مستونگ

خطیبِ پاکستان علامہ زمان فہامہ دوران شہباز خطابت، تاجدار اہلسنت علامہ الحاج مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ ایک بہترین محقق مدقق عالم بے مثال تھے۔ تمام زندگی مسلمانان اہلسنت کے دلوں میں عشق رسولؐ کو پیدا کرنے والے تھے۔ مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ رات کے بارہ ایک بجے تک تقریر کے بعد تھوڑا سا کھانا تناول فرماتے پھر ساری رات مطالعہ فرماتے تھے۔ ۱۹۷۳ء میں خطیب اہلسنت بلوچستان حضرت علامہ حبیب احمد نقشبندی دامت برکاتہم نے خطیب پاکستان کو مدرسہ جامعہ مخزن العلوم نقشبندیہ مستونگ کے سالانہ جلسہ میں دعوت دی تو حضرت خطیب پاکستان نے رضائے مصطفےٰؐ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ دوران تقریر ایک گستاخ رسول نے سوال کیا۔ مبلغ اعظمؒ نے فرمایا کہ لکھ کر دو تو اس نے لکھ کر دیا۔ سوال یہ تھا کہ آپ کہتے ہیں کہ نبی کی رضا خدا کی رضا ہے۔ حالانکہ حضور کی رضا یہ تھی کہ میرا چچا ابوطالب مسلمان ہو جائے تو پھر وہ کیوں مسلمان نہیں ہوا۔ خطیب پاکستان نے فرمایا۔ دو جواب دوں گا ایک الزامی اور ایک تحقیقی۔ الزامی جواب میں فرمایا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَلَا یَرْضٰی لعبادہ الکفر۔ اس جواب کے

Marfat.com

بعد اس دیو بندی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ تحقیقی جواب سُن سکتا وہ جلسہ گاہ سے ندامت سے سر جھکائے چلا گیا۔ اجتماع بہت تھا۔ حضرت مبلغ اعظم اہلسنت کے اس جواب سے لوگ بہت متاثر ہوئے۔ ہجوم میں نعرہ ہائے رسالت اور خطیب پاکستان زندہ باد کی صدائیں دیر تک گونجتی رہیں۔

۱۹۷۶ء میں ہمارے استاد صاحب حضرت علامہ مولانا حبیب احمد صاحب نے خاران میں ایک مدرسہ قائم فرمایا تو وہاں کے وہابی حضرات کا ایک وفد چند سوالات اپنے علماء سے لکھوا کر خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مناظرہ کی دعوت دی۔ حضرت مبلغ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مناظرہ اس شرط پر قبول ہے کہ آپ کے مولوی کو اگر شکست ہو تو وہ صرف توبہ کر کے صحیح العقیدہ سُنی بریلوی ہو جائے اور اگر آپ کا مولوی ہمیں شکست دے دے تو ہمارے کان ناک کاٹ دیئے جائیں۔ مبلغ اعظم اہلسنت اس کے بعد خاران کئی مرتبہ آئے مگر ان لوگوں کو اس مردِ حق درویش کامل عاشق صادق کے سامنے آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

بہت سے واقعات اس فقیر کی نظروں سے گزرے خصوصاً خاران کے اس واقعے کے ایک شاہد سید عبدالحفیظ صاحب قادری ہیں جو کہ ہمیشہ خطیب پاکستان کے جلسوں میں کتابیں لے کر آتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا اور بہت سے کمالات بخشے تھے۔ آپ اہلسنت وجماعت کے لیے ایک عظیم محسن ایک بے مثال سرمایہ تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کوکب نورانی کو آپ کا بہترین جانشین قائم مقام بنائے۔ آمین

Marfat.com

بشیر احمد لغاری بلوچ موروسندھ

محترم جناب کوکب نورانی صاحب

السلام علیکم!

آپ کا خط پڑھ کر دلی مسرت ہوئی کیونکہ آپ نے ایسی عظیم ہستی کے لیے کام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جنہوں نے پوری زندگی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گزاری۔

ایک دفعہ کا واقعہ یاد آتا ہے کہ قریباً دو سال پہلے موروشہر کے نیوپلاٹ میں ایک عظیم الشان جلسے سے محترم قبلہ اوکاڑوی صاحب نے صدارتی تقریر کی۔ اس کے بعد سندھ کے مشہور عالم دین اور عاشق رسول الحاج حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لغاری نے اس بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج سے نیوپلاٹ کا جو کہ دس ہزار نفوس پر مشتمل ہے نام تبدیل کر کے ,, دستگیر کالونی" رکھنے کا اعلان کرتا ہوں۔ پھر لغاری مرحوم نے اپنی تقریر پوری کی اور بعد میں حضرت اوکاڑوی صاحب قبلہ مرحوم ومغفور نے بھی اس اعلان کو سراہتے ہوئے کہا کہ یہ وقت کا تقاضا ہے کہ نیو پلاٹ کو دستگیر کالونی سے پکارا اور پڑھا جائے اور اس کالونی کو ریکارڈ میں بھی لایا جائے۔ چنانچہ آج بھی وہ علاقہ دستگیر کالونی کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اس کے علاوہ کبھی کبھی میں نے حضرت قبلہ علامہ مفتی محمد شفیع اوکاڑوی کی تقریریں سُنی ہیں۔ ان کے چہرے میں نورانیت تھی اور وہ ہمیشہ عشق رسول اور اولیائے کرام کی محبت میں سرشار نظر آتے تھے۔ اللہ تعالےٰ ان پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

عبدالحق خان ملتان چھاؤنی

خطیب پاکستان حضرت علامہ الحافظ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی سے ملنے کا کئی بار اتفاق ہوا آپ نہایت ہی سادہ لباس پہنتے اور آپ کی ذات میں کوئی تکبرانہ انداز نہ تھا۔ آپ پیارے رسولؐ اور خدا کی تعریف نہایت ہی سادہ طریقہ اور آسان لفظوں میں بیان کرتے کہ ہر ایک شخص کی سمجھ میں بات آ جاتی اور آپ کی آواز میں ایسی کشش اور اثر تھا کہ اگر کوئی آدمی آپ کی مجلس میں آ گیا تو پھر اس کا جانا مشکل ہو گیا۔ آپ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ نہایت ہی خوش الحانی سے پڑھتے کہ مجمع میں بیٹھے ہوئے لوگ جھوم اٹھتے تھے۔ آپ نے پیارے نبیؐ کی شان میں ایک لوری لکھی تھی جو آج بھی لوگ جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں لیکن جب آپ لوری پڑھتے تھے تو اس وقت کا سماں کچھ اور ہی ہوتا تھا جو کہ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔

مجھ ناچیز کے پاس آپ کی تعریف کے لیے الفاظ نہیں۔ بس انہیں چند لفظوں پر ختم کرتا ہوں۔ خدا انہیں غریق رحمت کرے۔ آمین ثم آمین

Marfat.com

جناب شیخ اختر علی اوکاڑا

خطیب عالم اسلام مجدد دین و مسلک حضرت مولانا محمد شفیعؒ اوکاڑوی اللہ تعالیٰ ان کی تربت پہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آج یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ خدا اور اس کے حبیبؐ کے سچے عاشق کبھی نہیں مرتے بلکہ وہ مرنے کے بعد زیادہ چمک پاجاتے ہیں حضرت مولانا صاحب محبوب خداؐ کو درود و سلام کے گلدستے بھیجتے رہے اور ان کی یاد میں نغمے گاتے رہے۔ شان مصطفےٰؐ کا چرچا کرتے رہے۔ خدا ان کی شہرت کو چار چاند لگاتا رہا۔ وہ یہاں یاد کرتے رہے۔ خدا فرشتوں کی محفلوں میں ان کو یاد کرتا رہا۔ ان کے درجات بلند ہوتے رہے۔ دین و دنیا دونوں سنورتی رہیں حتیٰ کہ موت نے آواز دی مسکراتے ہوئے لبیک کہا اور اب وہاں بھی انشاء اللہ حضورؐ کی سیرت و صفات کے نغمے گا رہے ہوں گے اور قدسی سن کر جھوم رہے ہوں گے۔

آپ کے والد بزرگوار حاجی کرم الٰہی صاحب مرحوم و مغفور شیر ربانی حضرت میاں شیر محمدؒ صاحب شرقپوری کا واقعہ بیان فرماتے تھے کہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کرم الٰہی تیرے گھر سے نور کی نہریں چلیں گی۔ اللہ کے فضل و کرم سے یہ نور مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ

Marfat.com

کے رنگ میں چمک کر رہا۔ جس سے جہان بھر میں اجالا ہوا اور اس کی نورانیت آج بھی باقی ہے۔

حضرت کے برادر حاجی محمد لطیف اوکاڑا کی جامع مسجد غوثیہ کے ناظم اعلیٰ ہیں اور برسوں سے مسجد کی خدمت میں کوشاں ہیں۔ ان کی خدمات قابل تعریف ہیں۔ آپ کے برادر اصغر الحاج محمد اکرام صاحب حجاز مقدس میں ہیں۔ سرکار دو عالم نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ کتنا کرم ہے اس گھرانے پہ۔ حضرت الحاج مولانا محمد شفیع صاحب یگانۂ روزگار شخصیت تھے خدا و رسول اور اس کے بندوں کے بھی محبوب و محترم ان سے وابستہ کوئی آنکھ نہیں جو اشکبار نہ ہوئی ہو۔ ان کے خلوص، محبت اور ان کی خطابت کی شیرینی کے چرچے زبان زد عام ہیں۔ ان کی زبان کی مٹھاس کانوں میں ابھی تک رس گھول رہی ہے۔ دل نہیں مانتا کہ حضرت کی آواز اب صرف کیسٹ میں سن سکیں گے۔ یہ آنکھیں جو ان کو منبر رسول اور مسند پہ بیٹھا تقریر کرتے دیکھتی تھیں ان کا جمال باکمال دیکھتے نہیں تھکتی تھیں اب کبھی نہیں دیکھ سکیں گی۔

حضرت مولانا اوکاڑوی حضرت میاں صاحب شرقپوری کی پیشین گوئی کا مظہر تھے۔ ان پہ ان کے مرشد حضرت ثانی صاحب قبلہ میاں غلام اللہ شرقپوری کو ناز تھا۔ ان پہ ان کے والد میاں کرم الٰہی کو ناز تھا۔ ان پہ ان کی ماں کو ناز ہے۔ ان پہ ان کے اساتذہ مولانا احمد سعید کاظمی مدظلہم اور مولانا غلام اوکاڑوی کو ناز ہے۔ ان پر پیر صاحب کرماں والے حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحبؒ بخاری کی نگاہ خاص تھی۔ ان سے پیر سید محمد علی شاہ صاحب کو قلبی محبت تھی وہ سب کی توجہ کا مرکز تھے۔ ان پر ان کے دوست حاجی شیر علی کو ناز ہے۔ وہ دوستوں کا، برادری کا، ملک کا افتخار تھے۔ ان کی اولاد کو ان پہ ناز ہے، ان کی نسبت پہ فخر ہے۔ ان کی پہچان کا حوالہ آپ کی ذات تھی

Marfat.com

ان پر ان کے اعزاء اقربا ناز کرتے ہیں۔ ایک کراچی اور اوکاڑا کیا سارا پاکستان بلکہ سارا جہان ان کا والہ وشیدا تھا اور ہے اور انشاءاللہ رہے گا۔ ایک دفعہ آواز سن لی تمنائی رہا جس نے ایک بار دیکھ لیا، عمر بھر فدائی رہا۔ میں تو کہتا ہوں۔ خدا اور اس کے رسول کو بھی ان پہ ناز تھا۔ ناز ہے، ناز رہے گا۔

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ‌ور پیدا

سربراہِ مملکت، گورنرز، چیئرمین مجلس شوریٰ، وفاقی وزراء آپ کے بچھڑنے پر کیوں نہ افسوس کریں۔ کیوں مغموم نہ ہوں، بڑے بڑے مشائخ اور بزرگ اور جید علمائے کرام کیوں نہ تیرے غسل میں شامل ہوں اور حضرت مولانا احمد سعید کاظمیؒ اس عمر میں آپ کی نماز جنازہ فخر سے کیوں نہ پڑھائیں لاکھوں مسلمان تپتی ہوئی دوپہر میں آپ کے جنازے میں کیوں نہ شریک ہوں آپ ان سب کے دل پر حکومت کرتے تھے۔ ہر کوئی آپ کا تھا اور آپ ہر کسی کے تھے۔ آپ کملی والے آقا کے ہو گئے تھے سارا زمانہ آپ کا ہو گیا تھا۔ اسی لیے علامہ اقبال نے کہا تھا۔

کی محمدﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

قادر مطلق جس سے چاہتا ہے جتنا اور جیسا چاہتا ہے کام لیتا ہے کھیم کرن کے حافظ قرآں کو نعت خواں، پھر خطیب اور پھر خطیب پاکستان بنایا عالم ربانی بنایا، شیخ طریقت بنایا، دین کے ساتھ ساتھ دنیا کا تاجدار بھی بنایا ممبر قومی اسمبلی بنایا اور ممبر مجلس شوریٰ بنایا، محکمہ اوقاف کا نگران اعلیٰ بنایا۔ جنرل محمد ضیاالحق کا تعزیت کے لیے ان کے گھر جانا ظاہر کرتا ہے کہ دین و دنیا دونوں سنوارے ہوئے تھے۔ ان کی موت، موت نہیں حیات ہے۔ ان کا نام ختم نہیں ہوا بلکہ ان کا چرچا زیادہ ہوا ہے اور ہوتا رہے گا۔

رہے گا ان کا چرچا یونہی رہے گا

Marfat.com

جو نہیں جانتا تھا جان گیا، جو نہیں پہچانتا تھا پہچان گیا، بلکہ پہچان کروا دی گئی ہے۔ دنیا والو پیارے مصطفےٰ ﷺ کے عاشقوں کی شکلیں خوب خوب دیکھ لو۔ پھر قسمت سے ہی دکھلائی دیں گی۔ دیکھ لو۔ کراچی والے سعادت لے گئے کہ حضرت مولانا اوکاڑوی صاحب کو کراچی میں اپنے پُر خلوص دامن آغوش میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سمیٹ لیا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے جب حاجی چراغ دین صاحب کراچی والے میرے والد محترم حاجی شیر علی اور حضرت مولانا محمد شفیعؒ اکٹھے حضرت کرمانوالے گئے اور حضرت صاحب سے مولانا صاحب کو مانگا تو قبلہ حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب فرمانے لگے۔ مولوی جی کراچی چلے جاؤ کراچی مدینے شریف کا دروازہ ہے۔ بڑی برکت ہو گی۔ آپ کی بہت شان ہے۔ بڑا کرم ہے آپ پر ہر طرح خیر ہو جائے گی انشاء اللہ۔ اور سب نے دیکھا کہ غوث وقت بزرگ کا کہا ہوا پورا ہوا۔

حاجی شیر علی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد شفیعؒ کے ساتھ پروگرام بنا کہ شرقپور شریف جا کر مجھے حضرت ثانی صاحب کی بیعت ہونا ہے۔ میں نے راستے میں مولانا صاحب سے کہا کہ میں نے خصوصی بیعت ہونا ہے۔ ثانی صاحب خود مجھے اپنے سلسلہ میں داخل ہونے کا فرمائیں۔ مولانا صاحب میری بات سن کر مسکرائے۔ بہر حال ہم پہنچے۔ حضرت مولانا محمد شفیعؒ نے فرمایا حضرت ثانی صاحب قبلہ یہ میرا دوست اور بھائی ہے شیر علی۔ حضرت نے فرمایا ہم اسے تمہارا نقشبندی بھائی بھی بنا دیتے ہیں۔ درود شریف پڑھایا اور دونوں ہاتھوں میں ہاتھ لے کر فرمایا "شیر علی شیر علی ہمارے سلسلے میں تو مکمل داخل ہو گیا ہے۔ مولانا محمد شفیع صاحب اب خوش ہو جس طرح تمہارے دوست کی مرضی تھی۔ ہم نے پوری کر دی ہے۔"

ایک واقعہ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب قبلہؒ نے خود سنایا کہ میں بغداد

Marfat.com

شریف حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوا۔ سجادہ نشین نقیب الاشراف صاحب نے بہت پذیرائی کی خصوصی کمرے میں ٹھہرایا گیا۔ میں نے گیارہ روز قیام کا ارادہ کیا۔ صاحب مزار کی گیارھویں کی نسبت سے پہلی حاضری پر التجا کی کہ مجھے اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں۔ دن بھر گردو نواح کی زیارات کرتا تھا اور رات غوث پاک کو سلام پیش کر کے دیدار کا منتظر محوِ خواب ہو جاتا۔ دس راتیں گزر گئیں اور نہ زیارت نہ ہوئی۔ دل پر بڑا بوجھ تھا کہ میں نے صرف دیدار ہی کی تمنا کی ہے اور دیوانہ ہوں اور یہ تو غوث اعظم ہیں۔ آخری رات تھی اگلے روز وہاں سے آگے جانا تھا۔ میں نے روزے کی جالی کو تھام کر بڑے ناز سے عرض کی کہ آپ سے کچھ اور تو نہیں مانگا کیا اس قابل بھی نہیں کہ مجھے اپنا دیدار کروا دیں۔ میں آپ کے نام لیواؤں اور مریدوں میں سے ہوں آپ کی خاطر مخالفوں سے گالیاں سنتا ہوں۔ چاقو چھریاں برداشت کی ہیں، خون بہایا ہے۔ پھر بڑے نیاز سے عرض کی کہ حضرت کرم فرمائیں ورنہ کیا کہوں گا لوگوں سے کہ مجھے محروم رکھا؟ روتا رہا اور عقیدت و محبت کے جذبات کا اظہار کرتا رہا۔ پھر اپنے کمرے میں آگیا اور کچھ دیر بعد سو گیا۔ میں نے خواب دیکھا کہ ایک نہایت خوشنما چاندی کا تخت ہے جس میں جواہر جڑے ہوئے ہیں اور اس پر حضرت گنج کرم پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری حضرت کرمانوالے جلوہ افروز ہیں اور آپ کا چہرہ مثل گل کھلا ہوا اور متبسم ہے۔ میں خواب سے بیدار ہوا تو اب دل پر کوئی بوجھ نہیں تھا۔ میں نے جانا کہ غوثِ اعظم نے یہی دکھایا کہ ان کو دیکھتے ہو پھر بھی دیدار کی تمنا کرتے ہو۔ یہ غوث وقت ہیں ان کو دیکھنا ہمارا ہی دیکھنا ہے۔ حضرت صاحب کرمانوالوں کا علو مرتبت بھی معلوم ہوا میں نے یہ خواب کسی کو سنایا نہیں۔ زیارات کرتا ہوا عمرہ وغیرہ کر کے وطن واپس آیا تو حضرت کی بارگاہ میں قدم بوسی کو آیا آپ نے فوراً فرمایا حافظ جی آپ نے غوث پاک کو دیکھا۔ تخت پر بیٹھے مسکرا رہے

Marfat.com

تھے۔ پھر فرمایا غوث پاک کی بڑی شان ہے۔ لوگ محو حیرت تھے میں نے یہ خواب سب کو سنایا تو سب کو بہت خوشی ہوئی۔

حضرت صاحب کرمانوالے فرمایا کرتے تھے کہ مولانا محمد شفیع صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بہت مقبول اور محبوب ہیں اور ولی اللہ ہیں بلاشبہ ولی را ولی می شناسد۔ حضرت کا فرمان حق تھا۔ کراچی سے افریقہ تک خطیب پاکستان کی دھوم تھی۔ لوگ ان کے دیوانے تھے۔ آج بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔ ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

یقیناً کامیاب ہیں وہ لوگ جن کی یاد ہمیشہ اچھے نام سے ہوتی رہے زبانیں ان کی تعریف کرتی رہیں اور آنکھیں ان کی یاد میں نم ہوتی رہیں خطیب پاکستان زندہ جاوید ہیں۔ اپنی تقریروں میں، تحریروں میں یادوں اور یادگاروں میں، کوکب نورانی اوکاڑوی کی صورت میں، گلزار حبیب میں۔ اللہ تعالے ان پہ کروڑوں رحمتوں کا ہر دم نزول رکھے اور ان کا فیضان یونہی جاری و ساری رہے۔ آمین

Marfat.com

حضرت مولانا محمد رمضان اوکاڑا

بعد از حمد و صلوٰۃ بندہ حقیر اپنے شیخ استاذی المکرم جناب شیخ القرآن والحدیث علامہ مولانا ابو البیان غلام علی دامت فیوضہم کی زیارت کے لیے مدرسہ اشرف المدارس اوکاڑا میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ صاحبزادہ محمد کوکب نورانی سلمہٗ نے خطیب پاکستان علامہ مولانا حافظ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کتاب شائع کرنے کا ارادہ فرمایا ہے اور ہم معاصرین سے استدعا کی ہے کہ اس سلسلہ میں آپ سے تعاون کریں اور معاصرین میں سے اس حقیر کو بھی یاد فرمایا ہے مؤدبانہ گزارش ہے کہ صاحبزادۂ خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت بہتر ارادہ کا اظہار فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ عزیز محترم کو کامیابی عطا فرمائے آمین۔

چونکہ حضرت خطیب پاکستان کی شخصیت بہت خوبیوں کی حامل تھی آپ میدان خطابت کے شہ سوار تھے۔ آپ قرآن مجید کے حافظ و قاری ہونے کے ساتھ ساتھ عالم باعمل اور ظاہری باطنی حسن سے آراستہ تھے۔ میں نے آپ کو اعلیٰ درجہ کا سخی پایا۔ آپ کی سخاوت کے واقعات میرے سامنے ہیں۔ جن میں صرف ایک نقل کرتا ہوں۔ ہمارے علاقہ کے ایک بزرگ جن کا نام نصیر الدین تھا۔ بتایا کرتے تھے کہ خطیب پاکستان نے سارا خرچہ برداشت کر کے مجھے حج کرایا تھا۔ اور اس حقیر نے کئی کئی دن کراچی میں آپ کے پاس گزارے تو دیکھا کہ آپ کئی مساکین و نادار لوگوں کو ماہانہ خرچ دیا کرتے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔

Marfat.com

۱۹۵۳ء کی بات ہے۔ جب مرتدین قادیانیوں کے خلاف تحریک ختم نبوت چلی تو خطیب پاکستان نے اس تحریک میں زبردست حصہ لیا اور عزیمت کی ایک مثال قائم فرما دی۔ آپ کو تحریک ختم نبوت ضلع منٹگمری کا امیر مقرر کیا گیا۔ آپ کی ابھرتی جوانی تھی اور خطابت اپنے پورے شباب پر تھی۔ لہٰذا ہوا یہ کہ آپ نے پورے علاقہ میں ایک پرجوش ولولہ اور جذبہ پیدا کر دیا۔ حکومت بھی آپ کے جذبہ و کردار سے واقف تھی۔ گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیئے گئے مگر آپ کی ہوشیاری اور دانش مندی کا یہ عالم تھا کہ ایک مجمع عام میں تقریر فرما رہے ہیں اور حکومت کی انتظامیہ نے گرفتار کرنے کے لیے ناکہ بندی کر رکھی ہے مگر ہوتا یہ کہ تقریر ختم ہوتے ہی آپ ایسے غائب ہوتے کہ لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ جاتے۔ آخر انتظامیہ نے آپ کے گرد حلقہ تنگ کرنا شروع کیا اور ایک زبردست انتظام کیا کہ جس طرح بھی ہو سکے آپ کو گرفتار کیا جائے رات کے کوئی دس بجے ہوں گے کہ میں اپنے گھر چک $\frac{24}{4R}$ میں تھا جو اوکاڑا سے چھ یا سات میل لاہور کی طرف واقع ہے۔ مجھے اطلاع ملی کہ حضرت علامہ اوکاڑوی صاحب تشریف لائے ہیں۔ میں بھی اسی سلسلے میں گرفتار ہو کر قصور کی جیل میں جا چکا تھا۔ مجھے کمزور جان کر رہا کر دیا گیا تھا میں جیسے باہر آیا تو دیکھا آپ اپنے دو ساتھیوں محمد امین اور محمد حنیف کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ یہ ساتھی اوکاڑا سے آپ کے ساتھ آئے تھے۔ میرے ایک دوست نذیر احمد قادری کے گھر کھانے کا انتظام ہوا۔ اتنے میں خطیب پاکستان نے علاقہ اوکاڑا اور اپنے متعلق کاروائی سے آگاہ کیا۔ کھانا تیار ہوا اور کھانے سے فارغ ہوئے تو مجھ سے کچھ سوالات میری گرفتاری اور رہائی جیل وغیرہ کے دریافت کیے اور فرمایا کہ صبح جمعہ شریف ہے۔ جمعہ کا خطبہ عید گاہ میں دینا ہے۔ لہٰذا سفر شروع کریں۔ اس وقت کوئی رات کے ساڑھے گیارہ بارہ کا ٹائم ہو گیا تھا۔ ہمارے گاؤں کے قریب سے نہر لوئر باری دوآب گزرتی ہے جو شہر اوکاڑہ کے قریب سے ہو کر نکلتی ہے

Marfat.com

اس کے کنارے کنارے جانا تھا۔ اندھیری رات اور بڑے بڑے درخت چرند پرند کی مختلف بولیاں اور کبھی پانی کی تیزی سے جو آواز پیدا ہوتی خدا کی پناہ وہ دلوں میں زبردست خوف ہراس کی لہر دوڑا دیتی تھی۔ اللہ اللہ کرتے یہ کوئی سات میل کا سفر رات ہی رات میں طے ہوا۔ ادھر صبح صادق ہونے والی تھی ادھر ہم چاروں ساتھی اوکاڑا شہر سے کوئی آدھا میل دور ایک زمیندار کے مویشیوں والے احاطہ کے پاس پہنچے اور ان کو سوتے سے جگایا۔ خطیب پاکستان نے اس زمیندار سے گفتگو شروع فرمائی کہ ہمیں کچھ دیر یہاں آرام کرنے کے لیے جگہ دے دو۔ اس اللہ کے بندے نے بڑی خندہ پیشانی سے آرام کے سامان مہیا کر دیئے خطیب پاکستان، محمد امین اور میں وہیں رہے اور چوتھے ساتھی محمد حنیف شیخ کو شہر کی سی آئی ڈی کے لیے بھیجا کہ گھر کے حالات کا اور شہر کی فضا کا پتہ لگاؤ کیونکہ گھر والوں کو زبردست تنگ کیا جا رہا تھا۔ کوئی ڈیڑھ دو گھنٹے کے بعد خطیب پاکستان کے والد محترم میاں شیخ کرم الٰہی صاحب کھیتوں میں چھپتے ہوئے تشریف لائے اور گھریلو حالات پر گفتگو فرمائی اور شہر کے حالات سے آپ کو آگاہ کیا۔ چونکہ شہر کی انتظامیہ پولیس اور فوج نے گھر والوں کو بڑا پریشان کر رکھا تھا۔ اس سے آپ نے گرفتاری دینے کا اظہار فرمایا۔ آپ کے والد بزرگوار کے چہرہ پر افسردگی کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ ان کے سامنے کئی مسئلے تھے۔ سب سے بڑا مسئلہ قید و بند کی صعوبتوں کا تھا۔ جس کا انہوں نے اظہار فرما دیا۔ قبلہ خطیب پاکستان نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ مولوی محمد رمضان ابھی کل ہی قصور جیل سے رہا ہو کر آیا ہے۔ ان سے پوچھ لو۔ آپ کے والد محترم میری طرف متوجہ ہوئے میں نے آپ کی اس پریشانی کو رفع کرنے کے لیے عرض کیا۔ جیل میں کوئی زیادہ پریشانی نہیں ہے۔ ہم صبح و شام پڑھنے پڑھانے میں لگے رہتے تھے اور وقت پر کھانا مل جاتا تھا۔ لہٰذا گھبرائیں نہیں۔ آپ واپس گھر تشریف لے گئے ادھر جمعہ کا وقت قریب آ گیا۔ ہم کھیتوں میں ہوتے ہوئے شہر کی عیدگاہ کے اندر

Marfat.com

پہنچ گئے۔ عیدگاہ میں عوام کا ایک زبردست ہجوم تھا۔ مگر لوگوں کو خطیب پاکستان کے بارے میں کوئی علم نہ تھا کہ آیا انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے یا نہیں۔ جیسے ہی خطیب پاکستان کا اسٹیج سے اعلان ہوا کہ آپ تشریف لے آئیں ہیں۔ بس یوں معلوم ہوتا تھا جیسے لوگوں کو عید کا چاند نظر آ گیا ہے۔ عوام خوشی سے نعرہ ہائے تکبیر و رسالت بلند کر رہے تھے اور والہانہ طور پر خطیب پاکستان کا استقبال کر رہے تھے۔

آپ کی تقریر شروع ہوئی موضوع تھا ختمِ نبوت۔ ادھر فوج اور پولیس کا ظلم و ستم اپنی انتہا پر تھا۔ یہ وہی زمانہ ہے۔ جب لاہور میں جنرل اعظم خاں نے گولی چلانے کا حکم دیا۔ جس سے سینکڑوں فرزندانِ توحید و رسالت نے جامِ شہادت نوش کیا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ خطیب پاکستان کی تقریر شروع ہوئی۔ میں اس بیان کو خود سن رہا تھا اور عوام پر میری نگاہ تھی۔ آپ کی جوانی کا عالم جوش و جذبہ ادا خوش بیانی زبان میں تسلسل عجب سماں بندھ گیا تھا۔ لوگ رو رو کر نڈھال ہو رہے تھے اور نعرہ ہائے رسالت بلند کر رہے تھے۔ سامعین تڑپ رہے تھے۔ ناموسِ رسالت پر کٹ مرنے کو مچل رہے تھے۔ میں حلفیہ عرض کرتا ہوں کہ ایسی تقریر جس نے عوام میں ولولہ انگیز انقلاب برپا کر کے رکھ دیا تھا اپنی زندگی میں پھر کبھی نہ سنی۔ آخر میں آپ نے گرفتاری دینے کا اعلان فرما دیا۔ نمازِ جمعہ کے فوراً بعد آپ کے والدین اور زوجہ محترمہ اور باقی خاندان کی ملاقات کا انتظام کر دیا گیا۔ اللہ اللہ۔ یہ منظر بھی دیکھنے کے قابل تھا۔ آپ کے گھر والے سب کے سب عوام الناس زار و قطار رو رہے تھے۔ مگر خطیب پاکستان بڑے حوصلے کے ساتھ ان سے الوداع کہتے ہوئے پولیس کی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ اسی وقت ہم پہلے تین ساتھیوں کے علاوہ چار اور دوستوں نے بھی جو شہر کے رہنے والے تھے آپ کے ساتھ گرفتار ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس طرح ہم آٹھ ساتھی ہو گئے تھانہ میں لے جاتے ہی ہم سب کو حوالات میں بند کر دیا گیا مگر خطیب پاکستان

Marfat.com

کو ضروری کاروائی کے لیے اپنے پاس رکھا ۔ اسی رات ہم کو ساہیوال جیل پہنچا دیا گیا وہاں دیکھا تو تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے والوں کی خاصی تعداد جن میں مشائخ اور علماء بھی موجود تھے ۔ قابل ذکر فقیہہ اعظم مولانا محمد نوراللہ بصیر پوری اور مولانا ابوالنصر منظور احمد خطیب ساہیوال مولانا محمد علم الدین فرید کوٹی ثم اوکاڑوی ہیں ۔ جیل کا کھانا عجیب و غریب ہوتا تھا ۔ شکوہ کے طور پر نہیں بلکہ ایک واقعے کے طور پر عرض کر رہا ہوں وہاں کی روٹی ایک عام آدمی کی خوراک سے کم ہوتی تھی اور جیسی ہوتی تھی اس کا ذکر ہی کیا ۔ مگر جو سالن ہم لوگوں کو دیا جاتا تھا یوں معلوم ہوتا تھا جیسے گوبھی کے پودے جڑوں سے اکھاڑ کر مویشیوں والی مشین میں کُتر کر کے علاوہ پھولوں کے باقی سب کچھ ہمارے لیے پکا یا جاتا تھا ۔ پھر جیل کا قانون تھا کہ ایک کوٹھڑی میں تین تین افراد رہیں ۔ کیونکہ جگہ کم تھی اور دو دو کو سونے کی اجازت بھی نہیں خطیب پاکستان کے ساتھ میری اور محمد امین زمیندار پکسال اوکاڑا والے کی ایک کوٹھڑی تھی ۔ میں دیہاتی ہونے کے ساتھ ساتھ حسن مزاح بھی خوب رکھتا تھا ۔ ان لوگوں کو خوب ہنسایا کرتا ۔ وقت گزرتا رہا ۔ کچھ دوسرے عقائد کے علمأ بھی جیل میں تھے ۔ ان سے خطیب پاکستان کی اکثر گفتگو رہتی ۔ مناظرے بھی ہوتے ۔ خطیب پاکستان زیادہ وقت لکھنے پڑھنے میں گزارتے ۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے ترجمہ قرآن پر تفسیری فوائد بطور حاشیہ لکھتے رہے ۔ کبھی کبھی محفل میلاد کرتے ، نعتیں پڑھتے ، درود و سلام ہوتا ۔ دوسرے عقائد کے علمأ معترض ہوتے جیل کا ماحول بہرحال پریشان کن ہوتا ہے ۔ دوسرے کئی علمأ یہ صعوبت برداشت نہ کر سکے اور معافی نامے پر دستخط کر کے انہوں نے رہائی حاصل کر لی ۔

ادھر ماہ رمضان شریف کی آمد ہو گئی ۔ خطیب پاکستان اور محمد امین صاحبان کا تعلق ایسے گھرانوں سے تھا جو تجارت پیشہ تھے ۔ ان کے گھر والے ان کو ضرورت کی چیزیں مہیا کر دیتے تھے ۔ مثلاً گھی ، چینی ، صابن ، کپڑے وغیرہ مگر میں نہایت غریب گھرانہ سے تعلق رکھتا لہٰذا میری ملاقات کو کبھی کوئی

Marfat.com

نہیں آتا تھا۔ انہی کے سامان میں سے میں بھی استعمال کرتا تھا۔ رمضان شریف کے روزے اس طرح رکھے کہ میں پچھلی رات جاگ جاتا۔ باہر روٹی دینے والے آجاتے اس بند کوٹھڑی کے لوہے کی آہنی سلاخوں میں سے روٹی پکڑاتے اور چلے جاتے اس روٹی کو توڑ توڑ کر گھی میں مسل مسل کر میں اس کی چوری بناتا پھر ان حضرات کو جگا کر پیش کرتا اور خود بھی کھاتا۔ اس طرح رمضان شریف کے روزے پورے ہوئے۔ جیل حکام نے جیل کے اندر ہی مقدمات سننے کا انتظام کر رکھا تھا ادھر حکومت کی پالیسی تھی کہ تحریک کو بالکل ناکام بنایا جائے۔ لہٰذا وہ طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کر رہی تھی۔ لوگوں کو معافی مانگنے پر مجبور کیا جاتا اور دھمکا جاتا۔ ادھر تحریک کی ناکامی میں کئی سیاسی عوامل تھے۔ بہرحال کچھ مدت بعد ہم سات ساتھیوں کو رہا کر دیا گیا مگر خطیب پاکستان پہ سنگین قسم کے الزام عائد کیے گئے تھے اس لیے آپ کو رہا نہ کیا گیا۔ غالباً چار یا پانچ مہینے مزید جیل میں رہے۔ آپ کی اسیری کی مدت دس ماہ سے زائد تھی۔ آہ یہ وقت خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں گزرا دل پر اس کا اب ایک ایک لمحہ نقش ہے اور ہم دنیا کی قید میں ہیں اور حضرت خطیب پاکستان آزاد ہو کر بہشت بریں میں تشریف لے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

خطیب پاکستان مرحوم و مغفور میدان خطابت میں ممتاز ترین اور راز درجہ رکھتے تھے گویا جس جلسہ میں تشریف لے جاتے۔ وہاں مرد میدان آپ ہوتے۔ اس سلسلہ کی ایک روایت بزبان علامہ محی الدین گیلانی مرحوم پیش جاتی ہے۔ آپ نے بیان فرمایا کہ میرا سالانہ جلسہ بمقام حجرہ شاہ مقیم میں ہو قرار پایا تو خطیب پاکستان علامہ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی اور خطیب پنجا علامہ محمد شریف صاحب نوری (رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ) دونوں کو دعوت دی گ وقت مقررہ پہ دونوں حضرات تشریف لائے۔ جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی مقرر حضرات سے علامہ گیلانی نے علیحدہ علیحدہ پوچھا کہ آپ حضرات میں سے

Marfat.com

پہلے کس کے خطاب کا اعلان کیا جائے۔ علامہ اوکاڑوی نے فرمایا جس طرح آپ کی مرضی ہو اور جب علامہ نوری صاحب سے پوچھا تو انہوں نے کہا علامہ اوکاڑوی صاحب کا پہلے اعلان کریں۔ یہ جلسہ معراج شریف کے عنوان سے تھا خطیب پاکستان کا خطاب دل نواز شروع ہوا۔ موضوع تھا، معراج کیوں ہوئی۔ علامہ گیلانی مرحوم کا بیان ہے کہ تقریر اس قدر زور دار مدلل اور موثر تھی کہ عوام اور خواص جھوم رہے تھے۔ مجمع پر عجیب کیف طاری تھا۔ دلائل کے ساتھ بیان عشق رسول اور خطیب پاکستان کی سحر آفرینی خوش الحانی نے جادو کر دیا تھا۔ نعرہ ہائے رسالت بلند کرنے والے سینکڑوں کی تعداد میں کھڑے ہو جاتے اور فرطِ محبت سے رونے لگتے۔ آپ نے تقریر ختم کی مگر لوگ مصر تھے کہ تقریر جاری رہے۔ آپ نے فرمایا پنجاب کے ایک زبردست مقرر علامہ نوری موجود ہیں۔ جو اپنی مثال آپ ہیں۔ ابھی ان کا بیان ہوگا۔ علامہ نوری صاحب کا اعلان اسٹیج سے کیا گیا۔ علامہ صاحب مرحوم اسٹیج پر تشریف لائے۔ خطبہ مسنون پڑھنے کے بعد چند جملے کہے کہ علامہ اوکاڑوی صاحب نے بیان فرمایا ہے کہ معراج کیوں ہوئی اور میں نے بتایا ہے کہ معراج کیسے ہوئی ابھی یہی جملے کہے تھے کہ پھر خود ہی بتا دیا کہ میں اب بیان نہیں کروں گا اگر اللہ تعالےٰ نے چاہا تو پھر کسی اور موقعہ پر بیان کروں گا۔ علامہ گیلانی صاحب مرحوم نے بتایا کہ میری زبردست کوشش کے باوجود علامہ نوری صاحب نہیں مانے۔ علامہ نوری پنجاب کے مشہور خطیب ہونے کے ساتھ ہر دلعزیز بھی تھے مگر خطیب پاکستان کے بعد ان کا بیان کرنے سے انکار یقیناً خطیب پاکستان کی عظمت خطابت کا اعتراف تھا۔ اس کے باوجود ہم نہیں جان سکے کہ انہوں نے بیان شروع کر کے خود ہی انکار کیوں کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتنی ہی یادوں کا دفتر ہے۔ میری بینائی کمزور ہو گئی ہے بآسانی لکھ بھی نہیں سکتا۔ صاحب زادۂ خطیب پاکستان کا اصرار ہے کہ میں اپنی رفاقت کی تمام یادداشتیں قلم بند کروں۔ خدا کرے کہ میں ایسا کر سکوں۔ خطیب پاکستان قبلہ کی کتاب

Marfat.com

زندگی کا ہر ورق اتنا تابناک اور منور ہے کہ اس سے ہر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم رکھنے والا فیض یاب ہو سکتا ہے۔

حضرت خطیب پاکستان مرحوم و مغفور نہایت سادہ، خوش مزاج اور کشادہ دل درویش صفت بزرگ تھے۔ اپنے مسلک کے ہر بڑے چھوٹے عالم سے محبت سے ملتے۔ مشائخ اور اکابر علما کا حد درجہ احترام کرتے۔ عالم اسلام کے متعدد مشائخ سے ان کو خلافت و اجازت بھی تھی۔ انہوں نے بیرون ملک بھی دین و مسلک کی تبلیغ کا فریضہ بہ طریق احسن انجام دیا۔ ان کی خدمات کا شمار مشکل ہے۔ تبلیغ دین کے اس مشن میں انہوں نے پتھر کھائے۔ قاتلانہ شدید حملہ ہوا۔ اسیری کے دنوں میں ایک ہفتے کے وقفے میں دو بیٹے کم سنی کی عمر میں انتقال کر گئے۔ گویا جان و مال و اولاد سب کو راہ خدا و رسول میں قربان کیا۔ ساہی وال جیل میں جب بچوں کے انتقال کی خبر دی گئی تو جیل کے قیدی ساتھی بھی رو پڑے۔ سب تعزیت کو آنے والے بھی روتے تھے۔ مگر خطیب پاکستان قبلہ پیکر صبر و رضا بنے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا حوصلہ اور صبر و استقلال عطا فرمایا تھا۔ ذرا دل پہ ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ والدین بہن بھائیوں سے اہل و عیال سے جدائی، قید و بند کی صعوبتیں اور دو بچوں کا مختصر سی مدت میں یکے بعد دیگرے انتقال کر جانا معمولی صدمہ نہیں مگر خطیب پاکستان نے پھر بھی معافی نامے پہ دستخط نہیں کیے اور زبان سے یہی کہا کہ اے اللہ یہ دو فرزند تھے ان کی قربانی قبول فرما اور مجھے ثابت قدمی عطا فرما۔ ہم سب ان کے صبر و ضبط کو دیکھتے رہ جاتے۔ ایک رات جیل کی بند کوٹھڑی میں ہم محو خواب تھے اچانک میری آنکھ کھل گئی دیکھا تو حضرت مولانا خطیب پاکستان قبلہ مصلے پہ بیٹھے ہاتھ اٹھائے مشغول دعا تھے اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ حضرت صاحب رہا ہوئے تو ساہی وال اور اوکاڑا کے جیالوں نے جشن منایا۔ پھولوں کی بارش ہوتی معلوم ہوتی تھی ہر طرف نعرہ تکبیر و رسالت اور حضرت علامہ خطیب پاکستان زندہ باد کی صدائیں گونج رہی تھیں۔ یہ صدا آج ان کی وفات کے بعد بھی گونج رہی اور اسی طرح ان شاء اللہ گونجتی رہے

Marfat.com

جناب مولانا حبیب احمد بلوچستان

مستونگ بلوچستان میں اہل سنت والجماعت کی ایک مرکزی دینی درسگاہ "جامعہ مخزن العلوم نقشبندیہ فاروقیہ" اور مرکزی جامع مسجد ہے جنہیں پیر حضرت نور احمد جانؒ نے قائم کیا ہے۔ مولانا حبیب احمد صاحب جوکہ اہل سنت والجماعت کے عالم باعمل اور بہترین مقرر ہیں۔ تقریباً عرصہ ۲۰ سال سے مسجد کے خطیب اور جامعہ مخزن العلوم کے مہتمم بھی ہیں۔ جوکہ بڑی تن دہی سے مسلک اہل سنت والجماعت کی ترویج کے لیے کوشاں ہیں۔ ماہانہ گیارہویں شریف عرس بزرگان دین کے علاوہ سالانہ ایک بڑے جلسہ اور عرس کا انعقاد کرتے ہیں جس میں دیگر علمائے کرام کے علاوہ خصوصی طور پر مبلغ اسلام اور خطیب پاکستان جناب حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ کو دعوت دیتے تھے اور لوگ دور دراز سے آکر آپ کے نورانی اور روحانی بیان سے مستفیض ہوتے تھے۔ یہ (۳) روزہ جلسہ ہر سال ماہ اگست میں منعقد کیا جاتا ہے۔ بلوچستان میں خصوصی طور پر دیوبندیوں کا زور ہے۔ اہلسنت کے مساجد اور مدارس بہت کم ہونے کی وجہ سے وہ چھائے ہوئے ہیں۔ لیکن خطیب پاکستانؒ کے عرصہ ۲۰ سال سے ہر سال تشریف لے جانے اور آپ کی پُرتاثیر وعظوں کی بدولت بہت سے بھٹکے ہوئے لوگ راہ راست پر آگئے

Marfat.com

اور کافی لوگوں کا عقیدہ خراب ہونے سے بچ گیا۔ لوگ بڑی بے چینی سے اس دن کا انتظار کرتے تھے کہ وہ دن جلد آجائے اور وہ اپنے اس عظیم روحانی پیشوا کی زیارت سے اور آپ کے مقدس ارشادات سے مستفیض ہوں۔ مستونگ کے علاوہ خاران، نوشکی، کانک و دیگر دشوار گزار علاقوں میں خطیب پاکستان تشریف لے جاتے اور وعظ و تلقین فرماتے۔ چنانچہ آپ کی تشریف آوری کی بدولت بہت سے دینی مدارس کا قیام عمل میں لایا گیا اور لوگ مساجد تعمیر کرنے لگے اور صلوٰۃ و سلام پڑھنے لگے۔ آپ نہ صرف مستونگ تشریف لے جاتے بلکہ بلوچستان بھر میں ایسی جگہوں پر جہاں انسان تصور بھی نہیں کر سکتا تھا وہاں پہنچ کر لوگوں کے دل و دماغ کو منور فرماتے۔ یہاں ایک بات نہایت ہی قابل ذکر ہے کہ بلوچستان کے وہ لوگ جو ان پڑھ اور عمر رسیدہ ہیں جو کہ اردو بول نہیں سکتے یا معمولی سمجھتے ہیں حضرت خطیب پاکستان انہیں اس انداز کے ساتھ سمجھاتے کہ آپ کی ایک ایک بات ان کی سمجھ میں آجاتی اور وہ آپ کے وعظ سے ایسے لطف اندوز ہوتے جیسے کہ تعلیم یافتہ لوگ سمجھتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ہمیں یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا ہم اپنی مادری زبان میں سن رہے ہیں۔ حالانکہ وہاں کے مقامی علمائے کرام جب بیان کرتے تو وہ ان کی ساری باتیں نہیں سمجھ سکتے تھے مگر خطیب پاکستان کی وعظ میں یہ تاثیر تھی یا یوں سمجھئے کہ یہ ان کی کرامت تھی کہ آپ کے ارشادات سے ایک ان پڑھ سے ان پڑھ آدمی بھی اتنا ہی محظوظ ہوتا تھا جتنا کہ ایک پڑھا لکھا انسان ہوتا ہے۔ چنانچہ خطیب پاکستان ان علاقوں میں بھی وعظ فرماتے تو بڑا اجتماع ہوتا تھا اور وہ سب دیہاتی اور زمیندار لوگوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ سب لوگوں کی بڑی بڑی پگڑیاں ہوتی تھیں اور اسلامی روایات کے مطابق کھلے کپڑے پہنے ہوتے تھے اور ان کی اکثریت سب داڑھی والے ہوتے تھے اور اکثر خطیب پاکستان اپنے وعظ کے دوران انہیں اس طرح دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتے اور فرماتے ایسا لگتا

Marfat.com

ہے گویا صحابہ کرام یا دیگر اسلاف کا زمانہ ہے ۔ آپ لوگوں کو دیکھ کر ان کا زمانہ یاد آتا ہے ورنہ شہروں میں لوگ پگڑی تو کیا ٹوپی بھی نہیں رکھتے ۔ ننگے سر ہوتے ہیں ۔ بہرحال بلوچستان کے کیا دیہات اور کیا چھوٹے یا بڑے شہر کوئی چپہ نہیں جہاں لوگ آپ کو نہ جانتے ہوں ۔

آج بھی آپ کی آواز کیسٹوں کے ذریعے گونجتی ہے اور بچہ بچہ کی زبان پر آپ کے وہ اشعار ہیں جو آپ اپنی وعظ کے دوران سناتے تھے ۔ کوئٹہ شہر میں آپ کی بدولت کئی مذہبی تنظیموں کا وجود عمل میں آیا اور کوئٹہ کے خاص شہر میں بھی لوگ آپ کے ارشادات سننے کے لیے جلسے منعقد کرتے ۔ ان لوگوں میں سے جو کوئی اپنے ذاتی کام سے اگر کراچی آتا ہے تو وہ یہی کوشش کرتا ہے کہ نماز جمعہ آپ کی مسجد میں ادا کرے ۔

بلوچستان میں آپ کی تشریف آوری سے بدعقیدوں کو بہت تکلیف ہوتی تھی وہ دوران جلسہ آکر سوالات کرتے اور جلسہ کی رونق کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ۔ مگر خطیب پاکستان اپنے خداداد علم اور فہم و فراست سے اُن کے سوالات کے تسلی بخش جوابات ارشاد فرماتے انہیں نرمی اور ہمدردی سے ایسا سمجھاتے کہ وہ لاجواب ہو جاتے اور جلسہ میں کوئی بدنظمی نہ ہوتی ۔ حالانکہ وہ کافی تعداد میں ہوتے ۔ رقعہ بازی کے علاوہ زبانی بھی سوالات پوچھتے اور ان کی پوری کوشش یہ ہوتی کہ جلسہ بحث و مباحثہ کی شکل اختیار کر لے جلسہ بھی ناکام ہو اور لڑائی جھگڑے کی نوبت آئے مگر ایسا کبھی نہیں ہوا ۔ جب دیوبندیوں نے دیکھا کہ ان کا زور نہیں چلتا تو ان کے بڑے بڑے علماء نے ڈپٹی کمشنر قلات سے جاکر یہ التجا کی اور درخواست پیش کی کہ اس سال مولانا اوکاڑوی کے لیے جلسہ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے اس لیے کہ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور جو بھی اس کی تقریر ایک دفعہ سنتا ہے وہ بدعتی ہو جاتا ہے اللہ کے سوا اوروں کو پکارتا ہے ۔ صلوٰۃ وسلام پڑھنے لگتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

Marfat.com

حاضر و ناظر سمجھتا ہے۔ وہ اختلافی مسائل کرتا ہے لہٰذا ایک آرڈیننس جاری کیا جائے جس کے اندر بلوچستان کے اندر ان کے داخلہ پر پابندی عائد کر دی جائے اور بریلویوں کو جلسہ ہرگز نہیں کرنے دیا جائے۔ غرض انہوں نے زبانی طور پر بھی ڈی سی کی بہت خوشامد کی اور اپیل کی کہ مولانا اوکاڑوی کو کسی صورت میں جلسہ سے خطاب نہ کرنے دیا جائے۔

مگر خطیب پاکستان کی شخصیت ایسی شخصیت نہیں تھی کہ ڈی سی واقف نہ ہوتا انہیں تو وہاں کا بچہ بچہ جانتا تھا۔ ڈی سی نے ان مولویوں سے پوچھا کہ گزشتہ سالوں میں یہاں ان کے جلسے ہوتے رہے ہیں تم ان سے جا کر مل لیتے اور خود انہیں بتاتے کہ وہ لوگوں کی گمراہی کا سبب نہ بنیں اگر وہ غلطی پر ہیں تو اسے سمجھا دو۔ غرض ان کی درخواست پر جب غور نہ ہوا تو انہوں نے کہا اگر وہ آئیں گے تو یہاں سڑکوں پر خون خرابہ ہو گا اور لوگوں کا اتنا خون بہے گا کہ مستونگ کی سڑکیں خون سے رنگین ہو جائیں الغرض انہوں نے لوگوں کو بھی بہت دھمکی دی مگر جس کا حامی و ناظر اللہ اور اس کے رسول ہوں ان پر کون پابندی لگا سکتا ہے یا ان کے جلسہ کو خراب کر سکتا ہے۔

الغرض جلسہ کی مقررہ تاریخ کا دن آیا اور خطیب پاکستان نے تین رات خطاب کیا اور انہیں مناظرے کے لیے چیلنج کیا مگر کوئی آپ کے پاس نہ آیا۔ ان کے دو تین مولویوں نے جلسہ کے نظم و نسق کو خراب کرنے کے لیے جلسہ میں کچھ جسارت کی جنہیں منتظم جلسہ نے پکڑ کر مسجد سے نکال دیا مسجد کے باہر کچھ لوگوں کے ساتھ انہوں نے ناشائستہ کلام کیا جس پر لوگوں نے طیش میں آکر ان کی پٹائی کر دی بعد میں انہیں حوالہ پولیس کیا گیا اور ان پر جلسہ کو خراب کرنے کے باقاعدہ پروگرام کے تحت آنے پر مقدمہ درج کر لیا گیا اور آدھی رات کو انہیں جیل میں بند کر دیا گیا، بعد میں ان کے بڑے مولوی ان کی ضمانت کرانے کے لیے گئے تو ان کو وہاں ڈانٹ کر بے عزت کیا گیا کہ تم نے پہلے سے خون خرابہ کی دھمکی بھی دی تھی جب تمہارا عقیدہ نہیں تو وہاں گئے کیوں۔

Marfat.com

خطیب پاکستانؒ کو جب بتایا گیا کہ دیوبندیوں کے مولویوں نے آپ کی تقریر کی مخالفت میں ڈپٹی کمشنر قلات کے پاس جاکر جلسہ نہ ہونے کی درخواست دی تھی اور خون خرابہ کی دھمکی دی تھی۔ تو پھر خطیب پاکستانؒ نے ان کے عقائد کو کھول کر بیان کیا۔ فرمایا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی سے مدد مت مانگو۔ کوئی نفع نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ہم لوگ اولیاء اللہ سے مدد مانگتے ہیں ان کا وسیلہ لیتے ہیں تو ہمیں مشرک اور بدعتی کہتے ہیں اور خود ڈپٹی کمشنر سے جاکر مدد مانگتے ہیں اور التجا کرتے ہیں کہ خدا کے لیے اوکاڑوی کو تقریر نہ کرنے دو۔ بتاؤ ڈپٹی کمشنر اللہ ہے یا غیر اللہ۔ اگر (نعوذ باللہ) اللہ ہے تو وہ مولوی مشرک ہوئے جو ڈپٹی کمشنر کو بھی اللہ مانتے ہیں ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ صرف ایک ہی ذات ہے اور اگر ڈپٹی کمشنر غیر اللہ ہے تو وہ پھر بھی مشرک ٹھہرائے اس لیے کہ انہوں نے غیر اللہ سے مدد مانگی اور انکے اپنے عقائد کی روشنی میں غیر اللہ سے مدد مانگنا ان کا وسیلہ لینا یہ سب شرک ہے لہٰذا وہ مولوی خود اپنے عقائد کی روشنی میں مشرک ٹھہرے اگر وہ اپنے آپ کو مشرک ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے تو جس طرح وہ ڈپٹی کمشنر سے مدد مانگ کر مشرک نہیں ہوتے تو اسی طرح ہم غوث الاعظم کہہ کر بھی مشرک نہیں ہوتے الغرض خطیب پاکستانؒ کی کس کس بات کا تذکرہ کیا جائے ایک نقطہ سے بہت سے مسائل حل کر دیتے تھے اور سننے والے کو تسلیم کرنا پڑتا تھا۔ جو لوگ آپ کے روحانی بیان کو سنتے تھے ان پر حق روز روشن کی طرح واضح ہوتا تھا۔ آپ نے گزشتہ تیس پینتیس برسوں میں جہاں اور جگہوں پر اہلسنت کا بول بالا فرمایا وہاں صوبہ بلوچستان کے پسماندہ علاقوں کو بھی یہ شرف حاصل ہوا کہ یہ مرد مجاہد وہاں پہنچ کر لوگوں کے رشد و ہدایت کا سبب بنا اور نہ صرف وقتی طور پر لوگوں کو سمجھایا بلکہ آپ کی پیاری اور شیرینی آواز ہمیشہ کے لیے کیسٹوں کی صورت میں سنتے رہیں گے اور استفادہ کریں گے اور ہر اس شخص کے لیے

Marfat.com

ہدایت کا ذریعہ ہے جن کے دلوں پر اللہ نے مہر نہیں لگائی ہے بلکہ راہِ راست دکھاتا ہے۔

خطیب پاکستانؒ کو جہاں بھی دعوت دی جاتی آپ نے کبھی انکار نہیں کیا حتیٰ کہ بلوچستان کے مقامی علمائے کرام جو پیدائشی طور پر وہاں کے باشندے ہیں انہوں نے ان دیہاتوں کو اور قصبوں کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا مگر خطیب پاکستانؒ نے جاکر وہاں خطاب کیا ہے۔ وہاں پر رات کو آپ کا بیان شروع ہوتا مسلسل چار چار یا پانچ پانچ گھنٹے آپ کی تقریر ہوتی تھی۔ آپ کی تقریر شروع سے آخر تک ایک ہی انداز سے ہوتی تھی اور سامعین آخر تک سنتے کوئی بھی دوران تقریر اٹھ کر نہیں جاتا جب تک پوری تقریر نہیں سنتا۔ وہاں کے مدارس کا قیام، مذہبی تنظیموں کا قیام، مساجد کی تعمیر، لوگوں کے عقائد کی اصلاح یہ سب آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔

آپ کے وصال سے ہمیں بے حد صدمہ پہنچا ہے اور ہم ایک ایسی عظیم ہستی کے سایہ سے محروم ہو گئے ہیں اگرچہ وہ خلا پُر نہیں ہوتا۔ تاہم جب آپ کی اولاد کو دیکھتے ہیں تو جی خوش ہو جاتا ہے۔ ماشاء اللہ آپ کے سانچے میں ڈھلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ انہوں نے علم حاصل کیا اور لوگوں کی راہنمائی کا سبب ہیں۔ آج کے ماحول میں شاذونادر کسی کی اولاد ایسی ہو۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خطیب پاکستانؒ کے درجات بلند فرمائے ہم سب کو آپ کے مشن پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

محمد نذیر لودھی نقشبندی سعودی عرب

کروڑوں درود وسلام بارگاہِ رسالتمآب ؐ، اہل بیت اطہار ؓ، اصحاب کبار ؓ عشاق رسول مقبول ؐ علمائے کرام، اولیاء عظام۔ امّا بعد۔ آج یہ مسکین قلم اٹھاتے ہوئے فخر اور عاجزی۔ فخر یہ کہ ایک ایسی برگزیدہ ہستی کے بارے میں کچھ لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ اُن کے مدح خوانوں میں نام۔ مثل اُٹی سوتر اور نام خریداروں میں۔ عاجزی بہ مصداق۔ لافِ عشق چہ زنم من حبشیؓ تو قریشیؐ۔ جہاں حضرتؒ کے شیدائی دیوانے پروانے جو رقم کریں گے میری کیا مجال۔ لیکن۔ ؎

تیرے کرم نے میرے حوصلے بڑھا دیئے
دعا کیلئے یہ ہاتھ اٹھتے ہیں بار بار

چونکہ میرے آقا، عشاق کی جاں کہوں، جاں کی روح کہوں، جو کچھ بھی کہوں اس سے بالاتر۔ قبلہ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کو میں نے پہلے بھی سُنا ہوا تھا لیکن ۱۹۶۹ء میں میرے مرشدِ کامل ہادی رہبر حضرت سیدنا امیر شاہ صاحبؒ ضلع جہلم سے کراچی تشریف لائے تو جمعہ پڑھنے کا پروگرام مسجد نور میں بنا۔ جب وہاں پہنچے تو ابھی تا.. چند ہی لوگ آئے تھے۔ تو قبلہ شاہ صاحبؒ نے جونہی مسجد میں قدم رکھا تو باطن کی نظر نے کیا دیکھا۔ فرمایا۔ جب بھی دل پہ بوجھ ہو، کوئی پریشانی ہو تو اس مرد مومن سے آکر مل لیا کرو۔ —— میرے پیر و مرشد کے یہ الفاظ میرے جسم و روح میں گھر

Marfat.com

کر گئے تھے کیونکہ ایسی باتیں آپ کی زبان گوہر افشاں سے بہت کم ظاہر ہوتی تھیں۔ میں نے سارے پروگرام ترک کر کے نماز جمعہ باقاعدگی سے حضرت موصوفؒ کے پیچھے پڑھنا شروع کر دیا۔ مجالس عشرہ محرم شریف پہلے کھارادر پھر گھانچی پاڑہ باقاعدگی سے حاضری ہوتی رہی۔ ان ہی حالات میں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ جب مناظرے میں دیکھا مدمقابل کے حواس باختہ

ہوئے۔ کلمۃ الحق کی بات آئی۔ جابر حاکم انگشت بدنداں دیکھا۔ جب غیر مقلّدوں کی ہنگامہ آرائی ہوئی۔ ایک نڈر مجاہد دیکھا۔ سخاوت دیکھی تو ناموس اسلام پر پوری پونجی قربان کر دی۔ رحم دلی دیکھی تو مجھ جیسے کم حوصلہ کو بھی شفقت سے سینے لگا لیا۔ خوش الحانی دیکھی۔ پرندے اڑنے کی ہمت ہار بیٹھے۔ اجتماع دیکھے تو جلسے کے تمام انتظامات بھی ناکافی دیکھے۔ گویا اللہ تعالےٰ کا عطا کردہ ہر انعام اتم درجہ کا تھا۔ میں گلیکسو لیبارٹری پاکستان لیمیٹڈ میں کام کرتا تھا۔ جب محفل میلادالنبیؐ کے لیے مدعو کیا۔ کبھی نامراد نہ لوٹا۔ جب جمعیت العلمائے پاکستان نے نظام مصطفےٰؐ اور اپنے مسلک اہلسنت کی ناموس کے لیے ملک میں الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا تو حضرت صاحب کو بھی نامزد کیا۔ آپ کے الفاظ آج بھی میرے کانوں میں بدستور گونج رہے ہیں کہ میرے پاس جو مال تھا۔ وہ اور اپنی جان تک کا نذرانہ رسالت مآبؐ کے حضور پیش کر دیا۔ چونکہ اس وقت آپ کی بینک میں جو رقم تھی۔ ایک جیپ الیکشن کے لیے لی اور بینک بیلنس پوچھا تو پچاس روپیہ تھا۔ جبکہ مکان بھی زیر تعمیر تھا۔ چونکہ آپ کے قریب ہونے کے ساتھ ساتھ آپ سے الفت اور محبت کا تقاضہ بھی بڑھتا گیا۔ کوئی کتاب طبع ہوتی یا کیسٹ کسی موضوع کی بھی ہو لے لیتا۔ مجھے یہاں آئے پانچ سال ہوئے۔ دھران سے مدینہ طیبہ شریف تقریباً ۱۸۰۰ کلو میٹر ہے۔ اس طویل مسافت میں ایک سفر پیارا دوسرا آپ کی کیسٹ گاڑی میں لگی ہوئی۔ اس کلام کی برکت سے سرشار، تو میری کیفیت کا اندازہ کوئی صاحب درد ہی جانے۔ جو تجربہ ہی بتا سکتا ہے تو آپ کی کمی کا داغ عشاق کے سینوں سے تازیست نہ مٹے گا۔ تو آپ کے لیے جو اپنے تاثرات

Marfat.com

تحریر کروں تو کیا کروں۔ نمونۂ مشتے از خروارے کے مصداق ہے۔ گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

حضرت مولانا محمد شفیعؒ صاحب اوکاڑوی خطیب پاکستان معرفت الٰہی کے وہ تمام اوصاف آپ کی ذات ستودہ صفات میں جمع تھے جن کی بدولت آپؒ کا مایۂ ناز وجود گرامی عوام کا مرجع تھا۔ آپ کا معجز بیاں، آپ کا انداز بیاں آپ کی آواز میں جو تاثر کیف وجد سرور تھا اور ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ قلم میں بیاں کی طاقت ہے نہ زباں اظہار پر قادر ہے۔ آپ کی محفل سے یہ نعمت حاصل ہوتی کہ عظیم انسانوں سے قربت کے فاصلے کیونکر طے کئے جاتے ہیں اور عام آدمی اللہ اللہ کرے اور اللہ کی محبت میں کیسے تاثیر حاصل کیجائے۔ پھر اس تاثیر سے اُنس کا دروازہ کس طرح کھلتا۔ اس سے پہلے رغبت کیسے پیدا ہوتی۔ جب اُنس اپنی نشو کو پہنچتی ہے تو محبت کا عنوان کیا ہوتا ہے اور محبت کی معراج کا نام عشق ہے پھر عشق میں خود سپردگی جنون پیدا کرتی ہے تو حضرت مولانا صاحب کا عشق، حضور فخر موجوداتؐ کی ذات سے اس معراج کو پہنچ چکا تھا کہ حضور کی ذات والا صفات کی ہر لحظہ اس تلاش میں رہتے کہ ان کے گرد و پیش رہ کر جان کیونکر دی جاسکتی ہے۔ حضرت کا عشق جو حضور پُرنورؐ سے تھا اُس کی کیفیت آپ کی محفل میں بیٹھنے والا صاحبِ ذوق ہی جان سکتا ہے۔ احقر نے زندگی میں جید علماء نامور فضلا، معروف فقرا اور بڑے بڑے صف آرا انسانوں کی ہم نشینی اور خوشہ چینی کا فیض حاصل کیا یہ حقیقت ہے وہ لوگ اپنے محاسن کا نادرۂ روزگار مجموعہ تھے لیکن آپ کی محفل میں عجیب کیفیت تھی۔ اکثر آپ کی محفل رات دیر سے شروع ہوتی۔ لوگ دن بھر کے تھکے ہارے لیکن تمہید سے ہی ایسے بے حس و حرکت ہو جایا کرتے گویا دنیا مافیہا سے بے خبر۔ آپ جب حضورؐ کی رحمت اور اہل بیت کے جود و سخا کی بات کرتے تو محفل جگمگا اٹھتی اور جب اپنے عشق اور درد کی سرد آہ لیتے تو ہنستے چہرے اسی لمحے سسکیاں لینے لگتے۔ یہ سب کیا تھا۔ حضور سے عشق و ذوق کا ثمرہ تھا آپکی فقیری میں بوئے اسد اللّٰہی تھی۔ ان میں صدیقؓ کا عشق تھا۔ فاروقؓ کی سطوت اور عثمانؓ

Marfat.com

کی سخاوت اور آپ کی زبان سے نکلنے والا ہر لفظ موتی ہوتا۔ ان پڑھ، پڑھے لکھے گویا ہر طبقے کے لوگوں کے ذہنوں کے مطابق سادہ اور پُراثر تقریر ہوتی۔ وہ فانی الشیخ، فنا فی الرسول اور اہل اللہ تھے۔ ان کا مسلک محبت تھا عشق کی جوت جلاتے اور شریعت کی چمن بندی پر زور دیتے۔ ان کے بال بال میں عشق محمد عربی بھرا ہوا تھا جس بھی علاقے میں جب بھی وعظ فرما گئے مدتوں تک اس علاقہ کے در و دیوار اش اش کہتی تھیں۔ بڑوں بچوں کی زبان پر درود و سلام اور ذکر اذکار مسجدوں میں رونق۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے اس کو اپنے تو اپنے غیر بھی نہیں جھٹلاتے غیر بھی جب نگاہ فیض میں آیا۔ عناد اور حسد کی آگ کا تو علاج نہیں۔ دل سے تسلیم کر کے اٹھا۔ خیر آپ کی زندگی کا نقشہ دل و دماغ میں نو آتا ہے لیکن الفاظ ان کی شرح و تفسیر نہیں کر سکتے۔ مثلاً فقر و استغنا، جود و سخا، مہر و وفا، غیرت و محبت، عفت و حیا، قناعت و شرافت، ایمان و عرفان، ایقان و احسان، خودی اور بے خودی۔ ان الفاظ کی تصویریں انسانی وجود کے تجربے سے ہی معلوم ہو سکتی ہیں نو راقم الحروف، نہ اعلیٰ تعلیم نہ فن کتابت، نہ وہ ذوق و محبت تو ایسی ہستیوں کا تذکرہ جو اپنی مثال آپ ہوں کس طرح بیان کر سکتا ہے۔ صرف اور صرف اپنے عقیدت کے پھول، اپنے ذوق اور سلام محبت بطور ڈالی لئے حاضر ہوا ہوں۔ اللہ پاک اپنے خاص محبوبوں کے طفیل، محبوب خاص تاجدار مدینہ اہل بیت اطہار، سرکار بغداد اور والی شرقپور شریف کے طفیل آپ کی قبر شریف کو بقعۂ نور بنائے اور فیض کے چشمے جاری فرمائے اور آپ کی نسل و اولاد میں اس فیض کو دائم اور قائم رکھے۔ آمین

ناموس مصطفےٰ کا نگہبان چلا گیا — بے دست و پا تھے ہم سر بازار لُٹ گئے
رختِ سفر لپیٹ کے سلطان چلا گیا — میں سوچتا ہوں اُن سے ملاقات اب کہاں

Marfat.com

جناب عبداللہ دادابھائی کراچی

خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، اسلام اور پاکستان کے حوالے سے سربرآوردہ اور نہایت قدآور شخصیت تھے۔ عظمت و مرتبت کے لحاظ سے ان کی شہرت ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایسے لوگ عہد آفریں ہوتے ہیں۔ قدرت نے انہیں خوبیوں اور بھلائیوں کا نہایت حسین و جمیل پیکر بنایا تھا۔ وہ دل رُبا انسان تھے اور دلدار دوست۔ علمی میدان میں، خطابت، قیادت، تصنیف و تالیف، درس و تدریس اور تحقیق کے حوالے سے انہیں اپنے بیگانے سب ہی یکتائے روزگار اور مقبول و ممتاز مانتے ہیں۔ ان سے پہلے اور ان کے بعد ابھی تک کسی کو وہ محبت و احترام خواص و عوام سے نہیں ملا جو مولانا صاحب کو حاصل تھا اور میرے نزدیک وہ انہی کا حق تھا کیونکہ انہوں نے برسوں دن رات کٹھن سفر کیے، ان تھک محنت و ریاضت کی، ایسی مشقت اور جد وجہد جس کے لئے اخلاصِ نیت، صدق دلی اور حسن قبول شرط ہوتے ہیں۔ انہیں مقربان خدا سے وہ فیض ملا جس کی تمنا میں لوگوں کی عمریں بیت جاتی ہیں۔ انہوں نے خود کو اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کردیا تھا کیوں کہ وہی ان کے مطلوب و مقصود تھے۔ یہ عشقِ رسول کا ہی ثمرہ تھا کہ مولانا ہر سمت معزز و مکرم اور محبوب و محترم ٹھہرے۔ وہ اپنے کملی والے آقا کے دیوانے تھے اور جہان ان کا دیوانہ تھا۔ وہ اپنی ذات میں ایک بحرِ بیکراں تھے، بیش بہا جواہر سے مرصّع۔ علوم و معارف، انسانیت و آدمیت، اخلاق و عادات، گفتار و کردار کی خوبیوں کا مرقع ان سے مل کر، ان کو سن کر، ان کو دیکھ کر، ان کی تحریر پڑھ کر ہر کوئی آسودہ مطمئن اور شاد کام ہوتا۔

مجھے بہت زیادہ برس ان کا ساتھ نہیں ملا۔ وہ سلسلۂ عالیہ نقش بندیہ مجدّدیہ کے

Marfat.com

کے خانوادۂ لواری شریف سے بالواسطہ منسلک تھے، یہی ہماری اُن سے ملاقات کا حوالہ تھا پھر ان کی مسحور کن شخصیت نے اس قدر گرویدہ کر لیا کہ محبت و قرابت اور عقیدت و احترام کے پُرخلوص دلی جذبات لئے ہم ان کے ہو گئے ۔ وہ ہمارے بزرگ تھے اور دوست بھی اور ہمارے محسن و مہربان بھی۔ ہمارے لئے وہ قابل قدر، اعتبار و افتخار تھے۔ ہمیں دین و دنیا کے لئے ان سے رہنمائی ملی۔ وہ زندگی کے ریگ زار میں پُر بہار شجر سایہ دار تھے، ہر کسی کے لئے، برستی ہوئی بارش کی طرح مگر ہمیں انہوں نے جتنا اور جس طرح نوازا وہ شفقت و محبت ہمارے لئے سرمایہ اور یادگار ہے۔

وہ دین و مذہب کے علاوہ ملک و ملت کے بھی محسن تھے۔ ملکی سیاسیات میں ان کے کارہائے نمایاں مخفی نہیں۔ تحریک پاکستان سے تحریک نظام مصطفیٰ تک وہ ہر تعمیر و ترقی میں پیش پیش رہے۔ اسلامی قوانین کی ترتیب و تشکیل اور نفاذ کے لئے ان کی شخصیت اور خدمات تاریخ کے صفحات کا زریں نقش ہیں۔ ان کی شخصیت کا ایک وصف حق پر غیر متزلزل استقامت اور کمال جرأت و بے باکی بھی تھا۔ صدر مملکت ہوں یا وزرائے ملت، منبر و محراب ہو یا اسمبلی ہال، خلوت و جلوت میں وہ صرف صدائے حق بلند کرتے تھے اور حق کے لئے مصلحت و رعایت سے بالا ہو کر اپنی ذات یا مفاد کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ وہ بلاشبہ عالم باعمل اور سچے پکے مومن تھے۔ اتحاد بین المسلمین کے لئے جو مشن انہوں نے جس عزم و ہمت سے شروع کیا تھا۔ ابھی وہ جاری تھا، نفاذ اسلام کے خواب کو ابھی مکمل طور پر شرمندۂ تعبیر ہونا تھا اور اس کے لئے ملک و ملت کو ان کی ذات سے یقین کی حد تک امیدیں وابستہ تھیں کہ اچانک وہ خالق حقیقی سے جا ملے۔ عزت و مرتبت کے لحاظ سے ان کی شہرت کا آفتاب نصف النہار پر تھا اور ان کی ہمت و جرأت جواں تھی مگر کاتب تقدیر کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ وہ لاکھوں آنکھیں اور دل روتے ہوئے چھوڑ گئے۔ میں نے آخری دیدار کرتے ہوئے ان کے چہرے پر ملکوتی تبسم دیکھا وہ یقیناً کامیاب گئے، وہ نہیں رہے مگر وہ اپنی ایسی یادیں اور یادگاریں چھوڑ گئے۔ جو ان کو اور ان کے مشن کو زندہ رکھیں گی۔

Marfat.com

حضرت مولانا ابوالبیان **غلام علی** اوکاڑوی

آں خطیب پاک ملت را امیر
عالمے گشتہ بتقریرش اسیر

در زمانے خود خطیب دل پذیر
عالم و فاضل مقرر بے نظیر

در مواعظ خویش بودہ ہم بشیر و ہم نذیر
در فصاحت در بلاغت بود او مردِ شہیر

بُد مقرر بے مثال مصلح روشن ضمیر
کاروان وعظ و خطبہ را امیر

ایں چنیں مقبول گشتہ در جہاں
خوشہ چینی مے کنند از وے ہمہ برنا و پیر

وعظ خود را در مسجد بند کرد
استفادہ می کنند از وے صغیر و ہم کبیر

من چہ گویم وصف آں والا گہر
دل نواز و دل ربا و دل پذیر

ہیچ افراط نہ بینم اندریں!
بود عالم، باصفا و بُد خطیب بے نظیر

سخن کوتاہ کن تو اکنوں اے فقیر
طلب بخشش کن تو از رب نصیر

صاحب ذکر جمیل و صاحب ذکر حسین
صاحب تصنیف بودہ علم و حکمت را امین

طالبش بودند سلطان و وزیر
لیک در نظرش ہمہ دنیا حقیر

تاریخ وصال

رفعت و منزل عالم بالا گرفت
یا الٰہی فیض او پایندہ دار

رفت و روئے خویش را از ما نہفت
تربتش را اے خدا تابندہ دار

گفت تاریخ وصالش بوالبیان
ہادیِ راہ خدا، شب زندہ دار

۱۴۰۴ ہجری

دُعا

اے خدا توفیق دہ نورانی را
نیز سُبحانی و ہم ربانی را

بر طریق پدر خود سالک شوند
نام نیک پدر را روشن کنند

Marfat.com

جناب صائم چشتی فیصل آباد

اہل نظر کا نور تھے حافظ اوکاڑوی ؒ
ہر بزم کا سرور تھے حافظ اوکاڑوی ؒ

عالم بھی بے مثال تھے واعظ بھی بے بدل
اک عالم شعور تھے حافظ اوکاڑوی ؒ

عشقِ رسول پاک میں ڈوبے ہوئے تھے وہ
دیوانہ حضور تھے حافظ اوکاڑوی ؒ

دامن میں تھا جناب کے فیضان شرقپور
سینے میں رکھتے طور تھے حافظ اوکاڑوی ؒ

غازی مجاہد شیر دل اک نرم دل ادیب
اہل ہوس سے دور تھے حافظ اوکاڑوی ؒ

جب ہی تو صائمؔ کیف سے محفل پہ چھا گیا
آئے یہاں ضرور تھے حافظ اوکاڑوی ؒ

Marfat.com

جناب ابوالطاہر فدا حسین فدا لاہور

اے مبلغ دیں! اے نقیب دیں! خطیب بے مثال
مفتخر تجھ پر نہوں کیوں اہل دیں بے قیل و قال
تابعِ فرمانِ حق تھا اور مطیع شرع و دیں!
قاطع باطل رہا تیرا سدا علم و کمال
لرزہ بر اندام تھا تجھ سے ہر اک باطل پرست
اے کہ تیری ہر رگ و پے میں تھا جذب لازوال
ہو شفیعِ حق نوا پر نگہ الطاف و کرم!
یا شفیع المذنبین محبوبِ ربِ ذوالجلال
تو رہا سو جان سے نام محمدؐ پر فدا
تھی نہاں ہستی میں تیری مستی رُوحِ بلال رضی

Marfat.com

جناب حنیف اسعدی کراچی

محترم المقام محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم

۱۹۸۴ء

آج یہ کس سوگ میں گم ہے فضا
کس کے غم میں وقت کا سینہ ہے شق
منتشر کیوں ہے کتابِ زندگی
موت نے کیا یہ الٹا ہے ورق
وہ شفیع المذنبین کا خانہ زاد
مسند و محراب و منبر جس کا حق !
علم کا دریا ، طلاقت کا کمال
سہل اندازِ بیاں ، مضموں ادق
فرق پر تاجِ شعورِ عصرِ نو !
لب پہ ذکر و فکرِ عہدِ ماسبق
فکر جس کی ماورائے شرق و غرب
کھول دے جس کی نظر چودہ طبق
ریشہ ریشہ جس کا اعلانِ جہاد
جس کے آگے ظلم کا چہرہ تھا فق
مختصر یہ ہے کہ اب ہم میں نہیں
تابش دیں ، عاشقِ محبوبِ حق

۱۴۰۴ھ

Marfat.com

جناب صائم چشتی فیصل آباد

شفیعِ روزگار محشر کا، میں دیوانہ کہوں اُس کو
جنابِ غوثِ جیلانی کا پروانہ کہوں اُس کو
شرابِ عشق کا لبریز پیمانہ کہوں اُس کو
اجازت ہو تو! لاثانی کا مستانہ کہوں اُس کو

میں اس کے وعظ کو تو واعظ کی معراج کہتا ہوں
اور اُس کو واعظانِ وقت کا سرتاج کہتا ہوں

زمانہ جانتا ہے اک عظیم انسان تھے حافظ
خدا کی اس زمانے میں کھُلی برہان تھے حافظ
ہمارے دور میں اسلاف کی پہچان تھے حافظ
تھے عالم بھی ولیکن صاحبِ عرفان تھے حافظ

میں حافظ جی کو ملکِ سُنیت کی آن کہتا ہوں
نبیؐ کے عشق میں ڈوبا ہوا انسان کہتا ہوں

محمد مصطفےٰؐ کے عشق کی تصویر تھے حافظ
کتابِ عشق کی تفسیر کی تفسیر تھے حافظ
کسی کامل ولی کے خواب کی تعبیر تھے حافظ
وقارِ ملّت بیضا کی خود توقیر تھے حافظ

ضیاءالدین خواجہ کی ضیاء سے دل منور تھا
مدینے کی ہواؤں سے دماغ اُن کا معطر تھا

رہے گا حشر تک جاری سدا "ذکرِ جمیل" اُن کا
صحیفہ جو بھی لکھا بن گیا ہے سنگِ میل اُن کا
کیا "ذکر الحسین" ایسا ہوا خالق وکیل ان کا
گھرانہ سرورِ کونینؐ کا ہوگا وکیل اُن کا

شہادت مصطفےٰؐ کے چاند کی ایسی بیاں کر دی
غمِ شبیرؑ میں تحریر ساری نوحہ خواں کر دی

زمانہ معترف ہے آپ کی شیریں بیانی کا
عجب انداز تھا تقریر میں ان کی روانی کا
انہیں ڈھنگ یاد تھا صائم دلوں پر حکمرانی کا
حسین عنوان تھے عشقِ رسالت کی کہانی کا

کراچی والوں پر اک رحمتِ ربِ جلی تھے وہ
بظاہر ایک عالم تھے حقیقت میں ولی تھے وہ

Marfat.com

صوفی اصغر علی اصغر فیصل آباد

خطبار کے تاجدار تھے حافظ اوکاڑوی
ولیوں کے جانثار تھے حافظ اوکاڑوی

عشق نبی کے بحر میں ہر وقت غوطہ زن
موجوں سے ہمکنار تھے حافظ اوکاڑوی

طیبہ کی وادیوں میں بھی دیکھا گیا انہیں!
ذرہ کوچہ یار تھے حافظ اوکاڑوی

عالم بھی تھے فاضل بھی تھے فقراء کی نظر میں
کس قدر پُر وقار تھے حافظ اوکاڑوی

سینے میں عشقِ مصطفیٰ لب پہ نبی کی نعت
ہوتے یوں اشکبار تھے حافظ اوکاڑوی

اصغر جناب شیر محمد کا فیض تھا
شب خیز شب بیدار تھے حافظ اوکاڑوی

Marfat.com

جناب حافظ بصیرپوری

گورنمنٹ کالج دیپالپور

معصوم تبسم ہونٹوں پر، ہلکی سی خماری آنکھوں میں
اے حافظ صاحب ابھرتی ہے تصویر تمہاری آنکھوں میں
جس دن سے چھپایا ہے تم نے وہ ارض تاباں نظروں سے
اس روز سے دنیا رہتی ہے تاریک ہماری آنکھوں میں
دن رات یہاں پر اشکوں کی، برسات تو ہوتی ہے پھر بھی
اک خاک سی اڑتی رہتی ہے ان ہجر کی ماری آنکھوں میں
اے چاہتِ دل! اے راحت جاں تم دور ہو ہم مجبور یہاں
اے کاش بتاتے خلد نشاں جنت کی کیاری آنکھوں میں
وہ چھپ گیا ماہ عید کہاں دوبارہ میسر دید کہاں
اب حسرت ہے امید کہاں حافظ بے چاری آنکھوں میں

Marfat.com

سیّد مزمّل اللہ تلقین کراچی

کھلا ہے ہر درِ جنّت اوکاڑوی کے لیے
خدا کی خاص ہے رحمت اوکاڑوی کے لیے

میں اشکبار ہوں حضرت اوکاڑوی کے لیے
مچل رہی ہے طبیعت اوکاڑوی کے لیے

چہل پہل یہ نرالی ہے حور و غلماں کی
سجا رہے ہیں وہ جنّت اوکاڑوی کے لیے

برس رہے ہیں یہ رحمت کے ساون اور بھادوں
کہ اشکبار ہے ملّت اوکاڑوی کے لیے

بچھی ہوئی ہے ہر اک سمت اک صفِ ماتم
غمیں ہے حلقۂ سنّت اوکاڑوی کے لیے

چہار دانگ میں شاگرد ہیں عمل پیرا
تھی کیسی علم کی برکت اوکاڑوی کے لیے

وہ خرچ دین پہ کرتے تھے دولت دُنیا
بجا تھی دین کی دولت اوکاڑوی کے لیے

نظر نے دیکھا ہے آتی تھی وعظ میں اکثر
رسولِ پاک کی نصرت اوکاڑوی کے لیے

تھا ملک و قوم پہ مخصوص فیضِ عام اُن کا
تھی ہر نظر میں محبت اوکاڑوی کے لیے

خدا کے فضل سے تنظیم سرورِ کونین
ہوئی ازل میں ودیعت اوکاڑوی کے لیے

بنا گئی ہے بہر گام اک نئی جنّت
مرے نبی کی عنایت اوکاڑوی کے لیے

خطیب و غازیِ تبلیغِ دین کا سہرا
ہے وقف تابہ قیامت اوکاڑوی کے لیے

ملے گی شہرِ کراچی میں ہر چہار طرف
قدم قدم پہ محبّت اوکاڑوی کے لیے

تمام عمر رہی بہترین سرمایہ
رسولِ پاک کی الفت اوکاڑوی کے لیے

کوئی شبہ نہیں اس میں کہ روئے گی تلقین
تمام عمر یہ ملّت اوکاڑوی کے لیے !!

Marfat.com

سیّد منظور الکونین واہ کینٹ

سنبھل جا اے دلِ پرغم تجھے پھر کس کی یاد آئی
وہ اخلاقِ مجسّم پیکرِ اخلاص و رعنائی
وہ جس کا دل منوّر تھا ضیاءِ نورِ عرفاں سے
نبیؐ کا تابعِ فرمان خدا والوں کا شیدائی
نکو صورت نکو سیرت نکو طینت نکو فطرت
کوئی خوبی نہیں ایسی، نہ تھی جو آپ نے پائی
خطیب و عالمِ حق، نعت خوان و حافظِ قرآن
بہت کم ہے صفاتِ بشر کی ایسی یکجائی
بپاسِ دوستاں کہیئے بیادِ رفتگاں کہیئے
بحمد اللہ کوکب نے ہے پھر محفل یہ گرمائی
خدا قائم رکھے اس خاندان کو اپنی رحمت سے
محبت کے تقاضے نے یہ مجھ سے نظم لکھوائی
شفیعِ عاصیاں رحمت کند برایں شفیعؒ ما
بصد اندازِ محبوبی بصد اندازِ زیبائی

Marfat.com

جناب شمیم صبائی متھراوی

"مولانا محمد شفیع اوکاڑوی امیر گلبن بہشت"

۱۹۸۴ء

وہ ایک عالم دین اور خطیب نامی تھے ۔ معاً جو بن گئے حوران خلد کے مہماں
شمیم ان کے لیے یوں ملی ہمیں تاریخ ۔ "شفیع اوکاڑوی ہیں عالم شمیم جناں"

۱۴۰۴ھ

ممتاز عالم دین ، صاحب طرز خطیب اور مرکزی جماعت اہل سنّت کے بانی حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے ۲۴/ اپریل ۱۹۸۴ء مطابق ۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۴ ہجری بروز منگل بعمر ۵۵ سال کراچی میں انتقال فرمایا ۔ دوسرے دن مرحوم کو تیسرے پہر مسجد گلزار حبیب سے ملحق ایک کمرے میں سولجر بازار کراچی میں سپرد خاک کیا گیا ۔

ماہنامہ "قومی زبان" فروری ۱۹۸۵ء ص ۱۷

Marfat.com

جناب محمد اقبال صابر گجراتی

حافظِ اُمّ الکتاب — اوکاڑوی
عارف اُمّ الکتاب — اوکاڑوی

۲

فاضل دین متین — اوکاڑوی
دین نبوی کے امین — اوکاڑوی

۳

مظہر خلقِ عظیم — اوکاڑوی
مونس وہمدم، ندیم — اوکاڑوی

۴

جاذبِ قلب و نظر — اوکاڑوی
راحتِ جاں سَر بہ سَر — اوکاڑوی

۵

جن کے شیدائی تھے سب پیر و جواں
نغمۂ ہر ہر زباں — اوکاڑوی

۶

مسندِ ارشاد کے سالار تھے
نائبِ شمس الزماں — اوکاڑوی

Marfat.com

۷

خادمِ دینِ متین، مردِ جلیل
مردِ حق ہمسر ذبیل، اوکاڑویؒ

۸

وہ غریقِ بحرِ عشقِ مصطفےٰؐ
عاشقوں کے پیشوا، اوکاڑویؒ

۹

خوش نوا و خوش زباں و خوش بیاں
مدح خوانِ مصطفےٰؐ، اوکاڑویؒ

۱۰

جن کے اندر ایک دنیا تھی نہاں
دلنواز و دلربا، اوکاڑویؒ

۱۱

عاشقانِ مصطفےٰؐ کی جان تھے
قہر بر جانِ عدو، اوکاڑویؒ

۱۲

ترجمانِ ملت و سالارِ حق
نائبِ احمد رضا، اوکاڑویؒ

۱۳

اہلسنت کا تحفظ آپ تھے
اہلسنت کے نشاں، اوکاڑویؒ

Marfat.com

۱۴

رونق محراب و منبر، شان دین
سُنیوں کے مقتداء ، اوکاڑوی ؒ

۱۵

افتخار ملک و ملت ، شانِ حق
شبیرِ حق ؒ کے لاڈلے ، اوکاڑوی ؒ

۱۶

ایک پاکستان ہی شیدا نہ تھا
ہر کجا ، ہر دلعزیز ، اوکاڑوی ؒ

۱۷

وہ کراچی کے مجاہد ہی نہ تھے
قوم کی روحِ رواں ، اوکاڑوی ؒ

۱۸

چل دیئے مردِ مجاہد ، مردِ حق
شانِ علم بیکراں ، اوکاڑوی ؒ

۱۹

نورِ نعتِ مصطفےٰ برسے مُدام
تیری تربت پر میسر اوکاڑوی ؒ

۲۰

صابرؔ ایک ادنیٰ ارادت مند ہے
غائبانہ عاشق اوکاڑوی ؒ

Marfat.com

جناب نذر محمد راہی کراچی

اس سانحہ سے آنکھ ہر مسلم کی اشک بار
دنیا سے اٹھ گیا ہے خطابت کا شہسوار
وہ گلشن حبیب کا طوطیِ بے نوا
خاموش ہوگیا ہے ہمیں کر کے بے قرار
ناموسِ مصطفےٰ کے لیے ڈھال بن گیا!
کر دیں تمام قوتیں محبوب پر نثار
پردے فریب و دجل کے سب چاک کر دیئے
بہردیوں کے جال کیے سب ہی تار تار
اعدائے دین کے لیے تھا تیغِ بے نیام
واللہ او کاڑوی تھا شدیدٌ علی الکفار
رحماءُ بینہم کی وہ تصویر تھا لاریب
وہ پیکرِ خلوص وہ ہر اک کا یارِ غار
لب پہ رہا درود و سلام وقت انتقال!
دارین کی سعادتیں اس پہ ہوئیں نثار
سرکار ہوں شفیع محمد شفیع کے!
راہی ہمیشہ لوٹے وہ فردوس کی بہار

Marfat.com

جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری، حسن ابدال

خطیبِ عصرِ رواں، عالم بلند مقام
نفیس طرزِ بیاں، دل نشیں لب ولہجہ
محبتِ شہِ کونینؐ اصل ایمان ہے
ڈٹا رہا سرِ میداں مجاہدوں کی طرح
سبق یہ اُس نے دیا کرو دیں کی خدمت
فروغِ عشقِ نبیؐ مقصدِ حیات اُس کا
سدا سناتا رہا داستانِ عظمتِ فقر
زاری حق کی حمایت میں یوں جیا اس نے
نہ حوصلہ مگر اس پختہ عزم نے ہارا
مثالِ مہر طلوع و غروب ہے اس کا
وجود ان کا پسِ مرگ بھی سلامت ہے

محبِ آلِ نبیؐ، عاشقِ رسولِ انامؐ
نشاطِ روح کا سامان اس کا حُسنِ کلام
لُبِ لباب یہ تھا اُس نے جو دیا پیغام
زباں سے اور قلم سے لیا ہے تبلیغ کا کام
کہ بعد مرگ لیا جائے احترام سے نام
بہت اہم ہے جو اُس شخص نے کیا ہے کام
بیان کرتا رہا شانِ اولیائے کرام
کہ لمحہ لمحہ کیا وقف خدمتِ اسلام
وفا کی راہ میں آئے کئی کٹھن بھی مقام
نہیں ہے بندۂ مومن کا کوئی ایک مقام
نہیں زمیں کی خوراک مصطفےٰؐ کے غلام

نقیبِ عشق مثالی تھا سوز و ساز اس کا
خدا عطا کرے ہر قلب کو گداز اس کا

Marfat.com

مولانا حفیظ نقشبندی کراچی

ترجمانِ اہلِ سنت ہو گئے ہم سے جدا
پاسبانِ دین و ملت ہو گئے ہم سے جدا

مسلک احمد رضا جن کا تھا مقصد باخدا
وہ نقیب اعلحضرت ہو گئے ہم سے جدا

ذکر احمدؐ سے ہمارے دل جو گرماتے تھے وہ
پیکرِ رشد و ہدایت ہو گئے ہم سے جدا

جنکی نعتوں سے ہمیشہ گونجتی تھیں محفلیں
بلبلِ باغِ رسالتؐ ہو گئے ہم سے جدا

خوش بیانی تھی مسلم جنکی ارض پاک میں
وہ شہنشاہ خطابت ہو گئے ہم سے جدا

رہبر راہِ شریعت عاشق شاہِ امم
رونقِ بزم طریقت ہو گئے ہم سے جدا

فیضیاب ثانی[1] و حضرت گنج کرم[2]
سب کو دے کر داغ فرقت ہو گئے ہم سے جدا

جن پہ نازاں شیخ قرآں[3] اور رازیِ زماں[4]
ہاں وہ بحرِ علم و حکمت ہو گئے ہم سے جدا

آج بھی موجود ہیں وہ باخدا ہم میں حفیظ
جو بظاہر کر کے رحلت ہو گئے ہم سے جدا

۱۔ میاں غلام اللہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ المعروف کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ شیخ القرآن حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی مدظلہ العالی
۴۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ احمد سعید کاظمی مدظلہ العالی

Marfat.com

مولانا اکبر شرقپوری

تیری دید نوں ترسدے لوگ سارے اوکاڑوی صاحبؒ یار دلدار سیں توں
کی میں تیرے خلوص دی گل دساں سر تا پا مجسّم نگار سیں توں
نقشبندیاں دے چمنستان اندر پھل مہکدا سدا بہار سیں توں
تیرے اُتے سنیّت نوں مان ہیسی مذہب حق دا خدمت گزار سیں توں
تیرے باہجوں ایہہ محفلاں سنیاں نے ہر محفل دا حافظ شنگار سیں توں
شہبازِ خطابت دے چمن اندر کیڈا غضب دا شعلہ نگار سیں توں
کرماںؒ والے دے نال پیار تیرا ثانی صاحبؒ دا جانثار سیں توں
کُل ولیاں دے نال پیار تیرا غوث پاکؒ دا عاشق زار سیں توں
مسجد گلزار حبیب سبحان اللہ اس مسجد دا خاص معمار سیں توں
کرم الٰہی والدؒ نوں وچ جنت مِلن لئی کنّاں بےقرار سیں توں
یورپ وچ افریقہ پرچار تیرا اپنے فن وچ بڑا شاہکار سیں توں
توں علم و عرفان دا بحر وڈا نالے تحریر دا نقش نگار سیں توں
اکبر شرقپوری منگے دعا ہر دم رب تیرے تے کرے احسان حافظ
کملی والے محبوب دے نال صدقے دیوے جنت وچ اعلیٰ مکان حافظ

Marfat.com

قمر احمد تاج لیاقت آباد

آہ وہ پُرجوش ذاکرِ الا اللہ کا
آہ وہ عاشق وہ شیدائی رسول اللہ کا

عشق تھا سینے میں جس کے اولیا اللہ کا
پاس تھا ناموسِ اصحابِ رسول اللہ رضؓ کا

وہ شفیع اوکاڑوی جو سُنیوں کی لاج تھا
جس کا مسند پہ خطابت کی ہمیشہ راج تھا

مردِ غازی بن گیا جو دین و ملت کے لیے
قید کاٹی عظمتِ ختمِ نبوت کے لیے

عمر جس نے وقف کی اپنی نبیؐ کے نام پہ
خون سرِ محفل بہایا عظمتِ اسلام پر

وہ شہنشاہِ خطابت بے نظیر و بے مثال
آج بھی قائم ہے جس کا دبدبہ رعب و جلال

آہ وہ مردِ مجاہد، مردِ میداں، مردِ حق !
کرتی تھی للکار جس کی سینۂ باطل کو شق

لرزہ جس کے نام سے باطل کے ایوانوں میں تھا
ہاتھ گستاخانِ احمدؐ کے گریبانوں میں تھا

وہ گستاخ نبی کی تھام لیتا تھا زباں
حق یہ ہے شمشیرِ حق سے کاٹ دیتا تھا زباں

آہ شیروں کی طرح کیا گرجتا تھا وہ شیر
کتنی بے باکی سے سینہ ٹھوکتا تھا وہ دلیر

اپنے مسلک کے لیے جو آہنی دیوار تھا
ہر گھڑی قربان ہونے کے لیے تیار تھا

لشکرِ باطل پہ کاری جس کا ہر اک وار تھا
ڈھال تھی تحریر جس کی اور قلم تلوار تھا

جو سرِ میدان حق گوئی سے کرتا تھا خطاب
منکروں کے منہ پہ جو منہ توڑ دیتا تھا جواب

جس کی آمد سے سہم جاتے تھے دل اغیار کے
رنگ چہرے سے اتر جاتا تھا ہر غدار کے

Marfat.com

جس نے دامانِ منافق کی اڑا دیں دھجیاں
پردۂ باطل کی جس نے کاٹ ڈالیں ڈوریاں

جس نے کوئی وار جھوٹوں کا نہیں چلنے دیا
نجد کے گندے چراغوں کو نہیں جلنے دیا

آہ وہ شعلہ جو منکر پر لپکتا ہی رہا!
نجدیت پر تیغ کی صورت چمکتا ہی رہا

سُنیّت کا جس نے گھر گھر میں اجالا کر دیا
اعلیٰ حضرتؒ کی محبت کو دوبالا کر دیا

وہ کہ جس کی علمیّت پر عالموں کو ناز تھا
ایسا واعظ تھا کہ جس پر واعظوں کو ناز تھا

جس کو حاصل تھا مسائل کے سمجھنے پر عبور
جس کے نقطوں پر کیا کرتے تھے عش عش باشعور

عالم و فاضل، مبلّغ، واعظ شعلہ بیاں
قلبِ منکر پر جو پھٹ پڑتا تھا وہ آتش فشاں

عیدِ میلاد النبیؐ کی محفلوں کا تاجدار
جشنِ معراج النبیؐ کا وہ خطیبِ باوقار

عشقِ سرکارِ دو عالمؐ کے مزے پاتا تھا جو
اعلیٰ حضرتؒ کے تخیّل پر تڑپ جاتا تھا جو

پڑھ کے نعتیں مصطفےٰؐ کی جھومتا جاتا تھا جو
انگلیاں نامِ نبیؐ پر چومتا جاتا تھا جو

جس کا طرّہ جس کا خامہ تھا بیانِ کربلا
سننے والا دیکھتا تھا امتحانِ کربلا

بھاگتے تھے دور جس سے دشمنانِ اہلبیتؓ
اور کتراتے تھے جس سے باغیانِ اہلبیت

بلبلِ باغِ نبیؐ ہر دم چہکتا ہی رہا
وہ گلِ احمد رضاؒ ہر دم مہکتا ہی رہا

جس کے نغمے گونجتے تھے وادی و کہسار میں
گاؤں میں، شہروں میں، میدانوں میں لالہ زار میں

آہ اب خاموش ہے وہ بلبلِ شیریں سخن
دردِ فرقت دے گیا وہ خوش بیان و خوش لحن

آہ وہ بلبل جو باغِ سنیّت کی جان تھا
کر گیا پرواز سارا باغ سُونا ہو گیا

وہ سرِ باطل سے سر ٹکرانے والا چل بسا
وہ مجاہد بے خطر لڑ جانے والا چل بسا

وہ رگوں میں خون کو گرمانے والا چل بسا
وہ غمِ شبیرؓ میں تڑپانے والا چل بسا

وہ بحمد اللہ کہہ کر آنے والا چل بسا
یا رسول اللہ کہہ کر جانے والا چل بسا

خطّۂ پنجاب کا وہ آفتابِ پُرضیا
نور پھیلاتا ہوا اپنے مکاں کو چل دیا

کوکھ نے پنجاب کی پیدا کیا تھا جو دلیر
سو گیا ہے گود میں شہر کراچی کی وہ شیر

جس کا مسکن بن گیا پہلوئے گلزارِ حبیب
ہو گئی اس کی قبر بھی خوشبوئے گلزارِ حبیب

لاج رکھیں گے شفیع کی وہ شفیع المذنبینؐ
سایۂ رحمت کریں گے رحمۃ اللعالمینؐ

Marfat.com

اے خدا کے نیک بندے اے نبیؐ جی کے غلام — سرزمینِ پاک کی ہے آن تیرا نیک نام
بھول جائیں ہم تجھے ایسا کبھی ممکن نہیں — اور یہ شمع بجھے ایسا کبھی ممکن نہیں
جب تری آواز آتی ہے تڑپ جاتا ہے دل — آنکھ میں آتے ہیں آنسو اور بھر آتا ہے دل
صبر کر لیتے ہیں بس تیری نشانی دیکھ کر — صورت فرزند میں تیری جوانی دیکھ کر
کیسے بھولیں وہ مصلا وہ تبسم وہ جمال — وہ عمامہ کے تلے پُرنور چہرہ وہ جلال
بھیجا تو نے زندگی بھر کملی والے پر سلام — یہ کبھی ممکن نہیں کہ بھول جائیں تیرا نام

بھیجتا ہے تاج تیری شان و شہرت کو سلام
تیری خدمت، تیری جرأت اور خطابت کو سلام

Marfat.com

جناب رمضان بخش صادق اوکاڑا

پھر میرے دل میں ہوئی شورش قلزم پیدا
پھر ہوا بحرِ محبت میں تلاطم پیدا
پھر تری یاد سے سینوں میں ہوا غم پیدا
زخم ناسور ہوئے سوزشِ پیہم پیدا!
پھر ہوئیں آہیں شرر بار۔ جگر کٹتا ہے
یاد میں تیری۔ کلیجہ بھی میرا پھٹتا ہے
تو تھا بے مثل۔ عجب شعلہ بیانی تیری
وقفِ اسلام ہوئی۔ ہائے جوانی تیری
عقل حیرت میں تھی۔ سن سن کے کہانی تیری
دل کو گرماتی تھی۔ تقریرو روانی تیری
تو خطابت کا تھا سرتاج و مفتر پیارے
علم کی شمع تو تھا مہر منور پیارے
تو تو پروانہ ہی بس شمع رسالت کا تھا!
اہل بیت اور صحابہ کی کرامت کا تھا
تو اسیری میں بھی غم خوار رسالت کا تھا
جاں ہتھیلی پہ تھی اور شوق شہادت کا تھا
تیرے دو پسر۔ قضا لے گئی اک ہفتے میں
آگے باطل کے جھکا۔ آیا نہ تو سکتے میں

Marfat.com

غیر ملکی کئے دورے بھی تو کروفر سے
دینِ اسلام کی تبلیغ کی بحر و بر سے
لائے اسلام بہت دل سے خدا کے ڈر سے
تیری تبلیغ سے رحمت کے تھے بادل برسے
دینِ اسلام کی تحقیق کی خدمت کا صلہ
خود حکومت سے تجھے تمغہ ہے عزت کا ملا
اپنے مسلک کا تو دیوانہ بنا تھا پیارے
اور ناموسِ رسالت ﷺ پہ فدا تھا پیارے
قاتلانہ بھی ہوئے حملے۔ بچا تھا پیارے
تیرا ہر حال میں مونس تو خدا تھا پیارے
جب اجل آئی۔ تو مہلت نہ خدا نے بھی دی
تیری متلاشی وہاں۔ ذاتِ خداوندی تھی
آج ہم روتے ہیں اور عرس مناتے تیرا
سال اک بیت گیا۔ خون رلاتے تیرا
زخم پھر تازہ ہوئے حال سُناتے تیرا
تُو کہاں چھُپ گیا! کیا حال بتاتے تیرا
تیرے چھُپ جانے سے اندھیرا ہے چھایا ہر سُو
تیری فرقت نے ہے صادق کو رلایا ہر سُو

Marfat.com

خطیب العصر مبلغ اعظم مجدد مسلک اہلسنت حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ اور تربیت یافتہ علمائے کرام و نعت خواں حضرات میں سے چند مشہور افراد کے اسمائے گرامی ۔

۱۔ مولانا محمد وسایا الخطیب
۲۔ مولانا محمد صدیق ملتانی
۳۔ مولانا محمد شفیق نوری
۴۔ مولانا محمد حسن قادری
۵۔ مولانا اقبال حسین نعیمی
۶۔ مولانا محمد یونس کشمیری
۷۔ مولانا محمد علی بلوچ
۸۔ مولانا محمد صدیق
۹۔ مولانا ابرار احمد رحمانی
۱۰۔ مولانا محمد یوسف میمن
۱۱۔ صوفی تاج الدین تاج اوکاڑوی
۱۲۔ محمد صدیق اسمٰعیل
۱۳۔ محمد مبین چمن مرحوم
۱۴۔ حافظ محمد تقی

Marfat.com

مجدد اہلسنت مہر شریعت بدر طریقت محسن ملت حضرت خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے چند خلفائے کرام کے اسمائے گرامی جنہیں پہلے سالانہ عرس کے موقع پر ثانی خطیب پاکستان حضرت صاحبزادہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے دستار خلافت و اجازت عطا کی۔

۱۔	صاحبزادہ پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری۔	اوکاڑا
۲۔	صاحبزادہ علامہ سید حامد سعید کاظمی۔	ملتان
۳۔	حضرت علامہ مفتی محمد رفیق حسنی۔	کراچی
۴۔	الحاج صوفی محمد رحمت اللہ رحمانی	کراچی
۵۔	الحاج صوفی محمد لطیف نقشبندی	اوکاڑا
۶۔	الحاج صوفی بشیر احمد جاوید	لندن
۷۔	الحاج محمد اکرام مدنی	اوکاڑا
۸۔	مولانا غلام حیدر احمد آبادی	کراچی
۹۔	مولانا محمد الیاس قادری	کراچی
۱۰۔	صوفی محمد اقبال قادری	پشاور
۱۱۔	مولانا قاری محمد عبد اللطیف امجد	کراچی
۱۲۔	مولانا ابرار احمد رحمانی	کراچی
۱۳۔	الحاج صوفی محمد ریاض قادری	خانیوال

Marfat.com

سفرِ آخر کی رُوداد

تو کجا بہر تماشا می روی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

عاشقِ رسول حضرت مجدد مسلک اہلسنّت، خطیب اعظم پاکستان علاّمہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ بہ یک وقت ایک صاحب طرز شیریں بیاں دل نواز خطیب، بلند پایہ محقق اور ادیب، پُرسوز قاری، دل کش اور سحر انگیز نعت خواں، بہترین منتظم، دل چسپ اور خوش کلام، مشفق اور مہربان استاد شائستہ اور مہذب انسان، خوش مزاج طرح دار و دل دار دوست وضع دار و خود دار صاحبِ بصیرت مفکر، جامع معقول و منقول عالم شخصیت تھے اس کے علاوہ ان کی ذات و صفات میں اور بھی قابلِ ذکر محاسن ہیں۔ رب العزت نے انہیں صورت و سیرت کے ہر حسن سے نوازا تھا۔ ستاروں کی جگمگاتی بزم میں چاند کی اپنی الگ ایک آب و تاب ہوتی ہے وہ جہاں نظر کو مانوس اور بھلا لگتا ہے اسی طرح دل و جاں کو بھی متاثر کرتا ہے۔ حضرت ممدوح مولانا اوکاڑوی مرحوم و مغفور کا بھی کچھ یہی حال تھا۔ وہ علما و مشائخ میں اپنی ایک منفرد و امتیازی شان رکھتے تھے جو ہر دلعزیز تھی، شاید ہی اہلسنّت میں کوئی ایسا عالم یا مرشد روحانی ہوگا جس کے لیے مولانا کی شخصیت ناپسندیدہ ہو ہر کوئی تیرا نام لے ہر کوئی دیوانہ ترا۔

منگل ۲۴/ اپریل ۱۹۸۴ء کی صبح وہ اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف رحلت کر گئے۔ دنیائے اہلسنّت ان کے سانحہ ارتحال پر مغموم اور رنجیدہ ہے۔ ہر عام و خاص یہی کہہ رہا ہے کہ صرف مولانا کے فرزند یتیم نہیں ہوئے، تمام سنی یتیم ہو گئے

Marfat.com

وہ سب کا سہارا اور مداوا تھے ۔ دنیا بھر کے اردو دان اہلسنّت میں سے کون ہے جو ان سے واقف نہیں، جسے مولانا کی تحریر و تقریر سے آشنائی نہ ہو۔ کتنے ایسے ہوں گے جنہوں نے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا کی تقریر سُن کر جانا اور پہچانا۔ پاکستان کا کون سا شہر اور علاقہ ہے جہاں مولانا مواعظ حسنہ کے لیے بلائے نہ گئے ہوں۔ خطیب پاکستان کا خطاب انہی کو زیبا ہے۔ حکومت پاکستان جن علاقوں میں ابھی تک بجلی اور پانی نہیں پہنچا سکی وہاں مولانا نے ذکرِ رسول اور حرارت عشقِ رسول سے عوام کے قلوب کو لذّت آشنا کیا۔ ملک بھر یا دیگر ممالک میں شاید ہی کوئی ایسا مذہبی خطیب ہو گا جس کے سننے کے لیے لوگ تمام رات جاگتے اور ٹس سے مس نہ ہوتے۔ ایک دن میں پانچ پانچ مقامات پر ہزاروں کے اجتماع سے کئی گھنٹے خطاب شاید ہی کسی مذہبی خطیب و عالم کے حصّے میں آیا ہو۔ مولانا کا یہ احوال کسی مہم کے دوران نہیں چھتیس برس کے شب و روز پر محیط ہے اور ایک دن میں تین تین سو میل کے فاصلے پر مختلف خطابات ہوئے۔ ایک ہی موضوع پر بے تکان بغیر تکرار کے مسلسل پانچ پانچ گھنٹے تک تمام تر توانائی کے ساتھ خطاب صرف انہی کا خاصہ تھا۔ انہیں ربّ العزت نے جو طاقت دی تھی وہ محض اس کا فضل و کرم تھا۔ شب عاشورہ محرم ملک کا سب سے بڑا مذہبی اجتماع مولانا مرحوم کی محفل ذکرِ شہادت امام حسین علیہ السلام میں ہوتا۔ اہلِ تشیع کو بھی یہ اعتراف ہے کہ مولانا اوکاڑوی جس قدر اسناد صحیحہ کے ساتھ محبت سے ذکرِ امام پاک کرتے ہیں ہمارے شیعہ علماء بھی نہیں کرتے اور شاید نہیں کر سکتے۔ اس اجتماع کا نظم و ضبط ہر کسی کی محویت قابل دید ہوتی۔ یہاں تک کہ ہر آنکھ پُرنم ہوتی۔ مولانا محترم معراج مصطفٰے کا ذکر بھی اس والہانہ انداز سے کرتے کہ ہر سامع پر وجد و رقّت کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ ایک یہی کیا ذکرِ میلاد مصطفٰے ہو یا ذکر شاہ جیلاں یا کوئی بھی عنوان ہو۔ لوگ ہمہ جاں ہو کر انہیں سنتے، ان کی زندگی قیامِ پاکستان سے تادم آخر مسلسل جدوجہد سے عبارت ہے۔ صبح و

Marfat.com

شام اجتماعات سے خطاب اور ایک مقام پر نہیں، چھوٹے بڑے شہروں، قصبوں دیہاتوں، دور دراز کے پسماندہ علاقوں کے کٹھن اور طویل سفر صرف تبلیغ و توسیع دین اور فروغ عشق مصطفٰے کے لیے، سردی ہو یا گرمی، برسات ہو یا برف باری ان کی راہ میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنی۔ آخری ہفتۂ حیات میں سخت علالت کے باوجود وعدے کے مطابق خیرپور میرس یوم علی کے اجتماع سے خطاب کرنے کے لیے سفر کیا اور باقاعدہ خطاب فرمایا۔ تقاریر کے علاوہ ۲۸ تصانیف جو تحقیقی اور علمی کاوشیں ہیں، علماء و عوام میں یکساں قدر و منزلت کی حامل ہیں۔ مساجد کی تعمیر اور اداروں کا اہتمام، مدارس کا انتظام و انصرام، تعلیم و تدریس، نماز جمعہ میں مسلسل تفسیر قرآن مکمل شرح و بسط کے ساتھ فتاویٰ، ملاقاتی جو اپنے امور دنیا کے لیے بھی داد رسی چاہتے، ٹیلی فون، گھرداری، حکومت کی سطح پر متعدد امور کی مصروفیات جس میں آئین سازی، اصلاح معاشرہ، اتحاد بین المسلمین، سیرت النبیؐ، محکمہ اوقاف اور محکمہ تعلیم کے لیے بھی ان کی کوششیں اور خدمات کم نہیں، گویا ایک ذات تھی جو مکمل انجمن تھی۔ بہت سے کام ان کے علاوہ تھے اور کبھی تیوری نہیں چڑھائی۔ ہر کسی کی تسلی کا مکمل سامان، دوست داری اور شفقت عامہ کا یہ حال کہ جو بھی ملاقاتی ہے وہ یہ کہہ رہا ہے کہ جتنا تعلق مجھ سے ہے کسی سے نہیں۔ یہ ہمہ گیری خاصہ ذات تھی۔ فتنوں کی سرکوبی، مرتدوں منافقوں بدعقیدہ اور گستاخان رسول کے لیے وہ شمشیر برہنہ تھے ؎

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم   رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

۲۰ / اپریل ۱۹۸۴ء کو حسب معمول مولانا محترم نے نماز جمعہ کے اجتماع سے جامع مسجد گلزار حبیب ٹرسٹ ڈولی کھاتہ سولجر بازار میں خطاب فرمایا اس سے قبل وہ تین چار جمعے کراچی سے باہر رہے تھے۔ کراچی سے وہ مسجد وزیر خاں لاہور میں یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اجتماع سے خطاب کے لیے مدعو تھے۔ وہاں سے وہ شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کے لیے اسلام آباد تشریف لے گئے۔ ان

Marfat.com

کے معدے میں کوئی خلل واقع ہو گیا تھا جس کے سبب وہ مرچ مسالے والا کوئی کھانا نہیں کھا سکتے تھے۔ ہر اجلاس کے لیے وہ سینٹرل گورنمنٹ ہاسٹل میں قیام کرتے لیکن علالت طبع کے سبب پرہیزی کھانا اور طبیعت کے موافق آرام کے لیے اپنی بڑی بیٹی کے ہاں راولپنڈی میں قیام کیا۔ ان کے استاد محترم امام اہلسنت غزالی زماں رازیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان کے سالانہ جلسہ میں ہمیشہ مولانا کو مدعو کرتے اور مولانا سالانہ جلسے کے اجتماعات سے خطاب کرتے۔ علامہ کاظمی صاحب کو اپنے شاگرد اعظم مولانا اوکاڑوی صاحب سے خصوصی تعلق تھا وہ نہ صرف مولانا سے نہایت شفقت اور محبت سے پیش آتے رہے بلکہ تعظیم و تکریم اور بے پناہ فخر بھی فرماتے۔ یکم اپریل ۱۹۸۴ء کو سالانہ جلسے کی اختتامی نشست جاری تھی۔ مہتمم دار العلوم امجدیہ مفتی ظفر علی نعمانی اجلاس کی صدارت کر رہے تھے۔ اچانک شدید ہوا کے ساتھ اتنے چھینٹے پڑے کہ کیچڑ ہو گیا۔ علامہ کاظمی صاحب نے جو مولانا کو "حافظ صاحب" پکارتے فرمایا کہ مولانا حافظ محمد شفیع صاحب کو فوراً بلاؤ کہ وہ خطاب کریں۔ مولانا محترم اسٹیج پر آئے اور لوگوں سے کہا سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو میں دعا کرتا ہوں بارش ابھی بند ہو جائے گی مولانا نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ کریم یہ مدینۃ الاولیا ملتان شریف ہے۔ اس جلسہ گاہ کے ایک طرف حضرت غوث بہاء الحق والدین شیخ محمد ذکریا ہیں اور دوسری طرف شیخ رکن عالم تو ان دونوں بزرگوں کے طفیل بارش بند کر دے"۔ پورا مجمع اس بات کا گواہ ہے اور یہی بات امام اہلسنت علامہ کاظمی صاحب نے مولانا مرحوم کے سوم کے اجتماع سے منبر رسول پر مولانا مرحوم کی کرامت کے طور پر بیان فرمائی کہ مولانا نے ادھر دعا پوری کی اُدھر بارش بند ہو گئی اور کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ ہلا مولانا نے ڈیڑھ گھنٹہ اس مجمع سے خطاب کیا۔

ملتان سے دوبارہ اسلام آباد تشریف لے گئے جہاں مجلس شوریٰ کا اجلاس جاری تھا۔ مولانا سخت علیل ہونے کے باوجود دن بھر شوریٰ میں مصروف رہے

Marfat.com

اور رات اپنے معمول کے مطابق راولپنڈی کے گرد و نواح بلکہ دو دو سو میل کے فاصلے پر جاکر اجتماعات سے خطاب فرماتے رہے۔ انہیں عارضہ قلب ۱۹۷۴ء سے لاحق تھا۔ دل کے مریض کو درد دل کے لیے ایک گولی ANGISED ہر وقت ساتھ رکھنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ یہ گولی درد کو فوری طور پر کم کر کے مریض کو آرام پہنچاتی ہے لیکن اس کا شدید ترین نقصان یہ ہے کہ اس کی اکثریت سے خون کا دباؤ کم ہوتا چلا جاتا ہے اور دل کا مریض اس کا ایسا عادی ہو جاتا ہے کہ اس کو اس کے بغیر رہنا دشوار ہو جاتا ہے کچھ عرصے سے مولانا کو مسلسل شب و روز کی شدید محنت اور کم آرامی و کم خوراکی کے باعث کمزوری ہو گئی تھی اور مصروفیات تھیں کہ بڑھتی جا رہی تھیں اس لیے اس گولی کا استعمال کچھ زیادہ ہو گیا تھا۔ شوریٰ کے حالیہ اجلاس میں قصاص اور دیت کی بحث جاری تھی۔ اس مسودۂ قانون کو ترمیات کے بعد مکمل کر دیا گیا تھا لیکن کچھ عوامل کے اختلاف کے سبب یہ بحث کے لیے پھر ایوان کے سامنے پیش کیا گیا۔ خصوصی کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے مولانا بھی اہم رکن تھے، کمیٹی نے اوقات کار کی تعیین کے بغیر کام کرنا تھا کیونکہ انہیں صرف ایک ہفتے کی مہلت دی گئی تھی۔ راجا صاحب محمد ظفر الحق وزیر اطلاعات جو مذہبی امور کے وزیر بھی ہیں اس کمیٹی کے سربراہ تھے۔ مولانا نے حق مشاورت ادا کرنے میں کس حد تک کمال کا مظاہرہ کیا وہ تو راجہ صاحب یا ارکان کمیٹی ہی صحیح بتا سکیں گے۔ لیکن مولانا خلوص دل سے نظام مصطفےٰ کا نفاذ چاہتے تھے اور اسی خاطر مجلس شوریٰ کی رکنیت قبول کی تھی، وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ میری عزت منبرِ رسولؐ سے ہے مجلس شوریٰ کی ممبری سے نہیں۔ وہ کہا کرتے تھے کہ میرے لیے روزانہ اسٹیج سجائی جاتی ہے پھولوں کے ہاروں سے لاد دیا جاتا ہوں۔ دعائیہ نعروں کی گونج ختم نہیں ہوتی میرے یہ اعزاز صرف عشق مصطفےٰ اور ذکرِ رسول کی برکت سے ہیں اولیاءِ کرام کا فیضانِ نظر ہے وہ یہ بھی فرماتے تھے میں مر کر بھی نہیں مروں گا مرے مرنے کے بعد بھی خطیب پاکستان زندہ باد کے نعرے گونجتے رہیں گے کیونکہ میں ان کی شان بیان کرتا ہوں جن کا نام لیوا اور غلام کبھی مرتا نہیں، لوگوں کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔

Marfat.com

۱۵/ اپریل کی شب نشتر پارک کراچی میں اہل تشیع کے زیر اہتمام مولائے کائنات حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا یوم مبارک منایا جا رہا تھا اور مولانا خوارج کے علاوہ اتحاد بین المسلمین کے دل سے داعی تھے۔ علامہ عقیل ترابی نے بہ طور خاص شرکت کے لیے کہا تھا۔ ان کے والد علامہ رشید ترابی مولانا محترم کا دل وجان سے احترام کرتے تھے۔ جناب ہادی عسکری نے شدت سے اصرار کیا تو مولانا نے وعدہ فرما لیا۔ ۱۴/ اپریل کو ان کا کراچی آنے کا پروگرام تھا مگر میرپور آزاد کشمیر کے احباب مصر ہو گئے کہ آج رات ہمارے ہاں محفل میلاد سے آپ خطاب فرمائیں اور صبح پہلی پرواز سے کراچی روانہ ہو جائیں دن بھر خصوصی کمیٹی کے اجلاس نے تھکا دیا تھا مگر ۱۰ بجے سفر کر کے میرپور گئے۔ لوگ ۱۲ بجے بھی ان کے منتظر تھے اور تقریر کے فوراً بعد واپس راولپنڈی کے لیے روانہ ہو گئے صبح ۴ بجے راولپنڈی پہنچے، نماز فجر ادا کر کے ناشتہ کیا اپنی بیٹی اور داماد سے کچھ دیر باتیں کرتے رہے، یہ ان کی راولپنڈی میں آخری مصروفیت تھی اور سرزمین پنجاب میں ان کا آخری خطاب تھا۔ صبح کی پہلی پرواز سے وہ کراچی آئے۔ وی آئی پی لاونج میں ان کے فرزند اکبر جناب کوکب نورانی نے ان کا استقبال کیا۔ مولانا گھر تشریف لائے۔ ان کی تھکن اور بے خوابی ان کے چہرے سے عیاں تھی۔ کوکب نورانی کا کہنا ہے کہ مولانا سفر پر جاتے اور آتے ہوئے میری موجودگی ضروری جانتے اور ہر مسئلے پر تبادلۂ خیال کرتے احوال سنتے اور سناتے۔ اس روز ہوائی اڈے سے گھر تک آتے ہوئے والد محترم نے صدر ضیاء الحق سے اپنی تازہ ملاقات کی روداد، اپنے سفر کی مختصر مصروفیات قصاص اور دیت کے قانون اور خصوصی کمیٹی سے متعلق اپنی کوششوں اور علالت طبع کی گفتگو کی۔ گھر آ کر وہ کچھ دیر گھریلو امور پر گفتگو کرتے رہے اور پھر اس خیال سے کہ شام بہت بڑے جلسے سے خطاب کرنا ہے۔ کچھ دیر کے لیے محو خواب ہو گئے لیکن لوگوں نے انہیں زیادہ دیر آرام نہ کرنے دیا۔ بالآخر وہ رات جلسے میں تشریف لے گئے۔ اس جلسے کے شرکاء میں وفاقی وزیر محنت غلام دستگیر خاں سید غوث علی شاہ وزیر تعلیم سندھ اور علامہ عقیل ترابی شامل تھے۔ مولانا نے ڈیڑھ گھنٹے تک عالمانہ

Marfat.com

تحقیق پر مبنی دلائل کے ساتھ خلیفۂ چہارم مولائے کائنات کی شان و عظمت بیان کی۔
یہ کراچی میں جلسۂ عام سے ان کا آخری خطاب تھا جو اتحاد بین المسلمین اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور خدمت دین و ملت کے جذبات و نصیحت سے مزین تھا۔ ۱۸/اپریل بدھ کی رات انہوں نے خیر پور میرس سندھ میں شانِ اہل بیت بیان کی یہ ان کا آخری جلسۂ عام تھا۔ وہ تمام زندگی محبت رسول کا درس دیتے رہے۔ قرابت رسول ان کے لیے اپنی قرابت سے محترم تھی وہ آلِ رسول اور قرابت رسول پر دل و جان سے فدا تھے۔ ان کے آخری دنوں خطابات آلِ رسول کے مدح پر مبنی تھے یہ بھی ان کا ایک نمایاں اعزاز ہے۔ اگلے روز اپنے ایک دوست کی والدہ کی سوئم کے فاتحہ کے اجتماع سے موت، عالم برزخ اور ایصال ثواب کے موضوع پر خطاب فرمایا۔
جامع مسجد گلزار حبیب میں جمعہ ۲۰/اپریل کے اجتماع سے خطاب کے بعد انہوں نے خود اپیل کی کہ سب ان کے لیے خصوصی طور پر صحت و تن درستی کی دعا کریں۔ جامع مسجد گلزار حبیب رہتی دنیا تک ان کی بہترین یادگار رہے گی۔ مولانا نے اپنی حیات ظاہری میں یہ ایک ہی مسجد ہے جس کی بنیادوں سے تعمیر شروع کی وہ خود فرماتے تھے کہ میں جس خلوص سے یہ مسجد بنا رہا ہوں اتنے خلوص سے میں نے شاید کوئی کام کیا ہو صرف اس لیے کہ فرمان گرامی ہے جو زمین پر اللہ کا گھر بناتا ہے اللہ جنت میں اس کا گھر بناتا ہے۔ راقم عرض کرتا ہے کہ جو زمین پر اللہ کا گھر جتنا خوب صورت بناتا ہے اللہ تعالے جنت میں اس کا گھر ہزار درجے زیادہ خوب صورت بناتا ہے۔
مسجد گلزار حبیب ابھی زیر تعمیر ہے لیکن جس قدر بن چکی ہے اس کو دیکھنے والا ہر شخص اس کے حسن و جمال اور تزئین و آرائش کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ رب العزت جلّ مجدہٗ الکریم نے حضرت مولانا مرحوم کو جنت الفردوس میں جو گھر دیا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ خوب صورت اور عمدہ ہوگا۔ مسجد کے دروازے تین لاکھ روپے کے لگ بھگ رقم کے خرچ سے بن رہے ہیں جن میں سے صرف چالیس ہزار روپے ابھی بنانے والوں کو ادا کیے گئے ہیں۔ مولانا نے جمعہ کے خطاب

Marfat.com

کے آخر میں اس کی تفصیل بتائی وہ مسجد پر ہونے والے تمام اخراجات اور ان کی تفصیل نمازیوں کے گوش گزار تے یہ ان کا معمول تھا۔ چندے کی اپیل بھی کی پھر نماز پڑھائی۔ مسجد گلزار حبیب کے نمازیوں نے اس روز آخری بار خطیب پاکستان کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کی۔ نماز جمعہ کے بعد وہ مسجد انتظامیہ کے باقی ارکان کو مسجد کی آئندہ تعمیر اور مسجد سے ملحق دینی درس گاہ جامعہ اسلامیہ گلزار حبیب کا تمام نقشہ سمجھاتے رہے جس پر ان سب کو حیرت تھی۔ نماز جمعہ کے بعد مولانا گھر تشریف لائے ان کے ایک مداح اور قریبی ساتھی عزیزہ حاجی علاؤالدین ان کے ساتھ تھے۔ اس شام حاجی علاؤالدین کے ساتھ مولانا ایک نجی تقریب میں تشریف لے گئے وہاں سے جب لوٹے تو بیماری شدت اختیار کر چکی تھی۔ شب کے تیسرے پہر انہیں دل کا درد شروع ہوگیا۔ اور ANGISED کی متعدد گولیوں سے بھی افاقہ نہ ہوا۔ تکلیف اتنی بڑھی کہ سانس لینے میں دشواری ہونے لگی۔ ان کے فرزندان کوکب نورانی، حامد ربانی اور ان کی اہلیہ محترمہ ان کے پاس تھیں۔ طے پایا کہ اسی وقت مولانا کو قومی ادارہ برائے امراض قلب لے جایا جائے۔ مولانا بمشکل اُٹھے، وضو کیا اور دو رکعت نماز نفل ادا کی۔ اور زیر لب کچھ دعا کرتے رہے۔ فجر کے قریب انہیں ہسپتال لے جایا گیا۔ مولانا گھر سے نکلتے وقت اپنی خواب گاہ میں گئے اور پھر اپنے بچوں کے کمرے میں آئے۔ اور پھر دعائیں پڑھتے ہوئے گھر سے نکلے۔ ایک نظر گھر کو دیکھا اور پھر موٹر میں بیٹھ کر ہسپتال پہنچ گئے اور مولانا گھر میں تہبند (تہمد) اور کرتے میں ملبوس رہتے۔ سادگی ان کا شعار تھی۔ سر پہ ٹوپی اور کندھے پر سبز پھولوں والا رومال تھا۔ ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں ڈاکٹر اور عملہ نیند کر رہے تھے۔ کوکب نورانی نے انہیں بیدار کیا اور ڈیوٹی ڈاکٹر کو کہا کہ ڈاکٹر سید اسلم سے فوری رابطہ کریں کہ وہ قریب موجود ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر نے کہا کہ آپ ان سے خود بات کریں کیونکہ میں انہیں علی الصبح بلا نہیں سکتا۔ کوکب نورانی نے ڈاکٹر سید اسلم سے بات کی وہ فوراً تشریف لے آئے مگر ان کے وہاں پہنچنے تک مولانا کو ایک بار پھر دل کا دورہ پڑا یہاں تک کہ سانس اکھڑنے لگی فوراً انہیں مختلف

Marfat.com

انجکشن دیئے گئے اور انتہائی طبی نگہداشت کے کمرے میں داخل کر لیا گیا۔ اسی شام مولانا کے گھر ایک نجی تقریب تھی۔ جس کے لیے راولپنڈی سے مہمان دوپہر تک کراچی پہنچنے والے تھے۔ مولانا نے ڈاکٹر سے فرمایا مجھے ابھی دوا دے دیں میں کل داخل ہو جاؤں گا۔ ڈاکٹر سیّد اسلم نے کہا مولانا آپ کی صحت اجازت نہیں دیتی ورنہ آپ کی خواہش پوری کی جاتی۔ باوجود شدید تکلیف کے مولانا کے چہرے پر کوئی کرب نہیں تھا۔ کچھ دیر بعد مولانا کی حالت قدرے بہتر ہو گئی۔ مولانا کے بڑے صاحبزادے کوکب نورانی اپنے چھوٹے بھائی حامد ربانی کو مولانا کے پاس چھوڑ کر گھر آئے تاکہ اہل خانہ کو مطلع کر دیں اور ضروری سامان لے جائیں۔ انہوں نے گھر آکر صدر مملکت کو فون کیا تاکہ ہسپتال کا عملہ اور معالجین مولانا کی نگہداشت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں کوکب نورانی دوبارہ ہسپتال چلے گئے۔ قومی ادارہ برائے امراض قلب کے ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد شریف بھی اس وقت تک تشریف لا چکے تھے۔ انہوں نے بغور مولانا کو دیکھا اور کوکب نورانی کو صورت احوال بتائی۔ ابھی ڈاکٹر محمد شریف صاحب مولانا کو دیکھ کر اپنے کمرے میں گئے تھے کہ صدر مملکت نے انہیں فون کیا اور مولانا کی ہر طرح نگہداشت کے لیے خصوصی تاکید کی۔ ڈاکٹر محمد شریف نے صدر مملکت کے فون کی اطلاع خود آکر مولانا کو دی۔ مولانا نے ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا۔ کچھ ہی دیر بعد صدر مملکت کی طرف سے ایک خوشنما گلدستہ مولانا کو پیش کیا گیا۔ جناح پوسٹ گریجویٹ میڈیکل سینٹر کے ڈائریکٹر پروفیسر ڈاکٹر محمد یونس اسی وقت آئے اور سیکرٹری وزارت صحت اور ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ کی طرف سے مولانا کی عیادت کی اور وزارتِ صحت کی ہدایات سے کوکب نورانی کو بھی آگاہ کیا۔ ڈاکٹر محمد شریف نے وزارت صحت کی طرف سے ایک گلدستہ خود مولانا کو پیش کیا۔ ڈاکٹر سید اسلم کا کہنا تھا کہ عوام کو باخبر نہ کیا جائے کیونکہ مولانا کو بہت آرام کی ضرورت ہے اور مولانا کے مداح عملے کی پابندیوں کو قبول نہیں کریں گے اور ہم مولانا سے کسی کو ملنے نہیں دیں گے۔ تاہم کوکب نورانی کا مؤقف یہ تھا کہ مداحوں سے میں نمٹ رہوں گا

Marfat.com

لیکن بالآخر کرنا اس لیے ضروری ہے کہ لوگ دعائیں کریں گے اور ہمیں مولانا کی صحت یابی کے لیے دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔ جامع مسجد گلزار حبیب میں قرآن خوانی شروع کروادی گئی، صدقہ کیا گیا اور ضروری احباب کو بذریعہ ٹیلی فون آگاہ کر دیا گیا باوجود اس کے کہ ابھی عام اطلاع نہیں کی گئی تھی پھر بھی لوگ ہسپتال پہنچنا شروع ہو گئے۔ ملاقات پر پابندی تھی اس لیے آنے والوں کے لیے ایک کتاب رکھ دی گئی تاکہ وہ اپنے جذبات اور دعائیہ کلمات محفوظ کرواسکیں۔ رات گئے مولانا کو کتاب میں تحریر شدہ کلمات وغیرہ پڑھ کر سنا دیئے جاتے۔ جناب کوکب نورانی نے اسی شام اخبارات کو مولانا کی علالت کی خبر بھجوادی جو اگلے روز اخبارات میں شائع ہو گئی۔ اس خبر کے شائع ہوتے ہی مولانا کے گھر ٹیلی فون کی گھنٹی بجنی شروع ہو گئی۔ ممانعت کے باوجود ہسپتال میں مولانا کے مداحوں کا ہجوم ہو گیا جسے مولانا کے فرزند اور متعلقین سمجھا کر واپس کرتے رہے۔ مولانا شدید تکلیف کے باوجود ہشاش بشاش نظر آتے تھے۔ چند خصوصی احباب کو مولانا کے اصرار پر صرف ملنے اور دیکھنے کی اجازت دے دی گئی گورنر سندھ کی طرف سے اس روز ایک گلدستہ اور دعائیہ پیغام مولانا تک پہنچایا گیا حاجی علاؤالدین آئے تو دو گھنٹے تک مولانا کے پاس بیٹھے رہے اور مولانا ان سے غوثِ زمانہ جنید العصر فرید الدھر حضرت گنج کرم پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب بخاری حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے کشف و کرامات کی باتیں کرتے رہے معالجین نے منع کیا کہ زیادہ گفتگو نہ کریں مگر مولانا نے فرمایا میں جن کا نام لے رہا ہوں ان کے نام اور ذکر کی برکت سے مردے جی اُٹھتے ہیں۔ آپ کیا جانیں کہ ان کے ذکر سے میرے دل کو کتنی تقویت مل رہی ہے وہ اپنے پیرو مرشد شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت میاں غلام اللہ صاحب المعروف حضرت ثانی صاحب شرقپوری علیہ الرحمۃ کا ذکر مبارک کرتے رہے۔ الحاج صوفی رحمۃ اللہ رحمانی آئے تو فرمایا، صوفی صاحب دعا کریں اللہ تعالےٰ ہمت دے تاکہ میں مسجد گلزار حبیب مکمل کر سکوں۔ یہ ان کی آخری خواہش تھی اس روز انہوں نے اپنے فرزند کوکب نورانی کو ان مہمانوں کی خدمت

Marfat.com

پر مامور کیا جو راولپنڈی سے آئے تھے۔ کوکب نورانی رات کو جب اپنے والد گرامی کے پاس گئے تو معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ مولانا بیمار ہیں۔ کچھ دیر وہ مہمانوں کی باتیں کرتے رہے صدر مملکت کے نام خط لکھا۔ یہ ان کی آخری تحریر تھی۔ مولانا نے صدر مملکت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہی لکھا کہ خدا کرے کہ ملک میں نظام مصطفٰے کے نفاذ کا سہرا آپ کے سر بندھے اور صدر مملکت کو بھرپور تاکید کی کہ وہ اہلسنت وجماعت کے حقوق کا ہر طرح خیال رکھیں۔ ۲۳/ اپریل ۱۹۸۴ء کا سورج طلوع ہوا۔ پیر کا دن تھا۔ مولانا چونکہ بستر سے ہل نہیں سکتے تھے اس لیے اشاروں سے نماز ادا کرتے رہے۔ وہ جتنی دیر خاموش رہتے دل ہی دل میں اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔ دوپہر کوکب نورانی ان کے پاس پہنچے تو وہ آرام کر رہے تھے۔ کوکب نورانی کہتے ہیں کہ میں کسی آہٹ کے بغیر کمرے میں جاکر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد ابّا جان کی آنکھ خود بخود کھل گئی۔ میں نے سلام کیا۔ والد صاحب نے جواب دیا۔ کچھ لمحے میری طرف دیکھتے رہے۔ پھر مجھے قریب بلایا۔ ایک ہاتھ کندھے پر رکھا کیونکہ دوسرے ہاتھ میں ڈرپ کی سوئی پیوست تھی فرمایا بیٹا میں نے ایک خواب دیکھا ہے پھر خواب سنا کر فرمایا۔ اب رخصتی کا وقت قریب ہے۔ میں اپنی جگہ بیٹھا نہ رہ سکا اٹھ کھڑا ہوا اور والد صاحب کا ہاتھ تھام کر عرض کی ابّا جان اللہ تعالےٰ آپ کو ہماری عمر بھی دے۔ ایسا نہ کہیئے ہمیں آپ کی بہت ضرورت ہے۔ ہم بے قدرے سہی مگر آپ کی محبت بہت رکھتے ہیں۔ آپ نے ہی ہماری ہر ضرورت کو پورا کیا ہے ہر ناز و نعم سے ہماری پرورش کی ہے۔ اب ہمارا وقت آیا ہے ہمیں اپنی خدمت سے محروم نہ کیجیے۔ اب ہم آپ کو مزید محنت نہیں کرنے دیں گے۔ ہمیں چھوڑ کر جانے کا خیال بھی نہ کیجیے۔ والد صاحب میری باتیں سن کر مسکرائے۔ دعائیں دیں پھر فرمایا میں چند وصیتیں کرنا چاہتا ہوں میں نے عرض کی ابّا حضور آپ اچھے ہو جائیں گے۔ ایسی باتیں نہ کیجیے۔ فرمایا بہرحال تم سن لو اور یاد کر لو کہیں مجھے بھول نہ جائیں، یہی سمجھ لو میں تمہارے ذمے چند کام لگا رہا ہوں اور پھر شام تک گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ کون سی بات تھی یا کون سا

Marfat.com

تعلق تھا جس کے متعلق انہوں نے مجھ سے نہ کہا ہو مئی کے پہلے ہفتے میں آزاد کشمیر دو دن معراج شریف کے اجتماعات کے لیے وعدہ کیا ہوا تھا۔ انہوں نے آمدورفت کا کرایہ والد صاحب کو دے دیا تھا۔ اس لمحے بھی وہ نہ بھولے۔ سخت تاکید کی کہ وہ فوراً ادا کرنا بچوں کے متعلق، دیگر عزیزوں کے متعلق ہدایات دیں اسی دوران کسی ملاقاتی نے مجھے طلب کیا۔ سلسلہ کلام منقطع ہو گیا۔ دریں اثنا علامہ عبدالمصطفےٰ الازہری، مفتی ظفر علی نعمانی اور صوفی محمد حنیف اوکاڑوی ان سے ملے۔ صوفی محمد حنیف اوکاڑوی سے چونکہ گھریلو تعلقات ہیں اور یہ وہ ہیں جو مولانا کے ساتھ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران جیل میں قید رہے تھے۔ ان کے پیر بھائی بھی ہیں۔ انوار العلوم ملتان کے جلسے سے متعلق بارش بند ہونے کا واقعہ اور علامہ کاظمی صاحب کی ایک خصوصی مہربانی کا ذکر ان کی موجودگی میں کرتے ہوئے ایک ہدایت اور کی کہ اوکاڑا فون کر کے بھائی لطیف (میرے چچا) کو کہوں کہ وہ حضرت صاحب کرماں والوں کے مزار پُر انوار پر جا کر عرض کریں اور دعا کریں اور حاجی فضل احمد موڑگا کو لاہور فون کروں کہ وہ شرقپور شریف شیر ربانی حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین میاں شیر محمد صاحب شرقپوری علیہ الرحمۃ اور حضرت ثانی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کے مزار پر عرض کریں اور دعا کریں۔ اس کے بعد صرف سلام کے لیے عزیزی شوکت علی، حاجی عمر بچو بھائی اور ان کے فرزند بھی ان کے قریب آئے۔ ایک سیّد نوجوان آیا اس نے دُور سے جھلک دکھائی تو مجھے فرمانے لگے۔ اسے اندر بلا لو، یہ میرا بہت دیوانہ ہے۔ اسے مایوس نہ کرنا۔ میں ان سے کیا کہتا، ابّا جان، کون ہے جو آپ کا دیوانہ نہیں، آپ اس برگزیدہ رسول کے محبوب ہیں جس کا خدا بھی محبوب ہے اور یہ سب آپ کے دیوانے ہیں عزیزی سیّد جنید کچھ لمحے والد صاحب کے پاس بیٹھے۔ والد صاحب نے انہیں دعا کے لیے کہا۔ اس نوجوان نے وہیں دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیے۔ والد صاحب نے بھی ہاتھ اٹھائے میں بھی شامل دعا ہو گیا۔ میں نے نماز ادا کی تو سمت قبلہ کا تعین غلط کر گیا۔ صحیح سمت بتا کر مجھے دوبارہ نماز پڑھنے کے لیے فرمایا۔ اتنے میں

Marfat.com

مولانا غلام حیدر رنگ آگئے۔ یہ والد صاحب کے سیکرٹری ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں جب قاتلانہ حملہ ہوا جب سے ساتھ ہیں۔ ان کی موجودگی میں نشتر پارک کے جلسے کی بات ہوئی جو کراچی میں ان کا آخری جلسہ تھا۔ وزیر محنت غلام دستگیر خاں نے مولانا کی تقریر پر توصیفی کلمات کہے تھے۔ وہ سنائے مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ مجھ سے تیل منگوایا تھا بالوں میں لگانے کے لیے۔ مجھے کچھ دیر کے لیے گھر آنا تھا۔ غلام حیدر صاحب سے کہہ آیا کہ تیل آپ لگا دیجئے گا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ وہ تیاری کر رہے ہیں ورنہ میں گھر آنا مؤخر کر دیتا اور خود تیل لگاتا۔ ایک گھنٹے کے لیے میں گھر آیا اور پھر ان کے پاس پہنچ گیا کیمرہ ساتھ لے گیا تھا۔ میں نے ان کی تین تصویریں بنائیں یہ ان کی آخری تصویریں ثابت ہوئیں۔ ان کے چہرے پر غصہ تھا اور یہ وہاں موجود ڈاکٹروں کے لیے تھا۔ ۲۱/ اپریل کی صبح سے ان کے بازو اور ہاتھ کی نسوں میں انجکشن اور ڈرپ کی سوئیاں پیوست تھیں۔ روز ان کی جگہ بھی بدلی جاتی رہی۔ اس شب ایک نو آموز ڈاکٹر کوئی ایک گھنٹے تک انہیں پریشان کرتا رہا۔ ان کے چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ تکلیف میں ہیں اور ڈاکٹر کو اس کا احساس نہیں تھا۔ والد صاحب نے کمال ضبط سے یہ کہا کہ میرے عزیز مجھے تختۂ مشق نہ بنائیں، مریض کے آرام کو مقدم سمجھنا چاہیے آپ نے میرا بازو چھلنی کر دیا ہے۔ دو دن ڈرپ لگی رہی ہے۔ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ آج آپ نہ جانے کیا کچھ کر رہے ہیں۔ میں نے اس ڈاکٹر سے کہا آپ ڈرپ کی جگہ نہ بدلیں اور بہتر ہے کہ والد صاحب کو مزید کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ میری والدہ محترمہ اس حالت میں والد صاحب قبلہ سے کوئی بات بھی نہ کر سکیں۔ رات کے ساڑھے گیارہ بج چکے تھے۔ میں والدہ کے ہمراہ گھر آگیا۔ چھوٹے بھائی حامد ربانی کو والد صاحب کے پاس چھوڑ آیا۔ میرے دل کو قرار نہیں تھا۔ نہ جانے ہاتھوں پیروں میں سے جان نکلی جا رہی تھی مجھے کسی پہلو آرام نہیں تھا۔ رات کا تیسرا پہر شروع ہوا تو بھائی کا فون آگیا کہ والد صاحب کی طبیعت اچھی نہیں فوراً آجائیں۔ میں بہ مشکل پانچ منٹ

Marfat.com

میں پہنچا تو ڈاکٹر سید اسلم وہاں موجود تھے۔ میرا ماتھا ٹھنکا۔ دل میں درود شریف کا ورد جاری ہوگیا۔ والد صاحب کے کمرے میں پہنچا انہوں نے آنکھ اٹھا کر مجھے دیکھا میں نے سلام کیا۔ سر کے اشارے سے جواب دیا۔ فرمایا میرے پیر سو گئے ہیں انہیں دباؤ میں پیر دباتا رہا۔ ڈاکٹر نے بتایا خون کا دباؤ بہت کم ہوگیا ہے۔ بلکہ ختم ہوتا جارہا ہے اس لیے جسم سوتا محسوس ہو رہا ہے۔ والد صاحب نے پھر فرمایا گردن اور پشت دباؤ۔ میں دباتا رہا۔ ڈاکٹروں نے کارڈیوگرام لینا چاہا۔ مگر ابا جان بہت ہل رہے تھے۔ ڈاکٹر کامیاب نہ ہوسکے۔ میں نے فوراً ڈاکٹر محمد شریف کو بلانے کے لیے کہا ۲ بج کر ۳۵ منٹ ہوچکے تھے۔ آکسیجن پوری اسپیڈ سے دی جارہی تھی۔ ڈاکٹر محمد شریف آئے۔ ایک نظر والد صاحب کو دیکھا۔ پھر میری طرف دیکھا، باہر لے گئے۔ میں نے پوچھا ڈاکٹر صاحب کیا یہ سنبھل نہیں پائیں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ نہیں ان پہ نہایت شدید دورہ پڑا ہے اور اب ہم کچھ نہیں کرسکتے۔ میں نے کہا ڈاکٹر صاحب میری زندگی حاضر ہے کوئی حیلہ کوئی آخری کوشش لیکن ڈاکٹر صاحب نے یہی کہا کہ کسی کو فوری بلانا ہو تو بلالو۔ والدہ کو ٹیلی فون کیا اور خود والد صاحب کے پاس گیا۔ ان کا وہ ہاتھ جس میں ڈرپ لگی ہوئی تھی وہ ہاتھ میرے ہاتھوں میں تھا۔ مجھے فرمانے لگے۔ مجھے بہت تکلیف ہورہی ہے۔ پھر فرمایا پانی، میں نے گلاس فوراً منہ سے لگایا بمشکل انہوں نے ایک گھونٹ پیا۔ یہ ان کی آخری خوراک تھی۔ میں نے عرض کی ابا جان حضرت صاحب کو پکاریں۔ حضرت ثانی صاحب کو حضرت صاحب کرماں والوں کو میری طرف دیکھ کر سامنے اشارہ کیا۔ یہ کہ وہ تو میرے سامنے ہیں۔ میں نے درود شریف کے ورد کے ساتھ بارگاہ مصطفوی میں استغاثہ کیا۔ یارسول اللہ! انہیں ہم سے جدا نہ کیجیے اور اگر ان کا وقت پورا ہوگیا ہے تو تشریف لائیے اور یہ مرحلہ آسان فرمائیے۔ آپ ہی کا فرمان ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے حالت بیداری میں ضرور دیکھے گا اور آپ انہیں دو مرتبہ خواب میں زیارت کروا چکے

Marfat.com

ہیں۔ آپ کا فرمان حق ہے تشریف لائیے۔ خدا گواہ ہے حاشا وکلا کہ والد صاحب تین مرتبہ احتراماً جھکے اور فرمایا بڑی مہربانی۔ بڑی مہربانی۔ میرا چھوٹا بھائی اور موجود عملہ گواہ ہے کہ وہ کچھ بولتے رہے جسے ہم باآسانی نہیں سُن سکے۔ بمشکل کچھ الفاظ سنائی دیئے۔ یقیناً سرکار دو عالم تشریف لائے تھے اور والد صاحب انہی کے احترام میں جھکے تھے اور انہی سے ہم کلام تھے۔ یہاں تک کہ سکراتِ موت شروع ہو گئے اس کے باوجود کہ ہاتھوں میں ڈرپ کی سوئیاں پیوست تھیں پوری بلندی تک نہایت سکون سے ہاتھ اٹھائے۔ میں نے عرض کی کہ غوث پاک کو پکاریں۔ اثبات میں سر ہلایا اور اُن کو پکارا۔ اسی دوران ہائے نکل گئی۔ عرض کی ابا جان ہائے نہ کہیں درود شریف پڑھیں۔ اس وقت کوئی چار احباب میرے علاوہ کمرے میں موجود تھے۔ مولانا نے تمام تکلیف بھول کر درود شریف پڑھا ؛ اللھم صلی علی سیدنا ومولانا محمد معدن الجود والکرم والہ وصحبہ وبارک وسلم۔

یہ ان کی آخری آواز تھی جو ہمارے کانوں میں پڑی۔ تمام ڈاکٹر اور عملہ جمع ہو چکا تھا اتنے میں والدہ آئیں انہیں کمرے کے شیشے سے ایک جھلک دکھائی کہ وہ پردہ نشیں خاتون کہیں ضبط نہ کھو بیٹھے۔ مولانا کو خبر دی گئی کہ اذان ہو رہی ہے۔ انہوں نے ہاتھ اٹھائے۔ اتنے میں ڈاکٹروں نے انہیں لٹا دیا اور منہ میں سانس لینے کے لیے ربڑ کا پمپ لگا دیا اور پھر چند ساعتوں کے بعد پانچ بج کر پانچ منٹ پر سانس کی ڈور ٹوٹ گئی، قلب جاری تھا اور پھر پانچ بج کر ۱۵ منٹ پر پروانۂ شمع رسالت نے اپنی جان اللہ کے حضور پیش کر دی۔ میں نے قدم چومے اور عرض کی ابا جان آپ کو رسول اللہ لے گئے۔ فی امان اللہ ابا جان فی امان اللہ ورسولہ ابا جان۔ حامد ربانی ہچکیاں بھرنے لگا۔ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر صبر و ہمت کے لیے کہا اسے فوراً گھر بھجوا دیا۔ ڈاکٹروں نے موت کا پروانہ لکھ کر میرے ہاتھوں میں تھما دیا۔ میں اس لمحے تنہا تھا۔ مجھ پر اب کڑی دھوپ تھی۔ کوئی سایہ نہیں تھا صرف خدا اور رسول کی عنایت کے میرا کوئی آسرا نہیں تھا۔ ڈاکٹر محمد شریف نے پوچھا۔ کوکب کیا پروگرام ہے ؟

Marfat.com

ہمارا مشورہ کہ جسم سرد خانے میں رکھوا دو کیوں کہ ان کے ناک سے خون بہہ رہا ہے۔ جسم کو گرمی پہنچے گی تو خون زیادہ بہے گا اور جسم کو تکلیف ہوگی۔ جب تدفین کرنی ہو گی چار گھنٹے پہلے آنا اور یہیں غسل دے کر لے جانا۔ میں نے اس وقت انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ صرف یہی کہا کہ فی الحال انہیں سرد خانے میں رکھ لیں میں گھر جا کر پروگرام طے کرتا ہوں۔ والد صاحب کے پاس آیا عملہ انہیں سرد خانے میں لے جانے کے لیے تیار کر رہا تھا۔ ان کی جیب سے کاغذات نکالے ایک خصوصی تعویز جس کا ذکر شام مجھ سے کیا تھا اور اجازت دی تھی۔ ٹیلی فون انڈکس، ایک دو احباب کے پتے اور مبلغ سات روپے، ایک پانچ کا نوٹ اور ایک ایک روپے کے دو نوٹ تھے۔ ہاتھ میں گھڑی۔ انگشت میں انگشتری جس کے لیے فرماتے تھے بعد از وفات ہی اترے گی۔ اس میں در تعویز تھے۔ گریبان پر بٹن تھے جن میں عقیق جڑے ہوئے تھے یہ حضرت محبوب رحمانی پیر محمد فاروق رحمانی علیہ الرحمۃ کا ہدیہ تھے۔ عملے نے یہ سب کچھ مجھے دے دیا والد صاحب کے سرہانے صدر مملکت، وزارت صحت اور گورنر سندھ اور ریٹائرڈ ایڈمرل ایم آئی ارشد کے بھیجے ہوئے گل دستے رکھے تھے رات میں نے کہا تھا کہ ابّا جان پھول سوکھ چکے ہیں میں انہیں لے جاتا ہوں۔ فرمایا آج کی رات اور رہنے دو صبح لے جانا۔ صبح ہو گئی تھی۔ اب سب کچھ لے جانا تھا۔ تیل کی شیشی ان کا چشمہ اور کنگھی شیشہ، ٹوپی سب کچھ لے آیا۔ گھر پہنچا تو والدہ نے تنہا آتے ہوئے دیکھا تو ان سے رہا نہ گیا۔ میں صرف اتنا کہہ سکا امی حضور، آپ کے دُولہا رخصت ہو گئے۔ ہم یتیم ہو گئے امی جان ہم یتیم ہو گئے۔ وہ مجھ سے لپٹ کے بہت روئیں میں نے عرض کی امی جان! مجھے دعا دیں کہ ہمت سے لحد میں اتارنے تک سب مراحل بخوبی انجام دے سکوں۔ میں ہمت کھو بیٹھا تو کچھ نہیں ہو سکے گا۔ ٹیلی فون پر سب سے پہلے صدر مملکت کو فون کیا وہ شاید محو خواب تھے یا فون نہیں سُن سکتے تھے۔ ملٹری سیکرٹری کو تفصیل بتا دی۔ ڈائریکٹر جنرل نیوز سے رابطہ قائم کیا تاکہ ریڈیو سے خبروں میں نشر ہو جائے۔ قریبی عزیزوں کو فون کیا حضرت کرماں والوں

Marfat.com

کو اطلاع دی۔ اوکاڑا اپنی دادی جان کو اطلاع دی کہ اپنے بیٹے کو رخصت کرنے پہنچ جائیں ملتان علامہ کاظمی صاحب کو فون کیا وہ پہلے ہی اپنے داماد کے سانحہ ارتحال کا صدمہ دل پر لیے ہوئے تھے۔ سخت بیمار تھے مگر عرض کی کہ حضرت تشریف لائیں۔ آپ امام اہل سنت ہیں۔ ان کے استاذ ہیں میرے بھی استاذ ہیں، ہمارے بزرگ ہیں۔ حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی صاحب کو اطلاع کروائی وہ ہمارے نہایت شفیق بزرگ بھی ہیں اور والد صاحب کے اور میرے استاد بھی۔ ہمارا تمام گھرانہ ان تینوں بزرگوں کا بے حد احترام کرتا ہے اور ان کی سلامتی و عافیت کے لیے دست بہ دعا رہتا ہے۔ سات بجے کی خبروں میں وصال کی خبر نشر ہوگئی اور پھر جنگل کی آگ کی طرح ملک بھر میں پھیل گئی راقم عرض کرتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ لوگ آہ و بکا کرتے دھاڑیں مار کر روتے ہوئے مولانا کے گھر جمع ہونے لگے۔ ٹیلی فون مسلسل بجتے رہے۔ کوکب نورانی کو اللہ سلامت رکھے۔ نہایت ضبط سے تمام لوگوں سے مل رہے تھے۔ خود مغموم تھے مگر دوسروں کو حوصلہ دے رہے تھے۔ فون پر مولانا غلام حیدر رنگ کو بٹھا دیا مگر ہر شخص کوکب نورانی سے بات کرنا چاہتا تھا۔ ہر کسی کو گویا اس خبر کی صداقت میں شبہ تھا۔ لوگ جنازہ و تدفین کا پروگرام پوچھ رہے تھے۔ زنان خانے میں الگ کہرام مچا ہوا تھا۔ ابھی خبر نشر ہوئے ایک گھنٹہ نہیں گزرا تھا کہ پورا گھر لوگوں سے بھر گیا۔ طلباء اور کچھ لوگ قرآن خوانی اور اذکار میں مشغول ہوگئے۔ باقی تعزیت کرنے والے مولانا کے فرزندوں سے مل رہے تھے۔ مولانا کے منجھلے فرزند محمد سبحانی اس سانحہ کے بعد تیز گام سے کراچی پہنچے وہ اپنے ایک عزیز کی شادی میں شرکت کے لیے راولپنڈی گئے ہوئے تھے۔ ان کی اپنے والد سے آخری ملاقات راولپنڈی میں ہی ہوئی حاجی علاؤالدین صاحب نے فوراً ٹینٹ وغیرہ نصب کروائے۔ ٹھنڈے پانی کا انتظام کیا گیا۔ گلزار حبیب ٹرسٹ کے اراکین کوکب نورانی سے ملنے آئے تو کوکب نورانی نے کہا کہ آپ میرے پاس نہ ٹھہریں بلکہ مسجد لوٹ جائیں۔ مولانا کی وصیت و خواہش کے مطابق اسی جگہ تدفین ہوگی جو وہ نہ صرف مقرر کر گئے ہیں بلکہ بنوا گئے

Marfat.com

ہیں۔ فوراً سنگِ مرمر کے عمدہ تختے حاصل کریں اور ہر تختے پر قرآن شریف پڑھیں۔ اتنے میں مستری حاجی عبدالغفور صاحب اور محمد شفیع قریشی آ گئے۔ یہ ماہر تعمیرات ہیں اور مولانا کے دیرینہ معتقد بھی۔ مستری عبدالغفور سے کوکب نورانی نے کہا کہ یہ رہائش گاہ جہاں والد صاحب رہتے تھے آپ نے ہی بنائی تھی۔ ان کی آخری آرام گاہ بھی آپ بنائیں باوضو رہیں اور ساتھیوں کو باوضو رکھیں وہ ادھر روانہ ہو گئے۔ مولانا کے دیرینہ خادم اور عزیز محمد عالم کراچی موجود نہیں تھے۔ ہر کوئی انہیں پوچھ رہا تھا کراچی میں شاید وہ کسی دن مولانا سے دور ہوتے ہوں گے مگر آج اپنے اہل خانہ سے ملنے سیالکوٹ گئے ہوئے تھے۔ کوکب نورانی بھی ان کی کمی محسوس کر رہے تھے۔ کوئی رابطہ نہیں تھا کہ انہیں اطلاع کی جاتی۔ سب کا یہی خیال تھا کہ بہر حال عالم صاحب نماز جنازہ تک لازمی پہنچ جائیں گے۔ صدر مملکت کے ملٹری سیکرٹری کا فون آیا انہوں نے تمام پروگرام پوچھا۔ گورنر سندھ اندرون سندھ دورے پر تھے انہوں نے وہاں سے پروگرام پوچھا ایس ڈی ایم آئے، ڈپٹی کمشنر آئے، کمشنر صاحب آئے۔ وہ پوچھ رہے تھے کہ آپ کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ تدفین وہیں ہو گی۔ کوکب نورانی نے ان سے کہا میرے والد اپنی جگہ خود بنا گئے ہیں اس لیے تبدیلی کی گنجائش ہی نہیں۔ وہ مولانا غلام حیدر کے ساتھ قبر دیکھنے گئے اور ادھر مولانا محمد حسن حقانی، سید منظور شاہ ہمدانی، مولانا قاری عبداللطیف امجد، مولانا غلام رسول چشتی اور دیگر علمائے کرام کے ساتھ کوکب نورانی کی باہمی مشاورت سے طے پایا کہ کل ۲۲/رجب المرجب ۲۵/اپریل صبح سرد خانے سے جسد اقدس کو غسل دے کر گھر لایا جائے گا اور پھر یہاں سے ٹھیک دو بجے نشتر پارک پہنچا دیا جائے گا جہاں نماز جنازہ ہو گی اور نماز کے بعد بہادر یار جنگ روڈ سے گزرتے ہوئے جامع مسجد گلزار حبیب سولجر بازار لے جایا جائے گا جہاں مقررہ مقام پر جو قبر اطہر تیار ہے وہیں تدفین ہو گی۔ نماز جنازہ کے لیے کوکب نورانی نے دو ناموں کا اعلان کیا پہلا نام صاحب زادہ پیر سید محمد علی شاہ بخاری سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ حضرت کرماں والا کا تھا۔ انہوں نے

Marfat.com

ہی ۲۲/رجب المرجب ۱۳۹۲ھ کو مولانا کے والد گرامی حاجی شیخ کرم الٰہی صاحب مرحوم کی نماز جنازہ اوکاڑا میں پڑھائی تھی۔ دوسرا نام امام اہلسنت حضرت سید احمد سعید کاظمی کا تھا۔ طے پایا کہ رات ۹ بجے گھر میں میٹنگ ہوگی اور حضرت مولانا محمد حسن حقانی کی قیادت میں ایک کمیٹی ترتیب دی جائے گی جو انتظامات کی نگران ہوگی اور تمام امور طے کرلے گی۔ تمام احباب جنہیں مشورے کے لیے بلایا گیا تھا وہ آگئے۔ ریڈیو پاکستان سے نشر ہونے والا تعزیتی پروگرام سب حاضرین نے سنا اس کے بعد تمام انتظامات کے لیے تجاویز کو آخری شکل دے دی گئی۔

اسی دوپہر مولانا کی بڑی صاحب زادی اور داماد الحاج شیخ محمدؐ اعظم نقشبندی ہم زلف صوفی محمدؐ عالم، بھانجے شیخ محمد قاسم راولپنڈی سے پہلی پرواز کے ذریعے کراچی پہنچ گئے۔ شام کی پرواز سے مولانا کے دوسرے داماد شیخ محمدؐ افضل اور بیٹی فیصل آباد سے کراچی آگئے۔ مولانا کے تیسرے داماد شیخ جاوید اقبال کراچی میں ہی مقیم ہیں وہ صبح ہی سے موجود تھے۔ ان کی چھوٹی سی بیٹی سارہ نے جمعہ کے روز مولانا کی داڑھی مبارک میں کنگھی کی تھی اور اب سب اُسے مولانا کی فوٹو دکھاتے تو وہ مسکراتی ہوئی کہتی ناناجی۔ مولانا کی والدہ اور بھائی صوفی محمد لطیف، محمد حنیف اوکاڑا سے خیبر میل پر سوار ہوگئے۔ مدینہ منورہ سے مولانا کے سب سے چھوٹے بھائی الحاج محمد اکرام بھی اسی وقت پاکستان کے لیے روانہ ہوگئے۔ چنتیاں سے مولانا کے برادر نسبتی جناب حاجی شیر محمد شیخ اور متعدد اعزا بھی روانہ ہوگئے۔ لاہور سے مولانا کے ہم زلف شیخ محمد اشرف اپنی اہلیہ سمیت بذریعہ پرواز کراچی پہنچے۔ مولانا کے تینوں بہنوئی بھی روانہ ہوگئے۔ حضرت علاّمہ کاظمی صاحب کا فون آگیا کہ ہم بھی پہنچ رہے ہیں۔ علاّمہ سید حسین الدین شاہ راولپنڈی سے اسی شب کراچی آگئے۔ کوئٹہ، پشاور، راولپنڈی، لاہور، گجرات، گجرانوالا سے بھی علماء و مشائخ اور مداح آگئے۔ حضرت سید پیر محمدؐ علی شاہ اپنے فرزند صاحبزادہ پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری ایم اے کے ہمراہ اسی شام کراچی پہنچ گئے۔ مقامی لوگوں کا تانتا بندھا

Marfat.com

ہوا تھا۔ شیعہ علماء بھی روتے ہوئے آہ وپکار کر رہے تھے صرف سنی یتیم نہیں ہوئے ہم بھی یتیم ہوگئے ہیں۔ ایسا محب اہل بیت اب اور کون ہوگا۔ جو ناموس اہل بیت کا بھی محافظ ہوگا۔ مشائخ علماء، وزراء، دانشور، وکلاء، تاجر، سیاسی رہنما، طلبہ اور بہت بڑی تعداد میں مداحوں کا ہجوم رہا۔ مدارس اہلسنت میں تعطیل کر دی گئی۔ بہت سے مداحوں نے اپنے کاروبار بند رکھے۔ ہر شخص کی ایک ہی آواز تھی کہ مولانا کی وفات سے اہلسنت یتیم ہوگئے۔ کراچی سونی ہوگئی۔ کراچی کا سہاگ اجڑ گیا۔ کراچی سنسان ہوگئی۔ کوئی کہہ رہا تھا وہ عظیم مجاہد تھے۔ کوئی پکار رہا تھا وہ بے کسوں اور حاجت مندوں کی دادرسی کیا کرتے۔ کسی کا کہنا تھا کہ خطابت کا شہنشاہ چلا گیا۔ ہر کوئی اپنی عقیدت کا اظہار کر رہا ہے۔ ہر کوئی ان سے اپنے تعلق اور ان احسانوں کا ذکر کر رہا تھا جو مولانا نے ان پر کیے تھے مگر کبھی جتائے نہیں تھے۔ مریدین کو کوئی چپ کروانے والا نہیں تھا۔ بوڑھے جوان سب رو رہے تھے اور سب کی ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں۔ ایک کوکب نورانی تھے جو کمال حوصلہ مندی اور تحمل کا مظاہرہ کر رہے تھے "مشرق ایوننگ اسپیشل" نے اسی وقت شہ سرخی کے ساتھ یہ خبر شائع کر دی "خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون" اس شہ سرخی کی کتابت خالد صدیقی نے کی جو مشہور خطاط محمود اللہ صدیقی کے فرزند ہیں۔ جنہوں نے کلیات اقبال کی خطاطی کی ہے۔ مولانا کے حالیہ سفر پنجاب سے پہلے خالد صدیقی مولانا سے ملنے گئے تھے اور مولانا نے اپنی ایک کتاب انہیں لکھنے کے لیے دے دی تھی۔ ۱۷/اکتوبر ۱۹۶۲ء کو روزنامہ ڈیلی نیوز کا پہلا شمارہ شائع ہوا تھا۔ اس کی شہ سرخی مولانا پر قاتلانہ حملے سے متعلق تھی۔ محمد جامی صاحب کا فون آیا۔ کوکب نورانی نے کہا آج پھر سرخی لگا دیجئے کہ جسے چاقو مارے گئے، جسے طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں صرف اس لیے کہ پیارے نبی کے ترانے گاتا تھا۔ چل بسا۔ مگر ڈیلی نیوز نے دو کالمی خبر شائع کی۔ اخبارات کے فوٹوگرافر اور نمائندے بھی آتے ہر کوئی سوانح اور حالات وتفصیلات

Marfat.com

دریافت کر رہا تھا۔ رات گئے شہزادۂ اعلیٰ حضرت بریلوی مفتی اختر رضا مولانا کے گھر گئے اور دعائے مغفرت کی۔ سابق ایس ڈی ایم سینٹرل محمد عامر انصاری کے ہمراہ کوکب نورانی اپنے ابّا جان کی آخری آرام گاہ دیکھنے گئے۔ ڈاکٹر سید مظاہر اشرف امیر حلقہ اشرفیہ بھی تعزیت کو آئے۔ رات بھر آنے والوں کی تعداد میں کمی نہیں ہوئی

رات ایک بجے کے بعد کوکب نورانی اپنے کمرے میں گئے اپنے والد کے جمع کیے ہوئے تبرکات کی گٹھڑی کھولی اس میں نہایت متبرک اشیاء تھیں۔ غلافِ کعبہ ایک بڑا ٹکڑا نکالا۔ حضرت سیدنا غوث الاعظم کے مرقد انوار کے غلاف کا ٹکڑا نکالا۔ گنبد خضرا کے رنگ کا اکھڑا ہوا ٹکڑا نکالا، حجرۂ رسول کی خاک نکالی۔ مولانا کے مرشد گرامی حضرت ثانی لاثانی قبلہ صاحب شرقپوری کا ایک خط جو تحریک ختم نبوت کی اسیری کے درمیان مولانا کو ان کے مرشد گرامی نے لکھا تھا وہ نکالا۔ غسل کا سامان منگوایا جا چکا تھا۔

۲۵/ اپریل کا سورج طلوع ہوا۔ مولانا کی ضعیف والدہ جن کی عمر اسی ۸۰ برس کے قریب ہے اوکاڑا سے ایک پورے قافلے کے ساتھ کراچی پہنچیں۔ ان کے گھر آنے پر گویا قیامت صغریٰ قائم ہو گئی۔ سب زار و قطار رو رہے تھے۔ عورتوں سے زیادہ مردوں کی حالت دیدنی تھی۔ تھوڑی دیر بعد مدینہ سے مولانا کے چھوٹے بھائی الحاج محمد اکرم بھی پہنچ گئے انہوں نے کل رات ۱۲ بجے فون پر مولانا کی خیریت دریافت کی تھی آج کے ملک بھر کے اخبارات نے مولانا کے انتقال پُر ملال کی خبر جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کی تھی۔ اخبار مشرق اور نوائے وقت نے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار زیادہ نمایاں طور پر کیا۔ ریڈیو ٹیلی وژن پر تمام پروگرام نشر ہو چکا تھا جو آج کے اخبارات میں درج ہونے کے باوجود لوگ مولانا کے گھر آتے رہے۔ اخبارات میں صدر مملکت اور اعلیٰ حکام کے تعزیتی پیغام بھی شائع ہوئے تھے۔ ریئر ایڈمرل ایم آئی ارشد چیئرمین کراچی پورٹ ٹرسٹ، جناب سید ہاشم رضا، جناب خواجہ عبدالرحمن سابق ڈائرکٹر

Marfat.com

جنرل پوسٹ پاکستان مولانا کے گھر پہنچے اور کوکب نورانی سے تعزیت کی۔

صبح دس بجے مولانا کے سیکرٹری مولانا غلام حیدر رنگ اپنی والدہ کا زمزم سے دھلا ہوا کفن لے آئے۔ کوکب نورانی ½-۱۰ بجے صاحبزادہ پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری کرماں والے، استاذ العلماء مولانا غلام علی اوکاڑوی، مولانا کے برادران صوفی محمد لطیف اور الحاج محمد اکرام، مولانا کے جیل کے ساتھی اور پیر بھائی صوفی محمد لطیف اوکاڑوی، اپنے بہنوئی شیخ محمد اعظم اپنے خالو اور ماموں شیخ محمد اشرف اور صوفی پیر بخش اوکاڑوی کے ہمراہ ہسپتال کے سرد خانے میں گئے مولانا کے مرشد گرامی کے فرزند اور شیخ طریقت الحاج صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری ہسپتال پہنچے اور غسل سے قبل مولانا کا دیدار کیا۔ ڈاکٹر محمد شریف اس لمحے وہاں موجود تھے انہوں نے کوکب نورانی سے کہا چونکہ موسم گرم ہے حالانکہ آج خوشگوار ہوا چل رہی ہے جبکہ دو دن تک لُو چلتی رہی۔ تاہم آپ یہاں سے لے جانے کے بعد جسم کو زیادہ تکلیف نہ دیں زیادہ سے زیادہ چار گھنٹے تک تدفین عمل میں آجائے کیونکہ ناک سے خون مسلسل بہہ رہا ہے ۱۱ بجے غسل کا سلسلہ شروع ہوا۔ حاجی علاوالدین بھی پہنچ گئے۔ مسنون طریق پر استاذ العلماء مولانا غلام علی اوکاڑوی سے کی ہدایت کے مطابق غسل دیا گیا۔ ابتدا میں تبرکاً پہلا لوٹا سید النجیب الشریف صاحبزادہ پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری نے ڈالا۔ مولانا کو وضو کروایا گیا اور پھر غسل دیا گیا۔ غسل کے بعد تبرکات کفن میں شامل کر دیئے گئے۔ خوشبو لگائی گئی کوکب نورانی نے اپنے والد کے بالوں اور داڑھی میں کنگھی کی اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ استاذ العلماء جب چہرے پر کافور ملنے کے لیے مولانا کے چہرے کے قریب آئے تو مولانا نے آنکھ کھول دی جسے دیکھ کر استاذ العلماء آبدیدہ ہو گئے انہوں نے بتایا کہ ان کے استاد مکرم اور مرشد گرامی استاذ الاساتذہ علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحبؒ نے بھی غسل کے بعد آنکھ کھول دی تھی۔ یہ اپنے استاد کا احترام تھا۔ غسل کے بعد جسم کو گھر لانے کا پروگرام تھا۔ ٹریفک کے سپاہی متعین تھے۔ کوکب

Marfat.com

نورانی نے اپنے عزیز شیخ محمد نعیم کو گھر بھجوا دیا کہ وہ گہوارہ کسی مناسب جگہ رکھ دیں اور برف منگوالیں اور وہاں موجود لوگوں کو زنان خانے میں نہ آنے دیں تاکہ پردہ نشین خواتین آرام سے آخری دیدار کر سکیں۔ لوگوں کو ہسپتال پہنچنے سے منع کیا گیا مگر سینکڑوں لوگ پہنچ چکے تھے نصف گھنٹے تک ہسپتال میں آخری دیدار کروایا گیا۔ ایمبولینس میں جسم مبارک گھر لایا گیا۔ ہزاروں افراد وہاں موجود تھے۔ گہوارے میں جسم لا کر رکھا گیا تو کہرام مچ گیا اہل خانہ خواتین روتے روتے بے ہوش ہو گئیں۔ امام اہلسنت علامہ کاظمی صاحب تشریف لا چکے تھے۔ کوکب نورانی ان کے قدموں میں گر گئے۔ علامہ کاظمی صاحب نے روتے ہوئے کوکب کو سینے سے لگایا اور گلے لگا کر خود بہت روئے۔

ایک گھنٹے تک عام دیدار کروایا گیا۔ سینکڑوں عزیزوں اور دوسرے سینکڑوں احباب کے علاوہ جناب عبداللہ دادا بھائی، الحاج کرم بخش، حضرت علامہ کاظمی صاحب ان کے فرزندان سید حامد سعید، سید ارشد سعید، مولانا اللہ بخش گولڑوی صاحب جسٹس ہارون، سید سعید حسن، شیخ نیک محمد شرقپوری، جناب ظفر الحق ملک محمد حنیف بلو نے بھی حضرت خطیب پاکستان کا آخری دیدار کیا۔ اس موقع پر اخباری نمائندے آخری دیدار کی تصاویر لینے پہنچے ہوئے تھے۔ خواتین کو ہٹا کر انہیں آخری دیدار کو محفوظ کرنے کا موقع دیا گیا۔ کوکب نورانی کہتے ہیں میری والدہ چہرے کو دیکھ کر یہی کہتی تھیں انہیں مت لے جاؤ۔ یہ زندہ ہیں۔ مولانا کی والدہ کی پکار تھی کہ مجھے اس گہوارے میں ڈال دو، یہ کفن مجھے پہنا دو، میرے بیٹے کو اٹھاؤ۔ ایک بار تو مجھے گلے مل لے، مجھے ماں کہہ کے پکارے، میں اس کے صدقے جاؤں بیٹیاں بار بار اپنے باپ کو چوم رہی تھی۔ بالآخر اسی ایمبولینس میں دوبارہ جسم مبارک رکھا گیا اور موٹر سائیکلوں، سکوٹروں اور کاروں بسوں کے جلوس کی شکل میں جنازہ نشتر پارک لے جایا گیا باوجود سخت گرمی کے نشتر پارک میں دنیا صبح ۱۰ بجے سے جمع ہو رہی تھی۔ چھٹی کا دن بھی نہیں تھا لیکن لوگ اپنے محبوب دینی رہنما کے

Marfat.com

جنازے کو کندھا دینے جمع ہوئے تھے۔ قائد اعظمؒ کے بعد کراچی کی تاریخ میں جنازے کا سب سے بڑا اجتماع تھا۔ ڈیڑھ لاکھ افراد کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجود تھا مولانا محمد حسن حقانی نے لمبے لمبے بانس باندھ کر گہوارہ تیار کر رکھا تھا جسم مبارک کو گہوارے میں آتار دیا گیا اور لوگوں نے کندھوں پر اٹھا کر اسے وہاں نصب شامیانے کے سائے میں لاکر رکھ دیا۔

۲ بجنے میں دس منٹ باقی تھے۔ کوکب نورانی نے لوگوں سے کہا وہ بیٹھ جائیں تاکہ وہ کچھ کہہ سکیں۔ سب لوگ بیٹھ گئے۔ پہلی صف پیر صاحب کرماں والے، پیر صاحب دیول شریف، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، استاذ العلماء مولانا غلام علی اوکاڑوی مولانا غلام قادر کشمیری، پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری، جسٹس غوث علی شاہ، علامہ عباس کمیلی، پیر سید غلام سرور المعروف کشمیری بابا، مفتی محمد حسین قادری، جنازے کے شرکاء میں صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری، سید شجاعت علی قادری، مولانا کے متعدد اعزا نمایاں تھے۔ کوکب نورانی مائیک پر آئے۔ نہایت گلوگیر آواز انہوں نے درود شریف پڑھ کر کہا۔ کراچی والو! کراچی سونی ہو رہی ہے، کراچی کا دولہا رخصت ہو رہا ہے آپ سب میرے والد کے براتی ہیں، ان کو بڑی شان سے رخصت کرنے آئے ہو۔ انہوں نے کہا میرے والد عاشق رسولؐ تھے۔ کون سا شہر ہے جو یہ کہے کہ میرے والد نے اسے حرارت عشق رسولؐ سے شاد و آباد نہ کیا ہو انہوں نے کہا میرے والد کا ایک ہی مشن تھا وہ شب و روز اسی میں مشغول رہے انہوں نے اپنے آرام اور صحت کا کبھی خیال نہیں کیا۔ کوکب نورانی نے اپنے ابا جان کے آخری لمحات کی روداد بیان کی۔ اس وقت مجمع کا ہر فرد زار و قطار رو رہا تھا کوکب نورانی کے بعد مولانا کے بھائی صوفی محمد لطیف نقشبندی نے مختصراً اپنے بھائی کی خدمت دین اور حق پر ثابت قدمی کا ذکر کیا اور کہا وہ اوکاڑا سے کراچی آئے تھے، انہوں نے کراچی بسائی اب وہ رخصت ہو رہے ہیں۔ کوکب نورانی نے اپنے مرشد گرامی حضرت گنج کرم پیر صاحب کرماں والے کے فرزند دل بند سے

Marfat.com

درخواست کی کہ امام اہلسنت تشریف فرما ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں انہیں نماز جنازہ کی امامت کے لیے عرض کروں۔ میرے لیے آپ دونوں نہایت مقتدر ہستیاں ہیں۔ پیر صاحب کرماں والوں نے بخوشی اجازت دی کہ علامہ کاظمی نماز جنازہ پڑھائیں کوکب نورانی نے اپیل کی تھی کہ نظم و ضبط برقرار رکھیں لوگوں نے وعدہ کیا کہ وہ نظم و ضبط برقرار رکھیں گے۔

صدر مملکت اور گورنر نے اپنی آمد کی خبر دی تھی مگر وہ نہیں آئے ۲ بج کر پانچ منٹ پر صف بندی ہوگئی اور کوکب نورانی سے اجازت لے کر امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید کاظمی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز کے بعد دعا ہوئی اور لوگوں نے نظم و ضبط کے وعدے کو بالائے طاق رکھتے ہوئے صفیں توڑ دیں اور سارا ہجوم بے قابو ہوگیا۔ جنازہ عام دیدار کے لیے رکھنے کی خاطر شامیانے لگوائے گئے تھے۔ لیکن لوگوں نے فوراً جنازہ اٹھا لیا۔ انتظامیہ کی طرف سے ٹھنڈے پانی اور وضو کے پانی کا معقول انتظام تھا۔ ٹریفک اور عوام کو قابو کرنے کے لیے پولیس کے ۱۴ افسر بھی موجود تھے۔ طے پایا کہ عام دیدار مسجد میں کروایا جائے گا لمبے لمبے بانس باندھ دیئے گئے تھے لیکن اس کے باوجود عمر رسیدہ افراد کو کندھا دینے کا موقع نہیں ملا۔ دو بوریاں ان جوتوں کی بھر گئیں جو وہ لوگ چھوڑ گئے تھے جو کندھا دینے کے لیے آگے بڑھ گئے تھے۔

ٹریفک کے لیے اطراف کے راستے بند تھے۔ جلوسوں کی شکل میں لوگ ابھی بھی پہنچ رہے تھے ان کا خیال تھا کہ کم از کم نصف گھنٹہ تو تاخیر ہو گی۔ بولٹن بازار کے مین روڈ پر سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔ لوگ کلمۂ شہادت، درود و سلام اور اسم الٰہی پکارتے ہوئے جنازے کے ساتھ چل رہے تھے مسجد کی حدود میں عام داخلہ بند تھا کیونکہ تدفین ایک کمرے میں ہونی تھی اور راستہ تنگ تھا لیکن پولیس اس ہجوم پر قابو نہ پا سکی مسجد کے اندر باہر اور اطراف میں صرف سر ہی سر تھے۔ کوکب نورانی لوگوں کو واسطے دے رہے تھے کہ خدا

Marfat.com

رسول کے لیے نظم و ضبط برقرار رکھو مگر ان کے کپڑے ہجوم میں پھٹ گئے۔ انگوٹھی گر گئی کچھ دیر کے لیے چہرے سے کپڑا ہٹایا گیا تاکہ عام دیدار کرایا جا سکے لیکن لوگ یوں ٹوٹ پڑے کہ گہوارہ الٹتے الٹتے بمشکل بچایا گیا۔ کوکب نورانی نے پولیس سے کہہ دیا کہ میں اس ہجوم سے نہیں نمٹ سکتا۔ یہ سب عقیدت مند ہیں میرے والد کے براتی ہیں براہ کرم آپ کچھ کریں چنانچہ گہوارہ مسجد سے اٹھا کر قریبی احباب اور پولیس نے اس کمرے کے قریب پہنچا دیا جہاں تدفین ہونی تھی۔ کوکب نورانی اپنے عزیزوں اور چند بزرگوں کے ساتھ وہاں تھے انھوں نے صاحبزادہ پیر سید غضنفر علی شاہ، استاد العلماء مولانا غلام علی اوکاڑوی اور صوفی محمد لطیف نقشبندی کو قبر میں اتارا حاجی علاء الدین، حاجی محمد اقبال، حاجی فضل احمد شرقپوری، مظہر الحق ملک، شیخ محمد اشرف مولانا کے عزیزوں نے جسم مبارک قبر تک پہنچایا اور تینوں افراد نے اسے قبر میں رکھ دیا گیا۔

استاد العلماء نے آخری جھلک دیکھنے کے لیے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور پھر اس شمع عشق مصطفےٰ کو اس نورانی لحد میں بند کر دیا گیا اس لمحے لاؤڈ اسپیکر پر مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام کی صدائیں گونج رہی تھیں۔ قاری محمد عبداللطیف امجد نے قبر کے سرہانے اذان دی۔ سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات الحاج محمد اکرام نے پڑھیں آخری آیات کوکب نورانی نے تلاوت کیں پھر ختم شریف پڑھا گیا درود تاج کوکب نورانی نے نہایت رقت کے ساتھ پڑھا۔ حضرت پیر کرماں والوں نے دعا کی۔ مسجد کے اندر لاؤڈ اسپیکر پر استاد العلماء نے فاتحہ خوانی اور دعا کی۔ آخری دعا کوکب نورانی نے لحد پہ کی اور پھر گویا ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا ان کے ضبط کا بند حد ٹوٹ گیا وہ خود پر قابو نہ رکھ سکے اور کچھ اس قبر پہ گر پڑے اور درد کے ساتھ روئے کہ تمام ہجوم دھاڑیں مار مار کے رونے لگا۔ کوکب نورانی کو ان کے اعزا سہارا دے کر وہاں سے ایک کمرے میں لے گئے اور کچھ دیر

Marfat.com

بعد وہاں سے گھر لے گئے جہاں ان کی والدہ اور بہنیں کوکب سے لپٹ کر روتی تھیں اور پوچھتی تھیں بھیّا! تم نے کیسے گوارا کرلیا اپنے باپ کی قبر پر مٹی ڈالنا۔ بہت مشکل سے کوکب نورانی کو پانی پلایا گیا اور انہیں لوگوں میں لاکر بٹھا دیا گیا۔ صدرِ مملکت نے پیغام بھیجا کہ وہ پہنچ رہے ہیں۔ سیکیورٹی متعین ہوگئی یہاں تک کہ آمد کا اعلان ہوگیا مگر اچانک ان کا ارادہ ملتوی ہوگیا اور سیکیورٹی ہٹا دی گئی۔ معلوم ہوا کہ وہ اسلام آباد روانہ ہوگئے۔ تعزیت کے لیے لوگ مسلسل آرہے تھے فاتحہ خوانی جاری تھی۔ اس شام اچانک کوکب نورانی کی طبیعت بگڑ گئی وہ گزشتہ ڈیڑھ ہفتے سے دن رات مصروف تھے اور معدے کی خرابی کے سبب فاقہ کر رہے تھے۔ ان کی کمر میں شدید درد اٹھا تھا جس نے دو دن انہیں ہلکان کیے رکھا جمعرات ۲۶/ اپریل کو بعد عصر فاتحہ سوئم کا پروگرام مردوں کے لیے جامع مسجد گلزارِ حبیب میں رکھا گیا تھا اور خواتین کے لیے مولانا کی قیام گاہ پر قرآن خوانی کا اہتمام تھا۔ ۲۶/ اپریل کی دوپہر کو گورنر سندھ جنرل جہانداد، کمشنر سید سردار احمد اور ڈپٹی کمشنر شمس العارفین تعزیت کے لیے مولانا کے گھر آئے اور کوکب نورانی سے تعزیت اور فاتحہ خوانی کی۔

جامعہ اسلامیہ گلزارِ حبیب کے طلبہ اور مولانا کے مداح مسلسل قرآن خوانی کر رہے تھے۔ مرقد کے اطراف میں ہر لمحے تلاوتِ قرآن کا شغل جاری تھا۔ بعد ظہر احباب آنے شروع ہوگئے۔ چار بجے سہ پہر کوکب نورانی مسجد پہنچ گئے۔ علماء فضلا عوام کی بڑی تعداد عصر تک مسجد میں جمع ہوگئی۔ نمازِ عصر کے فوراً بعد استاذ القراء قاری محمد طفیل صاحب نے تلاوت کلام پاک اور مختصر نعت شریف پڑھی ان کے بعد مصر سے تربیت یافتہ قاری خیر محمد صاحب نے تلاوت کلام پاک کی اذاں بعد الحاج محمد اکرام مدنی اور قاری عبداللطیف امجد نے ختم شریف پڑھا۔ امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی، صاحبزادہ پیر سید محمد علی شاہ بخاری کرماں والے صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری پیر صاحب دیول

Marfat.com

شریف، استاذ العلماء مولانا غلام علی اوکاڑوی علامہ عبد المصطفےٰ الازہری علامہ عطا محمد بندیالوی مولانا محمد حسن حقانی، علامہ سید حسین الدین شاہ، قاری رضا المصطفےٰ، مولانا شاہ فرید الحق، جناب میر خلیل الرحمٰن، یونائیٹڈ بنک کے جناب محمد حسن امام مولانا کے اعزا محراب مسجد کے قریب موجود تھے اور تمام مسجد خواص و عوام سے بھری ہوئی تھی فاتحہ کے بعد سب سے پہلا خطاب جناب شاہ فرید الحق صاحب نے کیا۔ انہوں نے مولانا کو خراج عقیدت پیش کرنے کے علاوہ مولانا شاہ احمد نورانی کے شریک جنازہ نہ ہونے کا سبب اور عذر بھی بیان کیا۔ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نے مسجد گلزار حبیب کی تعمیر اور مولانا کی خدمت دین کا مختصر ذکر کرتے ہوئے ان کی مغفرت کے لیے دعائیہ کلمے فرمائے۔ پیر صاحب دیول شریف نے کہا کہ مولانا محترم محبوب ملت اور مجدد اہلسنت تھے وہ صداقت کے پتلے تھے ان کی زندگی خدمت دین میں گزری۔ پیر صاحب دیول شریف نے مولانا مرحوم کو اپنے شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا اس نشست سے آخری خطاب امام اہلسنت علامہ کاظمی کا تھا انہوں نے فرمایا میں نے مولانا کا مبارک چہرہ دیکھا۔ میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں وہ ایک مرد مومن کا چہرہ تھا۔ بے ساختہ میرے لبوں پر جاری ہوا مغفورٌ مغفورٌ۔ مولانا مرحوم نے یہ نہایت خوب صورت مسجد گلزار حبیب تعمیر کی ہے یقیناً اللہ تعالےٰ نے جنت الفردوس میں ان کے لیے عالی شان گھر تعمیر کیا ہو گا۔ علامہ کاظمی نے فرمایا مولانا مرحوم کی یاد دل کی گہرائیوں میں ہے ان کا تصور آنکھوں میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حافظ محمد شفیع ہمارے سامنے ہیں انہوں نے فرمایا ان کے جنازے میں لاکھوں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا اور خود مولانا بھی ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر تھے اللہ تعالےٰ نے انہیں جو خصوصیات عطا فرمائی تھیں وہ خصوصیات مولانا اپنے ساتھ لے گئے۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ ایک عظیم انسان تھے اور بہت خوبیوں سے متصف تھے۔ امام اہلسنت نے فرمایا جو لوگ مولانا سے اختلاف رکھتے تھے ان کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ انہوں

Marfat.com

نے فرمایا میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں اپنے ان جذبات کا اظہار کروں جو میں اپنے دل میں لیے بیٹھا ہوں۔ مجھے بڑا غم ہے کہ جس منبر پر وہ بیٹھ کر ہر جمعہ خطبہ پڑھا کرتے تھے آج یہ منبر ان سے محروم ہے۔ آپ دیکھیں گے انشاء اللہ میرے عزیز مولانا کوکب نورانی اس کمی کو جلد پورا کر دیں گے آپ ان میں حضرت مولانا محمد شفیع صاحب کو دیکھیں گے۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالے مولانا کو جنت الفردوس میں مقام رفیع عطا فرمائے اور ان کے مشن کو کامیاب فرمائے۔ نماز مغرب سے قبل حضرت صاحبزادہ پیر سید محمد علی شاہ کرماں والوں نے دعا فرمائی۔ نماز مغرب استاذ العلماء مولانا غلام علی اوکاڑوی نے پڑھائی اس کے بعد سب حاضرین نے مولانا مرحوم کے مرقد مبارک پر جا کر فاتحہ پڑھی۔ اگلے دن بعد نماز جمعہ تعزیتی اجلاس کا اعلان کیا گیا۔

جمعہ ۲۷ اپریل کو علامہ کاظمی اپنے فرزندوں کے ساتھ کوکب نورانی سے ملنے پھر مولانا کے گھر گئے۔ نماز جمعہ کے اجتماع سے پہلا خطاب استاذ العلماء شیخ القرآن حضرت مولانا ابوالبیان غلام علی اوکاڑوی نے فرمایا اور دوسرا خطاب امام اہلسنت علامہ کاظمی صاحب نے فرمایا۔ اس دوران گلزار حبیب ٹرسٹ کے ارکین کا ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں بالاتفاق مولانا کے بڑے بیٹے کوکب نورانی کو ٹرسٹ کا آئندہ چیئرمین منتخب کیا گیا۔ حضرت امام اہلسنت کے خطاب کے بعد گلزار حبیب ٹرسٹ کے میاں جمشید حسین پگاں والا نے ٹرسٹ کے اس فیصلے کا مائیک پر اعلان کیا حضرت پیر صاحب کرماں والے، حضرت شیخ القرآن اور امام اہلسنت نے مولانا مرحوم کی جانشینی کے لیے کوکب نورانی کی دستار بندی کروائی اس لمحے کوکب نورانی رو پڑے۔ گلوگیر آواز میں انہوں نے مائیک پر کہا۔ میں ہرگز ہرگز خود کو اپنے والد محترمؒ کی جانشینی کا اہل نہیں سمجھتا۔ ان بزرگوں نے مجھے جو ذمہ داری سونپی ہے۔ آپ دعا کریں کہ رب العزت مجھے اس کی ہمت و صلاحیت عطا فرمائے بہرحال اس مسجد و مدرسہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے میں ہر

Marfat.com

ممکن جد وجہد کروں گا۔ لوگوں نے کوکب نورانی کو ہر طرح اعانت کا یقین دلایا۔

جمعہ کے بعد استاذ العلماء شیخ القرآن مولانا غلام صاحب کی صدارت میں تعزیتی اجلاس شروع ہوا۔ قاری خیر محمد نے تلاوت کلام پاک کی۔ مولانا مرحوم کے بھائی الحاج محمد اکرام صوفی محمد لطیف نے نعتیں پڑھیں۔ صوفی پیر بخش اوکاڑوی نے نہایت پُرسوز لہجے میں پنجابی مثنوی سیف الملوک کے حزنیہ اشعار پڑھے۔ اس لمحے ہر شخص ہچکیاں بھر رہا تھا۔ تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا صدر جماعت اہل سنت کراچی مولانا محمود سابا الخطیب، مولانا غلام رسول چشتی، مولانا ابرار احمد رحمانی، مولانا عبد الصمد مفتی محمد رفیق حسنی اور علامہ عطا محمد بندیالوی نے اپنے اپنے انداز میں مولانا کی خدمات اور کارہائے نمایاں کا تذکرہ کرتے ہوئے زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ استاذ العلماء نے دعائے خیر کی۔ محفل کا اختتام صلوٰۃ وسلام پر ہوا۔ تمام حاضرین نے نماز عصر ادا کی اور مولانا مرحوم کی قبر شریف پر فاتحہ خوانی کی۔

مولانا کے مرقد مبارک پر ملک بھر اور بیرون ملک سے آنے والے مداحوں کا سلسلہ شب و روز جاری رہا۔ اندرون سندھ، پنجاب، بلوچستان اور سرحد کے علاقوں سے وفد بھی آئے علماء مشائخ نے مولانا مرحوم کے گھر جاکر کوکب نورانی اور سوگوار خاندان سے تعزیت بھی کی۔ وفاقی وزیر محنت جناب غلام دستگیر خاں، وزیر دفاع میر علی احمد تالپور اور مرحوم میر رسول بخش تالپور کے فرزند میر رفیق تالپور بھی مولانا کے گھر آئے اور کوکب نورانی اور اہل خانہ سے تعزیت کی۔ وفاقی وزیر محنت غلام دستگیر خاں نے جنہیں مولانا مرحوم سے بہت عقیدت و محبت ہے کوکب نورانی سے کہا کہ علماء تو بہت ہیں لیکن مولانا اوکاڑوی مرحوم نہ صرف اچھے عالم بلکہ بہت اچھے انسان بھی تھے، بڑے بردبار اور عالی ظرف تھے۔ انہوں نے کہا ہر عالم مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نہیں ہو سکتا۔ ان کی وفات بہت بڑا سانحہ ہے۔ انہوں نے اس بات پر افسوس کیا کہ مولانا مرحوم اتحاد بین المسلمین کے ممتاز رہنما تھے لیکن مختلف مکاتب فکر نے تعزیت کے اظہار میں بھی فراخ دلی کا مظاہرہ

Marfat.com

نہیں کیا حالانکہ ٹیلی ویژن پر ان کے جنازے کے ہجوم کو پوری طرح نہیں رکھا گیا تاہم لوگوں کی اتنی بڑی تعداد میں مولانا مرحوم کے جنازے میں جمع ہونا ان کی کامیابی اور مقبولیت کا بین ثبوت ہے۔ ۱۰ مئی کو صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق، گورنر سندھ جنرل جہانداد کے ساتھ مولانا اوکاڑوی کے گھر گئے وہ کچھ دیر کوکب نورانی سے مولانا مرحوم کی باتیں کرتے رہے۔ اس موقع پر مولانا کے دوسرے دونوں فرزند محمد سبحانی اور حامد ربانی کے علاوہ جامعہ اسلامیہ گلزار حبیب سولجر بازار کے صدر مدرس علامہ مفتی محمد رفیق حسنی، مولانا مرحوم کے سیکرٹری مولانا غلام حیدر بھی موجود تھے۔ کوکب نورانی نے صدر مملکت کو وہ خط بھی پیش کیا جو مولانا نے وصال سے ایک روز قبل صدر مملکت کے نام تحریر کیا تھا۔ صدر مملکت نے مولانا مرحوم کی وہ تصویر جو ان کی وفات سے صرف پانچ گھنٹے قبل لی گئی تھی وہ بھی دیکھی۔ صدر مملکت نے بھی اعتراف کیا کہ مولانا مرحوم ملک کی ممتاز اور محبوب ترین شخصیت تھے اور نظامِ مصطفےٰ کے نفاذ میں ان کا تعاون میرے لیے نہایت اہمیت رکھتا تھا۔ کوکب نورانی نے صدر مملکت کو بتایا کہ میرے والد محترم آپ کے جذبہ ایمانی کی قدر کرتے تھے اور وہ صرف اسی لیے آپ کے ساتھ تھے کہ کسی طرح اس ملک کو اسلام کے زریں اصولوں کے مطابق امن و سلامتی کی جنت بنایا جا سکے چنانچہ ہمیشہ انہوں نے آپ کو قومی و ملی اتفاق و اتحاد کے لیے مشورے دیئے اور تعمیر و ترقی کے لیے ہر طرح اپنا تعاون پیش کیا۔ صدر مملکت نے مولانا مرحوم کے لیے فاتحہ خوانی کی اور پھر مولانا کی ذاتی لائبریری دیکھی۔ انہیں یہ جان کر خوشی ہوئی کہ مولانا اپنی لائبریری میں ہی فرشی نشست کیا کرتے اور ہر خاص و عام سے بلا امتیاز وہیں ملا کرتے تھے۔

صدر مملکت نے جنازہ میں اپنی عدم شرکت کے لیے کہا کہ آپ نے وقت ایسا رکھا تھا کہ میں نہیں پہنچ سکا حالانکہ میں شریک ہونا چاہتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے بتایا گیا کہ قائدِ اعظم مرحوم کے بعد اتنا اجتماع کراچی میں کسی جنازہ میں

Marfat.com

دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس موقع پر صدر مملکت کی خدمت میں تمام اہلسنت کی جانب سے تین مطالبوں پر مشتمل ایک تحریر پیش کی گئی اور مولانا مرحوم کی تعمیر کردہ یادگار جامع مسجد گلزار حبیب میں ایک نماز ادا کرنے کی دعوت بھی دی گئی۔ ان سے یہ بھی عرض کی گئی کہ سولجر بازار کا نام بدل کر گلستان شفیع اوکاڑوی یا مولانا اوکاڑوی ٹاؤن رکھا جائے معراج النبیؐ کی شب جامع مسجد گلزار حبیب میں مولانا مرحوم کی تقریر بذریعہ ٹیپ سنوانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی سب حاضرین دیدۂ تر کے ساتھ سن رہے تھے۔ بعد میں جناب کوکب نورانی نے بھی حاضرین سے خطاب کیا۔ شب برات کے موقع پر بھی شب برات کے موضوع پر مولانا مرحوم کی تقریر کی ٹیپ بجائی گئی۔ مولانا کے چھوٹے بیٹے حامد ربّانی نے ایک نعت شریف پڑھی اس کے بعد جناب کوکب نورانی نے ایک گھنٹہ خطاب کیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ گستاخان رسول کی کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے اور فروغ عشق مصطفےٰ کے لیے ہر دم کوشاں رہیں گے۔

وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات جناب راجہ صاحب محمد ظفر الحق ۲۳ / مئی کی شام اظہار تعزیت کے لیے مولانا مرحوم کی قیام گاہ پر تشریف لائے۔ مذہبی امور کا محکمہ بھی ان دنوں ان کے سپرد تھا اور قصاص و دیت کے قانون کی تدوین کے لیے جو کمیٹی ترتیب دی گئی تھی وہ انہی کے ماتحت تھی اور حضرت خطیب پاکستان اس کے اہم رکن تھے۔ راجہ صاحب نے دیر تک صاحبزادہ کوکب نورانی اوکاڑوی کو اس کمیٹی کے لیے مولانا مرحوم کی خدمات کی تفصیلات بتائیں۔ وہ کہہ رہے تھے کہ تمام کابینہ مولانا مرحوم کے اخلاق اور حق گوئی سے بہت زیادہ متاثر تھی وہ نہایت سادہ مگر پُر کشش شخصیت تھے۔ ان کے قول و فعل میں ہم آہنگی تھی مولانا راسخ العقیدہ اور دین و ملت کے سچے خیر خواہ اور بہترین رہنما تھے۔ مجلس شوریٰ میں انہوں نے اسلامی قوانین کے نفاذ، اصلاح معاشرہ اور دیگر قومی و ملی

Marfat.com

امور میں جس طرح حکومت کی رہنمائی کی اس سے ان کے دینی و ملی جذبات کے ساتھ ساتھ علمی تبحر اور بصیرت اور کمال تدبر کا پتہ چلتا ہے وہ ہمیشہ بہتری اور بھلائی کے لیے پیش پیش رہتے۔ تعمیر و ترقی کے مشورے دیتے۔ جن پالیسیوں اور قوانین سے ان کو اختلاف تھا ان پر بے لاگ تبصرہ کرتے۔ مسلمانان پاکستان کے انتشار و فراق کے خاتمے کے لیے انہوں نے حکومت پاکستان سے بھرپور تعاون کیا۔ وہ جب بھی حکام سے بات کرتے تو دینی و ملت کے اجتماعی مفاد کے لیے کرتے۔ پوری قوم ایک عظیم محسن اور ہمدرد سے محروم ہو گئی ہے۔ ان کی وفات بہت بڑا سانحہ ہے۔ راجا صاحب نے فاتحہ خوانی کے بعد مولانا مرحوم کی لائبریری دیکھی۔ انہیں مولانا مرحوم کے جہلم میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ وہ مسجد گلزار حبیب میں مولانا مرحوم کی اقتدا میں ایک بار نماز جمعہ ادا کر چکے ہیں۔ اسی دوپہر ممتاز ادیب و شاعر اور سیاسی و مذہبی رہنما مولانا کوثر نیازی چند رفقا کے ساتھ صاحب زادہ کوکب نورانی سے اظہار تعزیت اور فاتحہ خوانی کے لیے مولانا مرحوم کی رہائش گاہ پر آئے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ مولانا مرحوم کے وصال کے وقت ملک میں موجود نہیں تھے ورنہ جنازہ میں شریک ہوتے انہوں اپنے رفقاء کے سامنے دیر تک مولانا مرحوم کی دینی و ملی خدمات اور اپنے مراسم کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ میری قائم کردہ قومی سیرت کمیٹی کے معزز رکن تھے قومی اسمبلی کے ممبر کی حیثیت سے ان سے وابستگی رہی اس سے پہلے متعدد جلسوں میں ہم اکٹھے ہوتے۔ مولانا کوثر نیازی نے مولانا اوکاڑوی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ وہ نہایت متواضع، خوش خلق عالم تھے انہیں جو مقبولیت اور شہرت و عزت حاصل تھی وہ بہت کم لوگوں کے حصے میں آتی ہے۔ صاحب زادہ کوکب نورانی نے انہیں اپنے والد گرامی کی نئی تصانیف بھی پیش کیں اور اپنے ابا جان کے سفر آخر کا مختصر احوال بھی سنایا۔ مولانا کوثر نیازی نے کہا کہ نماز جنازہ کے ہجوم وغیرہ کے متعلق انہوں نے دوستوں سے پہلے ہی سنا کہ مولانا مرحوم کو نہایت

Marfat.com

عقیدت و محبت اور شان و شوکت کے ساتھ رخصت کیا گیا۔

مجلس شوریٰ کے چیئرمین خواجہ محمد صفدر اپنے دوستوں کے ہمراہ مولانا کی رہائش گاہ پر آئے اور صاحب زادہ کوکب نورانی سے ملاقات کر کے فاتحہ خوانی کی۔ خواجہ صاحب جو ایک بہترین پارلیمنٹیرین ہیں۔ مولانا مرحوم کی دینی و فقہی عظمت کے ساتھ سیاسی بصیرت کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ شوریٰ کے اجلاس میں مولانا مرحوم کی گفتگو اور تجاویز کا بہت احترام کیا جاتا تھا۔ وہ سب کے لیے محترم تھے۔ ان کی وفات پوری ملت اسلامیہ کے لیے بہت بڑا سانحہ ہے۔ انہوں نے مولانا اوکاڑوی اکادمی کے قیام کو سراہا اور ہر طرح اپنے تعاون کا یقین دلایا۔

آستانہ عالیہ غوثیہ گولڑہ شریف کے سجادہ نشین حضرت قبلہ پیر سید غلام معین الدین مشتاق گولڑوی المعروف حضرت لالہ جی مدظلہ العالی کے فرزند اکبر اور معروف و مشہور شاعر صاحب زادہ پیر سید غلام نصیر الدین نصیر اپنے حقیقی و چچازاد بھائیوں کے ساتھ صاحب زادہ کوکب نورانی سے اظہار تعزیت و فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لائے اور شاندار الفاظ میں مولانا مرحوم کو خراج محبت پیش کیا علاوہ ازیں خطیب پاکستان کی نماز جنازہ سے قبل حضرت لالہ جی نے ٹیلی فون کے ذریعے خود اظہار تعزیت کیا تھا اور دعائے مغفرت فرمائی تھی۔ علاوہ ازیں نبیرہ غوث اعظم شیخ طریقت پیر سید طاہر علاؤ الدین گیلانی، آستانہ عالیہ نقشبندیہ لواری شریف و قاضی احمد سندھ کے سجادہ نشین مخدوم پیر میاں فیض محمد نقشبندی آستانہ عالیہ نقشبندیہ بھور شریف میاں والی کے صاحب زادہ میاں خیر محمد نقشبندی پیر صاحب پگارا کے استاد مولانا مفتی محمد تقدس علی شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ، سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت سلطان باہو صاحب زادہ فیاض سلطان قادری، خانوادہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے جناب غلام محی الدین چشتی حضرت مولانا محمد عبد التواب اچھروی، عالم اسلام کے نامور خطاط حافظ محمد یوسف سدیدی، ایوان خطاطان پاکستان کے صدر سید اکرام الحق شاہ، قصور

Marfat.com

کے حضرت مولانا محمد عارف نوری، حضرت مولانا محمد رمضان بصیرپوری، پی آئی اے لاہور کے جناب چوہدری محمد افضل، پی آئی اے اسلام آباد کے جناب عبدالحمید جتالہ، رائے ونڈ سے معروف درویش حکیم نواب دین شرقپوری جامع مسجد پریذیڈنسی کے خطیب قاری خوشی محمد ازہری اوکاڑوی میرپورخاص سے الحاج محمد شفیع ناریجہ آستانہ عالیہ ہدہ کوئٹہ کے پیر نور النبی شاہ ممتاز سیاسی راہنما بیرسٹر مشیر احمد پیش امام، سب رنگ ڈائجسٹ کے مدیر شکیل عادل زادہ، سابق شیخ الجامعہ کراچی جناب سید معصوم علی ترمذی، شعبہ اردو جامعہ کراچی کے پروفیسر محمد جمیل اختر، ملک نیوز ایجنسی دبئی کے جناب ملک محمد اسلم، ممتاز ادیب جناب سلمان الارشد، جناب سجاد میر، کوئٹہ و مستونگ بلوچستان سے حضرت مولانا فتح محمد، مولانا محمد حبیب اللہ، مشہور آفسٹ پریس کے جناب افتخار احمد، ای پومر لاہور کے الحاج حافظ امین الدین، مسلم لیگ کے صدر جناب بوستان علی ہوتی، سب انسپکٹر پولیس جناب چوہدری محمد شریف، چیچہ وطنی کے حافظ محمد طاہر نعت خواں، ماہر امراض چشم ڈاکٹر محمد انور، ممتاز قانون دان بیرسٹر نظام علی خاں، ممتاز سرجن ڈاکٹر نظام الحسن اور ان کی اہلیہ، خطیب جامع مسجد راولپنڈی صاحب زادہ محمد فیض علی فیضی، جناب محمد حنیف حاجی طیب مع رفقاء جناب فخر الدین ایم حبیب، سعودی عرب سے محمد اقبال میمن، مختار احمد رمضان، محکمہ ڈاک یونین کے جناب ارشد جاوید، لیبر ڈائریکٹریٹ کے صلاح الدین مغل، سابق وزیر صحت شیخ رفیق اختر، پی آئی اے کے سید طارق علی، مشہور خطاط عبدالرشید شاہد، مشہور فارسی شاعر مولانا غلام قادر گرامی کے رفیق جناب سردار محمد، ممتاز قوال مقبول احمد صابری، حضرت خطیب پاکستان کے کراچی کے ابتدائی میزبان حاجی محمد ہاشم، محکمہ کسٹم کے ڈاکٹر منظور احمد جناب اسلام احمد خاں، جناب مجید شاد، لاہور سے چوہدری محمد اسحٰق وارڈ نمبر والا، قریشی ویلن ملز لاہور کے شیخ رحمت اللہ، کاموں کی سے مجلس

Marfat.com

شوریٰ کے رکن سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی اور شہید وطن ظہور الحسن بھوپالی کے والد مولانا وہاج الدین چشتی، حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد صاحب شرقپوری، جناب جسٹس پیر کرم شاہ صاحب

الازہری، مولانا مفتی محمد حسین صاحب رضوی قادری حضرت مولانا عبدالستار نیازی، حضرت مولانا حسین الدین شاہ صاحب، جناب ریئر ایڈمرل ایم آئی ارشد، پروفیسر طاہر القادری صاحب، میجر جنرل محمد افضل صاحب (ڈی ایم ایل اے) ممتاز سماجی کارکن عبدالستار ایدھی، مجلس شوریٰ کے اراکین حضرت علامہ عبدالمصطفےٰ الازہری، علامہ سید محمد رضی، علامہ سید نصیر الاجتہادی حافظ محمد تقی، عبداللہ حسین ہارون، میر نواز خان مروت، سید سعید حسن، عبدالرزاق راجوانی، چوہدری شجاعت حسین (گجرات)، جناب ہر چند رائے اور بیگم محمودہ سلطانہ، قونصل جنرل ایران مع اسٹاف، جناب ایس آئی اے سبزواری پروفیسر این اے فاروقی، پروفیسر وحید قریشی و دیگر اساتذہ و اسٹاف گورنمنٹ کالج آف کامرس و اکنامکس کراچی، پروفیسر سید شوکت علی، جناب محمود اعظم فاروقی، جناب خادم علی شاہ بخاری و ناصر علی شاہ بخاری، حضرت پیر سید احمد اشرف ڈاکٹر پیر مظاہر اشرف، جناب ہاشم رضا، حضرت مفتی غلام قادر کشمیری، مولانا اطہر نعیمی صاحب، پروفیسر شاہ فرید الحق، استاد العلماء مولانا عطا محمد بندیالوی، سید ابو یوسف سید صفدر عباس زیدی، مولانا سید محمد ریاض الدین سہروردی، پیر صاحب بھٹل، جناب نواب علی نوانہ آنرٹ، حضرت مولانا عبدالوحید ربانی، مولانا جمیل احمد نعیمی، مولانا محمد اشفاق (خانیوال) شیخ الحدیث مولانا وقار الدین، ڈاکٹر عبدالغفار، ڈاکٹر ایس آئی احمد، محترمہ شاہدہ پروین احمد، محترمہ خیر النساء شیخ ڈاکٹر راجہ محمد اقبال، ڈاکٹر ممتاز عالم و دیگر اساتذہ و طلبہ شعبۂ فارسی (جامعہ کراچی) اس کے علاوہ مختلف تنظیموں اداروں کے ارکان زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد فرداً فرداً حضرت خطیب پاکستان کی قیام

Marfat.com

گاہ اور مزار اقدس پر آئے اور صاحب زادہ کوکب نورانی سے اظہار تعزیت کیا۔ آنے والوں کی آنکھیں اشکبار ہوئیں۔ اکثر معتقدین کا تو یہ عالم تھا کہ وہ بر ملا کہتے کہ ہمیں اپنے والدین کی موت پر رونا نہیں آیا جتنا خطیب پاکستان کی وفات کا دکھ ہوا ہے۔ کاش ان کو ہماری عمریں لگ جاتیں وہ رہتی دنیا تک یونہی کملی والے آقا کے ترانے گاتے رہتے، عشق مصطفوی سے دلوں کو گرماتے رہتے۔

مولانا مرحوم کی تدفین جس کمرے میں کی گئی تھی اس کا فرش مسجد کے فرش کی سطح سے ڈیڑھ فٹ نیچا تھا چنانچہ کوکب نورانی نے جناب محمد شفیع سپروائزر کے ذمے یہ کام لگایا کہ وہ نہایت احسن طریق پر قبر کے اطراف ہم ڈال کر تعمیر کے لیے چار دیواری بنائیں اور کمرے کا فرش مسجد کے فرش کی سطح تک بلند کر دیں کیونکہ چہلم تک مزید تعمیر مکمل نہیں ہو سکے گی اس لیے باقی کام چہلم کے فوراً بعد شروع کیا جائے گا۔

اس دوران مولانا مرحوم کے مشن کو جاری رکھنے اور ان کے مساعی جمیلہ سے لوگوں کو روشناس کروانے کے لیے مولانا اوکاڑوی اکادمی قائم کی گئی۔ مولانا مرحوم کی اہلیہ محترمہ تینوں فرزند مولانا مرحوم کے چھوٹے بھائی صوفی محمد لطیف نقشبندی محمد حنیف، محمد اکرم، مولانا مرحوم کے داماد شیخ محمد اعظم نقشبندی، شیخ محمد افضل نقشبندی، جاوید اقبال شیخ، شیخ ارشد جاوید، مولانا مرحوم کے برادر نسبتی الحاج شبیر محمد، شیخ محمد اشرف، بہنوئی مولانا محمد اسمٰعیل، مولانا کے سیکرٹری مولانا غلام حیدر رنگ صاحب زادہ پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری اور جناب عبداللہ دادا بھائی، اس اکیڈمی کے ارکان اور کوکب نورانی چیئرمین مقرر ہوئے۔ امام اہل سنت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی اور شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی مدظلہم مولانا اوکاڑوی اکادمی کے سرپرست ہوں گے۔

وقت اپنی رفتار سے رواں دواں ہے۔ ساعتیں گذرتی جاتی ہیں زمانے میں اک تغیر کو ہی ثبات ہے۔ اس دنیا میں جو بھی آیا ہے

Marfat.com

اسے بہرحال جانا ہے۔ یہی نظام قدرت ہے جانے والے کو کون روک سکا ہے۔ لوگ اپنی جانوں کا نذرانہ ہاتھوں میں لیے رہ گئے۔ مولانا کو جانا تھا وہ چلے۔ گلی گلی لوگ آج بھی اُن کی آواز سن رہے ہیں مگر اب ان کی آواز پر ہر آنکھ بھیگ جاتی ہے۔ اک ہوک سی دل میں اُٹھتی ہے اور دل روتے ہیں۔ سب کہتے ہیں وہ اب نہیں آئیں گے لیکن کوکب نورانی کو ہی نہیں ان سب کو بھی اک انتظار سا کیوں ہے ....

ابّا جان

میں جب بھی تری ذات کا کرتا ہوں تصوّر
صورت بھی نظر آتی ہے سُنتا ہوں صدا بھی
آنکھوں سے ترے واسطے آنسو بھی رواں ہیں
ہونٹوں پہ ہے تیرے لیے بخشش کی دُعا بھی

۱۹۸۴ء

کوکب نورانی اوکاڑوی

Marfat.com

خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۸۴ء

Marfat.com

واہ کینٹ میں
یوم سیدنا حسینؓ
سے خطاب

Marfat.com

خطیب پاکستان کی نشست گاہ

اسی کشمکش میں گزریں مری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و ساز رومی کبھی پیچ و تاب رازی

تیرے اندازِ خطابت کی جہاں میں دھوم تھی
یاد رکھے گا جہاں حسنِ بیاں کا بانکپن

Marfat.com

FIRST office-bearers of the newly formed Ahle Sunnat Wa Jamaat of South Africa are pictured here with Moulana Mohammed Shafi Okarvi (Seated), a Pakistani MP, who initiated the move to form the body during his recent visit to Durban. They are from left, Hajee A. R. Soofie, Hajee Ebrahim Tar Mohammed and Mr. A. G. Khan.

مارلیشس میں عید میلاد النبی کا اجتماع
وزیراعظم خطاب کررہے ہیں۔ مولانا اوکاڑوی تشریف فرما ہیں

Marfat.com

10 000 members for new body

By ZULEIKHA ISMAIL

MORE than 10 000 Muslims are expected to join the newly-formed Ahle Sunnat Wa Jamaat of South Africa, says Mr. A. G. Khan, the Jamaat's founder and first president.

The Jamaat's primary aim would be to further the religion of Islam, Mr. Khan told the Mercury yesterday.

He envisaged the body becoming the most powerful Muslim organisation of its kind in the Republic "in due course," he said.

"We confidently expect that the Jamaat will eventually have more than 10 000 members, mostly from Natal. We have affiliated with the world body, which has members from many countries, including India, Pakistan, Egypt and Britain," he said.

Mr. Khan is the first president of the Jamaat, with Hajee Ebrahim Tar Mohammed as treasurer and Hajee A. R. Soofie as secretary.

Mr. Khan said that representatives from more than 50 Muslim organisations in Natal were expected to attend the Jamaat's first meeting at Durban's Orient Hall tomorrow at 2.30 p.m.

Marfat.com

وفات سے پانچ گھنٹے قبل کھینچی گئی خطیب پاکستان کی تصویر

خطیب پاکستان کے معتمد مولانا غلام حیدر

Marfat.com

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر

خطیب پاکستان کے فرزندان اپنے اباجان کا آخری دیدار کر رہے ہیں

Marfat.com

نماز جنازہ کے اجتماع سے کوکب نورانی خطاب کر رہے ہیں

نماز جنازہ سے قبل علامہ احمد سعید کاظمی اور دیگر مشائخ و علمائے کرام

Marfat.com

مرقدِ مبارک امیر اہلِسنّت

۱۴۰۴ھ

مسجد گلزارِ حبیب میں آخری دیدار کے منتظر ہزاروں سوگوار

Marfat.com

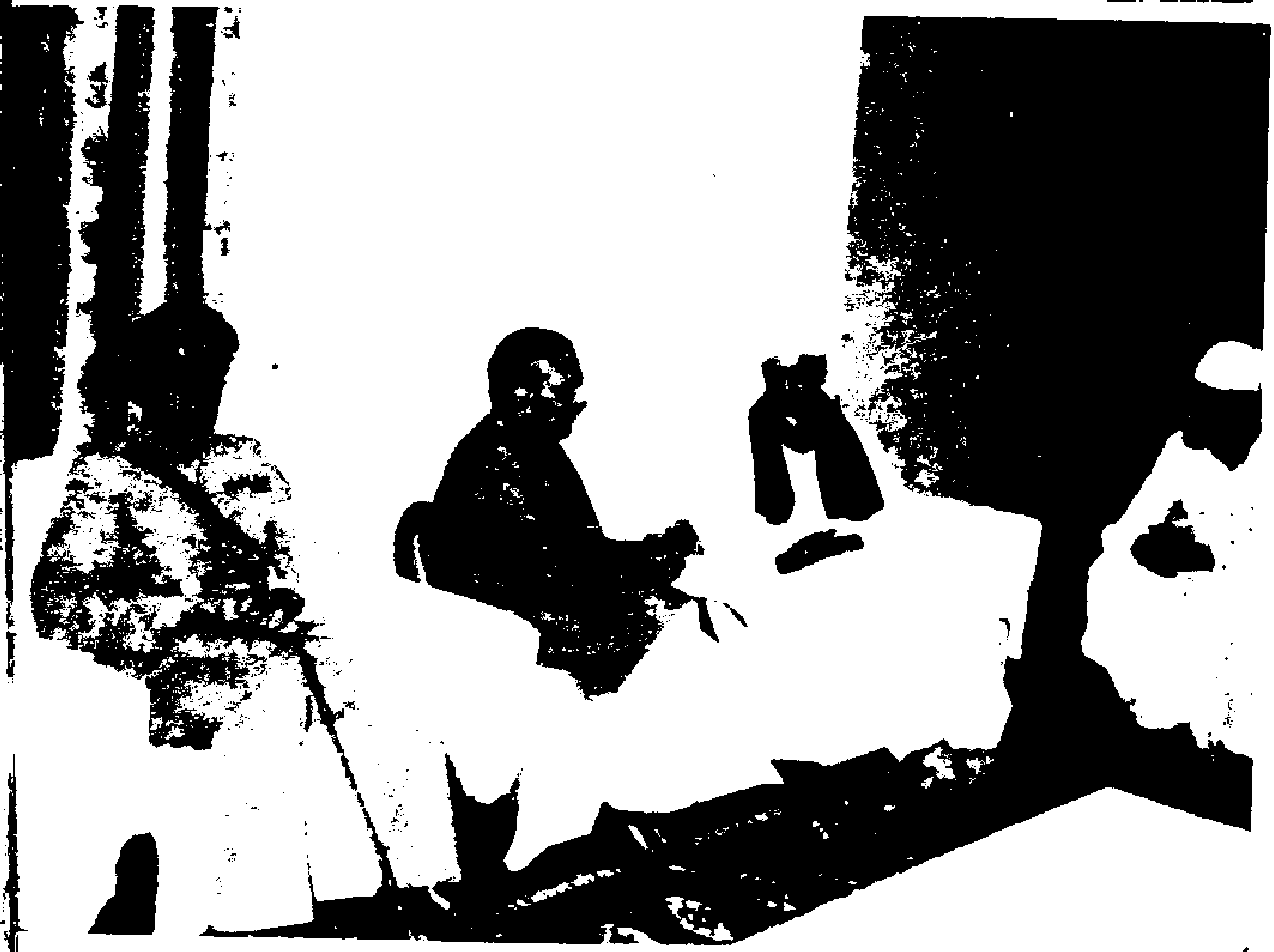

سد ر مملکت جنرل محمد ضیا الحق اور گورنر سندھ
جنرل جہانداد خان کوکب نورانی سے تعزیت کر رہے ہیں

صدر پاکستان اور گورنر سندھ خطیب پاکستان کی لائبریری میں

Marfat.com

راجہ ظفر الحق خطیب پاکستان کے فرزندان سے اظہار تعزیت کر رہے ہیں

مولانا کوثر نیازی کوکب نورانی سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے

Marfat.com

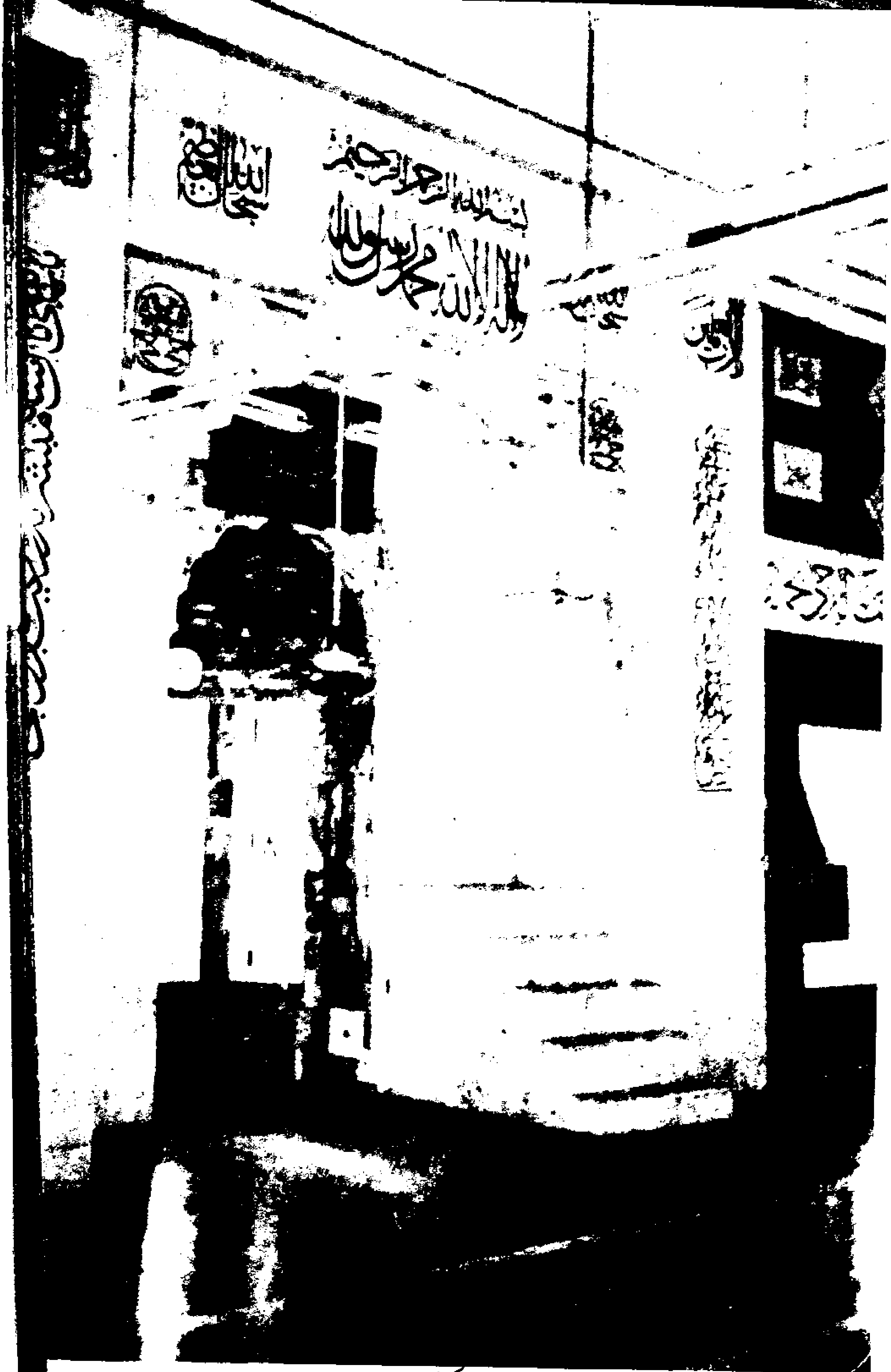

مسجد گلزار حبیب کا دلکش محراب و منبر

Marfat.com

انوار العلوم ملتان میں علامہ کاظمی کوکب نورانی کی دستار بندی فرماتے ہوئے

پیر پگارا سے کوکب نورانی محو گفتگو ہیں

Marfat.com

NATAL MERCURY

VISITING MOULANA AND LOCAL SCHOLAR IN CHALLENGE AND REPLY

Mercury Reporter

THE visiting Pakistani priest, Al Hajj Moulana Mohammed Shafee Okharvi, has challenged Mr. Nazeer Ahmed of Mooi-River, Natal, to a public debate on Islam.

Mr. Ahmed, an Islamic scholar, recently criticised the Moulana's lectures, claiming in an "open letter" that the lectures were likely to cause a rift among Muslims.

Moulana Okharvi, who leaves tomorrow, told the Mercury yesterday that he was prepared to meet Mr. Ahmed in public anytime today between 10 a.m. and midnight, suggesting the Grey Street Mosque as a possible venue.

Approached for comment yesterday, Mr. Ahmed said that he was prepared to accept the challenge on certain conditions, including one that there should be no public debate.

challenging Moulana Ahmed to meet him on Wednesday this week "between 10 a.m. and midnight" at the Grey Street mosque for a debate.

Mr. A. G. Khan, a trustee of the Grey Street Mosque, who is playing host to Moulana Okharvi, told the Sunday Times yesterday that Moulana Ahmed had not accepted the challenge.

Mr. Khan said Moulana Okharvi was waiting for an opportunity to confront his critics and he hoped the challenge would be accepted so that the public could decide who was right.

Moulana Okharvi will lecture at the Isipingo sportsground today and later in the evening will attend a reception in his honour at the Grey Street mosque.

Mr. Khan, who has himself come under pressure because of his association with Moulana Okharvi, said no one would stop the Pakistan priest from speaking at the Grey Street Mosque, the largest mosque in the Southern Hemisphere.

Moulana Okharvi was due to leave South Africa on Thursday but due to requests from Cape Town Muslims to hear him he left Durban for Cape Town on Wednesday. He will now leave for home on Tuesday.

Marfat.com

Hate campaign sequel

R80 000 challenge unclaimed

By HOOSEN KOLIA

AN offer by a visiting Muslim priest, Moulana Mohammed Shafee Al-Khatheeb Okharvi, to pay R80 000 to anyone who could disprove his teachings has gone unclaimed.

Since his arrival from Pakistan last month Moulana Okharvi has been the centre of a storm among different Muslim sects who cannot agree on certain interpretations made by the priest on Islamic teachings.

Moulana Okharvi has become the target of a sustained campaign by several groups including the orthodox Tabligh Jamaat who have unleashed a torrent of leaflets attacking him.

Some of the leaflets consist of vicious personal attacks on the priests and the Moulana has been challenged to a public debate — though none of his critics has yet faced him.

Secret tape recordings have been made of some of Moulana Okharvis' lectures and these are being used against him by his critics in their leaflets.

Soon afterwards, Moulana Okharvi challenged his critics to disprove eight statements made by him. He offered R10 000 for each statement anyone could prove false.

Moulana Okharvi's strongest critic has been Moulana Nazir Ahmed of Mooi River who has distributed two leaflets attacking him.

In turn the visiting Moulana issued a leaflet

Marfat.com

عالِم کی موت کہتے ہیں عالَم کی موت ہے

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

85 MOORES CORNER 1.5 MI. 86 87 88 89 FREDERICKSBURG 13 MI. 90 STAFFORD 3.0 MI. 91 92 93 94

Scale 1:50,000

Meters 1000 500 0 1 2 3 4 5 Kilometers

1 ½ 0 1 2 3 Statute Miles

1 ½ 0 1 2 3 Nautical Miles

ELEVATIONS IN METERS

CONTOUR INTERVAL 10 METERS

ELLIPSOID .... WORLD GEODETIC SYSTEM 1984 / GEODETIC REFERENCE SYSTEM 1980
GRID .... 1,000 METER UTM ZONE 18
PROJECTION .... TRANSVERSE MERCATOR
VERTICAL DATUM .... NATIONAL GEODETIC VERTICAL DATUM OF 1929
HORIZONTAL DATUM .... WORLD GEODETIC SYSTEM 1984 / NORTH AMERICAN DATUM 1983
PRINTED BY .... NIMA 4-00

COORDINATE CONVERSION WGS 84, NAD 83 TO NAD 27
Grid: Subtract 32m.E., Subtract 213m.N.
Geographic: Add 1.1" Long., Subtract 0.2" Lat.

LITARY LEGEND

NT INFORMATION AS OF 3-99

d access areas .....

s areas .....

..... 10A

SAMPLE 1,000 METER GRID SQUARE

46 SAMPLE POINT 45 12 13

100,000 M. SQUARE IDENTIFICATION

TH UH

GRID ZONE DESIGNATION

100 METER REFERENCE

1. Read large numbers labeling the VERTICAL grid line left of point and estimate tenths (100 meters) from grid line to point: 12 3
2. Read large numbers labeling the HORIZONTAL grid line below point and estimate tenths (100 meters) from grid line to point: 45 6

Example: 123456

WHEN REPORTING ACROSS A 100,000 METER LINE PREFIX THE 100,000 METER SQUARE IDENTIFICATION IN WHICH THE POINT LIES

ED SOLELY TO BE A TRAINING AID ON. IT IS NOT INTENDED FOR OR ANY OTHER TYPE OF TRAINING OR ANY PURPOSE OTHER THAN STRUCTION. USE THE QUANTICO

1995 G-M ANGLE 150 MILS

TO CONVERT MAGNETIC AZIMUTH TO A GRID AZIMUTH SUBTRACT G-M

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

اپنے معاصرین کی نظر میں

دادا بھائی فاؤنڈیشن کراچی

Marfat.com